بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گلدستۂ ازہار فصاحت و دستنبوی ریاحین بلاغت معدن انواع مضامین فضل و بری

یعنی

کلیات سطوتی

از طبع زاد مسمی سید [illegible] رسول خان صاحب [illegible] سندیلہ تعلقدار جلال پور خیرخواہ سرکار انگلشیہ

مطبع [illegible] طبع ہوا

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تینون صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب کلیات و دواوین اردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب کلیات و دواوین اُردو		کلیات امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی -	۱۲/
کلیات ظفر - از حضرت سراج الدین ظفر بادشاہ ہر چہار جلد کامل دو جلد مین	عہ/	کلیات میر تقی - اُستاد مسلم الثبوت سخنوری -	عہ/
انتخاب کلیات ظفر -	۶/	کلیات سودا - استاد مسلم معروف	عہ/
کلیات مومن - از استاد سخن مومن خان دہلوی -	۹/۳	کلیات - انشاء اللہ خان شاعر نامی -	عہ/
دیوان ناسخ - استاد شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی -	۱۲/۶	کلیات صنعت - عجیب صنعت	۹/۹
کلیات آتش - اُستاد خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی -		[دیو]ان مہر - مصنفہ مرزا [illegible] صاحب مہر	
[کلی]ات نعتیہ محمد - مصنفہ [illegible]	[illegible]	[illegible] حاتم علی بیگ	۱۱/۳

قطعات تاریخ وفات حضرت مولانا سید فضل رسول صاحب قلندر تعلقدار و آنریری اسسٹنٹ کمشنر و مجسٹریٹ متخلص بہ وسطی مصنف کلیات ہٰذا

(۱)

از مدبر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان صاحب اسیر استاد مصنف

جہانی را غم فضل رسول است	عجب دانا رئیس نامور رفت
بہ نظم و نثر در خلق داشت کامل	ز دنیا صاحب علم و ہنر رفت
سبک تر بعد سیر این گلستان	بباغ خلد چون باد سحر رفت
بدریا کار غواصی اجل کرد	لب ساحل صدف ماند و گہر رفت
ہمہ احباب او گشتند نالان	بہر کشور کہ این موحش خبر رفت
اسیر از مرگ او افسردہ گشتم	ز غم قوت ز دل ہوشم ز سر رفت
خرد تاریخ ہجر جان و تن گفت	کہ رنگ از لالہ بو از گل بدر رفت
	۱۲۹۶ھ

(۲)

منشی فضل رسول ذی رتبہ رئیس	راہی طرف ملک بقا شد ز جہان
تاریخ بہ سال عیسوی گفت اسیر	از فضل رسول یافت ایوان جنان
	۱۸۷۹ء

(۳)

مطبوعہ جناب منشی سید فضل حسین خان صاحب متخلص بہ شاعر خلف مصنف کلیات ہٰذا

ہائے نیکو صفات فضل رسول	سخی و باذل و سر دوران
۱۲۹۶ھ	۱۹۰۲ سمبت

گشتہ شاعر زلوح دل تاریخ ۱۲۹۶ — کو ز صد احتشام شد بجنان ۱۲۹۶ف

(۴)

از منشی ظہور الحسن صاحب ظہور لکھنوی شاگرد رشید حضرت اسیر

آن وحید زمانہ سید پاک — عاشق صادق رسول ہدا

از وفاتش دو سال گفت ظہور — نیک فضل رسول خاص خدا ۱۲۹۶ف ۱۲۹۶ھ

(۵)

وای فضل رسول سید پاک — غم ترحیل او جہان آرا

روی ہر مصرعہ بہر سال اتم — صعف لصعف بر نشانند در ماتم ۱۲۹۶ھ

قطعات تواریخ تولد و وفات حضرت میر فضل رسول صاحب مرحوم واسطی و تاریخ مقبرہ

از کمال الدین سنجر زند ایرانی

(۶)

چو فضلہٗ وبرسولہٗ شنیدم از ہاتف ۱۲۲۲ — بخوبیش گفتہ ام این نکتہ ست سربستہ

خبر ز مولد فضل رسول دادہ مرا — کہ در بباغ جہان بود ہمچو گلدستہ

ہزار حیف کہ از مرگ آن خجستہ خصال — دل مبارک فضل حسین شد خستہ

بنا بقبر شریفش نمودہ مقبرہٗ — چو مقبرہ کہ بفردوس ہست وابستہ

نوشتہ خامۂ سنجر دو سال ماہ وفات — بیک مصرع رنگین ولیک برجستہ

بصد فسوس بتاریخ سال فوتش گفت — برست او ز خود و بر خدای پیوستہ ۱۲۹۶ھ ۱۲۹۶ھ

لہ سال مادہ در فارسی ہمین تاریخ است

بوجد از پی تاریخ بقعہ گفتم باز | زہی ازین پسر نیکنام شایستہ
۱۲۹۹ھ

ولہ (۷)

این مقبرہ را ہر آن کسی دید | بیغارۂ روضۂ جنان گفت
تاریخ بنای بقعہ سنجر | او رشک بہشت جاودان گفت
۱۲۹۹ھ

ولہ (۸)

جہان فضل از دنیا بدار الملک عقبا شد | بہشت جاودان از مقدم پاکش مصفا شد
ہمین فضل رسول آن میر عالیقدر و نام آور | ز دنیای دنی بگذشت بر فردوس اعلا شد
بجد خویشتن شد ملحق اندر روضۂ جنت | روان اطہرش را جای در آغوش زہرا شد
دل فضل حسین فرزند دلبندش ازین ماتم | پر از اندوہ و حزن و رنج و درد و شور و غوغا شد
پی تاریخ سنجر از زبان واسطی گفتم | حباب ہستی من ز آب موجی عین دریا شد
۱۲۹۶ھ

ولہ (۹)

واسطی رفت ز دار دنیا | رفت از دشت جہان و محنت
چشم بد دور کہ با حور العین | در جنان می کشد اینک صحبت
سنجر از سال وفاتش پرسید | ہاتفی گفت کہ رحمت رحمت
۱۲۹۶ھ

ولہ (۱۰)

حضرت فضل حسین بر قبر پاک باپ خویش | ساخت نیکو بقعۂ کس بتوان گلدستہ گفت
طبع سنجر از پی تاریخ فوت واسطی | او ز خود وارستہ گفت و بر خدا پیوستہ گفت
۱۲۹۶ھ ۱۲۹۶ھ
بہر تاریخ بنای این ہمایون مقبرہ | کلک من بہ عمر حبا بابانی شایستہ گفت
۱۲۹۹ھ

(۱۱)

از منشی ظہور الحسن صاحب ظہور لکھنوی شاگرد حضرت اسیر

زہی فضل رسول با اجلال | سنئے مصرع میں ہے وفات کا سال

قاضی ذی شرف مسیح زمان
اور مہینہ جمادی اول کا
سر تاریخ سے بفکر تمام
سنگ پر ہو ظہور یون کندہ

تھا امیٹھی مین خاص انکا مکان
نورزادہ کو یہ وان ہوئے پیدا
ذوالفقار علی نکالا نام
بسکہ از سٹھ برس رہے زندہ

(۱۲)

از منشی محمد حسن صاحب نامی

دوازدہ صد و ہم بست و ہشت ہجری بود
بہ نیکنامی بسر بر د شصت و ہشت اینجا

بفیض فضل رسول آمد از عدم بوجود
دہ و دو صد نود و شش با صل جو د نمود

ولہ (۱۳)

دہ و دو صد نود و ہفت سال ہجری بود
دوازدہ صد و بالاے آن نود نہ بود
چو شاد گشت دل والدش ز حسن عمل
گر از حساب جمل سال تکملہ جوئی

بنای روضۂ اقدس نہاد فضل حسین
کہ این حظیرہ مرتب شدہ بزینت و زین
ندا ز مقبرہ شد مرحبا بہ نور العین
شمار کن عدد صاد و طا و را و عین

(۱۴)

از چودھری محمد عبد الباقی صاحب باقی رئیس سنڈیلہ

سال میلاد زہے فضل رسول
ساخت چون مقبرہ اش فضل حسین

سید ی فضل رسول آہ آل
شد بس این روضۂ اقدس پی سال

(۱۵)
از ارشد بلگرامی

رئیس نامور و ذی کمال فضل رسول

و یار نیک صفاتی او ندارد حسد

بلند حوصله عالی همم سخی فیاض ذهین وصاحب فهم و ذکا واهل خرد
جهان سیه نشود چون بدیدهٔ مردم کر روز رحلت او را نمود بخت بد
سنین او بدعا بر زبان آرشد رفت خدای پاک بحق رسول آمرزد

ولہ (۱۶)

چون عمدهٔ اولاد رسول مقبول منشی فضل رسول پاکیزه اصول
رفته زجهان سال وفات آرشد گفت او باد میان خلد همراه رسول
۱۲۹۶ھ

ولہ (۱۷)

رئیس عاقل و دانای دهر فضل رسول که شد زرخصت او خاطر زمانه ملول
نوشت آرشد محزون لبال فصلی او شود امیر ارم واسطی بمین رسول
۱۲۹۶ھ

ولہ (۱۸)

فضل رسول سید ذیجاه و ذی شرف شد این خرابه جانب مالک لبقا روان
آرشد رقم نمود بتاریخ عیسوی فضل رسول بود از ان یافت او جنان
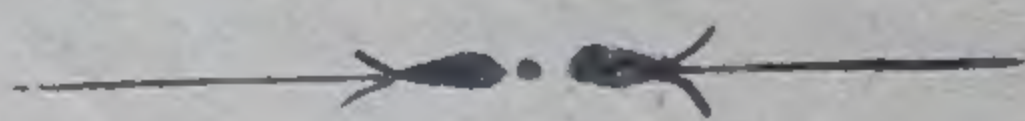
نقل تقریظ منقول از مطبوعۂ اول

نتیجۂ طبع وقاد سخنور بیمثال شاعر نازک خیال مرحمت الدولہ بہادر
مولوی سید غضنفر علیخان متخلص بہ حکیم ابن تدبیر الدولہ مدبر الملک
منشی سید مظفر علیخان بہادر متخلص بہ اسیر

ترانہ سنجی عندلیب خامہ اُس نخلبند گلستان ایجاد کی حمد مین زیبا ہی کہ گلہاے رنگارنگ صور مختلفہ چار باغ عناصر مین پیدا کیے اور نغمہ سرائی بلبل نامہ اُس چمن آراے بوستانِ عالم کی مدح مین سزا ہی کہ اثمارِ بوقلمون اشکال متفرقہ اشجار بساتین اجسام سے ہویدا فرمائی طرح مضامین تازہ دل شاعر نازک خیال مین ڈالنا کام اُسکا ہی اور نقش خطوط نو بنو خانہاے صفحۂ عالم تکوین مین بھرنا حسن انتظام اُسکا ہی جلوہ اُسکا مصباح مشکات آفرینش ہی نور جمال اُسکا چراغ دودۂ بینش ہی آفتاب جو صفحۂ سادۂ صبح پہ قلم خط شعاعی سے

خط روشن لکھتا ہی وقلم نگار اُسکا ہی یا ہتاب جو تختۂ سیاہ شب پر پرکار ہالہ سے جو دائرہ مدور کھینچتا ہی نقش طراز انوار اُسکا ہی ابیات ابروان مہرویان ہین فراق ہین السطور چھوٹا ہی یکتا کو دوتا کیا ہی کیا توصیف کیجیے جو کچھ کہیے تھوڑا ہی جل جلالہ وعم نوالہ نظم

خلاق زمین و آسمان ہی
گردونپہ ستارہ ہاے رخشان
آنکھونپہ نہین وہ گو کہ ظاہر
کی سیر جہانکو دیکھا بھالا
یکتا ہی وہ بادشاہ عالم

صناع نقوش دوجہان ہی
دنیا مین بناے جن و انسان
پر دیدۂ دل ہی اُس سے ماہر
قدرت کا ہی کھیل سب نرالا
خلاق جہان پناہ عالم

نعت سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دل بیدل اُس خسار پر نور رشک شمع طور پر پروانہ ہی کہ جسکے نور جمال سے چراغ کونین روشن ہی اعنی محمد مصطفے خدا کے رسول جان بجان اُس سرو چمنستان رسالت پر فاختہ ہی کہ جسکی بارش سحاب مرحمت سے بلاغ دارین سرسبز اور شاداب ہی یعنی خاتم الانبیا اللہ کے مقبول دریاے بے کنار مدح مین ماہی طبع موصف مثل ماہی بے آب طپان ہی کچھ نہین ہو سکتا صحراے وسیع الفضاے وصف مین غزال خیال معرف مانند آہوے لنگ افتان وخیزان روان ہی خاک نہین بن آتا اگر نسخۂ وجود کامل اُسکا اثر شفا نہ دکھلاتا مزاج مختل عالم کبھی درستی قبول نہ کرتا اور اگر وہ اپنی حکمت کاملہ سے ترکیب آل وقرآن سے معجون مرکب نہ بناتا مرض کفر کسیطرح ابدان اہل زمانہ سے زایل نہوتا شادابی گلستان ایمان اُسکی آبیاری ابر عنایت سے ہی تازگی بوستان دین اسلام اُسکی قطرہ افشانی شبنم شفقت سے ہی رسول خدا شافع روز جزا

باعث عدل و داد شیرازۂ دفتر اتحاد چار اضداد نظم

محمدؐ باعث ایجاد امکان	محمدؐ رحمت حق لطف یزدان
اگر ہوتی نہ ذات اُسکی جہان مین	خلل آتا زمین و آسمان مین
بنلے سقف چرخ نیلگون ہی	جو منکر اُسکا ہی اُسکو جنون ہی

بعد اُسکے وصی اُسکا علی ابن ابی طالبؓ اسد اللہ الغالب یعسوب دین امیر المومنین کف ہمت عجب نیسان مکرمت ہی کہ جسکے فیض سے مشت خالی حباب گوہر مقصود درگرہ بستہ ہی دست عطا عجب ابر سخاوت ہی کہ جسکی آبیاری سے دامن شاخ عریان موج شگوفہ ہاے رنگین سے پیوستہ ہی آتش افسردہ یاقوت اُسی کی گرمی بازار عطا سے روشن و منور ہی سبزۂ خشک زمرد اُسی کی ہواے باغ سخا سے تازہ و تر ہی خدا کے ولی ہین محمدؐ کے وصی ہین شب معراج بجاے دست خدا دعوت رسولؐ مین شریک ہوے نزدیک سے نزدیک ہوے ہم پیالہ و ہم نوالہ وحدہٗ لاشریک ہوے جب سے اُسکے بحر عطا نے کف عطا کھولی ہی دریا نے صدف سے پشت دست زمین پر رکھی ہی نظم

علی حاجت رواے دو جہان ہی	علی مشکل کشاے انس و جان ہی

شعر

آن شیر دلاورے کہ براے طمع نفس	درخون جہان پنجہ نیالود علیؓ بود

اما بعد سرگشتہ کوے ناکامی زاویہ نشین عالم گمنامی امیدوار رحمت رب کریم مرحمت اللہ سید غضنفر علی متخلص بہ حکیم عرض کرتا ہی اور نقاب خفا چہرۂ یوسف مدعا سے اُٹھاتا ہی کہ والد ماجد میرے نامور عالم کعبہ سخنوری کے رکن اعظم تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علی خان صاحب بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ اسیر سلمہ اللہ القدیر

ہین ایسا نقارۂ سخنوری شش جہت آفاق مین بجایا کہ سارا سواد اعظم شاعری قبضۂ قدرت مین آیا طبیعت ایک دریا ہی کہ دُرِ مضامین سے پُر ہی جو لفظ صدف دہان معجز بیان سے نکلا ایک بیش بہا دُر ہی ہزارون گلچین گلستان سخن ہوے فیض ارشاد عالی سے سیکڑون اُستاد فن ہوے چنانچہ مصنف دیوان ہذا کہ زمرۂ شاگردان جناب والا سے ہین سخن پختہ اِنکا اُستادی پر دلیل ہی حقا کہ سخنورِ بے عدیل ہی چند فقرات اگر تعریف مین لکھون بجا ہی کہ فی الحقیقت قابل ثنا ہی افضل متاخرین اشرف متقدمین بسم اللہ دیوان فصاحت طغرٰی فرمان بلاغت فخر سخنوران جہان رشک شاعرانِ زمان مہر سماء نکتہ سنجی و نکتہ دانی آفتاب آسمان علم بیان و معانی کلیم دہر مسلم عصر خضر طریق طرز سخنوری مسیح چرخ علوہمتی و عالی گوہری گل گلزار ریاست بلبل گلستان امارت نکتہ دان صحیفۂ دانش دقیقہ رس کتاب بینش ناخداے کشتی کل علوم دُرِ یکتاے بحر جفر و رمل و نجوم برادر بزرگوار بندۂ خاکسار سراپا قصور مولوی سید فضل رسول خان صاحب بہادر متخلص بہ واسطی رئیس سندیلہ تعلقہ دار جلال پور خیر خواہ سرکار انگلشیہ مدظلہ العالی ہر علم و ہنر مستحضر ہی کہانتک تعریف کرون بیان سے باہر ہی ہرچند شغل شعر و شاعری بہت رہا مگر کلام بلاغت نظام ایام غدر مین پریشان ہو گیا اب فی الحال جو کوکب شوق قدیم نے آسمانِ طبع وقاد پر جلوہ کیا مدت دو سال مین باوصف اشتغال دیگر امور یہ دیوان نادر الوجود پردۂ خفا سے منصۂ ظہور مین آیا فی الحقیقت سرمایۂ فصاحت ہی سر دفتر بلاغت ہی ہر بیت اُسکی مانند بیت اللہ سیاہ پوش ہی مگر مطلوب نامہ سفیدان بلاغت کوش ہی اور ہر غزل

اُسکی مانند غزال حرم شوخ طینت ہی رام صفا طلبانِ پاک طبیعت ہی
کوتاہ بینون کو زیارت غزل نے بلند نگاہ کیا اور ہوسنا کون کو استماع
قطعہ نے رشتۂ قطع تعلق سے آگاہ کیا کچھ انتہا ہی جو کچھ کہیئے بجا ہی اب کچھ
حال حسب و نسب مصنف بیان ہوتا ہی سب پر عیان ہوتا ہی
کہ نسب سادات واسطی کا سید ابو الفرح واسطی سے بلکہ زید شہید بن
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے ملتا ہی سادات بارہہ
کی شجاعت و مردانگی و علوِ ہمتی کا حال تمام کتب تواریخ مین درج ہی
حاجت اعلان نہین ضرورت بیان نہین اور جد اعلیٰ مصنف کے مخدوم
سید علاؤ الدین واسطی جاجیزی ہین عہد سلطان علاؤ الدین خلجی مین حسب
ایمائے حضرت سید نصیر الدین محمود اودہی مع اعوان و انصار ملک اودہ مین
آئے اور سندیلہ کو قوم آرکھ سے لڑکر فتح مین لائے اور بعد شہادت سید
نصیر الدین اُنکے پسر کلان کے کاکوری مین اور سید خواجا احمد پسر اوسط کے شہرِ لکھنؤ
مین سندیلہ جیز تسلط مین آیا گوہر مقصود دِامن مراد مین پایا تا عہد
سلطنت مالک سندیلہ مع دیہات مفتوحات رہی صاحب مقبوضات
رہی بندگی سید حسن صاحب کے وقت مین سلطنت مغلیہ ہوئی اور
ریاست منتزع ہوگئی برائے معاش ریاست دیہات معافی عطا ہوئی
مرض تکالیف کو شفا ہوئی عہد نواب فلک رکاب کیوان بارگاہ انجم سپاہ
اختر برج چرخ نیابت قمر فلک سعادت جناب نواب سعادت علی خان بہادر
مغفور مالک ممالک ملک اودھ مین ہمراہ اور معافی داران کے تمام
دیہات ضبط ہوگئے مقدمات و کارخانجات قدیم ضبط ہوگئے
اِس زمانے مین سند تعلقہ داری مصنف کو دیہات زمینداری باقی ماندہ

کی ملی ہی باعث ناموری ہوئی ہی اور مصنف مدظلہ العالی قصبۂ امیٹھی
مین کہ اُنکا ننہال بخاندان ملاجیون مرحوم ہی قاضی مسیح الزمان
صاحب کے مکان مین ۱۹ - جمادی الاولی سنہ ۱۲۲۸ھ مین جلوہ افروز
عالم امکان ہوئے مہمان اہل جہان ہوے نام تاریخی ذوالفقار علی
ہی ذات بابرکات ذوالفقار علی ہی ابتداے عمر مین کتب
درسیۂ فارسیہ امیٹھی مین پڑھی مدارج استعداد بڑھی
کتب عربی اپنے عم نامدار سید اعزالدین احمد خان اور مولوی حمد بخش
صاحب اور مولوی سراج الدہر صاحب اور مولوی تراب علی صاحب
اور مولوی سلامت اللہ صاحب سے پڑھی مدارس علم مین رُتبے
بڑھے علم نجوم و رمل و تکسیر سید علی شیرازی سے دیکھے اور نکات
علم طب اپنے والد بزرگوار حکیم سید عبدالشکور صاحب اور عم نامدار
سید محمد بقا خان صاحب بہادر سے پڑھے جب عمر شریف
بیس برس کی آئی نوکری بہ عہدۂ رسیڈنٹی گوالیار اور بعہدۂ
منشی گری اجنٹی جودھپور پائی بعد ازان بہ ترقی عہدہ میر منشی گری
راجپوتان پر مقرر ہوے منشیان عالی شان کے سر دفتر ہوے
بعد بتیس برس کے استعفا دیکر وطن مین رہے بلبل نغمہ سنج ہوکر
چمن مین رہے اتفاق زمانۂ ناہنجار سے ایام غدر غدّار ان
مین تمام مال و منال لٹ گیا شیشۂ اسباب جمعیت ٹوٹ گیا مگر
سرکار انگلشیہ نے ازراہ عنایت بصلۂ خیر خواہی و جانفشانی
کے اُنتیس ۲۹ مواضع انعام مین عطا فرمایے غنچۂ دل اعدا
مرجھلائے الحمد للہ الحمد للہ سبحان اللہ سبحان اللہ استعمال فنون

سپاہ گری بہ کمال از دیاد شوق عہد جوانی مین کرتے رہی رشک و حسد سے دشمن مرتے رہے طبیعت عالی اوسکی طرف آمادہ ہی شوق زیادہ ہی علوم کا بھی چرچا رہا کیا تصنیف کا ڈھنگ ہوا کیا ایک کتاب مسمی بہ تسہیل العلوم بہ کمال مشقت تصنیف فرمائی تھی اسمین طبیعت کی قوت آزمائی تھی جامع علوم تھے وہ اور کتابون مین کالشمس بین النجوم تھے مگر ہزار افسوس کہ ایام غدر مین رائگان نذر جاہلان ہوئی بیان تکمیل کمالات بے انتہا ہی یہان خموشی اولی ہی فقط اشعار

جس امر کی انتہا نہین رہی	کہنا اوسکا بجا نہین ہے
دیوان ہی عجیب لطف آمیز	سب چیزین ہین اسمین کیا نہین ہی
ذی عقل حکیم داد دینگے	نا فہم سے کچھ گلا نہین ہے

تمت

بعون صناع مکین و مکان فضل حق جلا زمین و زمان

گلدستۂ ازہار فصاحت و دستنبوی ریاحین بلاغت معدن انواع مضامین فضل بری

یعنی

کلیات واسطی

نیاز حسین

حصہ اول

از طبع زاد منشی سید فضل رسول خانصاحب بہادر متخلص بہ واسطی رئیس سندیلہ تعلقدار جلالپور خیرخواہ سرکار انگلشیہ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا ہی مین نے بسم اللہ سے آغاز دیوان کا
یہی طغرا سبب ہوجائیگا اجرائے فرمان کا

جو وہ چاہے گدا کو ہفت کشور کا کرے سلطان
جو وہ چاہے تو بخشے مور کو رتبہ سلیمانؑ کا

نشان لطف ہی آتش کا ابراہیم پر بجھنا
دلیل قہر آنا نوحؑ کی اُمت پہ طوفان کا

میان چاہ یوسف کی کبھی اُسنے حفاظت کی
مصیبت مین ہوا مونس کبھی وہ پیر کنعان کا

نہ دکھلاتا اگر وہ کافرونکو شان قہاری
عصائے دست موسیٰؑ سے نہوتا کام ثعبان کا

ذرا کی سرکشی جسنے جہنم مین ہوا داخل
ذرا کی بندگی جسنے ملا باغ اُسکو رضوان کا

اُسی کا کام ہی یہ کب کسی سے اور ممکن ہی
ملانا چار عنصر کا بنانا جسم انسان کا

جو جہل احکام سے ہوتا ہدایت کسطرح ہوتی
دلیل رحمت رب ہی نزول آیات قرآن کا

نسیم لطف اُسکی ہے نشاط افزا گلستان مین
نہین بیوجہ ہنسنا ہر سحر گلہائے خندان کا

نہ چمکے برق اگر اُسکو چمکنے کا نہ ہو ایما
نہ برسے ابر اگر اُسکو اشارہ ہو نہ باران کا

ہوا جب دن کھلا خورشید کا گل اُسکے فرمانسے
ہوئی شب تمقمہ روشن کیا مہتاب تابان کا

عجب صناعیان ہین عقل کو حیران کرتا ہی
نظارہ چشم و گوش و خط و خال و زلف پیچان کا

نہین لازم سیہ بختی مین بھی قطع اُمید اُس سے — ملا ہے خضرؑ کو ظلمت مین چشمہ آب حیوان کا
نفس کی آمد و شد مین ہون جب دو نعمتین حاصل — زبان کھولے ادائے شکر مین کیا منہ ہی انسان کا
جو کانٹا ہی بیابان مین زبان شکر منعم ہی — دہان حمدِ خالق ہی ہر اک غنچہ گلستان کا

۲

اُسی کے شوق مین آنکھین کھلی ہین واسطی کھان
نگاہ غور سے دیکھا تماشا نرگستان کا

جہان مین کون ہی جسپر نہین احسان احمدؐ کا — سرِ ملک و ملک پر تاج ہے میم محمدؐ کا
زمانہ ہی غلام اُس واقفِ اسرارِ سرمد کا — کہ گوش دو جہان مین حلقہ ہے میم محمدؐ کا
سلیمانؑ ہون کہ یوسفؑ ہون مسیحاؑ ہون کہ موسیٰؑ ہون — دبا سکتا ہی انمین کون گوشہ اُسکی مسند کا
مبارکباد باہم حاملان عرش دیتے تھے — شب معراج مژدہ سنکے اُسکی آمد آمد کا
نہ کیون یاجوج ماجوج ضلال و کفر پسپا ہون — کہ حد شرع مین عالم ہی ذوالقرنین کے سد کا
بہت روتے اگر بے مقتدی اہل عدم ہوتے — عدم مین رہگیا اسواسطے سایہ محمدؐ کا
بجا ہین ساکن ارض و سما محفوظ آفت سے — کہ حرز دو جہان تعویذ ہی حضرت کے مرقد کا
خمیر خاک آدمؑ کا بہت دشوار تھا اُٹھنا — شریک اُسمین اگر ہوتا نہ پرتو نور احمدؐ کا
بلندی آسمان سے ہی زمین کوے مولا کو — پڑے جو نقش پا بنجاے افسر فرق فرقد کا
وجوب و امکان کا مجمع ہو گیا ہی ذات اقدس مین — اشارہ ہی یہ نام پاک مین میم مشدد کا
نہ بنتا علم مولا وقت کشف راز اگر سوہان — نہ ہوتا تیز دندانہ کلید قفل ابجد کا
بیان واضح مولا کا جو کا چلگیا ایسا — کہ پردہ اُٹھ گیا دروازۂ اسرار سرمد کا
عجب انگشتری ہی دست اقدس مین حکومت کی — نگینہ ہے یہ چرخ نیلگون جسمین زبرجد کا
تنائے جرأت شہ اپنی طبع تیز سے ہوگی — کھلے گا معرکہ مین جوہر اس تیغ مہند کا
جدائی احمدؐ و حیدرؓ مین کوئی کر نہین سکتا — عروض آیا ہی کسکو ہاتھ اس بیت معقد کا
اگر انصاف سے دیکھو سوے مہدیؑ ہادی — محافظ کون ہی اس کشور ہستی کی سرحد کا

۳

دعا ہے واسطی ہے روز و شب اپنی کہ محشر مین
خداوندا معاصی عفو ہون صدقہ محمدؐ کا

سب پہ ظاہر ہی حال حیدرؓ کا — نقد ایمان ہے مال حیدرؓ کا
نجم ہی خال خال حیدرؓ کا — نور ہے بال بال حیدرؓ کا
ہی اگر طالب تجلی طور — دیکھ نور جمال حیدرؓ کا
ہون وہ ذرہ ہے آفتاب مرا — چہرۂ بے مثال حیدرؓ کا
صاف ہی جنگ بدر سے روشن — کب ہی پنہان کمال حیدرؓ کا
نطق عیسےؑ کہین تو زیبا ہی — معجزہ ہی مقال حیدرؓ کا
کیون نہ ہو خواب مرگ بھی شیرین — ہو جو دل مین خیال حیدرؓ کا
بخشش دینا مرے محبون کو — تھا یہ حق سے سوال حیدرؓ کا
ہے یہ ادنی شرف کہ مولد ہی — خانۂ ذوالجلال حیدرؓ کا
پھر شہادت ہوئی تو مسجد مین — دیکھ حسن مآل حیدرؓ کا
ابن ملجم عجب حرامی تھا — خون سمجھا حلال حیدرؓ کا
بجھ گیا خانۂ خدا کا چراغ — جب ہوا انتقال حیدرؓ کا

۴

واسطی فیض سارے عالم پر
ہی سے علی الاتصال حیدرؓ کا

وصل سے اُس مہروش کے رتبہ اعلا ہو گیا — منزل خورشید آغوش تمنا ہو گیا
وحشت دل سے مین نادانون مین رسوا ہو گیا — حال دیوانے کا لڑکون کو تماشا ہو گیا
کون گل آیا کہ صحن باغ صحرا ہو گیا — صورت طاؤس رقصان سر بگولا ہو گیا
مجکو مرنے کا نہین کچھ غم مگر اتنا ہے غم — رہ گیا خالی بیابان خضرؑ تنہا ہو گیا
ہون وہ پیاسا مین جو بہرِ آب ساحل پر گیا — خشک شکل قلزم تصویر دریا ہو گیا

پھرتے پھرتے دشت مین آیا تو میخانہ کی سمت
بادیہ پیما تھا اب مین بادہ پیما ہو گیا

یہ گھٹا غم سے نظر آتا نہین صیاد کو
ہون وہ طائر دام مین پھنستے ہی عنقا ہو گیا

خشک کنوہو گئے آیا جو وہ چہرہ نظر
نجم پنہان ہو گئے خورشید پیدا ہو گیا

گردش گردون سے اب امید راحت ہے عبث
پی گئے مے بادہ کش خالی یہ مینا ہو گیا

صور محشر بن گیا آوازۂ خلخال پا
جب چلے وہ دو قدم اک حشر برپا ہو گیا

سر جدا ہوتے ہی پائی رنج ہستی سے نجات
عقدۂ مشکل ناخن شمشیر سے وا ہو گیا

سختیان جھیلین جو ہمنے دولت دنیا ملی
سنگ سے یہ جوہر پوشیدہ پیدا ہو گیا

شوخی رفتار جانان کے اثر سے راہ مین
دیدۂ آہو ہر اک نقش کف پا ہو گیا

آگئی جان اپنے تن مین گفتگوے یار سے
ظاہر اسکے لب سے اعجاز مسیحا ہو گیا

بعد مرنیکے وہی باقی ہے وحشت کا اثر
جو اُگا سبزہ مری تربت پہ کانٹا ہو گیا

واسطی مشتاق اک عالم ہی میرے حسن کا
شہر مین نکلا جو وہ رستے مین میلا ہو گیا

۵

ایک عالم کو بہار آتے ہی سودا ہو گیا
شہر ویران ہو گیا آباد صحرا ہو گیا

ڈوبتے تھے تیغ قاتل کا سہارا ہو گیا
بحر ہستی سے ہمارا پار بیڑا ہو گیا

کسکے لبہاے مسی آلودہ سے دعوی کیا
غنچہ ترا گلشن مین ای سوسن جو کالا ہو گیا

چرخ پہ بھی ہے تلاطم اشک طوفان خیز کا
ہالۂ مہتاب تک گرداب دریا ہو گیا

کیا دہان یار کے مضمون نے دکھلایا اثر
جسنے کبوتر کو دیا نامہ وہ عنقا ہو گیا

کسطرح ہمکو نہ اپنی تیرہ بختی پر ہو ناز
خال رخ اس ماہ کا اپنا ستارا ہو گیا

جب سے منظور نظر اک آفتاب حسن ہے
صاف تارا آنکھ کا گردون کا تارہ ہو گیا

مرکے کھٹکون گا ہما کی آنکھ مین مین ناتوان
سوکھ کر استخوان جسم کا تنکا ہو گیا

دل مرا اٹھا جو دیکھا شعلۂ رخسار یار
اے ہوس آگ پہ قائم یہ پارا ہو گیا

اے جنون میرے گریبان کا تو ہے مذکور کیا
چاک تیرے ہاتھ سے دامان صحرا ہوگیا

خواب مین تھے ہم بغل اُس سے جو جاگے کچھ نہ تھا
واہ اے گردون ابھی کیا تھا ابھی کیا ہوگیا

دل سے ایسی اپنی صورت آگئی اُسکو پسند
آئنہ کو دیکھکر محوِ تماشا ہوگیا

ایک دم مین زندۂ جاوید کشتون کو کیا
خنجرِ قاتل سے اعجاز مسیحا ہوگیا

ایک آنسو سے ہمارے آگیا طوفان نوح
ایک نالے سے ہمارے حشر برپا ہوگیا

سوزِ عشق قدِ جانان نے کیا کسکو نہ خشک
سوکھ کر گلزار مین ہر سرو کانٹا ہوگیا

٦

کی جو میخواری فراق یار مین اے واسطی
آتش مے سے کباب اپنا کلیجا ہوگیا

حائل ہے زیست وصل ہو اُس جانجان سے کیا
پردہ بغیر مرگ اُٹھے درمیان سے کیا

آزاد مثل سرو ہین باغ جہان مین ہم
نفع و ضرر ہے ہمکو بہار و خزان سے کیا

مجمع ہے وہ پسند جہان ہو کوئی حسین
یوسف نہ جسمین ہو غرض اُس کاروان سے کیا

ممکن نہین کہ یار کرے وعدۂ وصال
دل مین نہ ہو جو بات وہ نکلے زبان سے کیا

رندون کا ہے یہ واعظ منبر نشین سے قول
ناقص ہے جنس فائدہ اونچی دکان سے کیا

رونے نے میرے بند کیا کاروبار دھر
ساون کی ہے جھڑی کوئی نکلے مکان سے کیا

پچھتا رہا ہون کرکے کبوتر کو نامہ بر
نامہ تو لیچلا ہے کہیگا زبان سے کیا

منھ ڈالتے نہین کبھی آکر سگ و ہما
ڈرتے ہین میری جلتی ہوئی استخوان سے کیا

پرواز مرغ دل کی نقاہت سے اُڑ گئی
ورنہ زمین کا فاصلہ ہے آسمان سے کیا

تیغ زبان خلق کی پروا نہین رہی
ہاتھ آئی ہے سپر مجھے گوشِ گران سے کیا

ہم مست مے ہین ہمکو دبائیگا کیا فلک
کشتی لڑے جو پیر تو جیتے جوان سے کیا

اعلی جو ہین وہ مائل پستی نہین کبھی
اُترین زمین پہ حور و ملک آسمان سے کیا

غم کے لیے ہی خون جگر ہو کہ لختِ دل
نعمت کوئی عزیز کرو مہمان سے کیا

۷

ہم اس چمن مین طائر نکہت ہین واسطی
ہمکو نشیمن و قفس و آشیان سے کیا

شناور جانتا ہے بحر معنی آشنائی کا
حباب و موج مین پردہ ہی صورتکی جدائیکا

عناصر زیر تربت جاکے آپسمین جدا ہونگے
بھروسا کیا جہانمین چار دنکی آشنائی کا

کہا یہ عالمون سے جب چڑھے منصور سولی پر
حجاب علم مین جلوہ کہان نور خدائی کا

درست اس سے نہ کیونکر ہو شکست بال پروانہ
اثر بے شبہہ کموم شمع مین ہے مومیائی کا

حسینون کا محلہ بھی دیارِ کوفہ ہے شاید
پسند طبع ہے سبکو طریقہ بیوفائی کا

ڈبوئے دیتی ہے ناو انھونکو موج موج اسکی
شناور ہو تو دریا پیر جائے آشنائی کا

ہماری آہ کو نادان ہین جو برباد سمجھے ہین
نشانہ طائر سدرہ ہے اس تیر ہوائی کا

شہادت ایکدن ہوگی پھریگی تیغ گردن پر
سمجھتا ہون اشارہ اسکی انگشت حنائی کا

اگر ہے شوق دل تا منزل مقصود پہونچونگا
نہین محتاج مین ای خضر تیری رہنمائی کا

ادا حق بندگی کا بھی کسی سے ہو نہین سکتا
بڑے نافہم ہین کرتے ہین جو دعوی خدائی کا

مرے پہلو سے اٹھنے کا اگر وہ قصد کرتے ہین
ارادہ روح بھی رکھتی ہی قالب سے جدائی کا

حسین جو ہی ترے رخ سے ہی نقدِ حسن کا سائل
چمن مین گل ہی دست شاخ پر کاسہ گدائی کا

خموشی مین ہی جانبازی مناسب راست بازونکو
انا الحق گو مرے نزدیک جھوٹا ہی خدائی کا

بھلادون آستین کو کسطرح فانوس سے نسبت
کہان ہی شمع مین جلوہ تری گوری کلائی کا

جلادین کیونکے تم کشتے کو تیرے آئین مقتل مین
جو دعوی حضرت عیسیٰ کو ہی معجز نمائی کا

گریبان پھاڑ سکتا ہون نہ جا سکتا ہون صحرا کو
کرون شکوہ نہ کیونکر ای جنون بیدست و پائی کا

ہوا ثابت ہی ایما میری خونریزی کا ای قاصد
لفافہ خط جانان پہ ہی قرطاس حنائی کا

کہون کیا اپنی حالت محو ہون ایسا سراپا ہین
نہ اب ہی وصل کی شادی نہ اب غم ہی جدائیکا

مین چھٹکر کاروان اہل دنیا سے وہان پہونچا
پتا ملتا نہین جس جا جرس کی رہنمائی کا

۸

یہ بیداری کی حالت ہی تجھے یا خواب غفلت ہی
جو بھولا واسطی دل سے یہ نقشہ خدائی کا

حضور یار ہمارا وقار تک نہ رہا
وقار کیا کہ ذرا اعتبار تک نہ رہا

یہ ہوش جا کے سر کوے یار تک نہ رہا
مراجعت مین ہمین اختیار تک نہ رہا

غم فراق نے مردہ بنا دیا الیسا
قرار کیا کہ یہان اضطرار تک نہ رہا

مٹا دیا مجھے سوز جگر نے صورت شمع
گھلا یہ مین کہ مرا جسم زار تک نہ رہا

اُڑا لئے پرزے یہ کپڑونکے دشت وحشت نے
کہ آستین و گریبان مین تار تک نہ رہا

فلک شکوہ بناتے تھے یہان جو قصر بلند
یہ مٹ گئے کہ نشان مزار تک نہ رہا

کیا تھا عہد ہمین گنہ اب شراب کبھی
قیام پر اُسے فصل بہار تک نہ رہا

غم فراق نے ہمکو تو بے اجل مارا
اسے تو موت کا اب انتظار تک نہ رہا

تمھارا غم تو ہی ہمراہ میرے کیا پروا
جو بیکسی مین کوئی غمگسار تک نہ رہا

غرور حسن کہان کا جو رخ پہ خط نکلا
ہوئی یہ صاف کہ دل مین غبار تک نہ رہا

ترے خدنگ نگہ نے کیے یہ خالی دشت
کہ منزلون کہین باقی شکار تک نہ رہا

۹

یہ روز وصل ہوا واسطی مین عیش سے مست
کہ یاد رنج شب انتظار تک نہ رہا

یہ اہل کبر مٹے یادگار تک نہ رہا
مکان کیسے کسیکا مزار تک نہ رہا

ہوائے تند نے کیسا غضب کیا پس مرگ
کہ اُس گلی مین ہمارا غبار تک نہ رہا

جنون کے ہاتھ سے کیونکر نہ تنگ ہون پس مرگ
کفن کا زیر لحد ایک تار تک نہ رہا

تمھاری آنکھ کی اُلفت نے یہ کیا بیخود
خیال گردش لیل و نہار تک نہ رہا

وہ باغ دہر مین ہون بلبل خزان دیدہ
کہ آشیان مین مرے کوئی خار تک نہ رہا

سراغ قافلۂ رفتہ اب ملے ہمین کیا
کہین نشان قدم کیا غبار تک نہ رہا

خزان نے آکے کیا کیا بہار کو بے برگ
کہ باغ مین شجرِ سایہ دار تک نہ رہا

کیا ہی جسم کو بے حس یہ ضعفِ پیری نے
کہ دست و پایہ ہین اختیار تک نہ رہا

لیے یہ وصل مین رخسارِ یار کے بوسے
کہ یاد اُسکو بھی اُنکا شمار تک نہ رہا

لحد پہ ہمسے غریبون کا شامیانہ کہان
کہ سایہ کرنے کو نخلِ مزار تک نہ رہا

بھری جو اُسکی طبیعت تو پھر گیا عالم
کوئی رفیق کوئی غمگسار تک نہ رہا

جنون کے جوش مین دستار کا تو ذکر ہی کیا
بدن کے کپڑون مین جب ایک تار تک نہ رہا

شراب پی کے ہوا نشہ اسقدر غالب
کہ واسطی ہمین خوفِ خمار تک نہ رہا

۱۰

تیرا عاشق ہون سلیمان ہی مقابل میرا
اى پری حق ہی یہ دعویٰ نہین باطل میرا

کھینچ لائیگا مجھے جذبۂ کامل میرا
رگِ مجذوب کی رکھتا ہی کشش دل میرا

ناتوانی کے سبب قتل سے محروم رہا
نملا جسم تھکا ڈھونڈھ کے قاتل میرا

بے سبب شوخ نہین رنگ تری مہندی کا
کچھ نہ کچھ یار لہو اس مین ہی شامل میرا

ہو مری طرح اگر تو بھی کسی پہ عاشق
کیا تعجب ہی کہ اللہ ہی عادل میرا

کٹ گئی راہ سفر چشم زدن مین ہر چند
شہرِ ہستی سے وطن تھا کئی منزل میرا

ناخنِ خنجرِ قاتل ہی اگر عقدہ کشا
حل ہی اک روز ہر اک عقدۂ مشکل میرا

ناخدا ہون وہ تہی بخت کہ مانندِ حباب
ٹوٹ جاتا ہی سفینہ لبِ ساحل میرا

تنگدستی مین نہین جان عزیز ویسے عزیز
ہاتھ ہی تنگ مگر تنگ نہین دل میرا

شمع سوزان جو زبان رکھتی ہی شعلہ سے بلند
کہہ رہی ہی یہ فسانہ سرِ محفل میرا

خود وہ کہتے ہین کہ اس بزم مین یکتا ہون مین
عکسِ آئینہ ہی البتہ مقابل میرا

مہربان سب پہ ہی رکھتا ہی عداوت مجھسے
جو زمانے کا ہی عیسےٰ وہ ہی قاتل میرا

دلِ محبوب کو قابو مین لاؤن کیونکر
واسطی خود مرے قابو مین نہین دل میرا

کیون نہ سامان کرون بے سروسامانی کا
جمع اسباب ہی باعث ہی پریشانی کا

حسنِ رخ دیکھ کے اُس یوسفِ لاثانی کا
چاک ہی مثل کتان دل مہ کنعانی کا

نہ مٹے گا نہ مٹے گا یہ ہی پتھر کی لکیر
وہی پیش آئے گا لکھا ہی جو پیشانی کا

آسمان سے یہ کہو دیدۂ انجم سے ذرا
حال دیکھے مرے داغون کی فراوانی کا

موت سب کی ہی محافظ جو یہ ہی قول صحیح
کیون مین بیفائدہ ہراسان ہون نگہبانی کا

حال آیندہ جو کرتے ہین بیان کاذب ہین
پڑھنے والا نہین کوئی خطِ پیشانی کا

مجرموا اسکے سبب سے ہوئے سب جرم معاف
ماننا چاہیے احسان پشیمانی کا

پوچھتے کیا ہو مرا حال کہ آئینہ ہے
عاشقِ زلف ہون عالم ہی پریشانی کا

کسکو پروا ہی جو موذی ہون مانمین تباہ
غم ہو کیا خانۂ زنبور کی ویرانی کا

شوقِ دیدارِ رخِ یار مین کیا آنکھ ہو بند
صورتِ آئنہ پتلا ہون مین حیرانی کا

روتے روتے کبھی ہو جائیگی دلکو تسکین
ناخدا خود ہی خدا کشتی طوفانی کا

ہی جو بینا وہ سمجھتا ہی کہ انجام ہی خاک
ترجمہ نقشِ قدم ہی خطِ پیشانی کا

ہی جو ہمدرد وہ ہمدرد کا ہوتا ہی شریک
درد ہی دل مین مرے قیس بیابانی کا

واعظو کیا ہی گنہ بندۂ بت ہو جانا
جب ملک سجدہ کرین پیکرِ انسانی کا

صدمۂ کوہِ الم سے نہین کچھ رنج مجھے
ظرف عالی ہی بہت میری گران جانی کا

جسنے دیکھا مجھے ای یار ہوا وہ حیران
آئنہ حال ہی سب پر مری حیرانی کا

سُرمگین چشم کا عاشق ہین ہوا ہون جب سے
ناطقہ بند ہوا میری سخندانی کا

۱۱

واسطی کیون نہو روشن مرا کاشانۂ دل
دھیان رہتا ہی کسی چہرۂ نورانی کا

دل دامِ زلف مین جو پھنسا تھا پھنسا رہا
عاشق تمام عمر اسیرِ بلا رہا

دل پر شبِ وصال بھی صدمہ بڑا رہا
صبح سیاہ بخت کا کھٹکا لگا رہا

کب رازِ دل جہان مین کسی سے چھپا رہا　　روزِ ازل سے عشق مرا برملا رہا

حیران ہو کے یار کی صورت دمِ وصال　　مین صاف آئنہ کی طرح دیکھتا رہا

شکر خدا کہ کھائین سگِ کوے یار نے　　محروم ہڈیون سے ہماری ہما رہا

کاٹی شبِ فراق بڑے اضطراب مین　　تم رات بھر نہ آئے مرا دل لگا رہا

بیداد سے نہ ہاتھ اُٹھایا کسی طرح　　مجھسے تمام عمر وہ ظالم خفا رہا

کیا جانے ہاے کسکی لگی بد دعا مجھے　　مین عمر بھر کہین نہ کہین مبتلا رہا

اک بوسہ لعل لب کا دیت مین دیا نہ ہاے　　دعوےٰ ہمارے خون کا اے بیوفا رہا

جبتک رہا جہان مین رہی رزق کی تلاش　　گردش مین رات دن صفتِ آسیا رہا

نکلا خطاب حساب ہی عشاق کا عبث　　جانے دو جو گیا وہ گیا جو رہا رہا

زندہ ہون لاغری کے سبب اب مین ناتوان　　پھر پھر گئی ہی موت بھی آ آ کے بارہا

بیٹھے ہمیشہ یار کی دیوار کے تلے　　سر پہ ہمارے سایۂ بالِ ہما رہا

دم بھر کا ہی قیام یہان صورتِ حباب　　بحرِ جہان مین کوئی رہا بھی تو کیا رہا

قاتل کی کھنچ گئی سرِ میدان جو تیغ ناز　　ثابت قدم نہ کوئی ہمارے سوا رہا

اندھا ہی جو کہے کہ نہین جلوہ گر حبیب　　مین روز ہر مکان مین اُسے دیکھتا رہا

آزادگی کی شکل نہ دیکھی تمام عمر　　میرا تو دل کسی نہ کسی سے پھنسا رہا

کیا واسطی کو مشکل لا حل سے واسطہ
وہ تو غلام حضرتِ مشکل کشا رہا

۱۲

دل عکس رُخِ یار کی جا ہو نہین سکتا　　یہ آئنہ خورشید نما ہو نہین سکتا

ہر چند جو قیدی ہی رہا ہوتا ہی اک روز　　قیدی ترے گیسو کا رہا ہو نہین سکتا

کیا آ گئی دل مین کہ تم آئے مرے گھر مین　　حق بندہ نوازی کا ادا ہو نہین سکتا

پوچھے گا کسی روز کوئی تیغ زنون سے　　ضائع کبھی خونِ شہدا ہو نہین سکتا

کمبخت ہی کیا ضعف کہ ناخن سے شب وصل
وا اسکا کوئی بند قبا ہو نہین سکتا

موے شرۂ یار سے کسطرح ہٹے دل
ناخن سے کبھی گوشت جدا ہو نہین سکتا

ہو حسن خداداد پہ مغرور نہ اتنا
بندہ جو خدا کا ہی خدا ہو نہین سکتا

غیبت ہی مین رہتا ہی بہت قصد شکایت
جب سامنے جاتا ہون گلا ہو نہین سکتا

گر خط کے پہونچنے مین نہ جلدی بہت اے دل
قاصد تو کسی طور ہوا ہو نہین سکتا

پلوائے تو ساقی مجھے ماہ رمضان مین
روزہ کوئی کیا مجھسے قضا ہو نہین سکتا

جیسے کہ مرے خون سے سرخ اسکے ہین تلوے
ایسا تو کبھی رنگ حنا ہو نہین سکتا

اٹھ جائین اگر سارے جو ہین بیچ کے پردے
ہمکو وہ یقین ہی کہ سوا ہو نہین سکتا

وحشت مین خوشی ہی مجھے عریانی بدنی کی
جامہ ہی یہ ایسا کہ قبا ہو نہین سکتا

پہونچا دے مرے ہاتھ کو اس زلف رسا تک
اتنا بھی تو اے بخت رسا ہو نہین سکتا

فارغ ہین دوئی سے جو ہین یک جان و قالب
جو حرف مشدد ہی جدا ہو نہین سکتا

وہ جبہ ترا مطلع ابرو ہی کہ جسمین
استاد سے بھی دخل بجا ہو نہین سکتا

تقلید نہ کر پیر خرابات کی واعظ
گمراہ کبھی راہ نما ہو نہین سکتا

واسطی زار کو اتنا سمجھاتا ہی کیا
صبر اے صنم ماہ لقا ہو نہین سکتا

۱۳

قلت غم سے دل مشتاق غم کو غم ہوا
کی شکایت چرخ سے جس روز صدمہ کم ہوا

مرگیا غمسے جو مین سارے جہان کو غم ہوا
ایک غم اپنا تھا مجکو اب غم عالم ہوا

وہ پری انسان ہین کسطرح ہو امید وصل
حرف ہمجنسی کے باعث حرف سے توام ہوا

ہوگئی آنکھون کو روشن بے ثباتی دہر کی
جو حباب آیا نظر انکو وہ جام جم ہوا

شام کردی صبح الٹ کر اسنے جو اپنے نقاب
ماہ تابان پر گمان نیر اعظم ہوا

بوسہ دو تم بھی مجھے جاہ ہوئے اپنی نمود
کیا سخاوت سے جہان مین شہرۂ حاتم ہوا

کشتے جو ہوتے ہین اب وہ زندۂ جاوید ہین
میرے دم سے خنجرِ جلاد عیسیٰ دم ہوا

واجب التعظیم تو وہ ہی جو آیا باغ مین
سایۂ مثلِ سرو استادہ قد آدم ہوا

کھل گیا ہی رنج عاشق سے خوشی معشوق کو
خندۂ گل کا سبب جب گریۂ شبنم ہوا

نور کا عالم نظر آیا جو تل بیٹھا وہ مہر
پلۂ میزان بھی برج نیرِ اعظم ہوا

کی تواضع ہمنے اربابِ تواضع کے حضور
دیکھکر محراب سجدے مین سر اپنا خم ہوا

اشکباری نے کیا افزون گرفتہ اپنا دل
ہو کے تر پانی مین عقدہ اور بھی محکم ہوا

نان نعمت مین کہان جو نان جو مین ہی مزا
مین قناعت پیشہ کب منت کشِ حاتم ہوا

بوسۂ لب سے ملی صحت دلِ مجروح کو
واہ کیا حلوا ہمارے زخم کو مرہم ہوا

مل گئی جس روز اُسکی آنکھ میری آنکھ سے
دل نے یہ چلتی کہی بادام اب توام ہوا

مجھسا دنیا مین نہو گا کوئی محرومِ وصال
رشک آیا حرف سے بھی حرف اگر توام ہوا

باغ مین شاید کہ مرمر آہِ بلبل کی چلی
دفترِ اوراق گل جو درہم و برہم ہوا

بن گیا میخانہ غم خانہ فراق یار مین
دورِ ساغر پہ گمانِ حلقۂ ماتم ہوا

سیر گلشن کو گیا جب واسطی بے یار مین
سبزۂ نوخیز کا نظارہ مجھکو سم ہوا

۱۴

عمر بھر مجھکو جو شغلِ مے سے سرجوش رہا
قبر پر مجمع رندان قدح نوش رہا

یاد آئی جو تری نرگس میگون ساقی
مین تو کیا ہون نہ فرشتونکو مرے ہوش رہا

ایک اپنی نہ کہی مین نے زمانے کی سُنی
مثلِ گل باغ جہان مین ہمہ تن گوش رہا

عمر بھر آنکھ نہ غفلت سے کھلی وائے نصیب
وعدۂ روز ازل مجھکو فراموش رہا

ہجر کی شب یہ اُٹھا دودِ جگر صبح تلک
گھر ہمارا صفتِ کعبہ سیہ پوش رہا

گھر کے کس دن نہ مری آنکھ کا بادل برسا
مدتون اشک کی طوفانی کا اِک جوش رہا

مرگیا کون یہ بلبل چمنِ ہستی مین
گل جو سوسن کی روش غم سے سیہ پوش رہا

تم جو وعدہ پہ نہ آئے تو ہمارا دل زار
شب کو معشوق تصور سے ہم آغوش رہا

شب فرقت کی مصیبت کا نہ پوچھو کچھ حال
کبھی رویا کبھی تڑپا کبھی بیہوش رہا

خم کے خم ہمنے چڑھائے شب وصل اے ساقی
میکشی مین نہ کسی بات کا کچھ ہوش رہا

آبدیدہ مجھے دیکھا تو گیا یار کا خشم
صفت آتش خاموش وہ خاموش رہا

اکثر آیا ترے کشتہ کے جلانے کو مسیح
لفظ قم منھ سے نہ نکلا کبھی خاموش رہا

مشرق نور بجا ہی جو کہے اسکو فلک
دل مین کسدن نہ سر صبح بناگوش رہا

کبھی وہ رخ نظر آیا نہ کبھی بات سُنی
ہمہ تن چشم رہا مین ہمہ تن گوش رہا

واسطی سُنکے ترے نالۂ موزون شب وصل
بلبل نغمہ سرا باغ مین خاموش رہا

۱۵

بوسہ دیا نہ عارض روشن دکھا دیا
دل لے کے تمنے عاشق شیدا کو کیا دیا

مجھ مردہ دل کو آکے کب اُسنے جلا دیا
کس روز بوسۂ لب معجز نما دیا

آنکھون کا کچھ قصور نہ دلکی ہی کچھ خطا
قسمت نے دام عشق مین ہمکو پھنسا دیا

ہمراہ یار غیر جو آیا مزار پر
دلکی تڑپ نے خواب سے مجکو جگا دیا

سودائے عشق سے کبھی آیا جو ہوش ہمین
بک بک کے ناصحون نے مرا سر پھرا دیا

مدت سے خط کا یار نے لکھا نہین جواب
کیا جانے کیا رقیب نے اُسکو پڑھا دیا

عزلت نشین ہون مردمک چشم کیطرح
آنکھون کے عشق نے مجھے انسان بنا دیا

کیا سو رہے تھے چین سے کنج لحد مین ہم
خواب عدم سے کس نے آکے جگا دیا

فرہاد بے ستون کو گیا قیس نجد کو
ہمنے گلی مین یار کی بستر لگا دیا

آہون سے میرے کانپ گئے ہفت آسمان
نالون نے میرے عرش بریں کو ہلا دیا

فریادیون کی لینے لگے وہ جو عرضیان
قاصد نے میرے خط کو بھی اُنمین ملا دیا

خود اپنی شکل دیکھ کے وہ محو ہو گیا
آئینہ کس نے یار کو لا کر دکھا دیا

سو نعمتون سے اُسکو سمجھتا ہون مین عزیز ۔ ایسا تمھارے ہجر مین غم نے مزا دیا

۱۶

اک دل رہا تھا وہ بھی ہوا دلربا کے ساتھ
افسوس واسطی نہین جو کچھ دیا دیا

لکھتا ہون وصفِ چشمِ بتِ بے مثال کا ۔ عالم مرے قلم مین ہی شاخِ غزال کا
سائل ہی حسن کا ترے عارض سے کیا چمن ۔ ہر گل ہی دست شاخ پہ کاسہ سوال کا
وہ بادہ خوار ہون کہ جو اک قطرہ پی شراب ۔ دریا بہا دیا عرقِ انفعال کا
شاید ہی تیرے ابروی پر خم کا اُسمین وصف ۔ ہی اسقدر بلند جو مصرع ہلال کا
چمکی تھی نخل طور کے اوپر جو برقِ نور ۔ پرتو تھا ایک آپکے نورِ جمال کا
لاغر ہی تن مرا کمر یار کی طرح ۔ دیکھا تو اس مین فرق نہین ایک بال کا
لازم طلب ہی اُسکی دم زیب بزم مین ۔ مشتاق آئنہ ہی تمھارے جمال کا
نفرت غنا سے ہی ہمین اُسکے فراق مین ۔ ٹپے کا ہی نہ ہوش نہ مطلق خیال کا
وہ صبح تک نہ آئے تو جان اپنی جائیگی ۔ فرقت کی رات دن ہی ہمارے وصال کا
اورونکو صاف ہمکو عنایت ہو دُردمی ۔ ساقی ہی کیا سبب تری گردِ ملال کا
ہین بڑھکے ماہ نو سے طلبگار بدر ہم ۔ ہمسا بھی قدردان نہین اہل کمال کا
گردون پہ خال چہرۂ خورشید بن گیا ۔ ذرہ اگر اُڑا مرے گردِ ملال کا
دی ہمکو شکل خالقِ عالم نے نور کی ۔ پتلا بنا رہا ہمین گردِ ملال کا
دریافت کر تدرو سے بلبل سے پوچھ لے ۔ قائل نہین ہی کون تری بول چال کا

۱۷

نادان ہین وہ جو طالب لذت ہین دہر مین
ای واسطی ہی داغ ثمر اس نہال کا

شاید کہ شاد ہوکے وہ دے بوسہ خال کا ۔ تحفہ مین اُسکو بھیجیے نافہ غزال کا
کشتہ کیا ہی بخت نے اُس خردسال کا ۔ دیکھے جو منتشعب مین نہ باب انفعال کا

گذرا شباب قصد عبادت کا کیجئے
پڑھیئے نماز وقت اب آیا زوال کا

کیا انقلاب ہی کہ جو تھے صاحب کلاہ
پھرتے ہین در بدر لیئے کاسہ سوال کا

زینت سے کام کیا اُنھین جو ہین بلند قدر
وسمے سے آشنا نہین ابروے ہلال کا

اُس رخ پہ مور خط ہین اگر مجتمع تو ہون
ممکن نہین جگہ سے ہلے دانہ خال کا

کرتا ہون ٹھوکرات مین سر پہ اُڑا کے خاک
اندھیر کر رہا ہی جنون ابکی سال کا

درکار شامیانہ ہی کیا مجکو بعد مرگ
مرقد پہ سایہ ہی کرمِ ذوالجلال کا

وحشی ہون چشم یار کا زندان ہی مجکو دشت
گردن کو طوق حلقہ ہی چشم غزال کا

مذکور میرے عشق کا کس شہر مین نہین
شاید کہ یہ بھی شہرہ ہی اہل کمال کا

روشن دلون کے کام نہ آئے سیاہ بخت
روغن جلا چراغ مین کس روز ڈھال کا

وحشی ہون چشم یار کا درکار کیا مکان
کافی ہی بیٹھ رہنے کو گنبد غزال کا

ہُدہُد کا کام ہی نہ کبوتر کا کام ہی
وان نامہ لے کے جائیگا قاصد خیال کا

لکھی ہی کلک نے جو صفت چشم مست کی
ہر دائرہ ہی جام مئے پرتگال کا

کرتے ہو لعل لب سے لڑائی کی بات تم
کیا لال سے پسند لڑانا ہی لال کا

تیرے صریر کلک کو سُن سُن کے واسطی
ہی نطق بند طوطی شیرین مقال کا

١٨

غیر کے پاس جو تو جا کے ذرا بیٹھ گیا
دل مرا اے بُت بے مہر و وفا بیٹھ گیا

نظر مہر ہوئی یار کمان ابرو کی
کیا نشانے پہ مرا تیر دعا بیٹھ گیا

لاکھ اُدھر سے ہون جفائین یہ کوئی مٹتا ہی
لوح دل پہ ہی بیان نقش وفا بیٹھ گیا

بزم جانان مین کبھی مین نے تکلف نہ کیا
بیٹھ جانے کی جہان مل گئی جا بیٹھ گیا

خار دوڑے پئے تعظیم بگولے کی طرح
جس جگہ تھک کے ترا آبلہ پا بیٹھ گیا

پھر عالم مین نہ دیکھا کسی انسان کو ثبات
بلبلا سمجھا جو یہ پانی کا اُٹھا بیٹھ گیا

ج

زلف اُس چہرے پہ چھوٹی تو ہوا مجکو گمان　　کہ حباب مین عمل شاہ خطا بیٹھ گیا
دل سے اپنے نہ نکلتا نہین ارمان ابتک　　حسرت و یاس کا پہرہ کوئی کیا بیٹھ گیا
توڑنے پھول گلستان مین جو گلچین آیا　　شور بلبل نے کیا یہ کہ گلا بیٹھ گیا
وصل کی رات نہ دینی تھی اذان چلاکر　　کیون موذن ترا آخر نہ گلا بیٹھ گیا
محتسب بزم مین آیا کہ مصیبت آئی　　شور قلقل سے صراحی کا گلا بیٹھ گیا
صورت گرد اُٹھا بھی جو مین اُس کوچے سے　　ضعف سے صورت نقش کف پا بیٹھ گیا
بحر الفت مین شناکو جو شناور اُترا　　غوطے یہ کھائے کہ سر تک نہ اُٹھا بیٹھ گیا

١٩　　واسطی اشک کی بارش مین ٹھہرتا کیونکر
تھا پرانا جو بہت قصر سما بیٹھ گیا

عبث نہین ہی بہت بیقرار دل میرا　　کسی پر آگیا ہے اختیار دل میرا
نہ تجھسے ہوگا جدا ز نہار دل میرا　　ترے خیال سے ہے ہمکنار دل میرا
بہ شکل آئنہ ہون صاف دوست دشمن سے　　کسی سے بھی نہین رکھتا غبار دل میرا
جو ایکبار نہین چاہتا مری صحبت　　اُسیکو چاہتا ہے بار بار دل میرا
تم اپنی چوٹی کو موباف سرخ سے گوندھو　　کہ دیکھے شام و شفق کی بہار دل میرا
صبا کی چال مین تھی اُسکے پاؤنکی آہٹ　　ہوئی جو صبح ہوا بیقرار دل میرا
وہ فاتحے کو جو آئے رقیب کے ہمراہ　　تڑپ تڑپ گیا زیر مزار دل میرا
وہ بدگمان ہی نہ چھوڑیگا اے پری تجکو　　پھریگا ساتھ ترے سایہ وار دل میرا
اگر وہ نزع مین آیا نہ میرے بالین پر　　کریگا حشر تلک انتظار دل میرا
نہ دوست دینگے مرا ساتھ قبر مین نہ عزیز　　رہیگا ساتھ مرے یار غار دل میرا
مرے بغیر گئے جب وہ سیر گلشن کو　　برنگ لالہ ہوا داغدار دل میرا
ہزار آئے خزان خندہ زن ہے صورت گل　　عجب طرح کا ہی باغ و بہار دل میرا

اُڑ گئی خاک لحد کیا کہ شرم عصیان سے | عرق عرق ہی بہت شرمسار دل میرا

۲۰

نہین ہی پاس کوئی واسطی تو کیا پروا
شب فراق مین ہی غمگسار دل میرا

رحم ہمپر بعد مردن بھی نہ کھایا جائے گا | فاتحے کے واسطے کب اُنسے آیا جائیگا
عشق مین کیا کیا نہ تو اے دل ستایا جائیگا | ہاتھ سے اُن شعلہ رویونکے جلایا جائیگا
عشق مین اُس شعلہ رو کے دل جلایا جائیگا | ایکدن سروِ چراغان یہ بنایا جائے گا
نزع کے عالم مین ہو گر دیکھنا تو دیکھ جا | یہ سفر وہ ہی جہانسے پھر نہ آیا جائے گا
کر دیا ہی اسقدر آزارِ فرقت نے نقیہ | قبر تک مجھ ناتوان سے مر کے جایا جائیگا
سب ستم منظور ہین ہر روز آیا کیجئے | کس سے صدمہ بیٹھ رہنے گا اُٹھایا جائے گا
قاصد وہ شمع رو از بسکہ ہی آتش مزاج | مثل پروانہ مرا نامہ جلایا جائے گا
تیری بالی کی چمک نے دلمین بھڑکائی ہی آگ | شعلۂ جوالہ ہی کیونکر بجھایا جائے گا
شاید اُسکو رحم آجائے دلِ پر داغ پر | چاک کر کے سینۂ سوزان دکھایا جائیگا
گو کہ اقلیم عدم ہی منزل ہستی سے دور | گرتے پڑتے جائینگے جسطرح جایا جائیگا
دل مین رکھینگے تصور اُسکے روے صاف کا | آئنہ کی گھر مین آئینہ لگایا جائے گا
گو مین جا سکتا نہین خلوت سراے یار تک | دل مرا ساتھ اُس پری کے بنکے سایا جائیگا
لوگ دنیا سے چلے جاتے ہین حیرت ہی مجھے | عالم بالا یہ کیا میلا لگایا جائے گا
خط جو بھیجون گا مقرر وہ کرینگے چاک چاک | ہی جو قسمت کا لکھا کیونکر مٹایا جائیگا
اسیلیے لکھتا نہین خط اُس بت عیار کو | قاصدونکو بھی وہان رستا بتایا جائیگا

۲۱

شاعرانہ خوب لکھا واسطی مضمون شوق
کچھ اثر ہوگا جو خط اُسکو سنایا جائے گا

نشترِ حسرت رگِ جانمین کھٹکتا جائے گا | ہون شہید عشق خون میرا ٹپکتا جائیگا

ٹھوکرین کھائیگا عالم کی بھٹکتا جائیگا
جو ترے در سے پھریگا سر پٹکتا جائیگا

نرگس میگون سے دیکھیگا جسے تو اک نگاہ
بزم سے تیری وہ ای ساقی بہکتا جائیگا

نزع مین گر حسرتِ دیدار فرقت ہی یہی
دم بھی نکلیگا تو آنکھون مین اٹکتا جائیگا

فرقتِ ساقی مین پانی بھی اگر ہوگا نصیب
حلق مین مثلِ گہر ہر اک قطرہ اٹکتا جائیگا

صحبتِ اغیار اور وہ شوخ وارستہ مزاج
ہمنشین بہکائینگے جون جون بہکتا جائیگا

ابر سے بڑھ جائیگی رونے مین میری چشمِ تر
برق سے آگے مرا نالہ چمکتا جائیگا

جب بنا کر بال وہ گھر جائینگے اغیار کے
طائرِ دل دامِ گیسو مین پھڑکتا جائیگا

آئیگا وہ شہسوارِ ناز کب بہرِ شکار
سر مرا فتراک مین کسدن لٹکتا جائیگا

خوف کیا تاریکیِ راہِ عدم کا عشق مین
میرے آگے آہ کا شعلہ چمکتا جائیگا

چادرِ گل کے جنازے پر نہین کچھ احتیاج
ہر گلِ داغِ جگر اپنا مہکتا جائیگا

آبپاشی لاکھ یہ آنکھین کرین ہوتا ہی کیا
حشر تک شعلہ مرے دل کا بھڑکتا جائیگا

۲۲

جبہہ سائی آستانِ یار پر ممکن نہین
واسطی عاشق یہان سے سر پٹکتا جائیگا

وصف لکھا ہی جو اُسکے پھول سے رخسار کا
جو ورق دیوان کا ہی اک تختہ ہی گلزار کا

ماہ اک نقشِ قدم ہی خاکِ کوئے یار کا
مہر اک ذرہ ہی اُسکے روزنِ دیوار کا

احتیاجِ تاجِ شاہی کیا فقیری مین مجھے
سایۂ بالِ ہما سایہ ہی اُس دیوار کا

نقشِ مانی نے ترا کھینچا تو مین بسمل ہوا
کھینچنا تصویر کا تھا کھینچنا تلوار کا

ہو گیا اُس سیمتن کے عشق مین ایسا مین زار
جسمِ لاغر مین ہی عالم جنتری کے تار کا

ایکدن ڈھائیگی قصرِ تن کو شکوئی جھڑی
کیا ہی بارش مین بھروسا اس گلی دیوار کا

لن ترانی کیون سناتے ہو نہ مانونگا کبھی
شکلِ موسیٰ شوق غالب ہی مجھے دیدار کا

حق نے بخشا ہی تجھے وہ حسن ای یوسف جمال
ہی ترے کوچے مین عالم مصر کی بازار کا

اسقدر ہی دل مرا غم دوست ای ناوک فگن
ناپسند طبع ہی ہنسنا لبِ سوفار کا

روز رو رو کر بہاتا ہون مین دریا سیکڑون
دیدۂ تر مین ہی عالم ابرِ دریا بار کا

ماہ نو دیکھا جو وقتِ شام یہ شبہہ ہوا
نیمچہ کھنچا کسی کے ابروے خمدار کا

ہین ابھی کمسن بہت وہ رخ پہ خط نکلا نہین
کیون نہ رخسارون مین عالم ہو گلِ بیخار کا

قبل ازین اُنمین کہان تھی خوشخرامی اسقدر
کبک نے انداز سیکھا ہی تری رفتار کا

حلقۂ گیسو کی الفت مین ہوا ایجان جو مین
جسم لاغر بن گیا لقمہ دہانِ مار کا

آرہی ہی واسطی کی جان ہونٹھون پر مگر
اب تلک بھرتا ہی دم قاتل تری تلوار کا

۲۴

باعثِ وحشت ہوا نظارہ رخسارِ یار کا
چمن بنا سر پر اگر سایہ پڑا دیوار کا

سوکھ کر گلشن مین آخر کو گذر ہی خار کا
دیکھ لو انجام دوزخ ہی غریب آزار کا

کیون ہوا عاشق دلِ پر داغ زلفِ یار کا
جانتے ہین سب کہ ہی طاؤس دشمن مار کا

روے جانان پر جو خط دیکھا ہمین آیا خیال
آئینہ کی آب سے سبزہ اُگا زنگار کا

اک بتِ شمشاد قد کا جب سے دیوانہ ہون مین
مثل قمری طوق گردن حلقہ ہی زنار کا

بچ رہیگا کون عالم مین کہ مثل کہکشان
شرق سے تا غرب قبضہ ہی تری تلوار کا

نبضین چھوٹین ہین گئے گر ہوش کیا کیجے علاج
رہ گئے منھ دیکھکر عیسے ترے بیمار کا

چاہتے ہو یہ کہ گردش مین رہے عاشق کا بخت
کھل گیا مضمون تمھاری بندشِ دستار کا

کیا سیہ خانے کو اپنے روشنی کی احتیاج
ہی چراغ اسمین ہمارے دیدۂ بیدار کا

ترک ایذا کرتے ہین سرکش بھی ہو کر سربلند
راہرو شاکی نہین خارِ سرِ دیوار کا

قتل ہونا تیرے مشتاقون کو ہی دشوار کیا
تیغ کے چلنے مین عالم ہی ترے رفتار کا

کیجیے کیس منھ سے تعریف اُس دہانِ تنگ کی
خامشی کی ہی جگہ موقع نہین گفتار کا

جو کوئی آتا ہی آئینہ دکھاتا ہی اُسے
اب تو یہ عالم ہی تیرے عاشق رخسار کا

دے اگر دو چار درہم بھی خدا کی راہ میں
مرتبہ زردار پائے مالک دینار کا

کوے جانان سے جواب خط کبوتر لائے جلد
یا خدائے پاک صدقہ جعفر طیار کا

۲۴

واسطی مجھسا نہین بیہوش کوئی بادہ خوار
پوچھتا ہون اہل محشر سے مین گھر خمار کا

لب شیرین کی محبت مین سفر کر ہی گیا
زہر میٹھا تھا مگر مجھکو اثر کر ہی گیا

دھنس گیا مُنھ کو نہ پھیر اصف مژگانسے ذرا
دل مرا تور تھا آخر کو جگر کر ہی گیا

مین تو قائل ہون ترے نوک کا اے ناوک آہ
ہفت افلاک کے جوشن سے گذر کر ہی گیا

سر محفل کبھی چمکا جو ترا خنجر ناز
صاف میدان ادھر اور ادھر کر ہی گیا

تا دم مرگ کبھی وصل رہا گاہ فراق
رنج و راحت مین مین اوقات بسر کر ہی گیا

داغ سینے کا سپر تھا نہ مگر کام آیا
دل مین سوراخ ترا تیر نظر کر ہی گیا

عشق مژگان سے نہین کوئی رگ خالی
نیشتر تیز تھا رگ رگ مین گذر کر ہی گیا

ملک دل مین کبھی آیا تو مسافر کیطرح
لاکھ روکا نہ رُکا صبر سفر کر ہی گیا

شب مہتاب مین ہر چند چمک کر آیا
رخ ترے عارض روشن سے قمر کر ہی گیا

لاکھ تعویذ شفا بازوے دل پر باندھے
غمزۂ یار وہ جادو تھا اثر کر ہی گیا

۲۵

صبح سے شام تلک ایک بھی آواز نہ دی
واسطی یاس مرا مرغ سحر کر ہی گیا

بہار آئی ہوا پھر زمانہ بلبل کا
چمن ہے ملک زر گل خزانہ بلبل کا

ہوائے تند نے چلکر یہ مہربانی کی
گلو نسے پاٹ دیا آشیانہ بلبل کا

چمن مین آئے وہ مطرب بسیر تو کیا آئے
کہان ہے سننے کے قابل ترانہ بلبل کا

کہون جو درد دل اپنا وہ ہنسکے کہتا ہے
کہ گوش گل نہین سنتے فسانہ بلبل کا

سر شک تو ہین اگر مہربان نہین صیاد
قفس مین بند ہو گیا آب و دانہ بلبل کا

خدا سے ڈر نہ لگا ہاتھ گل کو اے گلچین	عدم کو دم ہی اسی دم روانہ بلبل کا
نہ بے جیو مروے کی صورت سمجھ گیا صیاد	چلا نہ پھر رہائی بہانہ بلبل کا
کمان موج صبا ہی تو شاخ گل ہی خدنگ	چمن مین بھی نہ بچے گا نشانہ بلبل کا
فسانہ آپ کا ہی قصۂ نزاکت گل	ہمارا قصۂ غم ہی فسانہ بلبل کا
بہار آتے ہی دیکھا قفس جو ای صیاد	ترا قصور ہی کیا آب و دانہ بلبل کا
خزان نے آ کے کیا کیا چمن کو ویرانہ	مقام چغد ہوا آشیانہ بلبل کا
قفس کو دور نہ کر خوابگاہ سے صیاد	لگا کے کان ذرا سن فسانہ بلبل کا
بھڑک کے آتش گل نے غضب کیا گلچین	کہ پہلے پھونک دیا آشیانہ بلبل کا

۲۶

جو وصف اُس گل عارض کا واسطی لکھون
صریر کلک ہو رنگین ترانہ بلبل کا

بدل گیا ترے آتے ہی ڈھنگ پھولون کا	چمن مین اور سے ہی اور رنگ پھولون کا
صلہ مین زر تجھے ای گلفروش دیگا وہ گل	بنا کے سامنے لا تو پلنگ پھولون کا
شگفتہ کے مرے شعر وصف عارض مین	کیا ہی قافیہ بلبل نے تنگ پھولون کا
پڑھین نہ مرقد عاشق پہ گل تو کیا پروا	کہ ڈھیر داغون سے ہی زیر سنگ پھولون کا
ہوا پہ قوس قزح سے اک آ رہی ہی نظر	اُڑا ہی یہ تری خجلت سے رنگ پھولونکا
بنا کے زیور گل اسکو بھیجئے کیونکر	کہ ذکر بھی وہ سمجھتا ہی ننگ پھولون کا
سپاہ برگ خزان سے کہو فرار کرے	کہ لشکر آتا ہی اب پھر بجنگ پھولون کا
ہوا کے دوش پہ آئین سوار جب چاہین	سُنے نہ مرغ قفس عذر لنگ پھولون کا

۲۷

دکھا رہا ہی عجب واسطی نزاکت طبع
چمک گیا نئے مضمون سے رنگ پھولونکا

اُسنے گردن پہ پئے قتل جو خنجر رکھا	ہمنے بھی پاؤن پہ سر جھک کے برابر رکھا

سلسلہ گیسوے محبوب سے یکسر رکھا
کب قدم خانۂ زنجیر سے باہر رکھا

آگیا بسکہ دم زیب تعلی پہ مزاج
آئنہ دار کا نام اُسنے سکندر رکھا

شکر صد شکر کہ افشا نہوے اپنے گناہ
رحمتِ خاص نے پردہ دم محشر رکھا

رخ پر نور تمھارا ہی وہ ماشاء اللہ
جسنے مُہرے کی طرح مہر کو ششدر رکھا

ہجر کی رات نہ تھی موت وگرنہ ہمنے
تنگ ہو ہو کے نہ کب حلق پر خنجر رکھا

ضعف نے حلقہ کیا گو کہ تن لاغر کو
بنکے خلخال ترے پانون پہ تو سر رکھا

تم وہ یوسف ہو کہ بازار سے آگاہ نہین
پانون پردے سے کسی روز نہ باہر رکھا

دست بردار ہوے غیر سے کیونکر ہو یقین
ہاتھ چھوتون بھی نہ تمنے کبھی سر پر رکھا

ہم فقیرون کو رہی شانِ امیری حاصل
عمر بھر فقر کی دولت نے تونگر رکھا

ضعف پر رحم عزیزونکو نہ آیا پس مرگ
دفن کرتے ہی مرے سینہ پہ پتھر رکھا

سارے احباب و اقارب تھے بھلے کے ساتھی
دم نکلتے ہی مجھے قبر کے اندر رکھا

جو فرشتونکے اُٹھائے نہ اُٹھا روز ازل
بار اُلفت وہ خدا نے مرے سر پر رکھا

دستِ ساقی سے کب اس بزم مین آرام ملا
روز گردش مین مجھے صورتِ ساغر رکھا

۲۸

واسطی نجد مین وہ اور پھرے شہر مین ہم
ہمکو اور قیس کو وحشت نے برابر رکھا

جوانی کا جوبن جو ڈھل جائیگا
حسینون کا نقشہ بدل جائیگا

زبان روکیے بد نہ کہیے مجھے
مرے منھ سے بھی کچھ نکل جائیگا

مریض آپکا رو بصحت تو ہی
سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگا

نچھیڑو زیادہ کہ پر خون ہی دل
یہ لبریز شیشہ اُبل جائیگا

لگا لائینگے ہم اُسے گھر تلک
کوئی اپنا فقرہ جو چل جائیگا

عبث اُسکے گیسو سے ڈرتا ہی دل
نہین اژدہا جو نگل جائیگا

فلک تک جو پہونچے مری برق آہ
ابھی خرمن ماہ جل جائیگا

ہو مضطر ہی ایسا تو سینے سے دل
اگر آج ٹھہرا تو کل جائیگا

نہوگا کبھی نقل سے کار اصل
تری چال کیا کبک چل جائیگا

فقط ضبط گریہ کا ہی یہ سبب
کہ غم میرے دل سے نکل جائیگا

نہ گھبرا غم ہجر سے واسطی
پڑا ہے اگر وقت ٹل جائیگا

٢٦

غل ہو اگھر سے جو باہر وہ طرحدار آیا
یوسف مصر دوبارہ سر بازار آیا

قد کشی پہ جو کسی دن وہ طرحدار آیا
سرو آزاد گلستان سے گرفتار آیا

کچھ نہ رحمت کے سوا حاکم محشر سے بنی
سامنے حشر مین جبدن مین گنہگار آیا

سمجھے ہم صبح شب وصل جو نکلا خورشید
سر پہ جلاد اجل کھینچ کے تلوار آیا

مین بھی مسجد سے چلا توبہ مری ٹوٹ گئی
ابر کہسار سے جب جانب گلزار آیا

سوے صحرا جو وہ خوش چشم گیا بہر شکار
پھینک کر تیر نگہ آہوون کو مار آیا

سالہا سال گیا بسکہ طبیبون نے علاج
تنگ جینے سے ترے عشق کا بیمار آیا

نبھ گئی زہد مین نہ رندی کہ ہر اک صبح کو مین
ہو کے مسجد سے سوے خانۂ خمار آیا

شیشہ گر بند دکان کرتے ہین اطفال ہین جمع
تیرا دیوانہ مگر جانب بازار آیا

بوسہ زن کیون نہ لب زخم سے بسمل ہوتے
منہ تری تیغ کا دیکھا تو بہت پیار آیا

کھیلنے مین جو گیا خانۂ الفت مین قمار
ایک ہی داؤ مین نقد دل و دین ہار آیا

اڑ گئی مشک کی بو خاک نہ سنبل کی چلی
بل پہ جب روز ترا طرۂ طرار آیا

سوز دل سے مرے ایسا مرا گھر جلتا ہی
بن گیا دھوپ جو سایہ پس دیوار آیا

کام کیا آئے جنون مین مری آتش قدمی
جل گیا پانون کے نیچے جو کوئی خار آیا

شوق دیدار نے بخشا ہے مجھے نور بصر
لاکھ پردون مین نظر یار کا رخسار آیا

۳۰

واسطی قبر مین سوتے ہو پڑے کیا غافل
صبح محشر ہی اُٹھو وعدۂ دیدار آیا

دل مرا کشمکش غم سے نڈر تھا کہ نہ تھا
پھنس گیا دام محبت مین ضرر تھا کہ نہ تھا

کوے قاتل مین سبکبار مین جاتا کیونکر
تن مین جان تھی کہ نہ تھی دوش پہ سر تھا کہ نہ تھا

سنگدل جور ترے مین نے اُٹھائے کیا کیا
کیون مرے سینے مین پتھر کا جگر تھا کہ نہ تھا

کیا تعجب ہی جو گم ہو گیا قاصد اپنا
درج مکتوب مین مضمون کمر تھا کہ نہ تھا

دیکھ لیتے وہ نہ کیون ترچھی نظر سے مجکو
قتل عاشق اُنھین منظور نظر تھا کہ نہ تھا

ان بتون کا جو مرے دل مین تصور ہی تو ہو
واعظو کعبہ بتون کا کبھی گھر تھا کہ نہ تھا

ڈر نہ رسوائی کا ہوتا تو بہاتا دریا
غیرت ابر مرا دیدۂ تر تھا کہ نہ تھا

جب سے بیٹھے ہین ترے کوچے مین ہم خانہ خراب
کچھ نہین یاد ہمارا کبھی گھر تھا کہ نہ تھا

بے طلب گھر مین مرے آپ چلے آئے تم
تمھین کہدو مرے نالو مین اثر تھا کہ نہ تھا

واہ کیا ہاتھ صفائی کا لگایا قاتل
نہین ثابت مرے تن پہ کبھی سر تھا کہ نہ تھا

تھی صدا میری ہی پر ویسے جو آئی تھی صدا
کچھ نہ معلوم ہوا کوئی اُدھر تھا کہ نہ تھا

بات اُکھڑی ہوئی مین نے جو کہی ہو نہ خفا
درد دل درد گلو درد جگر تھا کہ نہ تھا

۳۱

خود بخود آج مرے گھر وہ آئے کیونکر
واسطی جذب محبت مین اثر تھا کہ نہ تھا

پڑتا ہی دل پہ تیر سا نالہ ہزار کا
شاید قریب آیا ہی موسم بہار کا

کیا کیجیے ماجرا قطرۂ اشکبار کا
یہ بھی جواب ہی رگ ابر بہار کا

تربت مین بھی نہ آئیگا آرام ایکدن
عالم اگر یہی ہی دل بیقرار کا

روز فراق یار تو مر مر کے کٹ گیا
صدمہ نہ اب اُٹھے گا شب انتظار کا

کہتا ہی جسکو مہر جہانتاب سب جہان
پروانہ ہی ہمارے چراغ مزار کا

کی ہی رقم جو خطِ رخِ یار کی ثنا
نامہ ہمارا قطعہ ہی خطِ غبار کا

دلکو ہمارے صدمۂ فرقت کا ہی مزہ
آنکھونکو اپنی ذائقہ ہی انتظار کا

چمکے ہین بعدِ مرگ ترے مست کے نصیب
مرقد پہ شامیانہ ہی ابرِ بہار کا

نخوت کرین نہ کوکبِ اقبال پر امیر
اپنی نظر مین جلوہ ہی برق و شرار کا

جھوٹا ہی وعدہ وصل کا عاشق سے کیجیے
دل تو نہ توڑیے کسی اُمیدوار کا

لیجاؤن مرغِ دل ہدفِ تیر کے لیے
سنتا ہون اُنکو شوق ہوا ہی شکار کا

کیا غم کرے جو دست جنون چاک پیرہن
لینگے حساب حشر مین ہم تار تار کا

سرگشتہ کسطرح نہ بیابان مین رہون
مجنون ہون ایک لیلیِ محمل سوار کا

مین جانتا ہون ضعف پہ مجھپر گرا پہاڑ
پڑتا ہی تن پہ اُڑکے جو ذرہ غبار کا

۳۳

جوہر شناس چاہیے جوہر کو واسطی
دستِ علی سے شہرہ ہوا ذوالفقار کا

پہلو لحد ہی مردہ ہی دل تیرے زار کا
عالم ہی دل کا سینے مین شمعِ مزار کا

ہی بسکہ رنج ہجر کسی گلعذار کا
داغون نے سینہ تختہ ہوا لالہ زار کا

اشکو سُنے ہی یہ حال مرے جسم زار کا
گویا کہ رشتہ ہی گہر آبدار کا

نرگس کی آنکھین ہمکو ملین باغ دہر مین
دیکھا کبھی نہ ہمنے تماشا بہار کا

روشن رہے ہمیشہ الٰہی رُخ قمر
راتونکو ہی چراغ ہمارے مزار کا

پھینکینگے اسکو خاک مکدر ہین جنکے دل
آنکھون سے اُنکے رہتا ہی پردہ غبار کا

اہلِ جہان کرین جو ترش روئیان تو کیا
کٹتا ہی کوئی رنگ گل اعتبار کا

آیا اِدھر سے دم مین اُدھر سے گذر گیا
جھونکا تھا کیا شراب نسیم بہار کا

ساقی روان ہوی یون ہی اگر کشتی شراب
بیڑا ہی پار آج ہر اک بادہ خوار کا

تھے آتش حسد سے جو محفوظ عمر بھر
جلتا نہین چراغ بھی اپنے مزار کا

نازک بہت ہو بال سے باریک ہی کمر / اُٹھے گا بوجھ تمسے نہ پھولونکے ہار کا
غش آیا دیکھکر تری کاکل اب آئے ہوش / ہو نخلنہ جو نگہتِ مشکِ تتار کا
قربان ہی نثار ہی اُس شہسوار پر / اُٹھتا ہی گرد باد جو اپنے غبار کا
واعظ نہ طعنہ زن ہو جو دیکھون بتونکو مین / جلوہ ہی انمین قدرتِ پروردگار کا
کانٹے کیطرح خشک ہوئی تھی جو گلبدن / رنگ اور ہو گیا چمن روزگار کا
دشتِ جنون مین کیون نہ پھرین ہم پیادہ پا / چھالونکو ہی مزہ خلش نوک خار کا

۳۳

مرحب سرشت غیر جو ہی واسطی تو ہو / جو ہر ہمارے خامہ مین ہی ذو الفقار کا

نہ آئے وہ ہمین مینہ وگار ہی رکھا / شہیدِ تیغِ غمِ انتظار ہی رکھا
تہِ مزار بھی پایا نہ غم کے ہاتھ سے چین / طپش نے دلکی ہمین بیقرار ہی رکھا
کمر پہ زلف جو چھوٹی تو نبضین چھوٹ گئین / تری ادا نے تو ای شوخ مار ہی رکھا
کیے جو غیر کو بوسے عطا تو ہمکو کیا / ہمین تو آپنے اُمیدوار ہی رکھا
خیال دزدِ اجل کیا کہ ہین فنا فی اللہ / بدن سے جامۂ ہستی اُتار ہی رکھا
بُرا ہو حسن پرستی کا جسنے ساری عمر / ہمین کسی نہ کسی پہ نثار ہی رکھا
خیال زلفِ سیہ کی کرون شکایت کیا / کہ روز ایک بلا سے دوچار ہی رکھا
ہمیشہ تمنے دکھائے نئے نئے غمزے / دلِ غریب کو بے اختیار ہی رکھا
وہ مثل برق ہنسے کیون نہ دیکھکر مجھکو / بہ رنگ ابر مجھے اشکبار ہی رکھا
دکھاکے چہرۂ گلرنگ اُسنے روز بہار / گلون کو دیدۂ بلبل مین خار ہی رکھا
کبھی نہ ہوش مین آنے دیا دکھاکے جمال / پری نے جن مرے سر پہ سوار ہی رکھا
غم خزان نے نہ دی فصل گل مین بھی فرصت / جگر کو لالہ صفت داغدار ہی رکھا
جو لوگ خاک تھے ای واسطی بنے اکسیر / ہمین زمانے نے مشتِ غبار ہی رکھا

جامہ زیبی پہ ترے دل نہین قربان کسکا
چاک ہوتا نہین دامن پہ گریبان کسکا

کون اُس سروِ چراغان کا نہین ہی عاشق
جسم داغون سے نہین سروِ چراغان کسکا

مثلِ گل ہین جو شگفتہ دلِ مرغانِ چمن
قصد ہی آج پے سیرِ گلستان کس کا

نظر آتا ہی قمر مین جو کلف کا دھبا
دل پہ رکھتا ہی یہ داغِ غمِ ہجران کسکا

بلبلین کرتی ہین نالے نہین پھولونکو خبر
کون اس گلشنِ عالم مین ہی پریشان کسکا

اپنی بک بک سے رہا کام فقط واعظ کو
یہ نہ سمجھا کہ ہوا مغز پریشان کس کا

ہون وہ لاغر مرے گھر آکے یہ غم کہتا ہی
کون اس خانۂ خالی مین ہی مہمان کسکا

خود گلا کاٹ کے مر جاتے ہین عشاق ترے
کسکی گردن پہ یہان ہوتا ہی احسان کسکا

اسمِ اعظم جو کیے کندہ نگین دل پر
خوب سمجھے کہ ہی پھر ملکِ سلیمان کسکا

کوئی خورشید نہین ہی تو ضیا بخشِ جہان
ذرہ ذرہ سے ہی یہ جلوہ نمایان کسکا

رام کہتے ہین کسے اپنی زبان سے ہندو
کلمہ پڑھتے ہین یہ ہر وقت مسلمان کسکا

صبح سے آج طبیعت کو خوشی ہی جو کمال
اُٹھکے دیکھا تھا الٰہی رخِ خندان کسکا

دور سے مصحفِ رخسار دکھا دے کیا دخل
پاس کرتا ہی وہ غارتگرِ ایمان کس کا

۳۴

واسطی قبر ہی طیار تو موجود کفن
قصد ہی آج سوئے گورِ غریبان کسکا

جبتک جیا فنا ہی کا کھٹکا لگا رہا
شام و سحر اجل کا تقاضا لگا رہا

اے مہروش کہان تھے کہ آئے نہ رات بھر
دل تا طلوعِ صبح ہمارا لگا رہا

اے چشم اشکبار نہ کچھ تجھسے ہو سکا
دامان دل مین داغ کا دھبا لگا رہا

بچکر چلا تھا اُسکی نگہ سے غزالِ دشت
وہ تیغ پڑ گئی کہ نہ لشتا لگا رہا

گلزار دہر مین صفتِ نخل بار ور
تا زیست ہمکو موت کا کھٹکا لگا رہا

روزِ ازل سے مجمع احباب کے سبب
ہر روز میری قبر پہ میلا لگا رہا

دعوی کبھی نہ اُس رُخِ روشن سے چل سکا
مہتاب کو کلنگ کا ٹیکا لگا رہا

آشوب چشمِ یار کا شاید خیال تھا
تا دیر ہمکو نزع مین کھٹکا لگا رہا

۳۵
مہمان وہ میرے گھر رہے شب بھر تو واسطی
در پر مگر سواری کا اکا لگا رہا

وحی سان حاصل جوابِ خط اگر ہو جائیگا
پر لگا کر مرغِ سدرہ نامہ بر ہو جائیگا

چشم تر مین روے جانان جلوہ گر ہو جائیگا
نہر کا اس برجِ آبی مین گذر ہو جائیگا

خط تو اُس گل کو لکھا قاصد نہین ہے تو نہو
طائرِ رنگ پریدہ نامہ بر ہو جائیگا

دل جو روشن ہے تو کر لے نیک و بد مین خود تمیز
ظاہر اس شیشہ مین سب عیب و ہنر ہو جائیگا

نخل کے سایے مین بیٹھونگا جو مین تفتہ جگر
ہر ثمر اخگر ہر اک غنچہ شرر ہو جائیگا

زنگ رنجش کھو دیگا آئینہ دل سے ترے
خاکساری مین ہماری یہ اثر ہو جائیگا

وہ جو اپنے چہرۂ روشن سے اُلٹے گا نقاب
ابر مین شرما کے پوشیدہ قمر ہو جائیگا

منزلِ ہستی مین غافل ہوشیاری شرط ہے
دفعۃً اک روز اس جا سے سفر ہو جائیگا

خواب مین بوسہ ترے سیبِ زنخدان کا ملا
کیا خبر تھی نخلِ حرمان بارور ہو جائیگا

طفلی جانان کریگی جلوہ گر حسنِ شباب
بڑھتے بڑھتے ماہِ نو آخر قمر ہو جائیگا

مار رکھے گی ہمین یادِ لبِ شیرین یار
قند مین زہرِ ہلاہل کا اثر ہو جائیگا

لائیگی مجھ تک جو اُس گیسوے مشکین کی شمیم
کیا ترا نقصان اے بادِ سحر ہو جائیگا

جمع مال و زر سے کیا اے منعمو تم پاؤگے
مثلِ قارون ایکدن یہ بارِ سر ہو جائیگا

خط مین ہم لکھتے نہ اُس دست حنائی کی صفت
گر خبر ہوتی کہ خونِ نامہ بر ہو جائیگا

داغ دل چمکیگا اُسکا روے تابان دیکھکر
پرتوِ خورشید سے روشن قمر ہو جائیگا

۳۶
ہو نہ سرگردان تلاشِ رزق مین اے واسطی
ورنہ مثلِ آسیا دورانِ سر ہو جائیگا

روتے روتے آخر آنکھوں کا ضرر ہو جائیگا — اُڑکے عنقا طائر نو نظر ہو جائے گا
ہی تیقن راہ مین گم نامہ بر ہو جائیگا — درج نامے مین جو مضمون کمر ہو جائیگا
آگیا گر خوش بیانی پر وہ غنچہ سادہن — مثل گل صد چاک بلبل کا جگر ہو جائیگا
یا الٰہی مجھ تلک آئے نہ واعظ کا قدم — اُسکی بک بک سے تو مجکو درد سر ہو جائیگا
یہ یقین ہوتا ہی مجکو اپنی اشک و آہ سے — برق یہ بجائیگی وہ ابر تر ہو جائے گا
ہی ترقی پر جو یون ہی حسن روز افزون یار — روے روشن غیرتِ شمس و قمر ہو جائیگا
الفتِ رنگِ طلائی مین جو مر جاؤنگا مین — گنبد مدفن یقین ہی کو وہ زر ہو جائے گا
بام پر جب سیر کو آئیگا وہ رشکِ قمر — ماہ کا مثلِ کتان ٹکڑے جگر ہو جائیگا
نیک و بد سب حال کھل جائیگا آخر یار پر — کاتبِ اعمال اپنا نامہ بر ہو جائے گا
تیغ باندھی ہی اگر قاتل کمر بل کھائے گی — دوش نازک پر گران بارِ سپر ہو جائیگا
یادِ رخ مین زخم دل پر ہم جو چھڑکین گے نمک — مرہم کافور کا اُسمین اثر ہو جائیگا
اُسکے کوچے مین چلینگے جب تری کی راہ سے — قافلہ موجون کا اپنا ہمسفر ہو جائیگا
کسقدر نامِ خدا وہ تُرک ہی شیرین ادا — ہاتھ مین نیزہ جو ہے گا نیشکر ہو جائے گا
غیر ممکن ہی کہ ہو فرقت مین ایذا سے نجات — درد دل ٹھہرا اگر درد جگر ہو جائے گا
آرزوے دل مطول سے نہوگی مختصر — زیست کا قصہ بھی اکدن مختصر ہو جائیگا

ہین سبکرو واسطی راہِ عدم کا خوف کیا
اول منزل یہان آخر سفر ہو جائے گا

۳۷

کوئی تدبیر مین قصور نہ تھا — وصل قسمت مین ای حضور نہ تھا
چشم اہل جہان مین نور نہ تھا — ورنہ اسکا کہان ظہور نہ تھا
آدمی آدمی سے ملتا ہی — پاس آتے تو کتنے دور نہ تھا
ماہ کو آفتاب کو دیکھا — تیرے چہرے کا کہین نور نہ تھا

اپنے ہاتھون سے ہم بلا مین پڑے
جھانکنا تاکنا ضرور نہ تھا

جوشِ مستی مین اپنے ہاتھون سے
کون خم تھا جو چور چور نہ تھا

ملتی کیا جرمِ میکشی کی سزا
ورد کسدن ہوا الغفور نہ تھا

حورِ طلعت کو کیون پری کہتے
عقل مین اپنی کچھ فتور نہ تھا

مے پلاتا جو ہمکو پیرِ مغان
کچھ مروت سے اُسکی دور نہ تھا

فہمِ ناقص سے ہم غلط سمجھے
ناز تھا یار کا غرور نہ تھا

باغِ ہستی کو غور سے دیکھا
کون گل یان چراغِ طور نہ تھا

گور پر فاتحہ کو تو آتے
کچھ ہمارا امکان دور نہ تھا

۳۸

ختم ہین بیٹھا مجھ سے افلاطون
واسطی کیا وہ ذی شعور نہ تھا

چھو چاہِ زنخدان کو لگانے نہین دیتا
وہ دل کی لگی مجکو بجھانے نہین دیتا

دربان سے جو اُس در پہ مجھے ملتی ہی رخصت
کمبخت ادب پانون بڑھانے نہین دیتا

کیا آنکھ اُٹھا کر مین لبِ بام اُسے دیکھون
ہر ضعفِ گریبان سے اُٹھانے نہین دیتا

صیاد اسیرانِ قفس سے ہی یہ غافل
آ کر کبھی دو چار بھی دانے نہین دیتا

کیون ضعف مرے دل کا نہو مجکو غنیمت
نالے کو کبھی لب تلک آنے نہین دیتا

کیا عید کے دن اُس سے گلے ملنے کی اُمید
دامن کو بھی جو ہاتھ لگانے نہین دیتا

معلوم نہین اُسکو کہان کی ہی عداوت
دربان مجھے اُس بزم مین جانے نہین دیتا

کوئی نہین دیتا ہی جو ہوتا ہی نہ دینا
دیتا ہی تو کسکو وہ خزانے نہین دیتا

گردونکو یہ ہی فکر مری گرسنگی کی
دل داغ بھی کھاتا ہی تو کھانے نہین دیتا

کیا دردِ دل اپنا کہے معشوق سے عاشق
بیمار کو غش ہوش مین آنے نہین دیتا

اُس گل کو عداوت ہی یہ مجھسے کہ صبا کو
دو پھول بھی تربت پہ چڑھانے نہین دیتا

اے پیرِ مغان ہوگی نہ اک جام سے سیری
خم کیون مجھے تو منھ سے لگانے نہین دیتا

برباد حبابِ لبِ جو سبزہ ہی پامال
سر ایک کو بھی چرخ اُٹھانے نہین دیتا

۳۹

منظورِ نظرِ واسطی اُنکو تو ہی پرسش
یان دردِ گلو حال سُنانے نہین دیتا

مین حور کا طالب ہون نہ خواہان ہون پری کا
مشتاق اگر ہون تو تری جلوہ گری کا

کیا ذکر ترے خال کی ہو جلوہ گری کا
صورت تو ہی زنگی کی مگر حسن پری کا

صیاد کے دربار مین اب ہوگی رسائی
ہاتھ آیا وسیلہ مجھے بے بال و پری کا

ہر مرتبہ لاتی ہی شمیم اُس گل تر کے
کیا شکر ہو احسان نسیم سحری کا

یا جنبش مژگان سے اُٹھاتے تھے طوفان
یا نام نہین ہی مری آنکھون مین تری کا

کیا کوئی نکل جائے ترے کوچے مین آکر
جب پاؤن پکڑتی ہو زمین رہگذری کا

نقشِ کفِ پا کا جو بچھاتا ہی نیا جال
منظور شکار اُسکو ہی کیا کبک دری کا

طولِ شبِ فرقت سے عبادت بھی ہی ساقط
آتا ہی نہین وقت نمازِ سحری کا

ناحق ترے بیمار کے ہین گرد پرستار
کیا ساتھ کوئی دیگا عدم کے سفری کا

ابرو کے تصور سے مرے دلکو ہی طاقت
جسطرح تو ی تیغ سے بازو ہو جری کا

اورون کو مبارک رہے امید ترحم
ہمکو تو مزہ ہی تری بیدادگری کا

بیمار ہوا اُلفت مین جو اک رشک پری کا
سب کہتے ہین مجکو اسے سایہ ہی پری کا

تشبیہ رگِ گل سے جو دون مین تو بجا ہی
مضمون ہی نازک تری نازک کمری کا

۴۰

اے واسطی دنیا کا نہ اب دین کا ہی ہوش
الفت نے دیا جام مئے بے خبری کا

سائل ہی جو دریا مری آنکھون سے تری کا
گرداب نہین کاسہ ہی دریوزہ گری کا

اتنا بھی نہ کر حسنِ جوانی پہ تکبر
اے یار یہ جھونکا ہی نسیم سحری کا

پتھر سے نہ آسیب خزانسے نہ اذیت
کیا سرو نے پایا ہی ثمر بے ثمری کا

جیتا رہے قاصد کہ دیا وصل کا مژدہ
مشتاق تھا مین دیر سے اس خوشخبری کا

ہی جلوہ نما کاہکشان پردۂ شب سے
مو باف نہین ہی تری چوٹی مین زری کا

مدحت ترے توسن کی بیان ہو نہین سکتی
طاؤس کا جلوہ ہی چلن کبک دری کا

ہوتی ہی نہین صبح کبھی شام جدائی
اُلٹا ہی اثر میری دعاے سحری کا

ہی مثل نگین شرط جگر کا دی محنت
عالم مین ارادہ ہی اگر نا موری کا

پھولے وہ سماتے نہین جامے مین خوشی سے
بازو پہ جو الکا ہی عقیق شجری کا

گر لال پری اُسکے لب لعل کا ہی نام
ہی حسن خطِ سبز مین بھی سبز پری کا

بد تر ہین کہین بے ہنرونسے بھی ہنرور
اس عہد مین کچھ عیب نہین بے ہنری کا

دم گھٹتا ہی اپنا قفسِ تنگ مین یارب
جھونکا کوئی آجاے نسیم سحری کا

کس کام کے ہین گوش گل و دیدۂ نرگس
کوڑی کا اسے ہی اسے آزار کری کا

خط لکھکے جو قاصد نملا ہمکو کئی دن
عاجز ہوے خود قصد کیا نامہ بری کا

کیا ترک ہواے واسطی اُس ترک کی اُلفت
مُنھ کوئی دمِ تیغ سے مڑتا ہی جری کا

۱۴

ملکِ استغنا ملا جنگل کو مین راہی ہوا
داغ سودا سر پہ میرے افسرِ شاہی ہوا

عرش سے گذرا یہ اپنا بحر طوفان خیز اشک
ہالۂ مہتاب گردون پر پرِ ماہی ہوا

تو وہ شاہِ حسن ہی فیضِ تصور سے ترے
داغ جو سینہ پہ کھایا سکۂ شاہی ہوا

گنج جو پایا اُڑایا دم مین اُسکو اے صنم
کارخانہ تیرے درویشون کا اللّٰہی ہوا

زرد کیون کر دے نہ انسانکو تری فرگان عشق
تنکے چنکر رنگ روے کہربا کاہی ہوا

نام چاہے عشق مین تو نقشِ ہستی کو مٹا
کوہ کن مشہور عالم کھکے جانکاہی ہوا

واسطی سب پہ ہی ظاہر قوتِ ایمان مری
بہرہ یابِ بیعتِ دستِ یداللّٰہی ہوا

خامشی مین بھی اُسکا نام لیا ہمنے دل سے زبان کا کام لیا
راتدن پی شراب عشق مگر کبھی شیشہ لیا نہ جام لیا
وعظ واعظ کی ہمنے کب سُنی مول یہ دردسر مدام لیا
دھیان مین رُخ کے شاہ روم ہوئی یاد کی زلف ملک شام لیا
ایک ہم کیا وہ نام جسنے سُنا دونون ہاتھوں سے دلکو تھام لیا
کیا خزان نے کیا گلونکو تباہ خون بلبل کا انتقام لیا
کیون نہ دونین رُخ رقیب کو داغ بوسۂ روئے لالہ فام لیا
یاد ابرو مین اپنی موت آئی دم نہ ہمنے تہ حسام لیا
ہاتھ ابرو پہ رکھدیا اُسنے تیغ کی باڑھ پر سلام لیا
واسطی واہ کیا علیؑ کا ہی نام جسنے گرتے ہوؤن کو تھام لیا

۴۲

ہر ایک کے گھر آپکا جانا نہین اچھا پچتاؤ گے دیکھو یہ زمانا نہین اچھا
چلمن سے ترا آنکھ لڑانا نہین اچھا در پردہ غریبونکو ستانا نہین اچھا
آئے ہو جو مرقد پہ تو دو پھول چڑھاؤ تیوری تو خفا ہوکے چڑھانا نہین اچھا
اے دیدۂ تر روک لے اشکونکو کبھی تو ہر روز یہ طوفان اُٹھانا نہین اچھا
تا وقت سحر دیکھ کہ جلجائے گی تو بھی پروانون کو اے شمع جلانا نہین اچھا
کاندھا مری تابوت کو دیتے ہو عبث تم نازک ہو بہت بوجھ اُٹھانا نہین اچھا
ڈرتا ہون نہ گھٹ جائے کہین قدر تمھاری بازاریون سے ربط بڑھانا نہین اچھا
دل نذر کرون نرگس جانانکو مین کیونکر بیمار کو آئینہ دکھانا نہین اچھا
ہو جائے کہین فاش محبت کا نہ پردہ اے دیدۂ تر اشک بہانا نہین اچھا
گھڑیالیو ہی صبح شب وصل ابھی دور بے وقت گجر کا یہ بجانا نہین اچھا

جینے سے ہین ہم تنگ شب ہجر مین اے موت
آتی ہی تو جلد آ یہ بہانا نہین اچھا

دل دیکھنے والونکے ہوے جاتے ہین پامال
اٹکھیلیونکی چال سے آنا نہین اچھا

۴۳

اے واسطی الفت ہی غضب لمین بتونکے
کعبہ کو صنم خانہ بنانا نہین اچھا

پانون پہ قاتل کے جب سر رکھدیا
اُسنے بھی گردن پہ خنجر رکھدیا

کیا عزیزون کو خلش تھی بعد مرگ
کیون مرے سینہ پہ پتھر رکھدیا

در تلک آنے نہین دیتا اب مجھے
کس نے دربان اُسکو نوکر رکھدیا

ہاتھ سینے پر مرے رکھا نہین
اُسنے پھاہا داغ دل پر رکھدیا

ہین ابھی باقی ہزارون کشتنی
ہاتھ سے کیون تمنے خنجر رکھدیا

آنکھ سے پیدا ہوا جب طفل اشک
نام اُسکا ہمنے گوہر رکھدیا

اختلاط غیر کے انکار پر
ہاتھ اُسنے میرے سر پر رکھدیا

مجھ تلک پہونچا جو دورہ بزم مین
ہاتھ سے ساقی نے ساغر رکھدیا

خوف عصیان کیا کہ یارون نے مرے
قبر مین صرہ برابر رکھدیا

جب فرشتون سے نہ اُٹھا بار عشق
آدم خاکی کے سر پر رکھدیا

قتل کو قاتل نے جب تکلیف کی
ہمنے بھی سر زیر خنجر رکھدیا

۴۴

واسطی دیکھے جو عصیان بیحساب
حاکم محشر نے دفتر رکھدیا

سوز دل سے یہ ترے ہجر مین بیتاب ہوا
کہ مرا طائر دل طائر سیماب ہوا

ذرہ افشان کا اُس ابرو کے تلے جب چمکا
نور قندیل نمایان تہ محراب ہوا

دوستون ہی مین ہوئی عمر بسر آجتلک
ہم وہان پہونچے جہان جمع احباب ہوا

نظر مہر ہی اُس خاک نشین پہ اُسکی
ذرہ ہم مرتبۂ مہر جہانتاب ہوا

کرد یا گرمی وحشت نے جو پانی پانی
طوق گردن مین مرے حلقۂ گرداب ہوا

بیگنا ہونکے گلے کٹتے ہین ہردم اے ترک
کوچہ تیرا نہوا مسلخ قصاب ہوا

اہل دولت سے نرکھو فیض کی اُمید کبھی
آب گوہر سے نہ پیاسا کوئی سیراب ہوا

فرطِ ظلمت سے شب ہجر رہا نام کو نور
اسقدر ماہ گھٹا اُکر ہکِ شب تاب ہوا

اپنے نظارے سے محروم ہی وہ بھی مری طرح
آئینہ گرمی عارض کے سبب آب ہوا

گومتی مین ہوے شامل جو مرے چار آنسو
لکھنؤ فیض قدم سے مرے پنجاب ہوا

تیری فرقت مین کسے چین ہی ای قلزم حسن
جو ہوا تجھسے جدا ماہی بے آب ہوا

ساقیا مجکو کہان گردش قسمت سے نجات
جام آیا جو مرے ہاتھ مین گرداب ہوا

کسکے دانتون کا دم گریہ تصور آیا
جو گرا آنکھ سے آنسو دُر نایاب ہوا

۴۵	اسطرف حج کے لیے ہند سے راہی ہوے ہم واسطی کعبہ نشینون کو اُدھر خواب ہوا	

اُس بت کی دوستی مین نیا رنگ ہوگیا
کھینچین یہ سختیان کہ جگر سنگ ہوگیا

ہوتے ہی نوجوان نیا رنگ ہوگیا
جسکی نگاہ اُسپہ پڑی دنگ ہوگیا

قاتل خدا کیو اسطے کس سے میان مین
عالم تو دو ہی ہاتھون مین چورنگ ہوگیا

تولا جو تیرے حسن کو میزان عقل مین
جلوہ نہالِ طور کا پاسنگ ہوگیا

دنیا کی راہ سخت عجب سنگلاخ ہی
تیمور دوڑ کر جو چلا لنگ ہوگیا

ساقی کے خطِ سبز کا اُسمین پڑا جو عکس
ساغر شراب کا قدح بنگ ہوگیا

پہلو مین دل کا اب مجھے ملتا نہین پتا
نزدیک کعبہ تھا کئی فرسنگ ہوگیا

وہ بت ہی تو ارادہ کیا جب نہان کا
میلا سا ایک جمع لب گنگ ہوگیا

تا صبح ہمسے وصل کی شب وہ لڑا کیے
گھر اپنے حق مین معرکۂ جنگ ہوگیا

فصلِ بہار آئی بنا میکدہ چمن
ہر پھول ساغرِ مئے گلرنگ ہوگیا

خالی نہیین جہان مین کوئی مکروزور سے
عالم تمام عالمِ نیرنگ ہوگیا

ایسا رقیب تیرہ درون ہی کہ وقت سیر
سرخہ کسوار ہوتے ہی شبرنگ ہوگیا

مضمون رنگ رنگ کے باندھے جو طبع نے
طیار کارخانۂ ارژنگ ہوگیا

خورشید روے یار اسے آتا نہیین نظر
مرغِ نگاہ مرغ شب آہنگ ہوگیا

۴۶

یوسف لقا سے اپنے جدا ہو کے واسطی
پیراہن حیات سے مین تنگ ہوگیا

گلا کیون ہجر مین اُسکا نہ کرتا
مثل سچ ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا

اگر وہ وعدۂ فردا نہ کرتا
کبھی یون حشر مین برپا نہ کرتا

زمینین ناپتا ملکوں میں پھرتا
نہ ملتے تم تو مین کیا کیا نہ کرتا

تمنائین ہزارون عمر تھوڑی
جہان مین کیا مین کرتا کیا نکرتا

اُٹھاتا بار اُلفت کون سر پر
اگر مجکو خدا پیدا نہ کرتا

جو پاتا قابلِ دیدار آنکھین
کبھی عاشق سے وہ پردا نکرتا

کیے ہین دوست نے وہ ظلم مجھپر
کوئی دشمن کبھی ایسا نہ کرتا

کہا اچھا مجھے دشمن ہوے غیر
برا کہتا جو وہ اچھا نہ کرتا

مجھے تو ہر طرح تھا عذر لازم
جرائم عفو وہ کرتا نہ کرتا

نہ پھنستا چاہ مین دنیا کے مکار
جو زاہد کو خدا اندھا نہ کرتا

جو کرتا قتل وہ تیغ ادا سے
کبھی مین خون کا دعوی نکرتا

نہ کرتے تم اگر غیرون سے شکوا
کبھی مین آپکا شکوا نہ کرتا

۴۷

نہوتا واسطی گر عشق پنہان
تو یون سینے مین دل دھڑکا کرتا

ہمسے کیونکر وہ ہم سخن ہوتا
بات کرتا اگر دہن ہوتا

کام آئی جنون مین عریانی
خار اُبجھتے جو پیرہن ہوتا

صدمۂ ہجر اور ہم اے چرخ
باغ ہوتا وہ گلبدن ہوتا

بو جو تیری صبا اُڑا لاتی
دل شگفتہ چمن چمن ہوتا

مہندی ملکر اگر وہ گل آتا
اور ہی رنگِ انجمن ہوتا

دور ہوتی دوئی جو وحدت سے
شیخ ہوتا نہ برہمن ہوتا

تابِ رفتار کسکو ضعف سے تھی
بیٹھ جاتے جہان وطن ہوتا

اُسنے ملبوس جو اُتارا تھا
کاش میرا وہی کفن ہوتا

۴۸ واسطی کیون کنوین مین گرتے ہم
گر نہ عشق چہِ ذقن ہوتا

بلا سے کیا ڈرے دل تیرے شیدائے جفاکش کا
نہین ہی ماہی بے آب کو کچھ خوف آتش کا

مکین جب سے ہوا اسمین تصور اک پریوش کا
دلِ پر داغ پر عالم ہی ایوانِ منقش کا

بجائے مے عطا کی ہی فلک سیر آج ساقی نے
دماغ اب آسمان پر کیون نہو رندان میکش کا

نفس کی آمد و شد سے ہی ہجر یار مین ایذا
گمان ہو کسطرح دلکو نہ آرے کی کشاکش کا

تجلیِ رُخِ محبوب کوئی دیکھ سکتا ہی
کلیم اللہ پہ یان حال طاری ہو گیا غش کا

سلیمانِ ناز بردار ہی کا جسکے فخر کرتے ہین
بحمد اللہ دیوانہ ہو نہین ایسی پریوش کا

ملک مرتے ہین حورین غش ہین پریان جان دیتی ہین
عجب فتنہ ہی پتلا خاک و باد و آب و آتش کا

۴۹ مقولہ عشق مین لے واسطی ہی معتبر اپنا
سند جسطرح علمِ نحو مین ہی قولِ اخفش کا

وحشت نے مجکو چرخ کا ہمسر بنا دیا
سینے مین داغ پاؤن نہین جگر بنا دیا

آہین ہزار کین نہ پسیجا کسی طرح
اُس بُت کا دل خدا نے وہ پتھر بنا دیا

احسان کا سہ گر نے کیا مجھپہ بعد مرگ
ساقی کو میری خاک سے ساغر بنا دیا

صورت دکھائے خاک وہ آئینہ رو مجھے
پردہ حیا کا سدِّ سکندر بنا دیا

ہمنے علوئے فکر سے مستی مین ساقیا
خم آسمان کو مہر کو ساغر بنا دیا

سینے مین اشرفی سے ہر اک داغ کر نہین
اے سوزِ عشق تونے تو نگر بنا دیا

رہتی ہین روز آئینہ رویونسے صحبتین
میرے خدا نے مجکو سکندر بنا دیا

موتی پروئے مین نے جو رویا فراق مین
مُوے مژہ کو رشتۂ گوہر بنا دیا

آخر جلا جلا کے تپ خارِ عشق نے
شعلہ جگر کو سینہ کو مجمر بنا دیا

رکھا جو سلک نظم مین ترصیع کا خیال
ہمنے عروسِ فکر کو زیور بنا دیا

رکھکر ہمیشہ ہمنے قدِ یار کا خیال
میدانِ دل کو عرصۂ محشر بنا دیا

مانند گرد باد ہون آوارہ دشت مین
کیسا جنون نے پا ؤن مین چکر بنا دیا

اک حور وش کی یاد مین روئے ہم اسقدر
آنکھون کو اپنی چشمۂ کوثر بنا دیا

کیا کیا عذاب ہین دلِ عشاق کے لیے
عقرب مژہ کو زلف کو اژدر بنا دیا

۵۰	دیکھا جو اسکو شوق کتابت تو واسطی ہمنے رگون کے تار سے مسطر بنا دیا	

جاگ آنکھین کھولدے سوتا ہی کیا
زندگی کے دن عبث کھوتا ہی کیا

عشق کا آغاز ہی اے دل ابھی
دیکھ تو انجام مین ہوتا ہی کیا

چشم کے چشمہ سے دریا بہ گئے
یہ سمندر کا کوئی سوتا ہی کیا

آگئی پیری جوانی ہو چکی
چونک اے غافل پڑا سوتا ہی کیا

عشق مین ظاہر ہی حال کوہکن
لاکھ محنت کیجیے ہوتا ہی کیا

مار گیسو کی نہ کر الفت دلا
دیکھ اپنے حق مین بس بوتا ہی کیا

قافلہ اہی ہی صبح کوچ ہے
جاگ غافل بے خبر سوتا ہی کیا

شیشۂ دے سے کہو آیا وہ مست
ہچکیان لے لیکے تو روتا ہی کیا

۵۱	کھا چکے ہین وہ نہ آسنے کی قسم واسطون سے واسطی ہوتا ہی کیا

کون آئینۂ رخسار کا حیران نہ ہوا — حال کسکا غم گیسو مین پریشان نہ ہوا
جب ہمین شوق تماشاے گلستان نہوا — فائدہ کیا جو درِ باغ پہ دربان نہوا
شکر صد شکر گلا تیغ گریبان سے کٹا — سر پڑا ے خنجر قاتل ترا احسان نہ ہوا
آرزو دل کی رہی دل مین ہمارے ساقی — مے میسر ہوئی جس روز کہ باران نہ ہوا
شب تاریک سے بدتر نظر آئی شب ماہ — میری آغوش مین جب وہ مہ تابان نہ ہوا
ہون وہ غمگین کہ رہی مجھکو خوشی سے نفرت — زعفران زار کو بھی دیکھ کے خندان نہ ہوا
ضد سے دلمین رہا ولولۂ جوش جنون — کبھی ہاتھون سے مرے چاک گریبان نہ ہوا
پردۂ ابر مین خورشید کوئی چھپتا ہی — داغ سینہ کا کسی طرح سے پنہان نہوا
داغ کھا کھاکے ترے رشک سے لے مر گئی ہی — کونسا سرو چمن سرو چراغان نہ ہوا
کب امانت کے وہ طالب ہین جو ہین اہل دل — کبھی محتاج حنا پنجۂ مرجان نہ ہوا
دیتے ہین مصحف عارض کا جو بوسہ وہ مجھے — گبر کہتا ہی مین افسوس مسلمان نہ ہوا
کب ہوئی شام کہ چمکے نہ مرے داغ جگر — کب ہوئی صبح کہ مین چاک گریبان نہ ہوا
کہین کس منھ سے کہ اُس ترک کے بسمل ہین ہم — زخم تیغ نگہ ناز نمایان نہ ہوا ++
ہوگئے پیر مگر ہمنے نہ دیکھا وہ رُخ — صبح پیدا ہوئی پہ مہر درخشان نہوا
موت ہی آئی نہ یار آیا شب فرقت مین — بیکسی مین کوئی احوال کا پرسان نہوا

۵۲	واسطی واہ رہی جمعیت خاطر پس مرگ خاک ہونے پہ غبار اپنا پریشان نہوا

دکھلاکے شکل خواب مین بیدار کردیا — غافل تھا مجھکو آپنے ہشیار کردیا
غازے نے رُخ کو غیرت گلزار کردیا — مسی نے لعل لب کو دھوان دھار کردیا

بُت پوجنے کا آنکھ کو ایسا مزا پڑا
تارِ نظر کو رشتۂ زنار کر دیا

دیکھا شگاف در سے جو آئینہ سادہ رُخ
حیرت نے مجکو پشت بہ دیوار کر دیا

رونیسے اور یار کے دلمین پڑی گرہ
اشکون نے اُسکو عقدۂ دشوار کر دیا

اُلفت مین تاک جھانک کا لپکا یہ پڑ گیا
آنکھون کو نذرِ روزنِ دیوار کر دیا

کچھ بڑھ چلا تھا اُس رُخِ پرنور سے غرور
داغی کلف نے ماہ کا رخسار کر دیا

شانہ ہلا کے عاشقِ نالان کا قبر مین
فتنے کو تمنے خواب سے بیدار کر دیا

دل کا مکان کلفت تھا سو تیر آہ نے
در توڑ کر عجیب ہوا دار کر دیا

کہتا ہی یار اس تنِ لاغر کو دیکھ کر
کیا الفتِ کمر نے اسے زار کر دیا

اُس قد سے بڑھ چلا تھا صنوبر سو چرخ نے
بے برگ کر دیا اُسے بے بار کر دیا

کیا کہیے حالِ دل کہ حسینونکے دھیان نے
ایسے مکان کو توڑ کے بازار کر دیا

کہتے ہین دیکھکر وہ رُخ زرد مہر کا
اچھا مسیح نے اُسے بیمار کر دیا

صانع نے حسن و عشق کو عالم مین کر کے خلق
مجبور ہمکو آپ کو مختار کر دیا

اِک برہمن بچی کی محبت نے زاہدا
زنار کو گلے مین مرے ہار کر دیا

دل مین خیال کر کے اُن آنکھونکا واسطی
کعبہ کو ہمنے خانۂ خمار کر دیا

۵۳

توڑ ہی اُس ترک کے موے مژہ مین تیر کا
کاٹ ہی اُس ابروے خمدار مین شمشیر کا

دھیان ہی راتون کو گیسوے بُتِ بے پیر کا
پیچ جاتا ہی نہین ہرگز مری تقدیر کا

بام پر اپنے بلا لیتا ہی وہ رشکِ قمر
اوج پر ہی آج کل اختر مری تقدیر کا

ابر رحمت ہے مے و ساقی ہی زحمت جانکو
کاٹ ہی موجِ نسیمِ صبح مین شمشیر کا

گردنِ مینا و موج مے کا ادنیٰ ہی یہ وصف
تیغ وہ بہر جوان ہی یہ عصا ہی پیر کا

کیا مٹائے داغ عشقِ زلف دل سے تیرہ بخت
یہ تو دھبا ہی مدادِ خامۂ تقدیر کا

آمد آمد ہے ترے دیوانے کی صحرا سے جو ہی ۔۔۔ در کھلا رہتا ہی ہر دم خانۂ زنجیر کا

لوٹتا ہون خاک کوے یار مین مین خاکسار ۔۔۔ برج خاکی مین ستارہ ہی مری تقدیر کا

جب سے خط سبز نکلا اُس رخِ گلرنگ پر ۔۔۔ سبزۂ بیگانہ سبزہ ہو گیا کشمیر کا

زخمی ہوتا ہون شب وصل ای موذن ہو خموش ۔۔۔ کم نہین تلوار سے نعرہ تری تکبیر کا

خاک پاے یار مجکو کیمیا سے کم نہین ۔۔۔ پھاڑ کر پھینکون اگر نسخہ ملے اکسیر کا

ہون وہ دیوانہ کہ کرتا ہون پری شیشہ مین بند ۔۔۔ چاہِ بابل سے یہ سیکھا ہی عمل تسخیر کا

چین ابرو نے کیا سارے زمانے کو شہید ۔۔۔ صاف جوہر کھل گیا قاتل تری شمشیر کا

یہ گریبان مین ترے یاقوت کا تکمہ نہین ۔۔۔ جانتا ہون قطرۂ خون ہی کسی دلگیر کا

یاد ہی ہر وقت خطِ مصحفِ رخسار یار ۔۔۔ مین تو حافظ ہو گیا قرآن کی تفسیر کا

جس سے جھک کر ملتے ہین کہتے ہین اُسکو آپ قتل ۔۔۔ قامت پر خم مین عالم ہی خمِ شمشیر کا

چھپکے دزدیدہ نگہ سے زخمی کرتا ہی وہ ترک ۔۔۔ بے نشان ہی تیر پر دل ہی نشانہ تیر کا

لے پری رو تیرا دیوانہ ہی گیا آتش قدم ۔۔۔ قید مین بریان ہر اک دانہ ہوا زنجیر کا

اُس گل رخسار کا بلبل ہون ای بہزاد مین ۔۔۔ رنگ گل چاہیئے کھینچنا مری تصویر کا

ہی تصور دلمین اُس چہرہ کا جب سے واسطی
جلوہ گہ سینہ ہوا خورشید کی تنویر کا

۵۴

نور سے بے سایہ جسکا جسمِ عالی ہو گیا ۔۔۔ آپ وہ اپنا گواہ بے مثالی ہو گا

ہون وہ میکش نکہت گل سے ہوا مستِ شراب ۔۔۔ گل مجھے جام شراب پرتکالی ہو گیا

آگیا ابروے جانان کا جو لکھنے مین خیال ۔۔۔ آفتابی دائرہ جو تھا ہلالی ہو گیا

ہون وہ گریان آنسوونکا مینہ کبھی تھمتا نہین ۔۔۔ آنکھ کا پردہ سحاب برشکالی ہو گیا

خون کے چھینٹو نسے کیا نقصان قاتل کا ہوا ۔۔۔ سادہ تھا شمشیر کا لعل شالی ہو گیا

بھاڑ کھایا گھر نے میرے مجکو ہجر یار مین ۔۔۔ صورتِ شہنیستان شیر قالی ہو گیا

توڑ بعد مرگ دکھلایا یہ تیر آہ نے — سنگِ تربت ہر جگہ چھید چھید کے جالی ہوگیا

جھولیان بھر بھر کے لاتا ہی زر گل باغ سے — فصل گل آتے ہی مالا مال مالی ہوگیا

ہون وہ دیوانہ کہ اپنی مرگ کا کچھ غم نہین — ہان یہ غم ہی خانۂ زنجیر خالی ہوگیا

معرکہ مین عشق کے ٹھہرا نہ غیرونکا قدم — اک ہمین ہم رہ گئے میدان خالی ہوگیا

شعر مین موزون کیا جبسے لب شیرین کا وصف — شاعرون مین شہرۂ شیرین مقالی ہوگیا

فرقتِ محبوب مین بستر سے ہل سکتا نہین — جسم بیحس مثل تصویر نہالی ہوگیا

ہی جو یہ زیبِ کمر بارِ کمر ہو جائے گا — جسگھڑی اُسکا تپنچہ ہم پہ خالی ہوگیا

رات دن لب پر نہین اُسکے بجز ذکر شراب — کیا بلا واعظ بھی رندِ لا ابالی ہوگیا

نقش ہی از بسکہ دل مین اُس مہ کا ملکی شکل — مجھکو بھی اب دعوے صاحب کمالی ہوگیا

۵۵	واسطی بیقدر رہی رنگ طلائی کے حضور طشت زرین فلک پیتل کی تھالی ہوگیا

خالی از رنج نہین روح کا تن سے جانا — سخت مشکل ہی مسافر کا وطن سے جانا

چار دن پھول ہی مہمان غنیمت ہی وصال — کہو بلبل سے کہ باہر نہ چمن سے جانا

ناف دیکھی جو پتا اُسکی کمر کا سمجھے — دہن یار کو جانا تو سخن سے جانا

چاہ کنعان نہین یوسف نکل آئے جسسے — دل نہ نکلے گا ترے چاہ ذقن سے جانا

ہم فقیرونکو کبھی خلعتِ شاہی جو ملا — بدتر اُسکو کہین مردے کے کفن سے جانا

تنگ آیا ہون مین دنیا کے حوادث سے بہت — جلد ٹھہرے کہین اس دار محن سے جانا

ٹھہر لے روح ذرا تو ابھی جلدی کیا ہے — یار آلے تو مرے خانۂ تن سے جانا

بعد ہو نٹھون کے تصور ترے گیسو کا بندھا — کشور چین مین ہوا راہ یمن سے جانا

ہین جو خوش چشم نہین ایک جگہ اُنکو قرار — گردشِ چشم غزالان فتن سے جانا

صلۂ شعر امیرون سے گوارا نہ ہوا — زر کو بہتر نہ کبھی نقدِ سخن سے جانا

۵۶

واسطی باعث آوازہ ہوئی میری زبان
ساری دنیا نے مجھے میرے سخن سے جانا

جان بلب ہون سر بالین وہ اگر آئے گا
دیکھکر جان نکلتی ہوئی گھبرائے گا

نامہ بر کوچۂ جانان سے نہ پھر آئے گا
چھاؤنی دلکو یقین ہی یہ وہین چھائیگا

دشت غربت مین اگر کوئی نہین ہی ہمدم
دست ہر خار تو تلوے مرے سہلائیگا

جو نسویا شب فرقت مین کبھی جیتے جی
لیٹ کر قبر مین بھی پانون نہ پھیلائیگا

قتل بیجرم کا اپنے نہین کچھ خوف مجھے
ہان یہ ڈر ہی کہ وہ سمجھے گا تو شرمائیگا

آشنا بحر سخن سے نہین وہ طفل ابھی
تہ کو پہونچے گا تو بالا مجھے بتلائے گا

وعدہ ساقی نے کیا ہی تو پلائے گا شراب
وہ مرے خون کی جھوٹی نہ قسم کھائیگا

لن ترانی سے یہ ثابت ہی کہ وہ برق جمال
ایکدن طور کا جلوہ مجھے دکھلائے گا

ناصح آتا ہی اگر پاس مرے آنے دو
خود سمجھتا نہین وہ کیا مجھے سمجھائیگا

حشر تک راہ پر آئیگا نہ وہ شاہ سوار
گھوڑے کاغذ کے کہان تک کوئی دوڑائیگا

جہد ای پیر و جوان چاہیے تمکو پئے رزق
طفل بھی شیر نہ بے روئے ہوے پائیگا

ہون وہ پیاسا نہ ملیگا مجھے پانی لب نہر
ہر حباب لب جو آنکھ چرا جائے گا

دلکو رہتی ہی حسینون ہی کی ہر وقت تلاش
جانتا ہون یہ کوئی تازہ بلا لائے گا

کف افسوس نہ ملیے مرے ماتم مین بہت
طائر رنگ حنا ہاتھ سے اڑ جائیگا

۵۷

واسطی یار سے پوچھو دم رخصت اتنا
ہم تو جاتے ہین کہو دل تو نہ گھبرائیگا

تیرے پھندے سے نکلنا نہین ممکن میرا
شب مری زلف تری چہرہ ترا دن میرا

روز کہتے ہو کہ مین قصد سفر رکھتا ہون
کوچ ہو جائے گا دنیا سے کسیدن میرا

روح و قالب کیطرح ساتھ ہے میرا تیرا
بے مرے تیرا گذارا ہی نہ تجھ بن میرا

اپنے دشمن سے بھی رکھتا نہین مین دلمین غبار
کسقدر صاف ہی آئینۂ باطن میرا

تخت شاہی جو ملے اُسپہ لگاؤن ٹھوکر
مسندِ فقر پہ دل ہی متمکن میرا

خط رخسار دکھاکر وہ پری کہتا ہی
کلمہ پڑھتے ہین الانس ملک وجن میرا

نطق رکھتا تو یہ کہتا ترا گیسوے دراز
کیا تعجب ہی اگر خضر ہو ہم سن میرا

رنگ لالی کا نہ بھاتا ہی نہ پھولونکی شمیم
باغ مین جی نہین لگتا کبھی تجھ بن میرا

شکل آئینہ سمجھتا ہون بدونیک کو ایک
دلمین کچھ ریب نہین صاف ہی باطن میرا

بیقراری کے جو مضمون لکھے ہین مین نے
متحرک ہی وہ جو حرف ہی ساکن میرا

قرض ملجاے کوئی بوسہ مجھے اُس بت سے
برہمن ہو جو صنم خانے مین ضامن میرا

ای صنم کاش وہ خورشید لقا آئے ادھر
برج خورشید ہو کاشانہ کسی دن میرا

ربط مین اُس بتِ کمسن سے بڑھاتا لیکن
واسطی وای دریغا وہ نہین سن میرا

۵۸

گفتگو مین جو خیالِ رُخِ جانان ہوتا
ہر سخن ترجمۂ آیت قرآن ہوتا

ڈوب مرتا غمِ ہجران نہ اُٹھاتا ہرگز
تجھ مین پانی اگر اے چاہِ زنخدان ہوتا

رُخ روشن پہ نہوتا جو وہ گیسوے دراز
ہر طرف قصۂ ہندو و مسلمان ہوتا

ای پری پر و نہ ترے بام تلک جا سکتا
عرش پرواز اگر مرغ سلیمان ہوتا

رُخِ پر نور کو خورشید سے کیا نسبت ہی
آنکھین ملتا ترے تلووںسے جو انسان ہوتا

زلفِ جانان سے جو تشبیہ نہ دیتے شاعر
طرہ گلزار مین کیون سنبل پیچان ہوتا

تولتا وہ فلکِ حسن جو رفعت اپنی
برج خورشید فلک پلۂ میزان ہوتا

ای طبیبو مرضِ غم سے شفا پاتا مین
میرے نسخے مین جو وہ سیب زنخدان ہوتا

یاد زنجیر دلاتے نہ اگر موج ہوا
کون ہم وحشیون کا سلسلہ جنبان ہوتا

دل مرا اُلفتِ گیسو کو چھپائے کیونکر
مشک آہو سے نہین ناف مین پنہان ہوتا

اپنے سایہ مین جو دیتا وہ پری مجکو جگہ	سایہ پڑتا مرا بھیر وہ سلیمان ہوتا

۵۹

قامت یار کا مضمون جو کوئی بندھ جاتا
واسطی حشر کا دیوان مرا دیوان ہوتا

کام کوئی نہ شب وصل ہمارا نکلا	شام ادھر آئی ادھر صبح کا تارا نکلا
پانون پاپوش سے جسوقت تمھارا نکلا	ہر پیچ جو ترا سے مین سمجھا کہ ستارا نکلا
نام قاتل جو زمانے مین تمھارا نکلا	کشتہ ہونے کے لیے چاہ سے پیارا نکلا
کسی منصف نے جو میزان نظر مین تولا	حسن یوسف سے بھی دہ چند تمھارا نکلا
قلزم حسن سے باہر نہ شناور نکلے	جسکو سمجھے تھے کنارہ وہی دھارا نکلا
آبرو ابرو سے جانا لیئے رہے یا نرہے	ماہ نو ابر سے کرتا یہ اشارا نکلا
امتحان خوب حسینون نے کیا کس دیکھا	قلب ہرگز نہ زر داغ ہمارا نکلا
سمجھے سب اہل نظر رجعت خورشید ہوے	گھر مین جاکر جو وہ محبوب دوبارا نکلا
قیس دیوانہ بگولے کیطرح گرد پھرا	نجد سے ناقۂ لیلی جو قطارا نکلا
مل گیا یار کی مٹھی مین ہمین دل کا پتا	چور مہندی کا جو تھا چور ہمارا نکلا
صاف سمجھے کہ یہ ہی شعلۂ خون کا کشتہ	سنگ تربت سے کسی کے جو شرارا نکلا

۶۰

واسطی دوست بھی رکھتے ہین عداوت ہمسے
کسکو اپنا کہین کوئی نہ ہمارا نکلا

تھی سیہ بیت فنا شب او مین ہشیار تھا	صبح تھی خواب عدم مین جب کبھی مین بیدار تھا
نوبت سے دیر جبتک مطلع انوار تھا	صورت چشم تماشا حلقۂ زنار تھا
سوزن جراح سینے سے جدائی کیونکہ آنکھ	دامن محشر ہمارا زخم دامن دار تھا
نافۂ آہو تھے داغ لالہ جبتک تھی بہار	جوش نگہت سے گلستان خطۂ تاتار تھا
کس مہ عارض سے تھی شب کو مکانمین چاندنی	کوکب رخشان نظر مین رخنۂ دیوار تھا

حیف خط سبز سے وہ بال طوطی بن گیا — روکش آئینہ جو آئینۂ رخسار تھا

۶۱

وقت گریہ سیکڑون طوفان تھے ای واسطی
صاف چشم تر کا پردہ ابر دریابار تھا

دیکھا جو بحر کو تو دوئی کا اثر ملا — بادام کی طرح ہمین توام گہر ملا
ہم مر گئے تو آہ رسا کو اثر ملا — بعد شکست رایت فتح و ظفر ملا
چمکے نصیب وصل بت سیمبر ملا — عسرت گئی امیر ہوئے گنج زر ملا
باریک بینیون نے کیا ہی تمام کام — گم ہو گیا مین خود جو نشان کمر ملا
باقی بدن مین بسکہ حرارت تھی بعد مرگ — کافور کا نہ اپنے کفن مین اثر ملا
صیاد نے اسیر کیے طائر اس قدر — گلشن مین ڈھونڈھنے کو نہ بلبل کا پر ملا
محروم میری طرح رہی میری آہ بھی — سو مرتبہ گئی نہ اجابت کا در ملا
ہاتھ آیا کچھ نہ حسرت دیدار کے سوا — یہ ہمکو راہ عشق مین راہ سفر ملا
آغاز شام سے شب فرقت مین تا سحر — ڈھونڈھا چراغ لیکے نہ نور قمر ملا
حاصل ہوا وصال اُٹھا کر خرابیان — ویرانے طی کیے تو ہمین گنج زر ملا
وصف دہان یار جو خط مین کیے رقم — عنقا کی طرح سے نہ کوئی نامہ بر ملا
ہوگا وہ آب آب وفور حجاب سے — اے سادہ رو نہ آئنہ سے تو نظر ملا
تو مدح خوان گل مین ثنا خوان یار ہون — مجھسے زبان اپنی نہ مرغ سحر ملا
کھایا کیا مین فرقت جانا مین داغ غم — اسکے سوا نہ اور کوئی ماحضر ملا
کیونکر شکست شیشۂ خاطر درست ہو — خود دل شکستہ ہو گیا جو شیشہ گر ملا
بحر جہان مین غم ہی کسیکو کسی کو عیش — ماہی کو خار اور صدف کو گہر ملا

۶۲

دیکھی کتاب عشق بہت ہمنے واسطی
قصے طویل سے تھے نہ کوئی مختصر ملا

ہاتھ دل سے نہ ترے غم مین فقط دھو بیٹھا
روتے روتے غرض آنکھونکو بھی مین رو بیٹھا

گالیان یار نے دین بوسۂ دندان نہ دیا
آبرو آبِ گہر تھی تو اُسے کھو بیٹھا

کیا زمین پانون پکڑتی ہی ترے کوچے کی
صفتِ نقشِ قدم پھر نہ اُٹھا جو بیٹھا

خارِ صحراے جنون ایسے چبھے تلوونمین
پانون سے ہاتھ ترا آبلہ پا دھو بیٹھا

نہ اُٹھونگا جو اُٹھیگا تو جنازا میرا
پھر چکا سارا جہان گوشے مین ابتو بیٹھا

چار چاند اور لگے دبدبۂ حشمت مین
چار زانو کبھی مسند پہ جو وہ ہو بیٹھا

۶۳	واسطی یہ تو طریقہ ہمین آیا نہ پسند کس لیے گھر مین بڑا کہتا ہی سب کو بیٹھا	

دردِ فرقت سے تڑپ کر مر گیا اچھا ہوا
اب ترے بیمار نے پائی شفا اچھا ہوا

دوش سے بارِ گران اُترا سبکباری ہوئی
تیغِ قاتل سے ہمارا سر کٹا اچھا ہوا

رنگ لائیگا ہمارا جوشِ سودا کچھ نہ کچھ
گل کھلے گلشن مین اے بادِ صبا اچھا ہوا

بیگناہون کے لہو کا سبکو ہوتا تھا گمان
اُسکے ہاتھون سے چھٹا رنگِ حنا اچھا ہوا

غیر کی تعریف کرتے ہو ہمارے روبرو
خوب سمجھے آپ کا کہنا بُرا اچھا ہوا

ابکی وہ شدت مرض کی ہی کہ مشکل ہی نجات
یون پڑا بیمار اکثر بارہا اچھا ہوا

اب نہین جوشِ جنون نہین اپنے بیگانے کی فکر
ہوگئے دامِ تعلق سے رہا اچھا ہوا

درد مین خفت ہوئی کچھ تجکو اسکی ہی خوشی
اے دلِ نادان یہ تیرے حق مین کیا اچھا ہوا

شکر ہی گذری شبِ فرقت ہوئی پیدا سحر
ٹل گئی سر سے مرے کالی بلا اچھا ہوا

ہجو میری غیر کی تعریف تم کرتے ہو واہ
آشنا تھا ابرا نا آشنا اچھا ہوا

پا کے صحت اب غمِ دفعِ مرض مین ہون مریض
لوگ کہتے ہین مجھے اچھا ہوا اچھا ہوا

ابروونکے وصف مین کہنے لگا جبسے مین غزل
ایک سے پھر شعر میرا دوسرا اچھا ہوا

چھینٹین نہ دامن پہ جو پڑتین خونکی ہوتا خجل
ذبح کے دم اُسنے باندھے دست و پا اچھا ہوا

۶۴	واسطی کی لاش پہ آکر یہ فرمانے لگے نیم بسمل تھا تڑپ کر مر گیا اچھا ہوا

غیرون کے آگے یار سے بوسہ طلب کیا	نادانی کیسی ہمسے ہوئی کیا غضب کیا
رندون نے فاش پردۂ بنت العنب کیا	پیر مغان کا بھی تو نہ پاس ادب کیا
ہر چند سنگ راہ ہوئے بتکدہ مین بت	کعبے تلک پہونچگئے ہم شکر رب کیا
غیرون کی یہ مجال تھی کرتے جو گفتگو	ہمنے فقط حضور کا پاس ادب کیا
محبوب رشک ماہ ولب بہر جام می	پایا وہی جو ہمنے خدا سے طلب کیا
تحریر حسین ابروے پرخم کا وصف تھا	اُسنے غزل مین شعر وہی منتخب کیا
چھوٹا ہی چاہتی ہے رخ صاف پردۂ زلف	زنگی نے قصد سیر دیار حلب کیا
گشتہ ہوے گلے پہ پھری تیغ مغربی	فرقت مین جب نظارۂ ماہ رجب کیا
چھپکر گئے ہم اُسکی گلی مین سور آنکو	بجلی سیاہ ابر مین چمکی غضب کیا
دیتے وہ گالیان مجھے غیرونکے سامنے	اچھا ہوا کہ لب کا نہ بوسہ طلب کیا
دیکھا پری کو ہمنے تو شبہہ مین آپکے	پیدا ملال آپنے کیون بے سبب کیا

۶۵	اے واسطی وسیلۂ محشر ضرور تھا نام علیؓ کو شام وسحر ورد لب کیا

درخت ہمنے جو بویا تھا آشنائی کا	مزہ تو یہ ہے کہ لایا وہ پھل جدائی کا
جو ابھی زندہ رہے سہکے غم جدائی کا	نہ لینگے بھول کے بھی نام آشنائی کا
قفس مین اور ابھی صیاد ہمکو رہنے دے	بہار جا چکی اب لطف کیا رہائی کا
ہزار غور کرے کون دیکھ سکتا ہے	اُدھر سے شرط ارادہ ہے خود نمائی کا
سمجھکے جائین ذرا سیر خانقاہ کو رند	لگے لباس مین دھبا نہ پارسائی کا
ہلال جائے وہی فرق آسمان پہ بنا	گرا جو ٹوٹ کے نعل اُسکی زیر پائی کا

سنا ہی آج وہ نکلین گے گھر سے کھینچ کے تیغ / قریب وقت ہی تقدیر آزمائی کا
کہاں ہمیں تھی یہ خلشِ خارِ راہ کی لذت / ہمارے سر پہ ہی احسان برہنہ پائی کا
یقین ہی تاج سرِ بادشہ اُلٹکے سبنے / گرے جو کاسہ مرے ہاتھ سے گدائی کا
دیارِ کوفہ حسینون کا کیا محلہ ہی / رواج اُسمین جو رہتا ہی بیوفائی کا
غبارِ خط سے مکدر ہوا جو عارضِ صاف / پیام آپ وہ دینے لگے صفائی کا
ہمارا طالعِ خفتہ ہی نارسا کتنا / کہ خواب بھی یہ نہین دیکھتا رسائی کا
سنا ہی قصۂ یعقوب ہجرِ یوسف مین / خدا دکھائے نہ آنکھونکو دن جدائی کا
سمجھکے رقعۂ شادی وہ گل پڑھے شاید / لفافہ خط پہ کرون کاغذِ حنائی کا
عجیب فتنۂ عالم ہی مشتِ خاکِ بشر / ہمیسری کا ہی دعویٰ کبھی خدائی کا
شکست ہو پرِ پروانہ کی درست ابھی / جو موم شمع کرے کام مومیائی کا

۶۶

جواب خط جو لکھا اُسنے واسطی کو / ہوا وہ نسخہ مجرب تپِ جدائی کا

لطفِ شب آفتاب نکلتے ہوے نہ تھا / وقفہ جہان کو رنگ بدلتے ہوے نہ تھا
دار و مدار غیر ہی اب بزمِ یار مین / یہ اختیار تو مرے چلتے ہوے نہ تھا
کوچے مین اُسکے جا کے ہوا قتل نامہ بر / اچھا شگون گھر سے نکلتے ہوے نہ تھا
بھولے نہ ہم عروج مین اُفتادگی کی یاد / گرنے کا کب خیال سنبھلتے ہوے نہ تھا
وابستہ چشمِ لطف سے تھی ہستیِ جہان / عالم تری نگاہ بدلتے ہوے نہ تھا
ملتا سبک روانِ عدم کا نشان کیا / شورِ جرس بھی قافلہ چلتے ہوے نہ تھا
تھا چار دن کا اپنے عناصر مین ارتباط / دیکھا تو کچھ بھی دم کے نکلتے ہوے نہ تھا
غافل مآلِ کار سے تھے اس چمن کے نخل / کھٹکا خزان کا پھولتے پھلتے ہوے نہ تھا
روشن ہمارے دلکو کیا داغِ عشق نے / تاریک گھر چراغ کے جلتے ہوے نہ تھا

سوزِ غمِ فراق نے یہ حال دل کیا — اولے کیطرح کچھ بھی گھلتے ہوئے نہ تھا
رہتا غرور سر مین حسینون کے کسطرح — جوبن ذرا شباب گئے ڈھلتے ہوئے تھا

۶۷

پیسا حنا کی طرح مرے دلکو واسطی
کچھ رحم اُنکو پاؤن کے ملتے ہوئے نتھا

عرصہ ترے بیمار کو اب کھنچ نہین سکتا — گذری شبِ غم روزِ تعب کھنچ نہین سکتا
بند آنکھ مصور کی ہوئی جاتی ہی ہر دم — نقشہ ترا اے برقِ غضب کھنچ نہین سکتا
کیون قتل مجھے تیغ نگہ سے نہین کرتے — خنجر جو نزاکت کے سبب کھنچ نہین سکتا
دولت سے کنارہ کوئی کرتا ہی جہان مین — دامن سے ترے دستِ طلب کھنچ نہین سکتا
زلفِ سیہ یار کا بندھتا ہی تصور — صدمہ ترا ای ظلمتِ شب کھنچ نہین سکتا
رعشہ ہی غضب جسم مین اب بادہ کشی کا — خمیازۂ ایامِ طرب کھنچ نہین سکتا
نازک ہی دماغ اُنکا یہان حال یہ اپنا — نالہ کبھی بے شور و شغب کھنچ نہین سکتا
جاتی ہی مرے دل سے کوئی الفتِ مژگان — یہ تیر جگر سے کسی ڈھب کھنچ نہین سکتا
ابرو کی کمان یاد ہی بھولی ہی عبادت — چلہ بھی نقاہت کے سبب کھنچ نہین سکتا
مے دینے مین ای پیرِ مغان بخل ہی ناحق — کیا شیرۂ انگور و رطب کھنچ نہین سکتا
کچھ دیر نہین اب کہ بدن سرد ہوا اپنا — آزار ترا گرمیِ تب کھنچ نہین سکتا

۶۸

اُس واسطی زار کو روضہ پہ بلا لو
دوری کا غم ای شاہِ عرب کھنچ نہین سکتا

ہی شبِ وصل مہِ شام نہ جانی سونا — اپنے عاشق کی ذرا سُنکے کہانی سونا
پہنو کانون مین نہ تم ای مرے جانی سونا — منفعل ہوگا بنا گوش سے کانی سونا
کھینچے تصویر تو اُس سیم بدن کی لکھنا — چھاپ پہلے ورقِ سادہ پہ پانی سونا
میرے نالون کی شکایت ہی جو مرجاؤ نہین — چین سے راتکو تم ای مرے جانی سونا

رات آئی ہی کہان شعر ابھی پڑھنا ہی | سنکے ای ماہ مری سحر بیانی سونا

چشمِ عبرت سے زمانے کا تماشا کرلے | پھر ہی ای راہروِ منزلِ فانی سونا

مضطرب رہتا ہی دل آنکھون مین شب کٹتی ہی | جان کیا جانے تمھارا خفقانی سونا

نیند اُڑ جاتی ہی فرقت مین جو یاد آتا ہی | سینہ سے لگ کے ترا یوسفِ ثانی سونا

زرد رنگت سے کھلا ہی یہ کسیکا نقشہ | سوزِ فرقت سے ہوا ہی یرقانی سونا

بند ہوجائینگی آنکھین مری آجائیگی موت | غیر کے ساتھ نہ ای ظلم کے بانی سونا

جاگنا ہوگا اگر موسمِ پیری آیا | چاہیے چین سے ہنگامِ جوانی سونا

سیمتن یار کی زرگر سے یہ فرمایش ہی | زیورِ گوش کو درکار ہی کانی سونا

کھینچنی میرے رُخِ زرد کی لازم ہی شبیہ | کہ چڑھے کاغذِ تصویر پہ مانی سونا

گرمیِ عارضِ جانان سے پگھل جاتا ہی مہر | جسطرح آنچ کڑی کھاکے ہو پانی سونا

۶۹

واسطی دیکھ خبردار نکر آنکھین بند | شبِ فرقت مین اجل کی ہی نشانی سونا

کس شب اُنھین شغلِ مے و مینا نہین ہوتا | کس روز کباب اپنا کلیجا نہین ہوتا

کب محوِ تصور دلِ شیدا نہین ہوتا | کس دم مین ہم آغوشِ تمنا نہین ہوتا

یون ہونیکو دنیا مین تو کیا کیا نہین ہوتا | پر دل سے کوئی دوست کسیکا نہین ہوتا

عریانی سے جامہ کوئی اچھا نہین ہوتا | میلا نہین ہوتا یہ پرانا نہین ہوتا

سایہ بھی تو ہمراہ لحد مین نہین جاتا | ساتھی کوئی مشکل مین کسیکا نہین ہوتا

کیون بھیڑ لگائی ہی مرے سر پہ دمِ نزع | کہدو کوئی مرتا ہی تماشا نہین ہوتا

دل دیکے لیا بوسۂ جانان تو عجب کیا | دنیا مین کہین مفت کا سودا نہین ہوتا

عاشق جو غمِ ہجر مین ہین موت کے خواہان | ایسون سے اجل کا بھی تقاضا نہین ہوتا

کیا اُلفتِ دندان مین تجھے تشنگیِ شوق | سیراب گہر سے کوئی پیاسا نہین ہوتا

بیفائدہ کرتے ہین دوا میری اطبا	بیمار محبت کبھی اچھا نہین ہوتا
باہر ہی کھڑا رکھا یہ کہکر مجھے شب بھر	نامحرمون کا گھر مین گذارا نہین ہوتا

۷۰

ای واسطی تم دل سے عزیزو نپہ فدا ہو
یہ کیا ہی کوئی دوست تمھارا نہین ہوتا

برتر ہی آسمان سے مقام ابو تراب رض	لکھا ہی لوح عرش پہ نام ابو تراب رض
روشن قمر کیطرح ہی قنبر کا مرتبہ	آقاے دو جہان ہی غلام ابو تراب رض
چکھا ہی اُسنے کوثر و تسنیم کا مزہ	جسنے پیا ہی بادۂ جام ابو تراب رض
گویا زبان پاک ہی اللہ کی زبان	قرآن کا ترجمہ ہی کلام ابو تراب رض
مسکین مسیح کا ہی سر آسمان اگر	دوش رسول پہ ہی مقام ابو تراب رض
گرتے ہوے نظر سے سنبھلتے ہین آجتک	کیا دستگیر خلق ہی نام ابو تراب رض
اعدا کا کیون نہ خرمن ہستی ہو جلکے خاک	چمکے جو مثل برق حسام ابو تراب رض
وہ چشم ہی کرے جو تماشاے روے پاک	وہ گوش ہی سنے جو کلام ابو تراب رض
پیدائش آپکی ہی کہین بو البشر سے قبل	اسبات پر دلیل ہی نام ابو تراب رض
جسدنے کربلا مین چھپا آفتاب دین	صبح ابو تراب رض ہی شام ابو تراب رض
جبتک رہے جہان مین کہتے تھے جبرئیل	اللہ سے سلام و پیام ابو تراب رض
روشن جہان پر ہی حسین و حسن کی قدر	وہ مہر تھے یہ ماہ تمام ابو تراب رض
زیر قدم بچھاتے تھے آنکھین ملائکہ	اللہ رے وقار خرام ابو تراب رض

۷۱

کہتے ہین جسکو طائر توحید واسطی
ہی پاے بند حلقۂ دام ابو تراب رض

ہین جو کاتب واقف راز نہان عندلیب	لکھتے ہین اوراق گل پر داستان عندلیب
لائی طوفان اسقدر اشک روان عندلیب	نوح کی کشتی بنا ہی آشیان عندلیب

آشیان کیسا ہی تن مین نہ جان عندلیب
آتش گل نے جلایا دودمان عندلیب

وصف ہو سکتا نہین ہی اُسکے روے سرخ کا
لال ہی مانند برگ گل زبان عندلیب

در قفس کا کھولدے جب بھی نجائے سوے باغ
چاہیے جب صیاد کرلے امتحان عندلیب

کردیا برباد دو تونکو خزان نے اسقدر
ہی بتا گل کا نہ گلشن مین نشان عندلیب

باغبان زلف عروس باغ کی لازم ہی رہے
شانہ بنوا لیکے کوئی استخوان عندلیب

سوز الفت سے ہوا کیا اتحاد حسن و عشق
آتش گل کا زبانہ ہی زبان عندلیب

رنگ لائی باغ مین صرصر ہماری آہ کی
گل چمن مین اُڑتے پھرتے ہین بسان عندلیب

جان تازہ آئی حسن یوسف گل دیکھکر
کم زلیخا سے نہین بخت جوان عندلیب

شاخ گلبن سے ابھی صیاد لٹکاتا قفس
صاحب تاثیر اگر ہوتی فغان عندلیب

چاہتا ہی باغبان یہ اتحاد حسن و عشق
نکہت گل ہو جو نکلے تن سے جان عندلیب

خانہ صیاد سے اب اُڑکے جا سکتی نہین
تھا کبھی صحن چمن مین آشیان عندلیب

ہی اگر قصد سفر ہم عاشقونکو ساتھ لو
یوسف گل کو ہی لازم کاروان عندلیب

حال یہ عاشق کے ہوتے مہربان معشوق گر
کب چھپا دامن سے گل اشک روان عندلیب

شاخ گل پر آشیان رہنے بھی دے ای باغبان
کچھ نہوگا با مشت استخوان عندلیب

گل نہین رکھتے جو گوش حق شنو پروا نہین
ساکنان عرش سنتے ہین فغان عندلیب

وصف لکھا ہی جو مین نے اُس گل رخسار کا
نغمہ پیرا ہی قلم میر البیان عندلیب

۷۳
خرمن گل جل گئے خاکستر [illegible] ای واسطی
برق تھی یا نالۂ آتش فشان عندلیب

طاقت آجائے جوان ہو جو پیے پیر شراب
ساقیا رکھتی ہی خاصیت اکسیر شراب

ہجر ساقی مین تنفر ہی یہ میخواری سے
خون مرا ہو جو کھنچے صورت شمشیر شراب

پوچھیے زہد کا باعث تو تہید ستی ہے
کیا کرین ہم نہین ملتی کسی تدبیر شراب

ساقیا ہون وہ مرقع مین جہانکے میکش
دے خدا نطق تو مانگے مری تصویر شراب

نشہ مین یاد جو اُس مہر لقا کی آجائے
اور چمکائے مرا اختر تقدیر شراب

مست پیتے ہین تو مجروح جگر ہوتے ہین
ہجر ساقی مین ہی آب دم شمشیر شراب

کیا خجالت ہی کہ اُسکے لب میگون کے حضور
ہی سفیدا نہ نظر مین صفت شیر شراب

آفتاب اسکو بجا سارا جہان کہتا ہی
ساقیا رکھتی ہی خورشید کی تنویر شراب

مے پیون ہجر مین ساقی تو ابھی مرجاؤن
صاف دکھلائے مجھے زہر کی تاثیر شراب

راز الفت کو مین افشا نکرون مستی مین
ڈر ہی مجکو نہ کرے صاحب تقصیر شراب

۷۳

واسطی سرخ ہین سب بادہ کشون کے چہرے
رنگ ہونے نہین دیتی کبھی تغیر شراب

ٹھہرون مجرم جو پیون مین کبھی بے یار شراب
جاے ساقی نکرے مجکو گنہگار شراب

کثرت گل ہی اُدھر غلبہ مستی ہی ادھر
فصل گل آئی ہی پھر پیتے ہین میخوار شراب

ہی یہی دور تری نرگس میگون کا اگر
رمضان مین بھی بکیگی سر بازار شراب

مے پیون فرقت ساقی مین تو ٹکڑے ہو جگر
کم نہین آب دم تیغ سے زنہار شراب

کسطرح اس سے مین حیران ہون کہ غم کٹتا ہی
نہ تو دشنہ ہی نہ خنجر ہی نہ تلوار شراب

جس جگہ نرگس میگون ہی تری بادہ فروش
مول جی بیچ کے لیتے ہین خریدار شراب

فکر اسباب نہ گھر بار کا رہتا ہی خیال
ہر گرانبار کو کرتی ہی سبکبار شراب

منھ لگاتے ہی ہوئی سم نہ رہا دم باقی
تھی مگر فرقت ساقی مین کف مار شراب

ہی متاع خرد و ہوش نہ جنس دل و دین
لوٹ کر لیگئی بازار کا بازار شراب

ہون وہ میخوار کہ ساقی ہی مری نظرون مین
گل شاداب قدح شبنم گلزار شراب

پیک یون پان کی ہی اُسکے گلے سے ظاہر
جسطرح شیشہ بلور مین گلنار شراب

مست ہون ساقی کوثر کی مے الفت سے
پھر مستی نہین ساقی مجھے درکار شراب

کشتیِ مے کو نہ کسطرح کہون کشتی نوح
بحر اندوہ سے کرتی ہی مجھے پار شراب

۷۴

واسطی موسم گل مین ہی دو رنگی ظاہر
سب کو گل دیدۂ زہاد مین ہی خار شراب

اندازِ سخن خوب چلن خوب ادا خوب
جو بات تمھاری ہی وہ ہی نامِ خدا خوب

دل پستے ہو زیر قدم مثلِ حنا خوب
پیدا کیے ہین طرفہ چلن آپنے کیا خوب

آئینہ بنایا ہی مجھے بحرِ جہان مین
ہر شکل برابر ہی مجھے زشت ہو یا خوب

مجکو تو محبت ہی یہ بُت جانین نجانین
آگاہ ہی احوال سے بندہ کے خدا خوب

یہ شہر حقیقت مین ہی اللہ کی قدرت
ہی ایک سے اک اسمین بتِ ماہ لقا خوب

آخر یہ دیا حکم کہ اسد یہ چھوڑو
کی دردِ محبت کی طبیبون نے دوا خوب

گلشن مین تو آئے ہین مگر جی نہین لگتا
کچھ خانۂ صیاد کی تھی آب و ہوا خوب

دعوی ہی ترے ابروے خمدار سے اُسکو
کسطرح مہ نو نہ ہو انگشت نما خوب

منھ چاند سا دکھلا کے ہمین ہالہ بنایا
ای غیرتِ مہتاب یہ تمنے نہ کیا خوب

اس قافلہ مین کیا ہی کوئی یوسف گلرو
ہی نغمۂ بلبل سے بھی آوازِ درا خوب

۷۵

ای واسطی اُس ترک سا دیکھا نہین ظالم
مرنے پہ مری لاش کو تشہیر کیا خوب

صدمے اُٹھا اُٹھا کے ہوئین ناتوان بہت
تھوڑے بھی تیرے ظلم ہین ای آسمان بہت

سر پر ہمارے کوہ الم ہی گران بہت
ہر چند مثلِ کاہ ہین ہم ناتوان بہت

یارانِ بسر خروش مین ہوتے ہین ہم سبک
ای تیغِ یار ہمسے ہین سرگران بہت

بیوجہ بات بات مین دیتے ہو گالیان
بگڑی ہوئی ہی آپکی صاحب زبان بہت

زاہد کو اسقدر اگر انکار ہی تو ہو
ایسے مرید حضرتِ پیرِ مغان بہت

اب چند روز کنجِ قناعت مین بیٹھیے
حرص جہان مین عمر ہوئی رائگان بہت

اسوجہ سے کہ سر پہ چڑھایا ہی آپ نے
سہو نچونگا دم مین قید سے پاؤن تو مخلصی
ایسے پڑے ہین دور سینگے نہ ہم صدا
کسکو تمھارا مطلع ابرو نہین پسند
ہی پیش ایکدن ہی خموشی کا مرحلہ
ای فتنہ گر نہ تیغ ابھی کر نیام مین
تے نہین ہو بوسہ لبون ایک بھی کبھی
کیا مجھ خمیدہ قد کا رسا تیر آہ ہو

بل کر رہا ہی گیسو عنبر فشان بہت
کنج قفس سے دور نہین آشیان بہت
چلا رہا ہی کیون جرس کاروان بہت
اچھا کلام چاہتے ہین قدردان بہت
ہر بےزبان سے بڑھکے نہ بولا ہی زبان بہت
مقتل مین لوٹتے ہین پڑے نیمجان بہت
دل بھی تمھارا تنگ ہی مثل دہان بہت
کمزور کھنچتے کھنچتے ہوئی ہی کمان بہت

۷۶

پہونچے تو مر کے کوچہ قاتل مین واسطی
در پیش ابھی ہین معرکۂ امتحان بہت

جس صبح اُٹھون آئے نظر یار کی صورت
چھپتی ہی نہین صاحب آزار کی صورت
زنہار تواضع یہ بجا اہل جہان سے
مدت سے جو ہین خانۂ صیاد مین ہم قید
یوسف ہی مرا یار مگر پردہ نشین ہی
مرغوب ہی نقطہ دہن یار کا ایسا
بلبل کی طرح شیفتۂ باغ نہین ہین
ششدر رہون جدائی مین [illegible]
مجروح کرے کیا فلک کو تو عجب کیا
ہی عفو خطا [illegible] ہم سامنے تیرے
کیا جام مین [illegible] ہین کیسو ساقی

یارب نہ دکھانا مجھے اغیار کی صورت
دو دن مین بدل جاتی ہی بیمار کی صورت
جھکتے ہین یہ مکار تو تلوار کی صورت
ہی گل کی ہمین یاد نہ گلزار کی صورت
ابتک تو نہین دیکھی ہی بازار کی صورت
ہم گرد پھرا کرتے ہین پرکار کی صورت
گل مجھسے خلش کرتے ہین کیون خار کی صورت
بیحس ہی بدن صورت دیوار کی صورت
نالہ مرا بندوق ہوا دار کی صورت
ڈرتے ہوئے آئے ہین گنہگار کی صورت
محو ہو گئی قاتل جو کفِ مار کی صورت

غمگین ہو نہیں ایسا مجھے نفرت ہی ہنسی سے
دیکھی نہ کبھی قہقہہ دیوار کی صورت

ثابت تھا جو گھر مین صفت کوکب ثابت
سیارہ ہی وہ کوکب سیارہ کی صورت

یہ دل مین مرے رہ گئی حسرت کہ شب وصل
لپٹا نہ گلے سے ترے مین ہار کی صورت

۷۷

ای واسطی اغیار بہت چڑھتے ہین منھ پر
دم بھر مین بگڑ جائیگی دو چار کی صورت

وہ دل کہان کہ جسمین ہے آرزوے دوست
اور وہ زبان کہان کہ کرے گفتگوے دوست

کسطرح صحن باغکو سمجھون نہ کوے دوست
پھولونکو سونگھتا ہون تو آتی ہی بوے دوست

ہر گلمین دیکھتے ہین بھری آرزوے دوست
سنتے ہین ہر زبانسے ہم گفتگوے دوست

لطف و غضب ہی اُسکے نمونہ ہی ہر چمن
پھولونمین بوے دوست ہی کانٹونمین خوے دوست

مرغان خوشنوا جو چہکتے ہین باغ مین
ہم جانتے ہین کرتے ہین یہ گفتگوے دوست

بخت رسا دکھائے کبھی تو شب وصال
یارب ہمارے ہاتھ ہون طوق گلوے دوست

رضوان دکھائے خلد تو دیکھین نہ اک نظر
آنکھین ہین اپنی محو تماشاے روے دوست

راہین ہین دو جدھر چاہی ادھر چل ہی ایک راہ
کعبہ مقام یار ہی بتخانہ کوے دوست

غنچے چٹک رہے ہین نسیم سے جو باغ مین
کانون کو آرہی ہی صداے گلوے دوست

رضوان کی بھی طلب سے بچا تا کسی طرح
گلزار خلد کو جو سمجھتا نہ کوے دوست

سیر چمن سے کیون نہ شگفتہ ہو اپنا دل
لالے مین رنگ یار کا ہی گل مین بوے دوست

پیکان تیر یار کے سینے کو دل چلا
صادق وہ دوست ہی جو کرے آرزوے دوست

۷۸

سارے جہانسے نہین کچھ کام واسطی
منھ ہو نہ بگ قبلہ نما اپنا سوے دوست

[illegible] ہین ہم وہ سنتے نہین ہین کسیکی بات
کیونکر نہ دلمین دلکی رہے جی مین جی کی بات

[illegible] نے بتونکو بنایا ہی سنگدل
دل لیکے کوئی کرتے نہین دلبری کی بات

تشبیہ دے جو پھول سے تمکو خفا نہ ہو — انصاف شرط ہی کہ یہ ہی منصفی کی بات
ناخوش ہوے تو کہنے لگے دیکے گالیان — مین جی مین خوش ہوا کہ یہ ہی میرے جی کی بات
بوسہ تو کچھ لیا نہین عارض کو چھو لیا — آزردہ آپ کیون ہوے تھی دل لگی کی بات
گذری جو کچھ رقیبِ سیہ دل پہ کل وہان — ہی یہ خلافِ وضع کہین کیا کسی کی بات
بلبل کے دردِ دل پہ عبث خندہ زن ہین گل — رونے کا ہی مقام نہین یہ ہنسی کی بات
قاتل کو دار و گیرِ قیامت کی دی خبر — دشمن سے اپنے ہمنے کہی دوستی کی بات

۷۹ — اچھا نہین ہی صحبتِ بد مین یہ اختلاط
حق کہدیا ہی یاد رہی واسطی کی بات

کہین کیا کسقدر ہی دل خدا دوست — وظیفہ رات دن ہی اسکا یا دوست
وہ عاشق دل ہی دشمن کا ہوا دوست — شنا اسکی زبان سے بھی جو یا دوست
خدا کو دوست رکھے کیون نہ بندہ — بہت بندہ کو رکھتا ہی خدا دوست
کہو تو غیر کے منھ پہ بھی کہدین — نہین ہمسا تمھارا دوسرا دوست
نہین ہی کوئی زیر خاک اپنا — لحد تک ساتھ ہین سب آشنا دوست
جو اسکا ہی عدو میرا عدو ہی — جو اسکا دوست ہی وہ مرا دوست
ہوے مفلس ہوا دشمن زمانہ — ہوے منعم زمانہ ہو گیا دوست
گزین ہر روز ہم دربار اس کا — کوئی سلطان جو ملجائے گدا دوست
طریق نیک ہی بندہ نوازی — نہ رکھے کاہ کو کیون کہربا دوست
قضا بھی الامان کہکر ہو پیدا — جو آئے دیکھکر تیغ ادا دوست
بلند و پست عالم ہی مرے گھر — کہ دل بیٹھا جو پہلو سے اٹھا دوست

۸۰ — بن آئی واسطی اعدا کی کیسی
نصیب دشمنان گر ہو خفا دوست

شمع اجل جلائیگی پروانۂ حیات — اک خواب ہی جو سنتے ہین افسانۂ حیات
جب دور خاک عشق سے ہو دانۂ حیات — پھر کیا ہی ذکر سبزۂ بیگانۂ حیات
ساقی نے جبتلک کہ بھرا ساغر شراب — لبریز ہو گیا مرا پیمانۂ حیات
اچھا ہوا کہ سوز محبت سے دل جلا — محتاج تھا چراغ کا کاشانۂ حیات
ہی آسیائے چرخ کی گردش اگر یہی — پیسیگی ایک روز مرا دانۂ حیات
آئے اگر ہوائے اجل ہوگا چور چور — نازک حباب سے ہی یہ پیمانۂ حیات
الفت مین یان بتون کے ہوئی صرف زندگی — بتخانہ بن گیا ہے مرا خانۂ حیات
کہتے ہین نیستی جسے ایسا وہ باغ ہی — ہی دور جس سے سبزۂ بیگانۂ حیات
دکھلائے جب چمک کے وہ خنجر ضیائے شمع — کیونکر نہ جلکے خاک ہو پروانۂ حیات
ہمکو بھی دیگا ساقی دوران شراب عیش — ہم بھی ہین ایک مئکش میخانۂ حیات
اس میکدے مین ہوگا لبالب نہ جام عیش — لبریز ہو تو ہی کبھی پیمانۂ حیات

۸۱

دو دن کی زندگی پہ تکبر یہ واسطی
بھر دینگے آب مرگ سے پیمانۂ حیات

مجھ مشت پر سے ہی خلش باغبان عبث — ظالم اجاڑتا ہی مرا آشیان عبث
سو بار آزما چکے الفت مین ہمکو تم — پھر بار بار کرتے ہو کیون امتحان عبث
سر پر فلک ہی چتر زمین فرش زیر پا — بستر کی جستجو طلب سائبان عبث
ہم دیکھتے ہین اسکو یہان ہر مکان مین — کیون جستجو مین جائیے تا لامکان عبث
کافی ہی اک نگاہ مرے قتل کے لیے — کرتے ہو تیز خنجر و تیغ و سنان عبث
چکر مین ہون زمانے کی گردش سے آپ مین — کیون پھر رہا ہی سر پہ مرے آسمان عبث
ہر جام بادہ ساغر آب حیات ہی — رندو نہین ہی خدمت پیر مغان عبث
ظاہر ہی چاند پر دونے خورشید کی ضیا — پردہ ہی ہمسے آپکا اے مہربان عبث

کیا کام آئے قد خمیدہ بغیر آہ — ترکش مین تیر کی ہی جگہ بیگمان عبث
اندیشہ ہی خبر نہ کسی راہزن کو ہو — چلا رہا ہے کیون جرس کاروان عبث

۸۲

صبح و مسا وظیفہ نہین جسکو نام یار
ای واسطی ہی اُسکے دہن مین زبان عبث

دکھا چہرہ ہی پردہ جانی عبث — سناتا ہی کیون لن ترانی عبث
جہان مین کوئی سننے والا نہین — کہون کیا مین اپنی کہانی عبث
کسی روز پیری ہی اور عاجزی — جو الذ ہی کبھر جوانی عبث
چھپا نکتہ دانون سے بھی وہ نہین — ہوا دعوی نکتہ دانی عبث
محبت ہی وہ جسمین باطن ہو صاف — یہ ظاہر کی ہی مہربانی عبث
کبھی کھینچ سکیگی نہ اُسکی شبیہ — تردد مین بیٹھا ہی مانی عبث
مجھے نشہ بادۂ عشق ہے — ہیون کیون مے ارغوانی عبث
خدا سے ڈرو یاتون پڑتے ہین ہم — بتو ہم سے ہی سرگرانی عبث
کھنچے جاتے ہین آپ ہم سوے گور — نکر زور ای ناتوانی عبث

۸۳

فقط آمد و رفت ہی واسطی
دو روزہ ہی یہ زندگانی عبث

تنگ ہی عارض کو اُسکی نازکی مین گل سے بحث — زلف اُلجھکر کہتی ہی کیا کیجیے سنبل سے بحث
صاف ظاہر ہی خموشی ہی جواب جاہلان — کون کرنے جائے صحن باغ مین بلبل سے بحث
کیا ہی دربان کی حقیقت یار سے بگڑے ہین ہم — جزو کی پروا نہین مد نظر ہی کل سے بحث
بادۂ عرفان کی کیفیت جو حاصل ہو تجھے — شیشۂ مے سے کرے دل آنکھ جام مُل سے بحث
غیر خاموشی نہین کچھ سو زبانین ہین تو کیا — کر نہین سکتا ہی مو شانہ اُس کاکل سے بحث
ہین وہ جادو گر تری آنکھین اُنکا ہی قول — بات اک بکا رہی ہی ساحر بابل سے بحث

طوطی خامہ ہی جو شکر فشان ای واسطی
آج ہی منظور اسکو بلبل آمل سے بحث

۸۴

آیا ہی میرے گھر مین جو وہ گلعذار آج
کیسی بدل گئی ہی خزان سے بہار آج

جوبن دکھا رہی ہی نسیم بہار آج
دریا پہ کھیلئے بطِ مَی کا شکار آج

کرتا ہی میرے دیدۂ گریان سے سامنا
کھل جائیگی حقیقت ابرِ بہار آج

شاید کہ کوئی عاشق غمناک مر گیا
کوچے مین اُسکے تازہ بنا ہی مزار آج

وہ کام کر کہ جس سے ہمین ہو گا تیری مغفرت
ای بندۂ خدا ہی تجھے اختیار آج

لیتے ہین دمبدم پر کے وہ عاشق کا مرغ دل
برسون کے بعد ہاتھ لگا ہی شکار آج

غازہ کسی کے خون کا تمنے ملا ہی کیا
کیسا چمک رہا ہی تمھارا عذار آج

تم بھی تو آؤ بام پہ ای رشک ماہ و مہر
خورشید و ماہ کا ہی فلک پر مدار آج

ہی نشہ اُسکو حسن جوانی کا واسطی
سنتا ہی کب کسی کی وہ غفلت شعار آج

۸۵

جاتے ہین کوے یار مین ہم بار بار آج
کل سے بھی کچھ سوا ہی ہمین اضطرار آج

کل سے بھی ہی سیاہ شبِ انتظار آج
دیکھین کہ کیا گذرتی ہی پروردگار آج

آئیگا چھپکے قبر پہ وہ گلعذار آج
گل کردے ای نسیم چراغ مزار آج

اک بھیڑ کوے یار سے ہی میرے گھر تلک
شاید ادھر بھی آئیگا وہ شہسوار آج

ویرانہ تھی خراب تھی کل تک جو سرزمین
بن بن گئے ہین قصر وہان زرنگار آج

شاید کسیکے دل سے آہی نکل گیا
ہر سمت پھک رہے ہین جو شہر و دیار آج

سیلاب آمد و تین مرے اشکون نے دو کین
ذرہ بھی اُسکے دل مین نہین ہی غبار آج

کیا انقلاب ہی کہ جو تھے صاحب نشان
باقی نہین ہی اُنکا نشان مزار آج

یارو یہ کیسے باغ مین کی آکے سرکشی
گر کر گڑ گئے ہین سرو لبِ جویبار آج

کل تلک تو اپنی آنکھ سے بہتی تھین ندیان | کیا ہی جو تر نہین قطرۂ اشکبار آج

۸۶

گھر مین ہمارے وہ صنم آیا ہے واسطی
ہم دیکھتے ہین قدرت پروردگار آج

کیونکر طبیب سے ہو اس آزار کا علاج | عیسیٰ نہ کر سکے تھے بیمار کا علاج
سیکھا ہی علم طب وہ ہوے ہین نئے طبیب | کرتے ہین پانچ سات کا دو چار کا علاج
ممکن نہین کہ کوئی مداوا اثر کرے | آخر کو مرگ ہی ترے بیمار کا علاج
اے گل مریض ہین تری آنکھون کے لادوا | کرتا ہی کون نرگس بیمار کا علاج
پیری مین مٹ گئین وہ جوانی کی گرمیان | کافور سرد تھا مرض حار کا علاج
آزردہ ہو کے آنکھین نکلوائین یار نے | یہ تھا ہماری حسرت دیدار کا علاج
دین کیا کلام بے سروپا کا جواب ہم | ہی خامشی جہالت اغیار کا علاج
کب وہ طبیب پوچھتے ہین مفلسون کا حال | کرتے ہین دل لگا کے جو زردار کا علاج

۸۷

مشکل ہی صحبت دل پر داغ واسطی
آسان ہی داغ لالۂ کہسار کا علاج

تیر ہی مژگان قاتل تیر کی کیا احتیاج | تیغ ابرو کم نہین شمشیر کی کیا احتیاج
ہاتھ اٹھائین جب دعا کو سیم و زر کے ڈھیر ہون | خاکسارون کو ترے اکسیر کی کیا احتیاج
میرے چہرے سے ہویدا ہی صاف میرے دل کا درد | سامنے اُس شوخ کے تقریر کی کیا احتیاج
یہ بھی کافی ہی مرے تسکین دل کے واسطے | سادہ کاغذ بھیجدو تحریر کی کیا احتیاج
ہی تصور یار کا ہر وقت میرے سامنے | اے مصور ہی مجھے تصویر کی کیا احتیاج
جی مین ہی اُس تک مین بنکے مکتوب پہونچون نامہ | سب اُسے معلوم ہی تحریر کی کیا احتیاج
جمع اغیار مین کیون مجکو کرتے ہو طلب | اس مجمع مین مری تشہیر کی کیا احتیاج
آشکارا تم نے مارا دفن کا اب حکم دے | ہو چکا مشہور مین تشہیر کی کیا احتیاج

تخت تختہ خاک کا داغ جنون ہی تاج سر
دشت کا مالک ہوں میں جاگیر کی کیا احتیاج

جو پھنسا ہی زلف مین اسکو عبث کرتے ہو قید
آپکے دیوانون کو زنجیر کی کیا احتیاج

سر پہ روشن دل نہین لیتے کبھی احسان غیر
رکھتی ہی شمعِ قمر گلگیر کی کیا احتیاج

ہون مریضِ عشق مین جاکر طبیبو سے کہو
چھوڑ دو تقدیر پہ تدبیر کی کیا احتیاج

اک نگاہِ تیز کافی ہی ہمارے قتل کو
ذبح ہو جائینگے ہم شمشیر کی کیا احتیاج

غفلت آخر ایکدن لیجائیگی سوئے عدم
ہی ہمارے خواب کو تعبیر کی کیا احتیاج

کر سکے گا کیا کوئی تعریف حسنِ یار کی
مصحفِ رخسار کو تفسیر کی کیا احتیاج

صبح تک بیدار رہتا ہون مین شب واسطی
میرے دروازے کو ہی زنجیر کی کیا احتیاج

۸۸

ہزار شکر جہانسے ہی اپنی رخصت آج
تعلقات جہانسے ملی فراغت آج

زبانِ یار پہ آئی مری شکایت آج
ہزار شکر کہ یون کھلگئی محبت آج

وہ یاد آتی ہی تا صبح تیری صحبت آج
نہ دیتے دل تو اُٹھاتے یہ کیون مصیبت آج

دکھلا کے چہرہ دُر اشک سے بھرا دامن
ملی ہی ہمکو یہ دولت تری بدولت آج

بڑے مزے سے مری استخوان کو کھاتا ہی
ہما کو ہاتھ لگی ہی عجیب نعمت آج

مریضِ عشق کی اتنی نہین خبر تمکو
زیادہ گل سے بھی ہی غیر اسکی حالت آج

یہ خطِ سبز کو اُس رخ پہ دیکھکر سمجھے
جنابِ خضر کی حاصل ہوئی زیارت آج

برنگ شمع کھلے سر وہ بزم مین آئے
جلائے کیون مجھے پروانہ سان نہ غیرت آج

چلے جہانسے جھگڑا ہی مٹگیا سارا
کہو وہ نزع مین آجائین بہر رخصت آج

وہ دم پہ چڑھ گئے میرے تو ہنسکے کہنے لگے
جہان مین آپکی بھی ذات ہی غنیمت آج

گذر گئی شبِ وصلت وہ گھر کو جاتے ہین
دلا ہی جان کے بچنے کی کون صورت آج

اُداس خانۂ زندان ہی چپ نگہبان ہین
کہ پیچلی ہی ہمارے ہوئے دشت وحشت آج

چراغ جام کو کر جلد ساقیا روشن — اُٹھی ہے کالی گھٹا چھا گئی ہی ظلمت آج
جو ہمنے اُنکے بُلانے کو آدمی بھیجا — کہا نہ آئینگے کہنا نہین ہی فرصت آج
اُٹھے ہین دیکھکے مُنہ ایک خوبصورتکا — یقین ہی روز کٹیگا بعیش و عشرت آج

۸۹
ندیکھے ایک مین دو واسطی کئے لاکھون
کھلی ہی کثرتِ تحقیق سے یہ وحدت آج

جب کوئی کہتا ہی ہمسے کو بنا ہی خوب گنج — ہم تو ہین عاشق طبیعت کہتے ہین محبوب گنج
آمد آمد ہی سے اُس غیرتِ یوسف کی ہی — کشورِ دل مین بسایا چاہیئے یعقوب گنج
ای حریصو جمع مال و زر سے توبہ چاہیئے — صورتِ قارون نہ تمکو بھی کرے معتوب گنج
دیکھ لیتے ہین تو اُسکو جانتے ہین سر کا گنج — کسقدر ہین تیرے فقیرونکو ہی نامرغوب گنج

۹۰
سچ ہی نام نیک ہی اقبالمندی کی دلیل
واسطی تم بھی بتاؤ کوئی خوش اسلوب گنج

شام ہی ہر صبح آخر دہر مین ہر شام صبح — شام ہجران بھی کریگی گردشِ ایام صبح
فیض تو دیکھو ذرا نورِ کفِ پُر نور کا — ہاتھ مین لیتے ہی ہوتی ہی چھڑیکی شام صبح
رات دن ایامِ ہجران مین برابر ہین سیاہ — شب گذرتی ہی تو ہوتی ہی برائے نام صبح
آفتابہ بنکے آتا ہی فلک سے آفتاب — غسل کو جاتا ہی جب وہ جانب حمام صبح
صبح شام انکا ہی دیکھو تو کرامت حسن کی — شام ہی وہ زلف مشکین وہ رخِ گلفام صبح
چھوٹی آنکھین جنکی ہین اُنکو کب آتی ہی تمیز — شام پہچانے نجانے دیدۂ بادام صبح
کر جوانی مین ذرا محنت کہ پیری مین ہو عیش — جاگتے ہین شبکو جو کرتے ہین وہ آرام صبح
ہین وہ میکش دیکھکر خورشید کو سمجھے ہین ہم — بادۂ گلگون سے ساقی نے بھرا ہی جام صبح
خانۂ صیاد مین اوقات کرتے ہین بسر — شام ہوتی ہی قفس مین ہمکو زیر دام صبح
موسمِ پیری مین انسانکو تواضع چاہیئے — جھک کے پڑھتے ہین نمازین صاحب اسلام صبح

۹۱

جانتا ہون ہی جوابِ خط کا تجکو انتظار
واسطی قاصد خدا چاہے تو آئے شام صبح

خزان کا خوف کہان ہی عجب بہار مین روح
رہی جو کشمکش غم سے انتشار مین روح
ہوائے گیسو و رُخ مین کہان کہان نہ پھری
امید فاتحہ خوانی جو اُسنے تھی پس مرگ
دکھا کے آنکھ یہ ساقی نے کردیا بے لطف
قضا کے ہاتھ سے بچنا محال ہی اسکا
ملیگا خاک مین تن ہو کے یہ ہوا اکدن
کسی کا ساتھ مصیبت مین کون دیتا ہی
یقین ہی خاک لحد مین اُگا کرے نرگس
گئی چمن مین بیابان مین کوہ و دریا مین
قفس کو لائے جو اکبار باغ مین صیاد

بسی ہی جا کے کسی گلبدن کے ہار مین روح
تو جا کے بیٹھ رہی خلد کوے یار مین روح
حلب مین صبح کو تھی شام کو تتار مین روح
قریب لاش کے بیٹھی رہی مزار مین روح
کہ اب رہیگی قیامت تلک خمار مین روح
ہزار جا کے چھپے آہنی مزار مین روح
نہ اختیار مین تن ہی نہ اختیار مین روح
بدن کے ساتھ ہوئی دفن کب مزار مین روح
نکل گئی ہی مری عین انتظار مین روح
کہان کہان نہ پھری حسبت وطیکے جو یار مین روح
کبھی سمائے نہ پھولے تن ہزار مین روح

۹۲

کیا خیال بہت واسطی نے پر نہ کھلا
نکل کے جسم سے جاتی ہی کس دیار مین روح

بوسۂ رُخ جو لیا زلف پریشان کیطرح
ہون وہ برگشتہ مقدر کہ قدم سے میرے
جوشِ وحشت مین جو مجھسے وہ پری ہو جدا
غرق دریاے فنا ہوا ابھی سارا عالم
چٹکیون مین مجھے ہر دم یہ اُڑانا کیسا
وصف مین کس چمنِ حسن کا کرتا ہون رقم

پھیر لی آنکھ مرے سارے مژگان کیطرح
چرخ کرتی ہی زمین گنبد گردان کیطرح
چاک ہو جاے جگر کیون نہ گریبان کیطرح
تیغ قاتل جو اُٹھے نوح کے طوفان کیطرح
اے پری بیٹھ مرے پاس تو انسان کیطرح
کہ چہکتا ہی قلم مرغ خوش الحان کیطرح

ای پری ہاتھ جو آئی ہی ترے انگشتر
میرا تابع بھی زمانہ ہی سلیمان کی طرح

ہجر جانان مین مجھے خاک خوش آئی گلگشت
تنگ ہی صحن چمن خانۂ زندان کیطرح

صورت موج جو چلتی ہی تری تیغ اوترکے
سر برستے ہین تن خلق سے باران کیطرح

کیا ادب ہی کہ کیا پہلے وضو اشکون سے
پھر چھوا یار کے رخسار کو قرآن کیطرح

تیغ قاتل کا ہی مشتاق گلا مدت سے
کاش آکر وہ لپٹ جائے گریبان کیطرح

ساتھ ہی اوج کے قسمت نے ہمین پست کیا
جب اٹھے بیٹھ گئے گرد بیابان کیطرح

کیا تجھے مہندی لگانیکی ہی حاجت ای گل
ہاتھ گلرنگ ہین خود پنجۂ مرجان کیطرح

بارہا موسم گل باغ جہان مین آیا
غنچۂ دل نہ کھلا غنچۂ پیکان کی طرح

۹۳

واسطی چین نہوتا ہی نہ جاتا ہی فراق
غم مرے دل سے نکلتا نہین ارمان کیطرح

کیا ہو پسند ہجر بت سیمبر مین صبح
تاریک مثل شام ہی اپنی نظر مین صبح

فرقت مین آفتاب کی پھیلی نہین کرن
نشتر چبھو رہی ہی ہمارے جگر مین صبح

دیکھی ہی ہمنے گردن محبوب کی بیاض
ای چرخ کیا چھپیگی ہماری نظر مین صبح

کس مہر سے جدا ہین کہ ظلمات کی طرح
جز شام تیرگی سے نہین اپنے گھر مین صبح

دیکھا ہی غیر ہجر وطن مین جو میرا حال
پیدا ہوئی ہی چاک گریبان سفر مین صبح

کس کام کا فروغ جو باقی نہو حیات
شکل اجل ہی دیدۂ شمع سحر مین صبح

ای مہر روزدہ یہ ترے جوہری کی طرح
یاقوت مہر لائی ہی رکھکر کمر مین صبح

مدت ہوئی بلا نے بلاتے شب فراق
آتی نہین ہی جائے اگلی سقر مین صبح

جس شام کو ارادہ کیا کوے یار کا
کچھ رات سے چلے کہ ہوئی رہگذر مین صبح

آخر شب وصال ہی کھٹکا ہی موت کا
اپنی ہی ایک نالۂ مرغ سحر مین صبح

یہ خوفناک میرے سیہ خانے سے ہوئی
بیٹھی سمٹ کے حلقۂ بیرون در مین صبح

۹۴

جس شام کو کہ قصدِ زیارت ہو واسطی
یا رب ہو ہمکو روضۂ خیر البشر مین صبح

کب مثلِ لعل یار ہے لعلِ نداب سُرخ — پرتو سے جسکے آب ہے مثلِ شراب سُرخ
اُٹھے مزہ پلائے جو ساقی شراب سُرخ — آتش پہ پختہ ہو کے ہوے ہین کباب سُرخ
مہندی لگا کے دھوئے ہین دریا مین کسنے ہاتھ — یاقوت کا پیالہ ہے ہو کر حباب سُرخ
گلگشت کو جو یادِ رُخِ یار مین گئے — پھولون مین ہمنے پھول کیے انتخاب سُرخ
حیران ہون چہرہ ہوتا ہے پیری مین کیون سفید — ہے وقتِ صبح رنگِ رُخِ آفتاب سُرخ
سمجھے شفق کو ہم چرخ پہ مستی مین دیکھکر — مینائے نیلگون مین بھری ہے شراب سُرخ
کشتہ ہون اُسکے دستِ نگارین کا ہے یقین — ہنگامِ حشر ہو مری فردِ حساب سُرخ
تاثیر دیکھنا رُخِ گلرنگ یار کی — ہے برگِ گل کیطرح سے رنگِ نقاب سُرخ
اُسکے گلے سے پان کی سرخی ہے یون عیان — ہو شیشۂ بلور مین جیسے شراب سُرخ
حاضر لہو ہے زخمِ شہیدانِ عشق کا — مہندی سے ہاتھ پانون کرین کیون جناب سُرخ
باقی رہی نشانِ شہادت تہِ زمین — کردو مرے کفن کو چھڑک کر شہاب سُرخ
وہ گل کرے جو ترک نہانے کو چند روز — دریا مین روتے روتے ہو چشمِ حباب سُرخ
خونِ جگر سے ہمنے لکھی ہے کتابِ عشق — ہے فصل فصل سُرخ یہان باب باب سُرخ
رنگِ پسر خلافِ پدر ہو تو کیا عجب — دیکھو کہ مثلِ گل نہین ہوتا گلاب سُرخ

۹۵

کس گل کا وقتِ خواب تصور ہے واسطی
آنکھون کے پردے ہین مع رگہاے خواب سُرخ

شمع آئین ہے وہ رُخ برقِ تجلی ہے وہ رُخ — قدرتِ خالقِ عالم کا تماشا ہے وہ رُخ
مثلِ پروانہ وہان مرغِ نظر جلتے ہین — شمع کیطرح جہان انجمن آرا ہے وہ رُخ
حُسن کو اُسکے پہونچتا ہے کہان کوئی حسین — مہر سے ماہ سے رتبہ مین دوبالا ہے وہ رُخ

منکروں سے یہ کہو چشم بصیرت کھولیں — حسن اعجاز نما ہی ید بیضا ہی وہ رخ

منہ ہی آئینہ کا دعویٰ جو صفائی کا کرے — دل عارف سے کہیں بڑھکے صفا ہی وہ رخ

سحر عید ہی ارباب نظر کے حق میں — صبح نوروز لیے دیدۂ بینا ہی وہ رخ

مثل موسیٰ ہو نہ کیوں دیکھکے غش اہل جہان — شعلۂ طور کا دیکھو تو مثنیٰ ہی وہ رخ

ظلمت بخت کہاں اب کہ ہوئی وصل کی شب — قمر ہالۂ آغوش تمنا ہی وہ رخ

پردۂ ابر میں چھپتا ہی کہیں مہر کا نور — جلوہ گر صاف تہ زلف چلیپا ہی وہ رخ

جز ترقی ہی کہاں حسن جوانی کو زوال — خط نکلنے پہ فریبندۂ دلہا ہی وہ رخ

ہوکے بے پردہ کیا مردہ دلوں کو زندہ — لب جان بخش کے مانند مسیحا ہی وہ رخ

ایک رنگ آتا ہی اک جاتا ہی میرے آگے — پیشتر ازین گل تھا مگر اب گل رعنا ہی وہ رخ

کھیلتا ہی کبھی شطرنج تو اللہ ری کجی — مات فرزین کو بھی کرتا ہوا چلتا ہی وہ رخ

واسطی خوف معلم سے جو مکتب میں ہی زرد — ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن معلا ہی وہ رخ

۹۶

مہتابی اس مکان کی ہی کسقدر بلند — ایسا نہیں ہی چرخ پہ برج قمر بلند

جیسا وہ سرو قامت موزوں ہی سر بلند — ایسا نہیں ہی باغ میں کوئی شجر بلند

نظارہ ہو تو یار کے قد بلند کا — انسان کو ہی مزد کہ رکھے نظر بلند

معمار کشتہ عشق کمر نے کیا مجھے — دیوار مقبرے کی بھی ہوتا کمر بلند

کی ہی ازل سے گوشہ نشینی جو اختیار — عنقا کا نام خلق میں ہی کسقدر بلند

خنجر مرے گلے پہ شب وصل چل گیا — نعرہ ہوا اذان کا جو وقت سحر بلند

رفتار مور کی سے کہ مجھ ناتوان کی چال — ہوتی نہیں ہی راہ میں گرد سفر بلند

پائیں ہم اسکا بوسۂ ابرو محال ہی — ہاتھ آئے کیا ثمر جو ہو شاخ شجر بلند

سمجھو ہوا یہ اسکو نہ ابر بہار تم ہو — ہی دود آہ عاشق خستہ جگر بلند

ممکن نہین کہ دیکھ سکے آدمی جھانک کر
روزن ترے مکان کا ہی اے قمر بلند
کیسا سپہر عرش معلی بھی پست ہی
کرسی مکان یار کی ہے کس قدر بلند
ظالم شب وصال ہی ہمکو نہ یون ستا
بیدکر صدا کو نہ مرغ سحر بلند
پستی زمین گور کی منعم ہی سامنے
مثل فلک مکان نہ تعمیر کر بلند
حافظ ہی آشیانۂ بلبل کا اب خدا
ہی بوستان مین آتش گلہاے تر بلند
منعم خدا ہی دامن دولت قریب ہی
نادان دعا تو مانگ ذرا ہاتھ کر بلند
گل شاخ پر تو بلبل بے صبر نخل پہ
مفلس سے کب ہی مرتبۂ اہل زر بلند

۹۷ لکھتا ہون وصف قامت جانان جو واسطی
مضمون مرے کلام مین ہی بیشتر بلند

خجلت سے تیرے آگے ہی رنگ چمن سفید
پھولون کے چہرے ہین صفت یاسمن سفید
زندونکو ہی کو پسند نہین پیرہن سفید
مُردونکو بھی مزار مین دیکھا کفن سفید
مرتے ہی میرے غیر سے ملنے لگے بس آپ
میلا نہین ہوا ہی ابھی تو کفن سفید
تشبیہ تیرے چہرۂ روشن سے خاک دین
ہم دیکھتے ہین شمع کا سارا بدن سفید
بیجا یہ ہمکو حسن دو روزہ پہ ناز ہے
اک روز ہوگی زلف شکن در شکن سفید
ہیرا انھین یہ کھاتے ہین جو ہین شناس حسن
موتی سے دانت ہین جو میان دہن سفید
یارب تری کا کسکو یہ درپیش ہی سفر
ہین روتے روتے دیدۂ اہل وطن سفید
پیری مین مجکو دی ہی یہ دولت سپہر نے
چاندی کے تار ہین مرے مو سے بدن سفید
بجلی کیطرح لاش تڑپتی ہی بعد مرگ
ابر سفید ہی کہ ہمارا کفن سفید
اُس گلبدن کے رنگ بدن کا بیان ہو کیا
ہو جاے سرخ پہنے اگر پیرہن سفید
پھبتی کہی یہ دیکھ کے بالو نہین اُسکی مانگ
ظلمات مین روان ہی یہ نہر لبن سفید
نفرت ہو کیون نہ ہجر مین گلگشت باغ سے
داغ سفید ہی یہ نہین یاسمن سفید

آئے شکار کو جو نہ دور روز بھی وہ ترک
ہو روتے روتے چشم غزالِ ختن سفید

٩٨
شرمندہ ہو کے اُس لبِ لعلین سے واسطی
ہوتی ہی مثل آب شراب کہن سفید

وصف گیسو و دہن ہی ای قمر طلعت پسند
موشگافو نکی طبیعت بھی ہی کیا دقت پسند

مرد بے پروا ہون مجکو ہی فقیری کا مزا
ہین جو طامع اُنکو دنیا کی رہی دولت پسند

صاف دل ہین اور پیرونکے نہین ہین ہم مرید
حضرتِ پیر مغان کی ہی ہمین خدمت پسند

دستِ فیض ایسا کہان ہی جس سے بیعت کیجیے
ساقیا دستِ سبو سے ہی ہمین بیعت پسند

چل کے کعبہ کو سوے بتخانہ پھر آتا ہی رونا
ای پری رو تیرے دیوانے کی ہی رجعت پسند

کعبے مین آئے نظر سب ہمکو معنی آشنا
بتکدے کے لوگ پائے ہمنے سب صورت پسند

کوئی کیا جانے کہ سوزِ عشق مین ہی کیا مزا
عیش و وصل اورونکو ہمکو ہی غم فرقت پسند

دیکھکر میخانہ مین مین نے یہ زاہد سے کہا
کیا ہوئی پرہیزگاری تھی جو یا حضرت پسند

سایۂ شمشیرِ قاتل مین بھی دم لیتا نہین
تا نہ مجکو بھی کوئی نادان کہے راحت پسند

آدمی کچھ ہو تو زیبا ہی اُسے نام آوری
بے سبب ہمکو تو عنقا کی نہین شہرت پسند

دل سے باتین رفع سارا شور و شر قائم جہان
سارے عالم سے ہی ہمکو گوشۂ عزلت پسند

لقمۂ غم ہی گوارا ترک دعوت کا طعام
فرطِ غیرت سے ہی ہمکو رزق بے منت پسند

٩٩
مرتے مرتے خوب سوجھی دلکو اپنے واسطی
کوے جانان مین جگہ کی ہی پئے تربت پسند

بیخود ہون حور کی ہی نہ مجکو پری کی یاد
بھولا مین دو جہان کو رہی اک اُسیکی یاد

ایسا خیال یار نے بیہوش کر دیا
کچھ اپنی یاد ہی نہ مجھے اب کسی کی یاد

دفتر علوم کے تو فراموش ہو گئے
ہمکو بس اک کتاب رہی عاشقی کی یاد

ٹھوکر لگائی آکے ہمارے مزار کو
بیداد گر کو چال رہی دشمنی کی یاد

بیخود ہوں عشق مطلع ابرو میں اسقدر	ہندی کی ہی نہ بیت کوئی فارسی کی یاد
مرغانِ خوشنوا کی صدائیں جو ہیں بلند	کرتے ہیں ہر سحر یہ چمن میں اُسی کی یاد
آتے نہیں لحد پہ بھی وہ بہر فاتحہ	کرتا ہی بعد مرگ کوئی کب کسی کی یاد
سرگشتہ مثل سایہ میں دیوانہ کیوں نہوں	رہتی ہی اب تو دلکو مرے اُس پری کی یاد
کاٹی تمام عمر غم ہجر یار میں	مرنے کے بعد خاک کروں زندگی کی یاد
رسوا کیا خراب کیا دربدر کیا	یادش بخیر کیا کریں دلکی بدی کی یاد

۱۰۰	ملتا کوئی جلیس جو اُنکا تو پوچھتے ہوتی ہی بزم عیش میں کچھ واسطی کی یاد	

ہم ہیں یوں محبس فکر زن و فرزند میں بند	جیسے قیدی ہو کوئی قلعۂ دربند میں بند
ہمکو منظور کہ خط لکھکے کریں اُسکو تمام	شوق کہتا ہی ابھی اور لگا بند میں بند
عقل دی ہی جسے اللہ نے ہی صاحب فیض	کبھی رہتا نہیں زر مشتِ خردمند میں بند
نطق شیریں پہ بہت ناز ہی طوطی کو مگر	وہ تو ہوتا ہی ترے ایک شکر خند میں بند
وصف میں اُس لب شیریں کے زبان کیا کھولوں	لب ہوے جاتے ہیں جوش شہد و قند میں بند
یہ صفائی یہ لطافت کہیں دیکھی نہ سنی	ہی زبان وصفِ رخ آئینہ مانند میں بند
عقل حیران ہی کہ یہ چاہ نہ زندان ہی کوئی	کیوں خوشی آکے ہوئی اس دلِ خرسند میں بند

۱۰۱	واسطی دختر رز کا نہ ٹھکانا پوچھو جلے شیشہ یہ پری رہتی آوند میں بند	

بازوے یار پر جو تھا تعویذ	وہ مری قبر کا ہوا تعویذ
اُسنے ہمکو جوابِ نامہ لکھا	یا تپ ہجر کا لکھا تعویذ
کوئی بیمار عشق بچتا ہی	محض بے فائدہ دعا تعویذ
مہر سے بھی سوا چمکتا ہی	تیری چوٹی کا مہ لقا تعویذ

۱۰۲	واسطی شاید آئے راہ پہ یار بھیجیے روز ایک نیا تعویذ	

داغ سودا یون عیان ہی میرے جسمِ زار پر
نصب آئینے ہون جیسے جابجا دیوار پر

دست اُلفت دیکھکر گیسو ترے رخسار پر
کہتے ہین ابر سیہ چھایا ہی یہ گلزار پر

صبح تک ای رشکِ عیسیٰ جان بچنے کی نہین
رات بھاری ہی جدائی کی ترے بیمار پر

داغ اُلفت نے دکھائین واہ کیا نیرنگیان
یاد گردون پر بنا لالہ ہوا کہسار پر

قید خانے سے نکل آئے جو دیوانے ترے
بیڑیون نے غل کیا ڈاکہ پڑا بازار پر

کی ذرا بھی دیر قاتل نے تو شوقِ قتل مین
سرفروشون نے گلے رکھ رکھ دیے تلوار پر

خوف ہی پیرِ مغان کو وقتِ شب پیمانہ مین نہ
بوتلون کے ٹکڑے ہین میخانے کی دیوار پر

زلف کی اُلفت سے ملو ہی ہمارا بال بال
ہاتھ اگر کھینچے تو رکھدین مصحفِ رخسار پر

ہٹ گیا پردہ جو اُسکے روے آتش ناک سے
گر پڑی بجلی چمک کر طالبِ دیدار پر

جسمِ خاکی پر ہین میرے داغِ سودا جلوہ گر
یا چراغان ہین دِوالی مین کسی دیوار پر

نے مین جو گرمی ہی ای ساقی وہ آتش مین نہین
ہی لبا می کو تفوق مرغِ آتش خوار پر

جب نہ استعداد ہو تعلیم ہی بیکار محض
باڑھ رکھواتا ہی کب کوئی کبھی تلوار پر

جمع مسجد مین نمازی اسقدر ہوتے نہین
جسقدر مجمع ہی مستون کا درِ خمار پر

ناتوان ہوئین عبث درد ہی میرے آسمان
آبلہ کہدو سمجھکر آنکہ ڈالے خار پر

۱۰۳	واسطی آفت سرِ انسان پہ لاتا ہی دروغ حق اگر کہتا تو کیون منصور کھنچتا دار پر	

جان دیتا ہی دل پہ داغ زلفِ یار پر
کیا تماشا ہی کہ ہی طاؤس عاشق مار پر

آسمان کیونکر نہ قربان ہو تری رفتار پہ
طرہ ہی یا پوش ندین مہر کی دستار پر

جلتے مین ہم اہ عشق کا کل و طرہ کا نہین
یا نون رشکِ نیشِ عقرب پہ زبانِ مار پر

نبض ساقط ہے چکی کیسی دوا کیسا علاج
اب اطبا ہاتھ ملتے ہین ترے بیمار پر

بازوئے نازک کو اے قاتل نہ دے تکلیف قتل
سرفروش آکر گلے رکھدینگے خود تلوار پر

جانب ابرو رہا کرتا ہی اُن پلکون کا رُخ
ہی تماشا تیر عاشق ہو گئے تلوار پر

کیون نہ پس جائین دل اہل تماشہ باغ مین
کبک وطاؤس اتہو چلتے ہین تری رفتار پر

بزم جانان مین نہین پاتے ہین جب عشاق بار
نام لکھ لکھکر چلے جاتے ہین اُس دیوار پر

یار کے کوچے مین کیا بیخوف رکھو نمین قدم
دیو کا مجھکو گمان ہی سایۂ دیوار پر

جانب گلشن اُڑا کر لیگئی اُنکو صبا
گر پڑے جو چاکِ قفس سے جو مرے دوچار پر

ذائقہ ہی کیا مضامین مین کہ صوفی کیطرح
سننے والے وجد کرتے ہین مرے اشعار پر

اُس سہی قامت کی کاکل دیکھکر حیران ہین
آجتک دیکھا نہین سایہ سرِ اشجار پر

زلف سے بڑھکر ترا خطِ سیہ دیتا ہی حسن
کیا تماشا ہے کہ آئے مور غالب مار پر

ہی تعجب میزبان پامال مہمانون کا ہے
پانون ہر رہرو کا پڑتا ہی سر بازار پر

دیکھتا تھا دیدہ ہاے چاک سے رخسار یار
کسنے مرہم رکھدیا میرے دلِ افگار پر

۱۰۴

غیر کے گھر اُسکا جانا عقل مین آتا نہین
واسطی تہمت ہی بالکل افترا ہی یار پر

یون گیا تنہا مجھے وہ راحت جان چھوڑکر
جسم کو جاتی ہی جیسے روح انسان چھوڑکر

رنج ہے کیونکر نہ مجکو کوے جانان چھوڑکر
بلبل شیدا کہان جائے گلستان چھوڑکر

جاؤن کیا سیر چمن کو کوے جانان چھوڑکر
کب کوئی زندان کو جاتا ہی گلستان چھوڑکر

وادی وحشت نے کیا کانٹو نمین کھینچا ہی مجھے
کیا کہون کیسا مین پچھتاتا ہون زندان چھوڑکر

تو وہ ہی سفاک اگر تلوار کھینچے میان سے
بھاگ جائین رستم وسہراب میدان چھوڑکر

ابر کے پردے مین ہے خورشید خجلت سے نہان
آئین چہرے پر جو وہ زلفِ پریشان چھوڑکر

وہ غنی ہون ہے گذر میرا جو قسمت گاہ مین
بوریاے فقر لون تخت سلیمان چھوڑکر

کچھ بھی چالاکی اگر ہو تجھ مین ای دستِ جنون
اُسکا دامن گیر ہو میر اگریبان چھوڑ کر

تیرے کوچے کے تماشے کا تھا ایسا اشتیاق
آئے اس عالم مین آدم باغ رضوان چھوڑ کر

دولت و حشمت اگر چاہے تو کر ترکِ وطن
ہو گئے یوسف عزیزِ مصر کنعان چھوڑ کر

کیا کریگا غم کنارہ اِس دلِ پر داغ سے
جاے پروانہ کہان سروِ چراغان چھوڑ کر

جوش وحشت مین اگر سن لے کبھی نعرہ مرا
شیر بھاگے صورتِ آہو نیستان چھوڑ کر

کیا ہی دولت کا بھروسا جائینگے سب بادشاہ
سوے تربت سلطنت کا ساز و سامان چھوڑ کر

دنکو چمکایا اُٹھا کر عارضِ روشن سے زلف
رات کر دی رخنے گیسوے پریشان چھوڑ کر

بیکسی کو جاے آسایش ملی ہے بس یہین
اب نجائینگے کہین گورِ غریبان چھوڑ کر

۱۰۵

کب ہی راہ شرع بے رہبر کہ ہین دو رہنما
واسطی احمد گئے ہین آل و قرآن چھوڑ کر

دنیا مین عیش و غم پہ ہی دار و مدار عمر
ہی ہجر و وصل یار خزان و بہار عمر

کیون راتدن رواں نہ ہے شہسوار عمر
کرتا نہین قیام کہین راہوار عمر

ہستی سے کل ہین تابعدم تین منزلین
اتنا ہے طفل و پیر و جوان کا شمار عمر

گھبرا گئے یہ پیر کہ باقی نہین حواس
اللہ ری درازی شبہاے تار عمر

دونون کا ایک تار نفس پہ مدار ہی
کیا اعتماد زیست ہی کیا اعتبار عمر

نازان نہ تخت و تاج علم پر ہون بادشاہ
مٹ جائینگے تمام یہ نقش و نگار عمر

مرنے کا ایکدن ہی ولادت کا ایکدن
کل پانچ دن زمانہ ناپائدار عمر

طولِ حیات ہے سببِ کثرتِ گناہ
عاقل وہ ہین جو چاہتے ہین اختصار عمر

ای چشم ترسے اشک کا ٹوٹے نہ سلسلہ
تسبیح چاہیے ہمین بہر شمار عمر

رخ کا کبھی رہا تو کبھی زلف کا خیال
دیکھا کیا مین گردشِ لیل و نہار عمر

جا گرم کرنے پائے نہ ہستی مین واسطی
کیا جلد بجھ گیا ہی چمک کر شرار عمر

۱۰۶

دوست دیتے ہین اذیت مجھے دشمن ہوکر — راہبر لوٹتے ہین راہ مین رہزن ہوکر
قیدی الفتِ زلفِ بتِ پرفن ہوکر — شیخ بتخانے مین آیا ہی برہمن ہوکر
ہاتھ آتے نہین تم لاکھ کوئی سر مارے — دور رہتے ہو قریبِ رگ گردن ہوکر
روشنی کیسی شبِ ہجر کہ جگنو کی طرح — شمع ہر مرتبہ بجھ جاتی ہی روشن ہوکر
خوفِ جان کر جو موافق ہو زمانہ تجھسے — تھرتھرائے گا یہ قصاب برہمن ہوکر
آتش دل پہ مین کیا اشک کا پانی چھڑکون — ہی یقین اور یہ بھڑکائے گا روغن ہوکر
کی مرے دل نے منیا جھر کی پیدا تو کیا — ترے بازو سے نہ لپٹا کبھی جوشن ہوکر
چھا گیا صبح شب وصل یہ نالون کا دھوان — رہ گیا مہر چراغ تہ دامن ہوکر
فرش گل پر نہ خرامان ہو کہ نازک ہی بہت — رگ گل پانون مین چبھ جائے نہ سوزن ہوکر
جسنے دیکھا تجھے حیرت سے وہ ای شاہسوار — جم رہا راہ مین نقش سمِ توسن ہوکر
دیکھین جو لعل مسی زیب تو تعریف کرین — وہ زبان غنچۂ گل صورتِ سوسن ہوکر
فرقتِ یار مین پیتا ہون جو می ڈرتا ہون — آتش دل کو نہ بھڑکائے یہ روغن ہوکر
زار اس درجہ مین گریا ہون کہ دیتا ہی شکست — خس گرداب مجھے سنگ فلاخن ہوکر
وہ حسین تو ہی فقط قیس نہین تجھپہ فقیر — لیلی آتی ہی ترے کوچے مین جوگن ہوکر

واسطی ہمکو تو اس دوست سے ہی چشم امید
نکتہ چینی جو کرے دیدۂ دشمن ہوکر

۱۰۷

گذرون فرقت مین جو مین جانب گلشن ہوکر — پھونک دے رنگ چمن آتش گلخن ہوکر
حال کچھ کشت تمنا کا نہ پوچھو ہم سے — برق سیلاب کی مشتاق ہی خرمن ہوکر
دل سمجھتا ہی نہین داغ تری فرقت کا — یہ وہ مشعل ہی جو بجھتی نہین روشن ہوکر
ذکر کیا شیخ حرم کا کہ تری فرقت مین — نالہ کش بت بھی ہین ناقوس برہمن ہوکر
ہوگئی ہجر مین یہ نالہ کشی کی عادت — بات اب منھ سے نکلتی ہی تو شیون ہوکر

شیخ بنکر کبھی کعبہ مین مین کرتا ہون قیام
کبھی بتخانے مین جاتا ہون برہمن ہوکر

کبھی پامال ہوا صورتِ نقشِ کفِ پا
کبھی سرسبز ہوا سبزۂ گلشن ہوکر

کبھی دریا مین رہا ماہیِ دریا کی طرح
کبھی گلشن مین گیا بلبلِ گلشن ہوکر

کبھی دشمن کا ہوا دوست کہ پہونچے نہ ضرر
دوست کو عیب جتایا کبھی دشمن ہوکر

کبھی گلخن مین ہوا دانہ کی صورت بریان
بہ گیا مین کبھی سیلاب مین خرمن ہوکر

پیچ کھائے ہین ہزارون کبھی رشتے کی طرح
کبھی چلنے مین کنوین جھانکے ہین سوزن ہوکر

کبھی گردن مین پڑا طوقِ طلائی بن کر
کبھی بازو پہ بندھا ہیرے کا جوشن ہوکر

نالہ و اشک کو کیا ضبط کیا ہی مین نے
گہ لبِ بام گہے دیدۂ روزن ہوکر

واسطی مجکو بھی آتا ہی نظر جلوۂ طور
جب نکلتا ہون سوے وادیِ ایمن ہوکر

۱۰۸

پوچھو نہ کچھ جو ہجر مین صدمے ہین جانپر
آ آ گئی ہی موت کی تلخی زبان پر

صدمے اُٹھائے ہجر مین کیا کیا نہ جانپر
آیا کبھی نہ حرفِ شکایت زبان پر

اتنا تو زور شور دکھائی ہوائے آہ
پھٹ پھٹ کے آسمان گرین آسمانپر

تم بھی ہمارے گھر مین جو آؤ تو کیا عجب
آتے ہین بادشاہ گدا کے مکان پر

چوپڑ وہ کھیلتے ہین اگر ساتھ غیر کے
اک روز کھیل جائینگے ہم اپنی جانپر

قبرین جہان ہین ترے شہیدانِ ناز کی
اُس سرزمین کا ہی دماغ آسمان پر

رندو نہ قحط ہی نہین لازم ہی میفروش
ڈاکا کہین نہ لائین یہ تیری دُکان پر

حاضر ہی سینہ اسمین ترازو کرے وہ تیر
قاتل تلا ہوا ہی اگر امتحان پر

لوہا ہی واہ کیا تری ابرو کی تیغ کا
چڑھنے کبھی گئی نہ یہ شمشیر سان پر

کچھ کم نہین یہ گورِ غریبان سے ہجر مین
چھائی ہوئی ہی کیسی اُداسی مکانپر

صبحِ شبِ وصال مرے تیرِ آہ سے
غربال آفتاب ہوا آسمان پر

ایسا کیا ہی خشک غم ہجر یار نے | باقی رہا ہے پوست فقط استخوان پر
بھیجے اگر رقیب گلوری نکھائیے | لکھا ہو نقش حب نہ کوئی اسنے پان پر
تیر شہاب تیر پہ تنہا نہیں نثار | قربان کہکشان ہی تمھاری کمان پر
بلبل وہ ہون اڑون جو قفس کو مین توڑ کر | صیاد ہاتھ مار کے رہ جاے ران پر

۱۰۹
باقی ہی عشق موسم پیری مین واسطی
جاتی ہی اب بھی جان کسی نوجوان پر

اس پری رو نے جو منت کی بڑھائی زنجیر | جوش وحشت نے یہان ہمکو پنھائی زنجیر
ہون وہ دیوانہ کہ مانگی جو دعا دولت کی | نقرئی طوق ملا اور طلائی زنجیر
راہ وحشت مین تھکا یہ کہ ذرا ہل نہ سکا | ہوگئی مجکو مری آبلہ پائی زنجیر
قید کرکے مجھے ہو کیون نہ پشیمان ظالم | غل ہوا حشر کا برپا جو ہلائی زنجیر
آگیا قید مین جب گیسوے جانان کا خیال | اژدہا پانون کی مجکو نظر آئی زنجیر
دیکھ ظالم کہ ترے ہاتھ سے فریادی ہی | غل مچانے نہین دیتی ہی دہائی زنجیر
وہی ہشیار ہی جو غیر کا احسان نہ لے | وہی دیوانہ ہی پہنے جو پرائی زنجیر
واہ کندن سا چمکتا ہی عجب رنگ بدن | نقرئی پہنو تو ہو جاے طلائی زنجیر
گھر ہی زندان کہ نہین پانو مین جنبش باقی | ناتوانی نے مری مجکو پنھائی زنجیر
قتل ہونیکا یہ تھا جوش جنون مین مشتاق | خود بڑھے پانون اگر سامنے آئی زنجیر
ہون وہ دیوانہ کہ گیسو جو مین گلشن مین گیا | دوڑ کر موج لب جو نے پنھائی زنجیر

۱۱۰
واسطی سلسلہ جنبان ہوئی وحشت دہنی
پانون سے اترے اگر بعد رہائی زنجیر

اٹھا مین قید خانے سے دامن کو جھاڑ کر | زنجیر و طوق پھینک دیے توڑ تاڑ کر
آندھی چلی ہی باغ مین جب اپنی آہ کی | جڑ سے درخت پھینک دیے ہین اکھاڑ کر

شادی نصیب اہل جنون ہین جہان مین
گل ہنس رہے ہین باغ مین کپڑونکو پھاڑ کر

آیا خیال بیٹھ گئی ہو کہین نہ گرد تک
اُٹھے مری لحد سے وہ دامن کو جھاڑ کر

ثابت ہی نامہ بر اُسے منظور ہی بگاڑ
خط مین تمام حرف لکھے ہین بگاڑ کر

ساتھی تھے زندگی کے فقط خویش و اقربا
ٹھہرا کوئی لحد پہ نہ مردے کو گاڑ کر

وہ رند بادہ کش ہین کہ آنکھونمین لے گئے
بنت العنب کو تاک کے تاڑیکو تاڑ کر

آنکھین ہین سبکی بند تجھے دیکھتا ہی کون
چلمن بنا نہ اوٹ نہ پردے کو آڑ کر

حاصل ہی کون بے ثمری کے سوا ثمر
جھنڈا چمن مین سرو نشیمان ہی گاڑ کر

جراح نے یہ داغ جنون کا کیا علاج
پھایا بنایا میرے گریبانکو پھاڑ کر

کیا پیر آسمان مین ہی قوت کہ پہلوان
زیر زمین کیے ہین ہزارون پچھاڑ کر

کاش آئے قیدخانہ کی جانب بھی وہ پری
دیوانے دیکھ لین اُسے آنکھونکو پھاڑ کر

عاشق قدِ دراز کا چھوٹا جو قید سے
سیدھا گیا چمن مین صنوبر کو تاڑ کر

ہو منتظر جواب کا کیا خاک نامہ بر
نامہ ہمارا پھینک دیا اُسنے پھاڑ کر

جھنجھلائے میرے ہاتھ لگانے سے اسقدر
پھولون کے ہار پھینک دیے توڑ تاڑ کر

کیا پیر آسمان ہی کوئی طفل واسطی
کیا کیا بنا رہا ہی گھروندے بگاڑ کر

۱۱۱

لگایا اُس مژہ نے تیر دل پر
ہلے ابرو پڑی شمشیر دل پر

تصور نے کیا کار مصور
کہ کھینچی یار کی تصویر دل پر

صدا اسکی ہی یہ آواز بلبل
کہ فوراً کرتی ہی تاثیر دل پر

کلام سخت سے برسلتے ہو سنگ
یہ صدمہ میرے بے تقصیر دل پر

سزائے عشق گیسو مل رہی ہی
نفس ہی دُرّۂ تعزیر دل پر

طبیعت مین ہی اپنے خاکساری
لکھا ہی نسخۂ اکسیر دل پر

کرے وہ بت جو ہر دم سخت باتین
زبان یار سے نکلے گا جو حرف
نہ دیکھا سیر ہو کر روے قاتل

گران گذرے نہ کیون تقریر دلپر
یہان ہو جائیگا تحریر دل پر
یہ صدمہ ہی تہ شمشیر دل پر

۱۱۲

اٹھاؤن واسطی کیا عشق سے ہاتھ
نہین قابو کسی تدبیر دل پر

تیرے کوچے مین ہم ای یار نہ آئین کیونکر
خوف غمازی ہمسایہ مٹائین کیونکر
جستجو مین نہو تقدیر موافق جبتک
دلسے نکلے گی نہ حسرت کہ حیا مانع ہی
ہی یہ غیرت کا تقاضا انھین دیکھے نہ کوئی
بدگمانی یہی کہتی ہی نہو غیر کا ذکر
مبتلا ہین ترے قیدی ہین گرفتار ہین ہم
دشمن جان ہین ستمگر ہین جفا پیشہ ہین
کبھی وزدیدہ نظر سے نہین کرتے ہین نظر
بار کوہ غم فرقت سے دبے جاتے ہین
ہنسکے وزدیدہ نظر منہ کو چھپانا ہر دم
موت بہتر ہو نہین سانپ کھلانا اچھا
خوف آتا ہی کہ بچپن ہی نہ ڈر جاؤ کہین

اضطراب دل مضطر کو مٹائین کیونکر
اپنے گھر تجکو مری جان بلائین کیونکر
اپنی تدبیر غلط سے تجھے پائین کیونکر
ساغر بادہ تمھین ہم نہ پلائین کیونکر
مردم چشم سے ہم پردہ اٹھائین کیونکر
قصۂ قیس تجھے کہکے سنائین کیونکر
تیری زلفون کی نہ لین جان بلائین کیونکر
رحم کچھ ہو تو وہ عاشق کو ستائین کیونکر
شرم مانع ہی وہ آنکھین نہ چرائین کیونکر
بوجھ جو اٹھ نہ سکے اسکو اٹھائین کیونکر
آگئین تمکو یہ طفلی مین ادائین کیونکر
الفت زلف مین ہم زہر نہ کھائین کیونکر
ہم تماشا دل سوزان کا دکھائین کیونکر

۱۱۳

واسطہ غیر سے وہ رکھتے ہین دیکھو کیا ہو
واسطی آپ وہان جائین تو جائین کیونکر

کمر بندھی ہی ہماری عدم کے جانے پر

مگر یہ کوچ ہی موقوف اُنکے آنے پر

چمن مین ہوتے ہین آبادہ جب وہ گانے پر
تو وجد کرتی ہی بلبل ہراک ترانے پر

مین لاکھو بار گیا اُنکے آستانے پر
وہ ایکبار نہ آئے غریب خانے پر

یہ شوق زخم ہی جب یار نے کمان کھینچی
دل اپنا تیر سے پہلے گیا نشانے پر

حرم سے کام ہی ہمکو نہ بتکدے سے غرض
سر نیاز ہے خم اُنکے آستانے پر

چمن مین خندۂ گل بیطرح ہی ای بلبل
گرے نہ برق کہین تیرے آشیانے پر

بھری ہوئی ہی غضب مجھسے آسیاے فلک
کہ دانت پیستی ہی مرے دانے دانے پر

وصال یار ہی ہمکو نصیب ان روزون
زمانا اپنا ہے ظاہر ہے یہ زمانے پر

فراق مین مین بلاتا رہا نہ آئی کبھی
قضا نے روز بہانے کیے بہانے پر

کمال بار غم ہجر یار بھاری ہے
اُٹھاؤن سر پہ اُسے کہ شانے پر

ثبات موسم گل کا جو حال ظاہر ہے
سحاب روتا ہی غنچونکے مسکرانے پر

ہوا سے اُڑکے جو آئی ہی آنکھ پہ وہ زلف
سیاہ ابر گھرا ہی شراب خانے پر

تمھارے کوچے مین اُڑتے پھرین جہان جائین
ملائکہ کو دیے اسلیے خدا نے پر

جو ہمدمی مری فرقت مین کی تو شمع نے کی
کہ ساری رات یہ روئی مرے سرہانے پر

ابھی چکور کے مانند چاند اُڑ جائے
پڑے نگاہ جو میرے سیاہ خانے پر

ہوا سے اُس رخ سیمین پہ آرہی کاکل
غضب ہی سانپ کا قبضہ ہوا خزانے پر

۱۱۴
فلک نے نام کو دی واسطی ہمین دولت
ملا جو قبضہ تو بندوق کے خزانے پر

روک لی تیغ اُسنے جب مجھ نیم جانکو دیکھکر
رہ گیا مین خستہ طاق آسمانکو دیکھکر

ناتوانی نے کیا یارون سے شرمندہ مجھے
پھر گئے دروازے سے خالی مکانکو دیکھکر

حیرت اپنی لاغری پر تھی بہت مجکو مگر
ہوگئی تسکین تری موے میانکو دیکھکر

دونون رخسارے ترے یاد آگئے ای رشک گل
دل ہوا بلبل گلستان بوستان کو دیکھکر

مجھسا دنیا مین نہین غمگین کہ ہنسنے کی جگہ
اشک گر پڑتے ہین کشت زعفران کو دیکھکر

ای ہما جلجائیگی منقار گرمی سے تری
اک ذرا کھانا ہمارے استخوان کو دیکھکر

عاشق ابرو نہین ہی کون ای ناوک فگن
تیر پڑتے ہین جگر پر اس کمان کو دیکھکر

وصل کی شب کٹگئی دم مین گیا گھر کو وہ مہ
وا قسمت رہ گیا مین آسمان کو دیکھکر

کیون جوانون کو نہو اُسکی محبت کا جوش
رال ٹپکی پیر کی جس نوجوان کو دیکھکر

کیون نہ گھبراتا جہان مین حضرت آدم کا دل
آئے تھے زندان مین گلزار جنان کو دیکھکر

پانوؤن اُٹھ سکتے نہین درماندگی سے راہ مین
ہاتھ ملتا ہون غبار کاروان کو دیکھکر

واسطی میرے جو ہم صحبت ہین شاعر کیون نہون
بولتا ہی جانور بھی ہم زبان کو دیکھکر

۱۱۵

کبھی ای مہ نظر لطف و عنایت مجھپر
روز رہتی ہی بلائے شب فرقت مجھپر

سخت دشوار ہی ترا غم فرقت مجھپر
کیا کہون مین جو گذرتی ہی قیامت مجھپر

شکر صد شکر کٹا تیغ گریبان سے گلا
نہوئی خنجر جلاد کی منت مجھپر

ابتلک آہ بھی لب پر نہین آئی دلسے
جھوٹھ افشائے محبت کی ہی تہمت مجھپر

ساکن گور غریبان جو سنین کانپ اُٹھین
شب فرقت مین جو گذری ہی مصیبت مجھپر

ہفت افلاک سے جو اُٹھ نسکا روز ازل
رکھدیا حق نے وہی بار محبت مجھپر

سیکڑون ساغر لبریز عطا ہوتے ہین
کسقدر پیر مغان کی ہی عنایت مجھپر

کارخانہ ترا اُلٹا ہی عجب واہ ای چرخ
غیر کو میری خوشی غیر کی آفت مجھپر

رنگ ہولی کا جو اُس شوخ نے مجھپر پھینکا
مین یہ سمجھا کہ ہوئی بارش رحمت مجھپر

بہر تعظیم اُٹھا پاس بٹھایا مجھکو
آج کی اُسنے عنایت سی عنایت مجھپر

غیرت حسن ہوئی باعث رسوائی عشق
کاش ہوتی نہوتی تری شہرت مجھپر

تیغ ابرو سے نہ ہی خنجر مژگان سے خطر
بل بے ثابت قدمی ختم ہی جرأت مجھپر

دل کے مانند نہ پہلو سے جدا ہو ہیہات
بھولکر بھی نہ کبھی اُسنے لکھا نامۂ شوق
شاق ہی ایک گھڑی بھی تری فرقت مجھپر
کبھی نازل نہ ہوا آیۂ رحمت مجھپر

۱۱۶

جلوہ گر فوج یہ انجم کی ہوئی گردون پر
واسطی لائی ہی ٹڈا کا شب فرقت مجھپر

قضا ہنستی ہی تدبیر و دوا پر
گمان ہی سب کا اُسکے بادپا پر
دل آیا جب سے اُس زلف دوتا پر
ستون سے کب مکان کہنہ ٹھہرے
مگس ران ہو اگر درکار اُسکو
مہ و خورشید گر پائین اجازت
ہوا ہی گم مرے سینے سے جو دل
طبیبون کو گنین کیا تیرے بیمار
ہزارون ہوتے ہین اک دم مین بیجان
اُڑا ئی یار نے گلزار تقل
آئی گردن مینا سلامت
جو وہ چاہے تو نکلے خلق سے کام
فدا لعل لب نعلین سے یاقوت
تصدق حسن کا ای کشور حسن

طبیبو چھوڑدو مجھکو خدا پر
روان تخت سلیمان ہی ہوا پر
بلا ہر وقت نازل ہی بلا پر
غضب ہی پیر کو تکیہ عصا پر
جنون کے واسطے للئے ہُما پر
کرین سجدے تمھارے نقش پا پر
گمان چوری کا ہی دُزد حنا پر
اثر معلوم مرتے ہین دوا پر
غضب کی باڑھ ہی تیغ ادا پر
عجب گلزار پھولا ہی ہوا پر
ضعیفون کو ہی تکیہ اس عصا پر
نظر بندیکو لازم ہی فدا پر
تصدق مشک زلف مشکسا پر
عنایت کی نظر ہو مجھ گدا پر

۱۱۷

اگر ای واسطی ہی عفو درکار
مناسب ہی پشیمانی خطا پر

دیکھ سکتا ہی کوئی کب تجھین ای رشک قمر
ہی کسے تاب نظر

تر ہے حضرتِ موسیٰ کیطرح غش مین خبر
عاشقِ زار کو ہی دردِ دل و دردِ جگر
چشمِ رحمت بکشا سوی من انداز نظر
ای صبا ہو جو ترا کوچۂ جانان مین گذر
تیرے عاشق کی تپِ غم سے ہی حالت ابتر
ہو گئی عمر بسر عہد جو اپنی گذرا
نا فلو ہا گو اٹھو باندھو کمر وقتِ سحر
آیدی سنسان شبِ ہجر ہی کیا مر گئے سب
بولتا ہی نہ مؤذن نہ کوئی مرغِ سحر
دل مین ہی یاد تری سر مین ہی سودا تیرا
تیرا ہی دیکھنا ہی آنکھ کو منظور نظر
آ کے لاشے پہ مرے جان نہ تم منھ ڈھانکو
آنکھ مین مرنے کے رہتا ہی کہان نور نظر
خوب سمجھا ہون کہ ہی سب مین تجلی تیری
عرش سے فرش تلک چاہے نظر جاے جدھر
نہ پسیجے جو ترا دل تو یہ ہی بات عجیب
سوزِ فرقت مین کرون نالۂ پر درد اگر
کون ہی جسکو تعشق ترا ای ماہ نہین
جستجو مین تری پھرتے ہین ادھر اور ادھر
تیغِ ابرو سے تری جان چراتے ہین سب
پہ مرا دل یہ مرا حوصلہ میرا ہی جگر

چہرہ دکھلا دو اگر
ہی بہت حال تبر
ای شہ بی بن و نظیر
کہیو با دیدۂ تر
کچھ بھی ہی تجکو خبر
کچھ بھی وقفہ نرہا
بچ گیا کوس سفر
نہیں کھاتا ہی سبب
اور نہ بجتا ہی گجر
جان ہی تجھ پہ فدا
گوش مشتاق خبر
غمزہ بیمار نہ کرو
شوق سے دیکھو ادھر
کھل گئی آنکھ مری
تو ہی آتا ہی نظر
کیا کہون وای نصیب
کرے پتھر مین اثر
آسمان ہو کہ زمین
رات دن شمس و قمر
وہ تو ہی برقِ غضب
کردیا سینہ سپر

چاہیے شام وسحر ولولۂ گریۂ شوق
ایکدم اشک بہانے سے نکرے قطع نظر

اسکو دولت یہ ہی فوق
ہو گا ہر قطرہ گہر

جسم کیا جان ہی کیا نطق ہی کیا عقل ہی کیا
واسطی تو ہی بتا کون ہی آیا ہی کدھر

نہ ملا اسکا پتا
کچھ بھی ہی تمکو خبر

۱۸
شب وصل صنم کا لطف ہو مجھسے بیاں کیونکر
چھٹینگے قید سے وابستۂ زلف بتاں کیونکر
زمین کوے جاناں سے اٹھینگے ناتواں کیونکر

نہ طاقت پانو میں باقی نہ پہنچینگے تا بلب جاں
بہت منہ زور ہی تھمتا نہیں ہی شہسوار اشک

پھر لگا گیا فلک میری طرح تیرے تجسس میں
بے تاثیر نالے کو قدم گشتہ لازم ہی
کبھی ممکن نہیں ہی کاہ سے کوہ گراں اٹھے
جگر ہو جان ہو دل ہو مری آنکھوں کی پتلی ہو

وفا گر وہ کریں تو ہم کہیں پھر بیوفا کسکو
اثر ہی بعد مرنے کے بھی حاصل اشکباری کا
ذرا دم لینے دیتا ہی باغبان گلزار ہستی میں
ہمیں وہ ہو ولی بے نشان غیر از خدا کوئی ملتا
نہیں ممکن کہ اٗلفت چھٹ سکے اُس زلف شبگیر کی
وہ وحشت ہی کہ وحشی بھی بیابانمیں نہیں پاتے

کیا ہی قتل ہو جانیکا وعدہ اُس ستمگر سے
کوئی تلوار لاؤگے کہ خنجر آزماؤگے

ہی ظاہر کر سکے اُمت سے حال لامکاں کیونکر
محبت قفل زندان ہی کٹینگی بیڑیاں کیونکر
کرایگا خاک کو برباد آگی آسمان کیونکر

رہا ہو کر قفس سے جائیں ہم تا آشیاں کیونکر
رکے گا روکنے سے توسن عمر رواں کیونکر

کماں ہے زور ہو گا پیر سے کار جواں کیونکر
نشانے تک رسائی تیر کی ہو بے کماں کیونکر
اُٹھاؤں بار درد ہجر کو میں ناتواں کیونکر
گوارا ہجر ہو تمسے مجھے اے جان جاں کیونکر

خلاف طرز معشوقانہ ہوں وہ مہرباں کیونکر
لے جا دیکھوں کہ یہ خاک میری رائگاں کیونکر
بر رنگ لہو نکلکر تم ہم آئینگے یہاں کیونکر
اگر پیک قضا آیا تو پائیگا نشاں کیونکر
کرے پردہ میں بولے شک کو کوئی نہاں کیونکر
مجھے پہنائینگے ہمدا دلا کر بیڑیاں کیونکر

بھلا اے واعظو ہم کاٹ ڈالیں اب زباں کیونکر
تمہیں فرماؤ عاشق کا کروگے امتحاں کیونکر

۱۱۹

زبان کو واسطی اخفاے راز عشق مانع ہے
نکالون مین زبان سے نالۂ آتش فشان کیونکر

سواری آپکی دیکھین کہین ہم شاد مان ہوکر
نسیم توسن دکھاتے ہین تماشا تتلیان ہوکر

جو نکلی آہ سوزان شب کو سوے آسمان ہوکر
لگے جھڑنے ستارے چرخ سے برگ خزان ہوکر

صفت ہوتی ہے کس سے اُس مسی آلودہ ہونٹھونکی
کہ ہے گلزار مین خاموش سوسن دہ زبان ہوکر

یقین ہے ہمکو اے پیر مغان یہ باغ جنت ہے
ہم آیا میکدے مین پیر بھی نکلا جوان ہوکر

ہما بھی ہے سگِ جانان نہین خواہان جسم لاغر کا
کرون کس کس کی دعوت ایک مشتِ استخوان ہوکر

عیان ہے دو جہان کا حال ہمکو نشۂ مے مین
ہوے کامل مریدِ حضرتِ پیر مغان ہوکر

تماشا ہے کہ چوراہا بنا ہے رقص کی محفل
ترے صدقے کے پتلے ناچتے ہین پتلیان ہوکر

تلاشِ یار مر کر بھی نہ جائیگی نہ جائیگی
روان ہوگی ہماری خاک بھی ریگ روان ہوکر

قبول حق نہ ہو کیونکر عبادت اہلِ فرقت کی
زمین پر سرنگون رہتے ہین کیسے آسمان ہوکر

نہ پوچھو عالم پیری مین کیفیت جوانی کی
ہوا جنگل سے بدتر باغ پامالِ خزان ہوکر

مٹادے نقش ہستی کو اگر شہرت کا طالب ہے
ہوا ہے نامور عالم مین عنقا بے نشان ہوکر

دلونمین رخنے ہین کیسے نگاہِ ناز قاتل نے
اُڑتا ہے یہ ناوک کیا نشانے بیکان ہوکر

مریض ناتوان مین ہے سکون رفتار بھی اپنی
رہی اپنی جگہ پر نبض کی صورت روان ہوکر

جہان مین سختیونسے ہمکو نرمی نے بچا رکھا
رہے محفوظ ہم بتیس دانتونمین زبان ہوکر

شب وصلت اگر وہ قصد گھر جانیکا کرتے ہین
پکڑ لیتے ہین دامن طفلِ اشک اپنے روان ہوکر

۱۲۰

رخ اُسکا واسطی بعدِ خیالِ زلف یاد آیا
ہوے ہم داخل ملک حلب ہندوستان ہوکر

کہان اب وادی وحشت سے جاؤن ناتوان ہوکر
دبانے مجکو ظلِ کاہ جب کوہ گران ہوکر

محبت مین نہ کیونکر شاد ہون مین ناتوان ہوکر
کہ ہون مطبوع عالم یار کا موے میان ہوکر

جلایا نالۂ بلبل نے ایسا صحن گلشن کو
کہ ہر گل سے شمیم گل نکلتی ہی دھوان ہو کر

خیال اُن ہی جو رہی مرکر بھی تیری خوشخرامی کا
بگولے خاک سے اُٹھتے ہین ہماؤن جنان ہو کر

جلایا بعد مردن بھی ترے کوچے کی حسرت نے
جہنم مین پڑے ہم داخل باغ جنان ہو کر

تو وہ گل ہی کہ آیا باغ استقبال کو تیرے
بنا سرو روان ہر سرو گلشن مین روان ہو کر

جو اُس یوسف کو دیکھا راہ مین ایسا ہوا مضطر
کبھی اُٹھا کبھی بیٹھا مین گرد کاروان ہو کر

کہے دیتا ہون کیون ماتم مین سر پہ ہاتھ ملتے ہو
اُڑیگا شعلۂ رنگ حنا دم مین دھوان ہو کر

غزل پڑھکے جو کہی ہی چاک تمنے ہی خیال اتنا
پھرینگے مرغ مضمون طائر بے آشیان ہو کر

ہوا جب پار تیر اُسکا جگر سے صاف سمجھے ہم
کہ سر سے طائر اقبال گذرا پرفشان ہو کر

تپ غم سے بسانِ شمع تن سب بہ گیا گھلکر
اُٹھایا لطف یہ اس بزم مین آتش زبان ہو کر

شب فرقت گذر جاتی ہی جیسے رات ساونکی
رُلاتا ہی خیال زلف آنکھونکو دھوان ہو کر

جو ہونگے میرے اعضا قیمہ قیمہ تیغ قاتل سے
کریگا شکر ہر موے بدن میرا زبان ہو کر

لڑکپن مین یہ عالم ہی کہ عالم تمپہ مرتا ہی
قیامت ڈھاؤگے آخر کو اکدن تم جوان ہو کر

شب ظلمت ہوئی خواہش اگر تمکو تماشے کی
نکل آئے ستارے آسمان پر پتلیان ہو کر

نہو گا تنگ وہ قاتل ہماری سخت جانی سے
کرینگے تیز خنجر استخوان سنگِ فسان ہو کر

گرا تھا نعل رستہ مین جو تیرے پاے توسن سے
چمکتا ہی وہ ہر ماہ اب ہلالِ آسمان ہو کر

گئے بے یار جب ای واسطی ہم سیر گلشن کو
رگین پھولونکی آنکھون مین لگین چبھنے سنان ہو کر

۱۲۲

تعجب شاعرونکو کیا ہی میری خوش کلامی پر
تفوق ہی مرے اُستاد کو اہلی و جامی پر

کہا اُنے گلوے خشک کو تر آب خنجر سے
ترحم آگیا قاتل کو میری تشنہ کامی پر

غنی درویش فیض آسمان سے سب برابر ہین
تفوق کی اسلیے ہی چادر مہ کو تمامی پر

تری آنکھون کی پلکون پر گمان ہوتا ہی یہ سبکو
لکھا ہی حاشیہ گویا کسی نے شرح جامی پر

تری رفتار سے نسبت نہین کچھ چال کو اُسکی | عبث طاؤس کو ہی ناز اپنی خوشخرامی پر
تری وصفِ دہن مین بند لب اے طفل ہوتے ہین | بحمد اللہ یہ میوہ کسقدر پختہ ہی خامی پر
کھولن کیونکر نہ دل کو لیگیا وزدِ حنا اُس کا | کوئی دزدی کرے ہوتا ہی شبہہ فرزدامی پر
پڑھایا ہی سکندر نامہ اُس طفلِ دبستان کو | معلم نے بڑا احسان کیا روح نظامی پر

۱۲۳ | گیا اے واسطی قیس حزین صحراے وحشت سے
ہوا قائم مین اُسکی مسند قایم مقامی پر

بلبل کا نطق بند ہی گفتار کے حضور | طاؤس گرد ہے تری رفتار کے حضور
گل آب آب ہی ترے رخسار کے حضور | گر گر گیا ہی سرو قدِ یار کے حضور
یوسف کو میری پردہ نشینی کا شوق ہی | آتا ہی کب وہ مردم بازار کے حضور
چاہے تو ایک آہ مین زندان کو پھونکدے | یہ بات کیا ہی تیرے گرفتار کے حضور
بوسے لیے ہزار نہ تعزیر دی کبھی | سچ ہی کہ قدردان ہین گنہگار کے حضور
آگاہ معرفت سے بخوبی کوئی ہو کیا | آتی نہین یہ جنس خریدار کے حضور
پردہ اُنھین تمام زمانے سے ہی مگر | بے پردہ ہین وہ طالب دیدار کے حضور
ظل ہما گدا کو جو کرتا ہی بادشاہ | ہی چند تیرے سایۂ دیوار کے حضور
ابرو سے بڑھ چلے مہِ نو کیا مجال ہی | کیا قدر نیمچے کی ہی تلوار کے حضور
دیکھے گا کوئی آنکھ اُٹھا کر نہ ماہ کو | آئے تو تیرے چاند سے رخسار کے حضور
ہرچند ذکر یار مناسب ہی صبح و شام | یہ خامشی ضرور ہی اغیار کے حضور
توڑے ہین محتسب نے خم و ساغر و سبو | کس مُنھ سے آئے حضرت خمار کے حضور
دیندار ہین تو مجمع کفار مین ہین ہم | کافر ہین ہم تو زمرۂ دیندار کے حضور
ہنگام قہر کیا ہی بد و نیک مین تمیز | ہر شی ہی ایک برق شرربار کے حضور
بیجا تھا تجکو دعوی تقریر واسطی | نکلی زبان سے بات نہ کچھ یار کے حضور

۱۲۴
دشت خالی ہوے خونریز ہی وہ تیر ہنوز
ٹوٹتے جاتے ہین نخچیر پہ نخچیر ہنوز
گو کہ اک قطرۂ خون تن مین نہین ہی باقی
ہی مرے خون کی پیاسی تری شمشیر ہنوز
جادۂ دشت کو دیکھا تو جنون مین سمجھا
ہی مرے پانون سے لپٹی ہوئی زنجیر ہنوز
پھر گیا سر بھی شبِ ہجر مین ای نالہ و آہ
تمنے اپنی نہ دکھائی کوئی تاثیر ہنوز
قبر سلطان کی بنا موت نے آکر ڈالی
قصر پورا نہوا تھا کوئی تعمیر ہنوز
جان بلب ہو نمین مجھے زیست کی امید نہین
اور اطبا مین دوا اونکی ہی تدبیر ہنوز
لوگ جو خاک نشین تھے وہ ہوے صدر نشین
دربدر مجکو لیے پھرتی ہی تقدیر ہنوز
آب کوثر بھی پیا داخلِ جنت بھی ہوے
لب پہ ہی لذتِ آب دم شمشیر ہنوز
عمر گذری ہی کہ زندان سے رہائی پائی
پر مرے شوق مین غل کرتی ہی زنجیر ہنوز
کیون تلون مرکے نہ نظرونمین کمانداِ رونکی
سینہ و دل مین ترازو ہی ترا تیر ہنوز
کون سے جرم پہ قاتل نے تہ تیغ کیا
کوئی ثابت نہین ہوتی مری تقصیر ہنوز
مجھ تہیدست کو دولت بھی ملی خرچ بھی کی
خاک ہی چھانتے ہین صاحب اکسیر ہنوز
جلوۂ عارض جانان نہ چھپا زیرِ نقاب
پردۂ ابر مین ہی مہر کی تنویر ہنوز

۱۲۵
واسطی لوگ زیارت سے بھر آئے اکثر
نگیا تو طرفِ روضۂ شبیر ہنوز

خواب مین کبتلک کریگا پانون ای غافل دراز
جاگ آنکھین کھولدے درپیش ہی منزل دراز
قصۂ ہستی مرا کوتہ کیا اچھا کیا
عمر کی صورت ہوئی تھی خنجرِ قاتل دراز
نزع مین خویش و احبا سے وصیت کیا کرون
وقت کوتہ ہی بیان آرزوے دل دراز
ہی درازی اسکی کاکل کی تو مشہور جہان
پر ہماری ہجر کی شب سے نہین اکتل دراز
سستی اعضا کا باعث ہی مقرر طول عمر
راہرو تھکتا ہی ہوتی ہی اگر منزل دراز
کیا ہمارے دیدۂ تر سے ہی خواہان تری
روز و شب کھتا ہی دریا دامن ساحل دراز

کسطرح جسے سارے عالم پر نہو قبضہ ترا — کہکشان سے بڑھکے ہی تلوار ای قاتل دراز

ہی اگر قصد عدم کر جمع زاد سفر — ای مسافر دور ہی یہ راہ یہ منزل دراز

۱۲۶

ہی دنی یہ چرخ اس سے واسطی مانگو نہین کیا
ہاتھ کرتا ہی سخی کے سامنے سائل دراز

یوسف سے بھی سوا ہی مجھے میرا دل عزیز — تجھسے نہین پرای صنم دل ربا عزیز

کوئی نہ دست مرگ سے ہمکو چھڑا سکا — کام آئے یار دوست نہ کچھ اقربا عزیز

سینے نثار اسپہ کیا دل تو کیا ہوا — جان آشنا سے کرتے نہین آشنا عزیز

ہمکو پسند سایہ دیوار یار رہے — شاہون کو ہوگا سایہ بال ہما عزیز

قیمت مین دے ہزار کوئی زر کبھی نہ لون — تصویر تیری جان سے بھی ہی سوا عزیز

پہونچے قریب مرگ مرض طول ہو گیا — چھوڑین خدا پہ کچھ نہ کرین اب دوا عزیز

وہ کون ہی کہ جسکو نہین ہی عزیز تو — اس سے زیادہ یار ہی نام خدا عزیز

قربان جان اپنی فدا ہین دل و جگر — تجھسے تو کچھ نہین مجھے ای دلربا عزیز

کیا پھیر دے مرا دل پر داغ تیری زلف — ہوتا ہی گنج سانپ کو حد سے سوا عزیز

دولت کی آرزو نہین مجھ خاکسار کو — اکسیر سے ہی بڑھکے تری خاکپا عزیز

غافل نہین ہون مین کسی یوسف کی یاد سے — ہر وقت ہی زبان کو مری ورد یا عزیز

قیمت بغیر مجھے کیون دے گا ساقیا — تیرا نہ مین عزیز نہ تو ہی مرا عزیز

۱۲۷

کوئی نہین کسی کا زمانے مین واسطی
سب آشنا غرض کے ہین کیا دوست کیا عزیز

کبھی جاتا ہون جو اس بانی بیداد کے پاس — آدمی اسکا روان ہوتا ہی جلاد کے پاس

ہون وہ بلبل کہ نہین خوف اسیری سے نجات — آشیانہ ہی مرا خانہ صیاد کے پاس

کون احسان طبیبون کا اٹھائے سر پر — درد سر کا جو مداوا ہی تو جلاد کے پاس

کشتہ ہون اُس قدِ موزون کا وصیت ہی یہی
دفن ہو باغ مین مردہ مرا شمشاد کے پاس

صرف ہی سینہ خراشی مین عجب ناخن غم
تیز اسطرح کا تیشہ نہین فرہاد کے پاس

ہون وہ وحشی رگِ جان تن سے نکالکر دوڑے
نیشتر ہو تری مژگان کا جو فصاد کے پاس

کہکے محبوس خبر خاک قفس مین سے لیگا
کہ سوا دام کے دانہ نہین صیاد کے پاس

بوسہ اُنکے لبِ شیرین کا ہی کیسا شیرین
قند ایسا تو نہوگا کسی قناد کے پاس

زخم کہائینگے جو تن پر تو مزہ اُٹھیگا
ساتھ خنجر کے نمکدان بھی ہی جلاد کے پاس

بیٹھتا ہی مرے نزدیک تو مجنون اسطرح
جیسے شاگردِ مودب کسی اُستاد کے پاس

ابکی سودا ہی بڑے جوش پہ لاؤ جاکر
کوئی بھاری سی جو زنجیر ہو حداد کے پاس

مرغ دل کیون نہ پھنسائین تری زلفونکی لٹین
دام ہی دام نظر آتے ہین صیاد کے پاس

سایہ اُس پر جو ترے قد کا پڑا ہی او ترک
قمریان رعب سے آتی نہین شمشاد کے پاس

کون ہی سرو جو بندہ قدِ موزون کا نہین
خط غلامی کا تمہارے ہی ہر آزاد کے پاس

۱۲۸	واسطی دور ہون اُس راحتِ جان سے جب سے عیش آتا نہین میرے دلِ ناشاد کے پاس	

آرزوئے گل کی نہ ہمکو ہی گلستان کی ہوس
ہی ہوس انکو تو سیر کوے جانان کی ہوس

اسطرح ہی ہمکو سیر کوے جانان کی ہوس
جسطرح بلبل کو ہوتی ہی گلستان کی ہوس

ناتوان ہوکر کرون کیا کوے جانان کی ہوس
مور کو زیبا نہین ملک سلیمان کی ہوس

بوریا کافی ہی مجکو ل گدائی ہی بہت
مجھ گدا کو کب ہی تاج و تخت سلطان کی ہوس

اک جہان کو شوق ہی اُس حور کا دیکھے مکان
کون ہی جسکو نہین ہی باغ رضوان کی ہوس

کچھ اگر ہوتی تری چاہ زنخدان کی خبر
پھر سکندر کو نہوتی آب حیوان کی ہوس

چاہتا ہی دل کہ کھائے زخم بر پوشیدہ زخم
تیغ ابرو کی ہوس ہی تیر مژگان کی ہوس

آرزو ہی خار صحرا کو پھٹے دامن مرا
پنجہ وحشت کو ہی میرے گریبان کی ہوس

سیب جنت بھی جو رضوان سامنے لائے کبھی / یوسف دلکو ہی اُس سیب زنخدانکی ہوس
چشم طامع یا قناعت بھرتی ہی یا خاک گور / جیتے جی موقوف کب ہوتی ہی انسانکی ہوس
چاہتا ہی غیر چھلا پائے تیرے ہاتھ سے / دیوکو ہی خاتمِ دستِ سلیمان کی ہوس
یار کا چہرہ دکھا یارب کہ ہی جوشِ شباب / فصلِ گل مین ہی تماشائے گلستانکی ہوس
اشکباری پر اگر آجائے اپنی چشمِ تر / خشک سالی مین کرین دہقان نہ بارانکی ہوس

۱۲۹

واسطی ہمجنس کو ہمجنس سے ہوتا ہی اُنس
ہون پریشان ہی مجھے زلفِ پریشانکی ہوس

فراقِ یار مین کرتا ہون بار بار افسوس / یہی ہی ورد کہ افسوس صد ہزار افسوس
شب فراق مین رہتا ہون بیقرار افسوس / نہ صبر دلکو نہ باقی ہی اختیار افسوس
رقیب ہین چمن حسنِ یار مین گلچین / غمِ فراق ہی میرے گلے کا ہار افسوس
ہوا نہ مثل سکندر نصیب آب حیات / رہا مین بوسۂ لب کا امیدوار افسوس
جو ایکبار کبھی دیکھون نہ زلف و عارض یار / تو کیون کرون نہ شب و روز لاکھ بار افسوس
مین اُس پری سے کرون حالِ دل بیان کیونکر / جو ساتھ ساتھ رہین لوگ سایہ وار افسوس
ہمارے رونے سے کیا خاک فائدہ نکلا / کہ دل مین یار کے ہی ابتلک غبار افسوس
ہماری خاک کو برباد کردیا جب سے / نہ آیا فاتحہ کو بھی سرِ مزار افسوس

۱۳۰

بگڑتی جاتی ہی سرکار واسطی اُنکی
کچھ ایسے جمع ہوئے ہین صلاح کار افسوس

درہم کی ہی تلاش نہ دینار کی تلاش / آنکھونکو ہی تو دولتِ دیدار کی تلاش
کعبہ مین ہی گذر کبھی بتخانے مین گذر / گھر گھر پھرا رہی ہی ہمین یار کی تلاش
اُس گل کو ہی جو خط مجھے لکھوا کے بھیجنا / کرتا ہون کاتبِ خطِ گلزار کی تلاش
مطبوع کوئی شکل دکھائی نہ بخت نے / یوسف کی مدتون سر بازار کی تلاش

دیوانگی ہماری اذیت پسند ہی — ہر آبلے کو ہی خلش خار کی تلاش

جو لوگ بیگناہ ہین پوچھے گا اُنکو کون — عفوِ خدا کو ہوگی گنہگار کی تلاش

پایا کبھی نہ رزق مقدر سے بھی سوا — ثابت ہوا یہ ہمکو کہ بیکار کی تلاش

جاتا ہے سوے کعبہ کوئی کوئی سوے دیر — ساقی ہی ہمکو خانۂ خمار کی تلاش

سایہ ہی اُسکے بال ہما کا بھی ناپسند — جسکو ہی تیرے سایۂ دیوار کی تلاش

آتا نہین ہی خواب مین اک شب وہ سیمتن — رہتی ہی ہمکو دولتِ بیدار کی تلاش

دریا مین غرق ہوتے ہین لیکن غنی ہی دل — اس پار کی ہی فکر نہ اُس پار کی تلاش

اسلام و کفر سے الگ اپنا طریق ہی — تسبیح کی ہوس ہی نہ زنار کی تلاش

لڑتا ہی ہمکو چرخ سے اے دل کوئی تو آہ — ہنگام جنگ ہوتی ہی تلوار کی تلاش

زہد و ورع سے ہوتا ہی تعمیر ملک دل — مزدور کی ہی فکر نہ معمار کی تلاش

۱۳۱ — ہستی سے کوچ ملک عدم کو ضرور ہی / ہی ہمکو واسطی کمر یار کی تلاش

شب وصل بتِ دلخواہ خاموش — مؤذن غل نہ کر للہ خاموش

مری دیوانگی مین ہین نئے رنگ — کہ مینون گاہ نالان گاہ خاموش

پکارو غیر کو تم جب سر بزم — رہے کیا بندۂ درگاہ خاموش

دکھایا جلکے داغ دل جو مین نے — رہا چھپ کر وہ رشک ماہ خاموش

رقیب آگے مرے کرتا نہین بات — حضور شیر ہی روباہ خاموش

کبھی پوچھی جو راہِ عشق ہم نے — رہا حیرت سے خضرؑ راہ خاموش

کوئی پرسان نہین ہی صورت نی — رہو تمہین خواہ نالان خواہ خاموش

۱۳۲ — گدا ای واسطی قسمت کا تا چند / یہ قصہ کر کہین کوتاہ خاموش

زلف اگر دیکھے کرے اپنا دل فانوس رقص
جسطرح گلشن مین کرتا ہی کوئی طاؤس رقص

چرخ کافر کو مرے نالون پہ کیا آئے گا رحم
برہمن کرتا ہی سنکر نالۂ ناقوس رقص

سبحۂ سیارہ دیکھے چرخ پر سمجھا یہ مین
دیو کرتے ہین میان خانۂ منحوس رقص

تیری کرتی کی اگر جالی نظر آئے اُسے
صورتِ صوفی کرے خوش ہو کے جالینوس رقص

بزم مین اُس ترک کے پڑتی ہی جب تیغ نگاہ
ہو کے بسمل شمع کرتی ہی تہ فانوس رقص

شاد ہی اپنا دل پر داغ یادِ زلف مین
جسطرح ابر بہاری مین کرے طاؤس رقص

۱۳۳

شاد ہی دل گردشِ چشمِ بتان سے واسطی
دورِ ساغر کو سمجھتا ہی یہ کیکاؤس رقص

عالمِ حیرت مین مجکو انجمن سے کیا غرض
بلبلِ تصویر ہون صحنِ چمن سے کیا غرض

دورِ یارو نسے بیابان مرگ قسمت نے کیا
کام کیا تابوت سے مجکو کفن سے کیا غرض

اُس سے یاد اللہ لازم ہی تو اس سے رام رام
اختلاف دین شیخ و برہمن سے کیا غرض

صحبتِ یاران ہمدم سے ہی لطف زندگی
حب وطن بیجا ہی جو جائے وطن سے کیا غرض

آستین و دامن گریبان جوشِ وحشت مین عبث
تیرے عریانونکو پیراہن سے کیا غرض

مشغلہ ہمین اہل دنیا کے مین جا کر کیا کرون
حق یہ ہی عزلت نشین کو انجمن سے کیا غرض

یار سے آزردہ ہین دربان سے کیا مطلب ہمین
بت کی جب چھوڑی تو پھر [illegible] سے کیا غرض

جامہ زیبونکو مبارک رخت زیبا ای جنون
شوق عریانی ہی [illegible] سے کیا غرض

صاف دل ہین ہم کدورت سے ہی ہمکو کام کیا
آئینہ ہی اپنی پیشانی شکن [illegible] سے کیا غرض

کسکو دیتی ہی صبا ترغیب گلگشت بہار
ہی چمن داغون سے دل ہمکو چمن سے کیا غرض

نکہت گیسوے جانان سے معطر ہی دماغ
ہمکو بوے نافۂ مشکِ ختن سے کیا غرض

بوسۂ لب لیجیے رخ پر دھرا ہی اُسکے رخ
اب حلب مین ہو گئے وارد یمن سے کیا غرض

چھٹ گئے جب یار یارو نسے تو پھر یاری کہان
روح کو ہی بعد مرنے کے بدن سے کیا غرض

سنگ در اُسکا پرستش گاہ ہی اپنے لیے
خانقاہِ شیخ و دیر برہمن سے کیا غرض

پھنس گیا ہی دل جو گیسو مین تو پھنسنے دیجیے
آپکو اس قیدی دام محن سے کیا غرض

۱۳۴
عقل و دانش ہی جو تجکو گر روش اپنی درست
واسطی سارے زمانے کے چلن سے کیا غرض

وصفِ عارض مین جو ہو تحریر خط
مہر کی پیدا کرے تنویر خط

کیجئے کیا یار کو تحریر خط
چاک کر ڈالیگا وہ بے پیر خط

یہ بھی گردش ہی مری تقدیر کی
پھیر لایا قاصد دلگیر خط

آتے ہین بنکر ملائک نامہ بر
لکھ رہا ہی کاتب تقدیر خط

وصفِ عارض جب کیا مینے رقم
بنگیا قرآن کی تفسیر خط

ذبح جب ہوتے تھے ہم قاصد پھرا
یار کا آیا تہ شمشیر خط

وصف خط و خال و زلف و رخ لکھے
بنگیا ہی صفحہ تصویر خط

وصل کی اُمید سے دل ہی غنی
ہو گیا حق مین مرے اکسیر خط

سخت جانی سے ہی پتھر دل مرا
کیا پڑیگا تجسے ای شمشیر خط

ایک بھی لکھتا نہین ہی وہ جواب
کر چکے ہم سیکڑون تحریر خط

۱۳۵
واسطی قاصد روان ہی سوے یار
چھوڑتا ہی کوئی کاغذگیر خط

رقم کیا ہی اُسے ابتو اضطرار مین خط
بہائے آب مین یا وہ جلائے نار مین خط

اُڑائین پرزے کہ پہونچائین کوے یار مین خط
ہی ابتو نامہ رسانونکے اختیار مین خط

جو بعد مرگ پھرا کوے یار سے قاصد
تو دوستون نے مرے رکھدیا مزار مین خط

مجھے یہ ڈر ہی کہ قاصد کمال مضطر ہی
کہین کمر سے نہ گر جائے اضطرار مین خط

کدورتِ دلِ محبوب صاف ظاہر ہی
کبھی لکھا بھی تو لکھا خطِ غبار مین خط

کرین وہ قاصد اگر اعتراض گستاخی — تو کہیو اُسنے یہ لکھا ہی اضطرار مین خط

مکان یار جو معلوم نامہ بر کو نہ تھا — لیے پھرا وہ ہر اک شہر و ہر دیار مین خط

یقین ہوا کہ وہ گل یار سال سے ہی خفا — نہ اُس بہار مین لکھا نہ اس بہار مین خط

سنائین لوگ مجھے پڑھکے بدلے لیسین کے — خدا کرے کہین آجاے احتضار مین خط

چھپا کے یار کو لکھا تھا ہمنے عشق کا حال — گمان نہ تھا کہ پڑھیگا وہ گل ہزار مین خط

ہر ایک سطر ہو غیرت فزاے سنبل تر — لکھون جو مدحتِ گیسوے تابدار مین خط

تہی ہی دست و کمر نامہ بر کی کیا معلوم — کنوین مین پھینک کے آیا کہین کہ غار مین خط

وہ سخت جان ہون نہ میرے بدن پہ ایک پڑے — ہزار ضربتِ شمشیرِ آبدار مین خط

۱۳۶	ضرور ہی کہ ہو پروانہ واسطی تک صد کسطرح تو پہونچ جاے بزم یار مین خط	

ممکن نہین ہی خار سے دامان کی احتیاط — دستِ جنون سے کیا ہو گریبان کی احتیاط

رخسار یار کو نہ چھوونگا مین بے وضو — دیندار کو ضرور ہی قرآن کی احتیاط

ہی پنجۂ جنون کی درازی اگر یہی — کیا ہو سکے گی ہمسے گریبان کی احتیاط

چھینٹین مرے لہو کی نہ پڑ جائین وقت قتل — قاتل تجھے ضرور ہی دامان کی احتیاط

آنچل ہٹے نہ سر سے ڈوپٹے کا ایک دم — لازم ہی یار زلف پریشان کی احتیاط

اسلام و کفر اُس رُخ و گیسو سے مل گئے — ہندو سے اب نہین وہ مسلمان کی احتیاط

حرص و ہواے دہر سے دل کی ضیا نہ کھو — صرصر سے ہی ضرور چراغان کی احتیاط

حرص و ہوا ہی سیل تو غیظ و غضب ہی برق — لازم ہی اپنے خرمن ایمان کی احتیاط

کہدو ملک نہ حشر مین تولین مرے عمل — منظور ہو جو پلۂ میزان کی احتیاط

۱۳۷	محنت سے مال جمع ہوا ہی یہ واسطی دزد سخن سے چاہیے دیوان کی احتیاط	

لفظ بمعنی ہین سب املا غلط انشا غلط
مقصد منصور انا الحق سے یہ تھا حق پہونہین
ہی بجا نمرود عاجز ایک پشے سے جو ہو
بجس و کاو اک وہ یہ مصرع دیوان حسن
تم سوا مجکو کسی سے کام دنیا مین نہین
ایسے ہی ہوتے ہین حسن و عشق مین کیا ز و نیاز
دشت وحشت مین ہزارون کی ہوئی مٹی خراب
جب بیان کرتے ہین وہ قصہ ہاے عشق کا
لکھتے ہین سب ایک نقطہ باے ابجد کے تلے
اسکے عقل دہن کا کب ہی ہستی ہین وجود

ہی کتاب ہستی موہوم سرتاپا غلط
دار پر کھینچا اُسے جسنے وہ ہی سمجھا غلط
ہوکے بندہ کیون خدائی کا کرے دعوی غلط
سرو گلشن سے ہی تشبیہ قد رعنا غلط
غیر جو کہتے ہین تمسے ہی یہ سرتاپا غلط
وحشت مجنون نہ بے پروائی لیلی غلط
کچھ نہین مضمون سطر جادۂ صحرا غلط
قصہ گو لیلی وہ کہتے ہین یہ ہی قصا غلط
زیر لب ہرگز نہین اُس خال کا نقطہ غلط
کیون اُڑاتے ہین خبر یہ مردم دنیا غلط

۱۳۸

کچھ نہین اس بات مین ای واسطی میرا قصور
میرے دیوان کو محرر نے اگر لکھا غلط

کھیلنا اپنی جان پر ہی شرط
ہین جہان مین ہنر شناس بہت
بھولے بیٹھے ہین کسلیے غافل
عشق مین نام سہل ہی لیکن
راہ الفت مین چاہیے ہمت
ظلمت شام غم نے گھیرا ہی
قصہ ہجر طول ہی اُس سے
دیدنی ہی وہ رخ حجاب مین بھی
ہی وسیلہ ظفر کا قصد سفر

بازی عشق مین جگر ہی شرط
آدمی کے لیے ہنر ہی شرط
موت نزدیک ہی خبر ہی شرط
مثل فرہاد درد سر ہی شرط
دل کے دینے کو کچھ جگر ہی شرط
مرد ای نالہ سحر ہی شرط
عرض احوال مختصر ہی شرط
اک ذرا تیزی نظر ہی شرط
گر ظفر چاہیے سفر ہی شرط

آپ آتا ہی دوڑکر معشوق
جذبۂ عشق مین اثر ہی شرط

۱۳۹

سہل سمجھین تنون کا عشق نہین
واسطی اسمین صرف زر ہی شرط

کون کہتا ہی کہ اعجاز بیان ہی واعظ
اپنے نزدیک تو لیچھ ہمہ دان ہی واعظ

وعظ سُن سُنکے ترے دل ہوجاتے ہین فگار
حق مین رندون کے چھری تیری زبان ہی واعظ

خوب دیکھا تو یہ سمجھے کہ ہی پھیکا پکوان
گرچہ اونچی تری ظاہر مین دُکان ہی واعظ

کھائے جاتا ہی ہر اک شخص کا بک بک کے دماغ
مجکو سودا ہی کہ تجکو خفقان ہی واعظ

لوگ کہتے ہین جسے زخم سنان سے بڑھکر
حق تو یہ ہی وہ ترا زخم زبان ہی واعظ

عرش اعلی کیطرف کرتا ہی اشارا نادان
ہم جو کہتے ہین کہ اللہ کہان ہی واعظ

اس عمامے کے سوا اور نہین کوئی شرف
سربزرگی تری رندون پہ عیان ہی واعظ

کیا دلاویگا دم حشر مے صاف طہور
شیشۂ مے کیطرح پنبہ دہان ہی واعظ

تو برا انکو کہیگا وہ کہینگے یہ بھی ؞؞
منھہ مین رندون کے بھی آخر کو زبان ہی واعظ

مجلس وعظ مین یہ کون حسین آیا ہی
چشم رغبت سے جو اُسکو نگران ہی واعظ

جی مین آئے تو ذرا اُسکی ملاقات کو چل
صاحب خلق بڑا پیر مغان ہی واعظ

دیکھ تو چل کے کہ ہوتے ہین وہان سیر جوان
میکدہ ہی کہ کوئی باغ جنان ہی واعظ

غائبانہ نہین میخوارونکی غیبت اچھی
کھا نہ مردار کہ ماہ رمضان ہی واعظ

تیر اُٹھا تو سر آنکھون پہ مگر مہلت دے
کہ ابھی دختر انگور جوان ہی واعظ

۱۴۰

آگئے دیوار بدیوار تھا میخانے کے
واسطی اب نہین معلوم کہان ہی واعظ

تنگ آیا ہون مین سُن سُنکے بیان واعظ
کاٹ ڈالونگا کسی روز زبان واعظ

زخم پر زخم لگاتا ہی بیان واعظ
کاٹ تلوار کا رکھتی ہی زبان واعظ

مجلس وعظ سخن ہی جو ہو گوشِ شنوا / سرو منبر ہی تو قمری ہی بسانِ واعظ

دل مین آجاے تو ہوتے ہوے دم بھر کو چلو / بادہ خوار ہی سرِ راہ مکانِ واعظ

باتین بڑھ بڑھ کے یہ رندونسے کیا کرتا ہی / یہی بڑھنا ہی تو گھٹ جائیگی شانِ واعظ

ہی بہت مرتبۂ پیرِ خرابات بلند / کب پہونچتا ہی وہان وہم وگمان واعظ

ماہ نو ابروِ پرخم کا دکھادے جو وہ مست / ابھی ہو جاتی ہی عیدِ رمضانِ واعظ

بھول کر منھ سے لگانا نہ کبھی ای رند و / زہر ہی زہر ہی حلواے وکانِ واعظ

دخترِ رز کی لطافت کا اگر وصف کرے / موتیونسے ابھی بھر دون مین دہانِ واعظ

بادہ خوارونکی ترقی ہی تنزل اُسکا / جانتے ہین یہ بہار اپنی خزانِ واعظ

دل لگی سب سمجھے نہ رندون کے بُرے کہنے کو / مفت برباد نجاے کبھی جان واعظ

لائق قطع وبرید اسکو سمجھتا ہون مین / یہ جو مقراض سی چلتی ہی زبان واعظ

سنکے ذکر لحد تنگ شکنجے مین کھنچا / پھر نہ دکھلاے خدا مجکو مکان واعظ

شان مین اُسکی قصیدہ کوئی کہنا کیسا / مر بھی جاے تو نہون مرثیہ خوان واعظ

عرش سے بڑھکے ہی پرواز قدح نوشونکی / تا درِ خلد ہی حدِّ طیران واعظ

واسطی دلکو کسی کے نہین ہوتا ہی اثر / روز کرتا ہی خطا تیر کمان واعظ

۱۴۱ ۱

روشن ہی سب پہ گو نکہے کچھ زبانِ شمع / پوشیدہ ایک پر نہین سوزِ نہانِ شمع

دریا بہاے گر مژۂ خون فشان شمع / ممکن نہین کہ کم ہو ذرا سوز جان شمع

آتش مزاج جو ہین نہین اُنسے چشم فیض / دیکھے کبھی نہ رزق ہما استخوان شمع

وہ شعلہ رو ہی تو کہ ترے سوزِ عشق سے / جلتی ہی صورتِ پر پروانہ جان شمع

کرتی صفت وہ عارض پہ نور یار کی / گویا جو بزم دہر مین ہوتی زبان شمع

قرب حبیب مرگ ہی عاشق کیواسطے / پروانہ جل گیا جو ہوا میہمان شمع

جلنے سے گر کوئی بھی پروانہ بچ گیا
تعویذ بن گیا وہ پئے حرزِ جان شمع

اس بزم مین ہی کون کسی کا شریک حال
کوئی بھی پوچھتا نہین اشک روان شمع

کیا وصف رُخ مین تیرے کہے اس سے کمی ہوئی
گلگیر نے جو بزم مین کاٹی زبان شمع

کس شب ستی کیطرح یہ جلکر ہوئی نہ خاک
پروانے کرچکے ہین بہت امتحان شمع

فانوس پانچہ کو کہین ہم تو ہی بجا
ہی ساق ہاے یار یہ ہمکو گمان شمع

تن مین وہ سوز غم ہی کہ دیکھے جو میری نبض
انگلی لگی طبیب کی جلنے بسان شمع

ہوگا جو تیرے عاشق دلسوختہ کا کوچ
پروانے آگے لیکے چلینگے نشان شمع

باغ جہان مین رنگ تلون ہی کس قدر
شبکو بہار شمع ہی دنکو خزان شمع

تابِ سماعت تب غم کب ہی واسطی
قصہ سنون پتنگ کا یا داستان شمع

۱۴۲

مرے دل کیطرح شب بھر جلی شمع
سحر کی جب ہوئی آمد چلی شمع

کسی پروانے کا بھسلا اگر پاؤن
زبان سے بول اُٹھی یا علی شمع

بندھا مضمون جو اُسکے ساق پا کا
عجب بندش کے سانچے مین ڈھلی شمع

بہار آئی کہ تم محفل مین آئے
برنگ نخل گل پھولی پھلی شمع

کسی پروانہ کو کیا درد سر ہی
دکھاتی ہی جو رنگت صندلی شمع

سواری کسکی نکلی شہر مین رات
کہ ہی ہر کوچہ مشعل ہر گلی شمع

جو یون بڑھکر کروگے بزم مین رقص
تو گل کر دیگی دامن کی کلی شمع

برص سمجھے صباحت کو وہ اپنی
جو دیکھے تیری صورت سانولی شمع

جلائے کیون نہ دلکو تیرہ بختی
ہوئی جب شام محفل مین جلی شمع

کرے اُس رُخ سے دعوی واسطی کیا
نہ دیوانی نہ ایسی باؤلی شمع

۱۴۳

مال کی ہمکو نہ دولت کی طمع
ہی فقط کنج قناعت کی طمع

لقمۂ غم کی ہی یون خواہش مجھے
جسطرح بھوکونکو نعمت کی طمع

ایک تو بوسہ لب شیرین کا دو
ہی زبانکو اپنی لذت کی طمع

ہین جہان مین طالب امر محال
جو یہان کرتے ہین راحت کی طمع

کون بہتر تھا بھلا زہاد سے
گر نہوتی انکو جنت کی طمع

خواہش مے ہی ہمین یون ساقیا
جسطرح پیاسے کو شربت کی طمع

حال دیکھو صاحب اکسیر کا
خاک چھنواتی ہی دولتکی طمع

طبع رکھتے ہین غنی تیرے گدا
کب ہی انکو ملک و دولت کی طمع

حال قارون سنکیہ ثابت ہوا
باعث آفت ہی دولتکی طمع

مجتمع کرتے ہین دولت بیحساب
ہی حریصونکو قیامت کی طمع

خاک اڑتی ہی ہماری بعد مرگ
ہی ترے باران رحمت کی طمع

ہی مزاج اس شوخ کا فرقت پسند
اپنے دلکو عیش وصلت کی طمع

عرصۂ حشر مین ہمکو واسطی
ہی پیمبر سے شفاعت کی طمع

۱۴۴

پھولے نہ لالہ باغ مین دکھلا کے چار داغ
ایسے تو ہین جگر مین ہمارے ہزار داغ

کیا میرے دلکو عشق مین ہونا گوار داغ
ہی حسن کی کچہری مین یہ راہوار داغ

آخر یہ سوز عشق مرے کام آئے گا
مرنے کے بعد ہوگا چراغ مزار داغ

معشوق عاشقونپہ جو ہوجائین مہربان
طاؤس کو نہ دے کبھی ابر بہار داغ

ظاہر ہی آفتاب مین اور میرے دل مین فرق
پوشیدہ ہی یہان تو وہان آشکار داغ

شاید اسے بھی سرو چراغان بناؤگے
کیون میرے دلکو دیتے ہو تم بار بار داغ

تھوڑے سے رہ گئے ہین مرے آشنا عزیز
دینا نہ اب مجھے مرے پروردگار داغ

محروم ہون نظارۂ چشمِ حبیب سے	دیتی ہی کیسی گردشِ لیل و نہار داغ
انجم نہین ہین یہ ترے ہاتھون سے ای قمر	ہین سینۂ سپہر مین یہ بیشمار داغ
عقبے کا عیش ہی ہمین دنیا مین کب نصیب	دکھلا رہے ہین باغِ جنانکی بہار داغ
پایا ہی وہ مزہ ابھی آسودگی نہین	ای چرخ اور دے ہمین دو تین چار داغ

۱۲۵

ملتا ہی زر خزانۂ الفت سے واسطی
دیتا ہی داغ یہ ہمین وہ گلعذار داغ

کیا جلاؤن مہروش تیرے مقابل مین چراغ	کب کوئی کرتا ہی روشن دنکو محفل مین چراغ
احتیاجِ روشنیِ شمع راتون کو نہین	ہی خیالِ روئے جانان اپنی محفل مین چراغ
ناتوان ہون چاہیے پہلے تجسس بعد قتل	ساتھ خنجر کے ہی لازم دستِ قاتل مین چراغ
ہون جو مین وحشی شبِ تاریک مین صحرا نورد	غول دکھلائین اگر آ آ کے منزل مین چراغ
خوف کیا تاریکیِ راہِ عدم کا عشق مین	شعلہ ہاے داغ دکھلائینگے منزل مین چراغ
وہ بھی جلتا ہی شبِ فرقت مین تا وقتِ سحر	ساتھ دیتا ہی ہمارا وقتِ مشکل مین چراغ
غسلِ دریا کو جو آئے وقتِ شب وہ شعلہ رو	ہون حبابِ آب سب آغوشِ ساحل مین چراغ
شور ہے دیکھو تو محفل سے نہین کم دشتِ نجد	قیس پروانہ رخِ لیلی ہی محمل مین چراغ
ہو سکے کیا دخل دزدانِ خیالاتِ جہان	جلتے ہین داغونکے اپنے خانۂ دل مین چراغ
ڈھونڈھنا لازم ہی پہلے اہلِ ہمت کا نشان	چاہیے کاسے کے بدلے دستِ سائل مین چراغ
چھا گیا ایسا جہان مین تیرے نالونکا دھوان	دنکو اب درکار ہی ہر ایک محفل مین چراغ
آ گیا زندان مین کسکے روئے روشن کا خیال	بنگئے حلقے سلاسل کے سلاسل مین چراغ
ہو جہان معشوق خود آتے ہین عاشق دوڑ کر	کب طلب کرتا ہی پروانونکو محفل مین چراغ
جلوۂ معشوق کی ہی دیدۂ عاشق مین قدر	پھول ہین گلشن کے سب چشمِ عنادل مین چراغ
کور دلکو کب نظر آتا ہی معنی کا فروغ	واسطی بیکار ہی اندھونکی محفل مین چراغ

خود نہین جاتے ہین ہم کوچۂ جانانکی طرف
شوق کھینچے لیے جاتا ہی گلستانکی طرف

رخصت ای طوق و سلاسل کہ بہت دن گذرے
قصد زندانسے ہمارا ہی بیابانکی طرف

ضعف سے دل کا نہ ارمان جنون نہین نکلا
رہ گیا ہاتھ مرا اُٹھکے گریبانکی طرف

ابر کو دیکھ کے بیجا نہین طاؤسکا رقص
تخت بلقیس کا آیا ہی سلیمانکی طرف

دل جلانیکا سبق ہمنے جو تعلیم کیا
فاختہ اُڑکے گئی سرو چراغانکی طرف

ہو لیسے اُس حور کی اُلفت نہ پس مرگ گئی
تن رہا روح گئی روضۂ رضوانکی طرف

موت کی یاد فراموش نہو رندون کو
چاہیے روز گذر گور غریبانکی طرف

سامنا اُس لب جانبخش کا جب ہو نہسکا
لعل اُترا اُڑکے گئے گور غریبانکی طرف

نہین منظور کسی کی ہمین خاطر شکنی
ہم تو ہندو کی طرف ہین نہ مسلمانکی طرف

ہون وہ وحشی کہ مرے پانون جو تھک جاتے ہین
آبلے دوڑتے ہین خار مغیلان کی طرف

وادی نجد مین کیا منتظر لیلی ہی
کان مجنون کے ہین آواز حدی خوانکی طرف

نہین نکلا یہ تری چاہ ذقن سے خط سبز
گذر خضر ہوا چشمۂ حیوان کی طرف

مہر جیسے پہ وہ وہ رخ ذکر ہی کیا ذرون کا
چشم حیران نہ پڑے مہر درخشانکی طرف

واسطی شاہ خراسان کی زیارت ہی منظور
ہند سے کوچ کرو ملک خراسانکی طرف

۱۴۷

ہنگام سیر باغ جو آیا خیال زلف
سنبل پہ اپنے دلکو ہوا احتمال زلف

دل کو جو مانگتی ہی تو لے عذر کچھ نہین
ہمسے تو ہو سکیگا نہ رد سوال زلف

فارغ نہین ہین غم سے حسین بھی جہان مین
بیمار چشم یار ہی ابتر ہی حال زلف

تا صبح آنکھ سے نظر آتے ہین خوابمین
رہتا ہی شام ہی سے جو ہمکو خیال زلف

سنگ جفا سے وہ کہین توڑے نہ استخوان
شانہ کرے سمجھکے سر گوشمال زلف

یارب اسکے حسن جوانی کو ہو زوال
خط کو سفید ہونے نہ دے اقبال زلف

زلفیں سفید پیر پہ ہنستے نہ یہ جو ان — کچھ بھی جو اپنے دہن سمجھتے مآل زلف
تائب ہی ابتو حسن پرستی سے دل مرا — کھنچے کمند بنکے اسے کیا مجال زلف
خوشبو ہی اسطرحکی نہ یہ پیچ ہی نہ خم — سنبل سے کیا سمجھکے کوئی دے مثال زلف
ہی چھوٹنا محال مقدر کے پیچ سے — دلسے کسیطرح نہین جاتا خیال زلف
خط سے ہی اور مصحف رخسار کی نمود — کسواسطے ہین آپ پریشان مثال زلف
چہرے کا اسکے برق پہ ہمکو ہوا گمان — ابر سیہ اٹھا تو گیا احتمال زلف

آگاہ واسطی ہی سفید و سیاہ سے
یہ خوب جانتا ہی کمال و زوال زلف

۱۴۸

مجھسا کوئی جہان مین نہین مبتلاے زلف — سر مین بھری ہی روز ازل سے ہواے زلف
افشان کے شوق مین یہ تماشا دکھاے زلف — تارے سب آسمان کے ابھی توڑ لاے زلف
ہرگز تمام ہو نہ عبارت کا سلسلہ — لکھین جو خط شوق مین ہم ماجراے زلف
روز سیہ کے دام مین مدت سے قید ہون — سر سے کسیطرح نہین ٹلتی بلاے زلف
شانے کیطرح سے جو زبانین ملین ہزار — ہرگز نہ کر سکون مین سر مو ثناے زلف
وجہ موافقت ہی پریشانی سرشت — زلف آشناے دل ہی تو دل آشناے زلف
اب نقد جان بچے گا نہ اپنا متاع دل — خط سیہ بھی اسکا ہی رہزن سواے زلف
غازہ ہی روے یار کو خون دل و جگر — شانہ ہی اپنا پنجہ مژگان براے زلف
جوش جنون مین وصل کی عشرت کہان نصیب — اب ہتکڑی ہی ہاتھ مین اپنے بجاے زلف
ہے دام گر پھنسانے کو ہی اپنا مرغ دل — پہر شکار دام تو اپنا بچھاے زلف
کام آئینگے یقین ہی مرے مشت استخوان — شانے تو بعد مرگ بنینگے براے زلف
مجموعہ جو اسکا شیرازہ کھل گیا — ہنگام شب چلی یہ پریشان ہوا کے زلف
دیکھینگے آفتاب تہ ابر کا فروغ — دامن مین لاکھ چہرے کو اسکے چھپاے زلف

ہو کر خجل چمن سے گریزان ہو مثل مالہ — سنبل کو پیچ و تاب جو اپنی دکھائے زلف
ای دل نکل نہ سینے سے باہر شب وصال — ڈر ہی نکل نہ جائے کہیں اژدہائے زلف

۱۴۹

دیوان مرا ہی چہرۂ معشوق واسطی
سطرین ہین زلف دائرے ہین حلقہائے زلف

یارب کوئی جہان مین نہو مبتلائے عشق — مرنا غم فراق مین ہی انتہائے عشق
پہلے جنون ہی بعد گذرنا جہان سے — وہ ابتدائے عشق ہی یہ انتہائے عشق
محمود و قیس و وامق و فرہاد اور مین — کسپر نہین جہان مین نزول بلائے عشق
کی سیر آسمان و زمین کی تو یہ کھلا — دونون جہان مین خاک نہین ہی سوائے عشق
مشکل ہی اشک و آہ سے فرصت تمام عمر — دلمین مقام عشق ہی آنکھون مین جائے عشق
کعبے سے کچھ غرض ہی نہ مطلب ہی دیر سے — بیگانہ اک جہان سے ہی آشنائے عشق
پیدا کیا خدا نے مجھے عشق کے لیئے — ہی عشق میرے واسطے مین ہون برائے عشق
کیون سر پہ بار منت عیسیٰ اُٹھائیے — اچھا نہوگا یہ مرض لا دوائے عشق
آتی ہی تجکو دیر و حرم سے یہی صدا — واجب ہی سجدۂ در دولتسرائے عشق
دونون جہان کا ہی وہ حقیقت مین بادشاہ — ہی جسکے سر پہ سایۂ بال ہمائے عشق
کوئی ہو قتل اسکو غرض اپنی زیب سے — خون ہزار کشتہ ہی رنگ حنائے عشق
ہی بادشاہ وقت حوادث سے کام کیا — نیرنگی زمانہ ہی دلق گدائے عشق
داغ جنون عیان ہین جو سر سے قدم تلک — گلدوز ہی یہ تن پہ ہمارے قبائے عشق

۱۵۰

شبہا در انتظار تو میگفت واسطی
یارب چو من مباد کسے مبتلائے عشق

سمجھا تھا جو سرور دولتسرائے عشق — ہی حسن داخل حرم کبریائے عشق
اپنے کیے ہین دل نے مرے نالہائے عشق — آتی نہین زبان سے صدا اب سوائے عشق

آجائین کوہ برہم و درہم ہو آسمان
اپنا ہنر زور شور دکھائے ہوائے عشق

اتنے لیے بدن مین چھپائے ہین استخوان
شاید کرم کرے ادھر آکے ہمائے عشق

گھسنے گھسے مین کو پہ تھا تن مین سیکڑا دن
مملو مسافرونسے ہی مہمانسرائے عشق

کرتو زیارتِ لحدِ قیس نجد مین
ابتک یہ آرہی ہی صدا ہائے ہائے عشق

وہ کون عضو تن ہی کہ جسمین نہین ہی درد
ہو رنگ رخ شکستہ تو آئے بصدائے عشق

کچھ رنگ بوستان محبت کا ہی جدا!
کانٹونکو پھول کرتی ہی آب و ہوائے عشق

دشت جنون سے پھر کے یہ کیا آئین شہر مین
نا آشنا زمانے سے ہین آشنائے عشق

نعمت تمام خلق کی لبریز ہو چکی
خالی ابھی ہی کاسۂ دست گدائے عشق

فرہاد و قیس و وامق و ذل سب ہین چکے
تن پہ ہمارے ٹھیک ہوئی ہی قبائے عشق

عیش و نشاط بزم جہان ناگوار ہی
جلدی چراغ زیست بجھائے ہوائے عشق

آتا جو مین عدم سے نہ ہستی مین واسطی
پیدا کبھی نہ عشق کو کرتا خدائے عشق

۱۵۱

روز شمار کے ہی برابر شب فراق
دیکھین تمام ہوتی ہی کیونکر شب فراق

ہی دشت ہولناک مرا گھر شب فراق
غولونکی مشعلین ہین منور شب فراق

ہون سخت تنگ کس سے گلا کاٹکر مرون
قبضے مین ہی نہ تیغ نہ خنجر شب فراق

بستر پہ مثل مردہ پڑا ہی تن ضعیف
تاریکی لحد سے ہی بدتر شب فراق

ہی مثل زلف یار درازی اگر یہی
ہوگی نہ صبح تا دم محشر شب فراق

پوچھو نہ حال کچھ کہ مین زندہ ہون گور مین
دل اسقدر ہوا ہی مکدر شب فراق

روزن تمام کم دہن مار سے نہین
ہی غار اژدہا کہ مرا گھر شب فراق

انجم نہین ہین صاف مرے قتل کے لیے
گویا چمک رہے ہین یہ خنجر شب فراق

تا صبح تھا جو موت کے آنے کا اشتیاق
آنکھین مری رہین طرف در شب فراق

گذری شب وصال کہ چلتے تھے جام مے
لبریز اب ہی عمر کا ساغر شب فراق

گردون پہ جو ستارہ ہی عقرب سے کم نہین
ہی کہکشان یہ شہپرِ اژدر شب فراق

رکتے نہین ہین آنکھو مین آنسو کسیطرح
دھو جائے کاش نسخ نیست کا دفتر شب فراق

برگشتگی نصیب کی یہ ہی کہ ضعف سے
سر پھر رہا ہی آتے ہین چکر شب فراق

شمع و چراغ مین تو کہان روشنی کا نام
گردون پہ ہی تو ماہ انور شب فراق

مرغ سحر کی ہی نہ مؤذن کی ہی صدا
سنسان ہو رہا ہی مرا گھر شب فراق

پھر پھر گئی ہی در تلک آ کے موت بھی
کیسا پھرا ہوا ہی مقدر شب فراق

۱۵۲
نیند آئے خاک ایسی مصیبت مین واسطی
زنبور سرخ ہین گل بستر شب فراق

ہی عشق آب و رنگ گل روئے یار تک
وحشت کا جوش ہی ہمین فصل بہار تک

ہستی سے چل کے خوف ہی تنہا روی کا کیا
تانتا لگا ہوا ہی عدم کے دیار تک

ہین فاتحہ کے بعد فنا ہم امیدوار
آؤ کبھی کبھی تو ہمارے مزار تک

یاران رفتہ کا کہین باقی نہین نشان
نقش قدم کہان نہین گرد و غبار تک

دوڑا پیادہ حد سے سوا قیس ناتوان
پہونچا مگر نہ لیلی ناقہ سوار تک

سرگرم گو کہ ضعف نے مجکو تھکا دیا
آخر کو گرتے پڑتے گیا کوئے یار تک

پایا کہین جواب اُس سبزہ رنگ کا
ہر چند ہند مین مین گیا سبزوار تک

وہ تاجور کہ جنکے مکان تھے فلک شکوہ
باقی نہین ہین اُنکے نشان مزار تک

ساقی پلائے جا ہمین ساغر شراب کے
انعام دینگے ایک سے توڑے ہزار تک

پھکڑ بشر ہین رزق سے کیا نا امید ہم
رہتے ہین گرسنہ نہ کبھی مور و مار تک

۱۵۳
لایا ہی دور چرخ وہان ہمکو واسطی
جس دشت مین نہین شجر سایہ دار تک

ایک

ای دل سمجھکے بوسۂ زلفِ سیاہ مانگ
اُڑتا ہوا یہ سانپ ہی اس سے پناہ مانگ

ملتے ہین اک سوال مین دونون جہان ہین
در پہ گدا کے بھیک تو ای بادشاہ مانگ

زیبا ہی کفشِ آبلۂ پا پئے قدم
سر دے خدا تو داغ جنونکی کلاہ مانگ

حاضر ہین جان و مال سے انکار ہی کسے
جو مانگنا ہو تجکو وہ ای رشک ماہ مانگ

عاشق نہ اُسکی مانگ کا ہو ای دل غریب
اندیشہ ناک راہ ہی اس سے پناہ مانگ

دل گم ہوا ہی زلف مین ملتا نہین مگر
کوئی نہ کوئی اسکی نکالے گی راہ مانگ

خالی نہین ہی فیض سے اکدم در کریم
دیتا ہی بے طلب وہ نہ مانگ اُس سے خواہ مانگ

ہو قصد باغ کا تو رخ اُس لالہ رو کا دیکھ
پیاسا جو ہو تو اُسکے زنخدان سے چاہ مانگ

مصرعِ در کریم پہ ہی یہ لکھا ہوا
جو مدعا ہو ہم سے طلب کر جو چاہتا مانگ

شل ہون جو پانون طاقتِ رفتار کر طلب
کم سوجھتا ہو تجکو تو نورِ نگاہ مانگ

۱۵۴	آمادۂ ستم وہ صنم ہی تو واسطی تو صبر کر خدا سے دعائے رفاہ مانگ

سوزِ غم سے یہ مرے سینے مین جلتی ہی آگ
سانس لیتا ہون اگر منھ سے نکلتی ہی آگ

فی الحقیقت وہ کنوان ہی خم مے ای ساقی
روز پانی کی جگہ جس سے اُبلتی ہی آگ

سنگدل جتنے ہین اُنسے ہی شرارت کی بنا
آہن و سنگ سے دیکھو کہ نکلتی ہی آگ

سوز دل سے ہی وہی حال مرے چہرے کا
رنگ زر جیسے تپانے مین بدلتی ہی آگ

سرکشی گرم مزاجون کی دم عجز بھی ہی
پانون رکھتی نہین پر دوڑ کے چلتی ہی آگ

تیرے محرور پہ دم خاک کرین لوگ دعا
پھونکتا ہی جو کوئی اور بھی جلتی ہی آگ

۱۵۵	واسطی فصد جو کھلتی ہی جنون مین میری سبکو ہوتا ہی گمان یہ کہ اُچھلتی ہی آگ

تلاش یار مین ہی رہ نما دل
لئے پھرتا ہی مجکو جا بجا دل

سر پٹکتا ہون یہ ہی شوق شہادت مجکو ۔ یا خدا کیون ہی مرے حال سے غافل قاتل

تیرے کشتون کا دم نزع ہو گیا بیڑا پار ۔ بحر شمشیر کا کوسون نہین ساحل قاتل

چل کے مقتل سے نہ منھ پھیر کے دیکھا اسنے ۔ ہم پکارا کیے کس یاس سے قاتل قاتل

زار ہون زار نہایت مین بجز رسوائی ۔ کچھ بھی ہو گا نہ مرے قتل سے حاصل قاتل

دھیان دلمین جو ترے چاند سے رخسار کا ہی ۔ چاندنی سے نہین ڈرتے ترے بسمل قاتل

ابرو و گیسو و مژگان کا تو مذکور ہی کیا ۔ روئے معشوق کا ہوتا ہی ہر اک تل قاتل

۱۵۷

واسطی قتل ہوا ہجر مین مجنون بے تیغ
ہو گئی دید رخ صاحب محمل قاتل

جیسے بھاگے گا جو تو سیکڑون منزل قاتل ۔ کھینچ لائیگی کمند کشش دل قاتل

دور کیا آؤن نہ کسطرح تری محفل مین ۔ ہون مین مجبور کہ قابو مین نہین دل قاتل

ذبح کے وقت مقدر کی رسائی دیکھو ۔ خندۂ قتل ہی مرا حور شمائل قاتل

کشتنی وہ ہون اگر قصد مین مقتل کا کرون ۔ آسکے لینے کو مرے سیکڑون منزل قاتل

اسقدر شوق شہادت مین تڑپتا ہون مین ۔ دل ہی سینے مین مرے طائر بسمل قاتل

اک نظر انکو دکھا دے رخ سیمین اپنا ۔ بھیجیے مقتول دیت کے نہین سائل قاتل

عید قربان ہی مزا تا ہی گلے سے کیا تیغ ۔ پہلے تو آکے شہیدونکے گلے مل قاتل

عشق خط رخ جانانسے حذر کر اے دل ۔ ہی یہ سبزہ صفت زہر ہلاہل قاتل

تیری شمشیر کو کافی ہی یہی سنگ فسان ۔ میری چھاتی پہ جو یہ صبر کی ہی سل قاتل

سر جدا سینہ جدا ہاتھ جدا پاؤن جدا ۔ لاش میری نہین تشہیر کے قابل قاتل

قتل ہونا جو مرا خار رقیبونکو ہوا ۔ آج پھولے مرے سب آبلۂ دل قاتل

قدم شوق نہین شہپر پرواز سے کم ۔ دم مین جا پہونچون اگر ہو گئی منزل قاتل

کسکو مقتول کیا ہی کہ یہ بیتابی ہی ۔ ہاتھون سینے مین اچھلتا ہی مرا دل قاتل

مجکو اور غیر کو گر ایک ہی خنجر سے ذبح | چاہیے تجکو تمیز حق و باطل قاتل

۱۵۸

واسطی حسرت دیدار تو نکلے دم ذبح
شکر صد شکر ملا حور شمائل قاتل

کسکو فراق یار مین ہی آرزوے گل | نشتر رگ دماغ کو ہی موج بوے گل
پھرتے ہین عشق باز ہی معشوق سے کہین | کیسی ہوا چلی رخ بلبل ہو سوے گل
رو کر چمن مین کرتے ہین بلبل کو ہم ذلیل | ہنسکر بگاڑ دیتے ہین وہ آبروے گل
حاصل کبھی نہ اس رخ روشن کی ہو صفا | شبنم چمن مین لاکھ کرے شست و شوے گل
اقرار پہ جو عندلیب کی سوگند کھائیے | ہر صبح اٹھکے دیکھتے ہین پہلے روے گل
خاطر پسند اس رخ گلگونکی ہی بہار | ہمکو تلاش لالہ نہ ہی جستجوے گل
بلبل نے کچھ صبا نے قفس مین نہ لی خبر | جھونٹون بھی اسطرف کبھی لائی نہ بوے گل
بلبل کو ذبح باغ مین صیاد اگر کرے | نہر اسکے خونکی جو روان ہو تو سوے گل
خوشبوے پیرہن سے کسیکے معطر ہوا چمن | کانٹونکو سونگھتا ہون تو آتی ہی بوے گل
جز حسن و عشق ذکر نہین بزم یار مین | مذکور عندلیب ہی یا گفتگوے گل
مژگان کا وہ ہدف سنکے وہ گلرو خفا ہوا | چوکے کہ ذکر خار کیا روبروے گل

۱۵۹

صحن چمن سے سینہ پر داغ کم نہین
اے واسطی نہین ہی ہمین آرزوے گل

اس باغ مین ہین تر و تازہ ہزار پھول | پھولا نہ ایک بھی صفت روے یار پھول
بوے وفا کہان کہ ہمارے مزار پر | لاکر کبھی کسی نے چڑھائے نہ چار پھول
کمرہ ہی یار کا کہ دکان گلفروش کی | انبار ہر جگہ نظر آتے ہین ہار پھول
ہی بے ثبات گلشن ایجاد کی بہار | پھولین نہ چار دن کے لیے اے ہزار پھول
کیا ہے گلفروش کوئی میفروش ہی | ہر دم جو مانگتا ہی ہر اک بادہ خوار پھول

زر جسکے پاس ہو اُسے کیونکر خوشی نہو
یہ وجہ ہے جو ہنستے ہین بے اختیار پھول

وان رخ پہ خط یہان بدن زار و داغ سر
یہ پھول پر ہین خار وہ بالاے خار پھول

منظور میکشی ہو تو گلشن مین آئیے
ساغر لیے ہوے ہین سر شاخسار پھول

نرگس مریض چشم ہے سنبل اسیر زلف
غنچے دہن پہ صدقے ہین منہ پر نثار پھول

جو داغ میرے سینے مین ہے انتخاب ہے
دکھلا رہے ہین باغ مین کیا کیا بہار پھول

بے بہرۂ ازل کو ہے کیا نفع باغ سے
رکھتا ہے پھل نہ سرو نہ نخل چنار پھول

۱۲۶۰
اے واسطی مین وحشی نازک مزاج ہون
مجھپر ذرا ہنسین تو کرین سنگسار پھول

ہرگز نہو سکے ترے رخ سے دوچار چشم
داغون سے ہو بدن جو ہمارا ہزار چشم

رکھتی ہے بسکہ حسرت دیدار یار چشم
مرنے کے بعد وا ہے میان مزار چشم

نکلے گی جان حسرت دیدار یار مین
ہرگز نہو گی بند دم احتضار چشم

ڈرتا ہون مین کہ یار کہین ہو نہ بدگمان
حسرت سے دیکھتی ہے عبث بار بار چشم

کس شہر کس دیار کی سیکھی ہے تمنے رسم
دل لیکے آپکی نہین ہوتی دوچار چشم

جس دل مین تیرا درد نہین ہے وہ دل نہین
دیکھے نہ جو تجھے وہ ہے بے اعتبار چشم

پڑ جائے گی نظر کمر یار پر کبھی
عنقا کا ایک روز کریگی شکار چشم

جو کچھ کیا وہ گردش تقدیر نے کیا
دل کی نہ کچھ خطا ہے نہ تقصیروار چشم

خانہ خراب دلکو ڈبوئیگی ہر جگہ
سونے نہ دیگی چین سے زیر مزار چشم

کم برق سے نہین ہے تجلی جمال کی
ہوتی ہے بند دیکھ کے بے اختیار چشم

فرزند سے محبت مادر ہے آشکار
رکھے نہ طفل اشک کو کیون ہمکنار چشم

آئے ہو حال پوچھنے دیکھو تو اسطرف
کرتے ہو بند شرم سے کیون بار بار چشم

کیون کشت آرزو نہ ہماری ہری رہے
پر ہے آب سے صفت چشمہ سار چشم

ہرگز نہ سیر ہو جو ملین نعمتین ہزار | کتنا حریص ہی یہ سگ نفس چار چشم

۱۶۱

بھڑکی ہی آگ کیا دل سوزاں مین واسطی
روتی ہی زار زار جو بے اختیار چشم

اُس آفتِ زمانہ سے ہو کر دو چار چشم | ہی مبتلائے گردش لیل و نہار چشم
اُس گل کی یاد مین ہو اگر اشکبار چشم | دکھلائے جوش بارش ابر بہار چشم
ہی اِی نظر یہ تیرے سبب اشکبار چشم | نا دیدہ بازگشت سے ہی شرمسار چشم
بچتا نہین ہی کوئی خدنگ نگاہ سے | آہو تو ہی یہ آہوے مردم شکار چشم
آنکھین نہ لال کر مرے اشکونکو دیکھکر | لائی ہی نذر کو گہر آبدار چشم
نور بصر کدورتِ خاطر سے اُڑ گیا | آئی جو دل مین گرد تو لائی غبار چشم
دکھلائی تب فلک نے شب ہجر کی سحر | جب ہو گئی سفید شب انتظار چشم
بجلی گری جو ہجر مین ہو بیقرار دل | طوفان اُٹھے جو رونے لگے زار زار چشم
سونا کہان تصور دندان یار مین | کرتی ہی اخترونکو فلک پر شمار چشم
نیرنگی زمانہ ہی نیرنگ حسن ہی | دکھلا رہی ہی گردش لیل و نہار چشم
دو ہو گیا وہ پُرشش تیغ نگاہ سے | کی جس سے راہ مین مرے قاتل نے چار چشم
جانا ہو نامہ لے کے تجھے نامہ بر تو جا | طوطی کی طرح سے نہ بدل بار بار چشم
اِی دل ہی شرط سرمے کے دنبالہ سے اگر | اُس بت کی ہی ستارۂ دنبالہ دار چشم
وا ہی یہ مثل دیدۂ انجم سحر تلک | ہوتی نہین ہی بند شب انتظار چشم

۱۶۲

رہتی ہی مثل دیدۂ نرگس کھلی ہوئی
اِی واسطی ہی دید کی اُمیدوار چشم

ہو گئے ہین ذبح تیغ غمزۂ قاتل سے ہم | عمر تڑپنے مین رہین کیونکر کسی بسمل سے ہم
روز کترا کر نکلتے کوچۂ قاتل سے ہم | ہین مگر مجبور اپنے اضطراب دل سے ہم

روز ہم رندونکا تو بک بک کے کھاتا ہی دماغ
تنگ ہین ناصح تری تقریر لاطائل سے ہم

طالبِ دیدار کو کیا دوزخ و جنت سے کام
بارہا یہ سن چکے ہین مرشدِ کامل سے ہم

جنکے دل قابو مین ہین وہ اُنسے واقف نہین
حال دل دینے کا پوچھینگے کسی بیدل سے ہم

چاہیئے کعبہ کہین ابرو کو تیرے ای صنم
سنگ اسود کو جو دین تشبیہ تیرے تِل سے ہم

دارِ فانی مین کہان مثل شرر ہمکو ثبات
آنکھ کھلتے ہی گذر جائینگے اس منزل سے ہم

دل سے دلکو راہ ہوتی ہی مثل مشہور ہی
تیرے دل کا حال پوچھینگے اب اپنے دلسے ہم

گرتے پڑتے جابجا ہر گام اُٹھتے بیٹھتے
کوچۂ محبوب مین پہونچے بڑی مشکل سے ہم

در تلک تم بھی جو آؤگے تو کیا ہو جائیگا
طالبِ دیدار آئے ہین کئی منزل سے ہم

جب تلک دریا مین تھے ہستی تھی اپنی مثلِ موج
مٹگئے جب ملگئے آکر لبِ ساحل سے ہم

لاغری مین ہی ارادہ پھر نہون ہر گز جدا
صورتِ جوہر لپٹ کر خنجرِ قاتل سے ہم

شوق ان جادونگاہونکا ستاتا ہی ہمین
سحر جاکر سیکھ آدین کشورِ بابل سے ہم

کیون پریرو ہمکو دیوانہ بناتے واسطی
کیا کرین ہین عشق مین مجبور اپنے دلسے ہم

۱۶۳

نہ مجھے کفر سے مطلب نہ ہی اسلام سے کام
ہان تری ذات سے مطلب ہی ترے نام سے کام

دلکو ہی اُسکے رُخ و زلف سیہ فام سے کام
کون رکھتا ہی دیارِ حلب و شام سے کام

اب تو رکھا ہی قدم عشق مین ہونا ہو سو ہو
کچھ نہ آغاز سے مطلب ہی نہ انجام سے کام

چشمِ میگون کے تصور مین ہون بیخود ساقی
نشۂ مے سے نہ مطلب نہ مجھے جام سے کام

آنکھ آتی نہین اس فتنۂ عالم کی نظر
کب نکلتا ہی مرا گردشِ ایام سے کام

چشمِ بد دور مری آنکھین ہین دیدار پسند
کچھ بھی نکلے گا نہ قاصد خط و پیغام سے کام

تم تو فارغ ہو کہین فکرِ ستمگاری سے
میرے دلکو نہ رہی راحت و آرام سے کام

رات کو آؤ اگر دن کو نہین آتے ہو
ہی فقط مجکو تو ای مشفقِ من کام سے کام

ہوس دانہ فقط دام مین لائی صیاد | ورنہ کیا تھا مجھے اس کشمکش دام سے کام
مانگین اُس طفل سے کیا سیب ذقن کا بوسہ | پختہ کارونکو نہین اس ہوس خام سے کام

۱۶۴

گالیان روز بہک کر جو دیا کرتا ہے
واسطی مجکو ہے اُس مست مئی آشام سے کام

اُسکے کوچے مین اب نجائینگے ہم | صبر کو اپنے آزمائینگے ہم
اسلیے ہے تلاش مجنون کی | اپنا قصہ اُسے سنائینگے ہم
خوف ہے اپنے ضعف سے ہمین | ناز کیونکر ترے اُٹھائینگے ہم
غم یہی ہے تو ایک نالے مین | ہفت افلاک کو جلائینگے ہم
دیکھ اے دل سوال وصل نہ کر | وہ جو بگڑے تو کیا بنائینگے ہم
کہتے ہین دام زلف دکھلا کر | سیکڑون مرغ دل پھنسائینگے ہم
ہجر مین پی کے تیغ کا پانی | اپنے دلکی لگی بجھائینگے ہم
ہے اگر اُلفت کمر مین یہ ضعف | دو ہی دن مین نظر نہ آئینگے ہم
بے حجابی پسند ہے اُسکے | جام پہ جام اُسے پلائینگے ہم
ہین وہ وحشی کہ حشر کردینگے | اپنی زنجیر اگر ہلائینگے ہم
اُسکے در پہ جبین سیر رگڑینگے | خط تقدیر کو اگر مٹائینگے ہم
اُسکے رخ کے ہین دیکھنے والے | آنکھ خورشید سے ملائینگے ہم
ہر طرح وصل اُس سے ہے منظور | آپ جائینگے یا بلائینگے ہم

۱۶۵

آنکھ وہ فتنہ گر لڑا دیکھے
جان اے واسطی لڑائینگے ہم

شوق یوسف مین لگا ہے زلیخا دیکھین | آؤ ہم تم سر بازار تماشا دیکھین
ہوشیاری نے پھنسایا ہے ہمین قید مین سخت | کب مصیبت سے چھڑائے ہین سودا دیکھین

ای پری حور اُتر آئے اگر جنت سے — آنکھ اُٹھا کر نہ ترے عاشق شیدا دیکھین
زور چلنے کا نہیں رستم و سہراب سے بھی — آگے اُس ترک کے آنا ہو اگر آ دیکھین
ہی یقین پھر نہ رہے دعوے یکتائی حسن — کبھی آئینہ تو آئینہ سیما دیکھین
نظر آتا نہیں کچھ بے بصری کے باعث — دیدۂ دل ہو جو بیدار تو کیا کیا دیکھین
ارنی کہتے ہین دیدار کے طالب ہین بہت — اپنی طاقت تو ذرا حضرتِ موسیٰ دیکھین
حرف تم منھ سے نہ نکلے یہ اُڑین ہوش و حواس — نبض بیمار محبت جو مسیحا دیکھین
کان پھولون کی ملے دیدۂ نرگس ہم کو — کیا سُنین گلشن آفاق مین ہم کیا دیکھین
نقد جان کی ہی طلب خنجر جلاد کو روز — کب ٹلی ہے سر سے ہمارے یہ تقاضا دیکھین
پھونک دین دلکو جو نالان نہ ہے الفت مین — ہمسے کیونکر ہو کہ ہم سرد یہ پالا دیکھین
قبر سے حشر مین اُٹھنا تو پڑیگا لیکن — ہمسے ہوگا کہ رُخ مردم دنیا دیکھین
کیا تماشا ہی کہ داغونسے چراغان ہون ہم — شمع و دور کھڑے رہ کے تماشا دیکھین
دلکو اُلجھن ہی جگر منھ کو چلا آتا ہی — کب عیان ہوتی ہی صبح شب یلدا دیکھین
ماہ شعبان ہمین ای ابرو قاتل دکھلا — کہ تجھے دیکھ کے ہم سبزۂ مینا دیکھین
ارنی منھ سے نکالین نہین پڑتی جرأت — جو نہو قابل دیدار اُسے کیا دیکھین
شہر سے تنگ بہت آ لئے ہین ای جوش جنون — کوئی جنگل کوئی وادی کوئی صحرا دیکھین

۱۴۶ — واسطی سینہ پہ داغ ہی اپنا گلشن
اتنی خاطر کہ وہ آئین تو تماشا دیکھین

حال ابتر ہو تو گیسوئے رسا بن جاؤن — جسقدر عشق مین بگڑون مین سوا بنجاؤن
نامہ بھیجے جو طلب کا مجھے وہ غیرتِ گل — اسقدر جلد چلون مین کہ ہوا بنجاؤن
آنکھین تلوونسے تو ہر گام ملون وقت خرام — کاش مین راہ مین نقشِ کفِ پا بنجاؤن
بیٹھتا ہی تری دیوار پہ آ کر ہر صبح — زاغ کو مد نظر ہی کہ ہما بن جاؤن

ساتھ چھوڑون نہ کسی بھیس مین محبوبون کا
وہ اگر نکہتِ گل ہون مین صبا بنجاؤن

مرکے عشق لبِ جان بخش کا جائے نہ اثر
خاک بنجاؤن جو مین خاک شفا بنجاؤن

اہل دولت جو کرین طعن مری عسرت پر
زرد خجلت سے ہون ایسا کہ طلا بنجاؤن

زیب معشوق رہے مد نظر صدمون مین
جل کے سرمہ ہون تو مین پسکے حنا بنجاؤن

گھٹکے دمڑی یہ تن زار ہوا ہی تو کیا
کاش اُس شوخ کا مین بند قبا بنجاؤن

مشق فریاد سے قصدِ دل مجنون ہی کہ مین
گردن ناقۂ لیلے کا درا بنجاؤن

فائدہ کیا ہی جو گھر بیٹھے ہوے جلتا ہون
کاش مین شمع مزار شہدا بنجاؤن

ای فلک کوئی تو ہو رنگ تکلف حاصل
رخت شادی نہ سہی شال عزا بنجاؤن

نہ پھرے روے توجہ تری جانب سے کبھی
تو جو کعبہ ہو تو مین قبلہ نما بنجاؤن

۱۶۷
واسطی دلکو ابھی تک تو ہی شاہی کی ہوس
کوچۂ فقر مین پہونچون تو گدا بنجاؤن

شعرا بندش مضمون کمر کیا جانین
عالم غیب کی یہ لوگ خبر کیا جانین

وصل کا دن بھی کبھی آئیگا یا جائیگی جان
جاہ بننے والے ترے نفع و ضرر کیا جانین

زندگی تک ہی فقط گردش ایام کا غم
ساکن زیر زمین شام و سحر کیا جانین

دشت گردی ہی جدا گوشہ نشینی ہی جدا
خانہ پروردہ کا آرام سفر کیا جانین

کیون نہ بیدرد مرے اشک بہانے پہ ہنسین
جو ہری جو نہون وہ قدر گہر کیا جانین

رخت و عریان بدنی ایک ہی دیوانون کو
ہوش تک جنکو نہو عیب و ہنر کیا جانین

اہل ہستی ہین کہان واقف احوال عدم
جو وطن مین ہین وہ ایذاے سفر کیا جانین

دعوی حسن ہی بیجا ترے رخسار وں سے
یہ ملاحت یہ نمک شمس و قمر کیا جانین

خبر باغ قفس مین ہمین صیاد ہی کیا
پھل لائے کہ ہوے سبز شجر کیا جانین

جب نظر کیجئے چشموں سے ہی پانی جاری
روکنا اشک مرے دیدۂ تر کیا جانین

نیک جو ہین وہ نہین صحبت بد سے واقف
اہلِ مسجد کسی خمار کا گھر کیا جانین

عیش و آرام کے طالب ہین مجازی عشاق
مزۂ زخم دل و داغ جگر کیا جانین

گرچہ پیری نے بنایا ہے مجھے خاکستر
گرمیان وہ ہین جنھین برق و شرر کیا جانین

۱۶۸

واسطی دام و قفس سے نہین واقف ہم تو
باغ مین رہتے ہین صیاد کا گھر کیا جانین

بڑھکے ہی جام جہان بین سے تماشا دلمین
کہ نظر آتی ہے ہر دم نئی دنیا دل مین

ادب حسن نے ہونے نہ دیا بوس و کنار
وصل کی شب بھی رہی دلکی تمنا دل مین

ای اجل اور بھی دو روز مجھے دے مہلت
دیکھ ظالم ابھی ارمان ہین کیا کیا دل مین

اڑکے پہونچونگا مین کچھ اسکی گلی دور نہین
پر نکل آئینگے ہو شوق تو پیدا دل مین

ایسا آسان نہین بیمار محبت کا علاج
کچھ نہ کچھ سوچکے آئے ہین مسیحا دل مین

کیا عنایت ہی خدا کی کہ یہان جیتے جی
ہی خیال رخ و قد جنت و طوبی دل مین

آبلے پاؤن مین جتنے تھے وہ سب چھوٹ گئے
ای جنون پر ہے وہی تھا جو پھپھولا دل مین

خال مشکین کا تصور نہین جاتا ہی کبھی
داغ سودا بھی ہی مانند سویدا دل مین

غمزہ و ناز مناسب نہین میرے آگے
جا ہے معشوقۂ دنیا کی نہین جا دل مین

کسقدر ہمکو مئی الفت جانان ہی عزیز
تن مین جان آنکھ مین پتلی ہی سویدا دلمین

مے سے گو جام ہمارا ہی تہی مثل حباب
ہی جگہ اپنی دل ساقی دریا دل مین

پاس آتے نہین ہرگز مین بلاتا ہون ہزار
نہین معلوم کہ وہ سوچتے ہین کیا دلمین

ہون وہ درویش کہ ہی ہاتھ مرا کوچۂ تنگ
وہ تونگر ہون کہ ہی وسعتِ صحرا دلمین

یاد گیسو مین جو لی سانس تو خوشبو آئی
مشک نافہ ہی الٰہی کہ سویدا دل مین

یاد اللّٰہ کی ہی احمدؐ و حیدرؓ کا خیال
کعبہ دلمین ہی نجف دلمین مدینا دلمین

واسطی کیسے شرف حق نے محمدؐ کو دیے
خلقتِ پاک ہوئی عہدِ شہ عادل مین

فرق پیری مین ہے اب اور توانائی مین — چاہیئے بیٹھ رہون گوشۂ تنہائی مین
اپنے سائے سے بھی رم کرتا ہے وہ رشک پری — وحشت ایسی ہے کہان آہوی صحرائی مین
چاہتے ہین یہ خوشی تیرے نظارے کی صنم — پتلیان رقص کرین چشم تماشائی مین
بیخبر مجکو دوتا کہتے ہین ای زلف رسا — سر مو فرق نہین ہے تری یکتائی مین
رخصت سجدہ تو دربانسے تیرے در پہ ملی — ای صنم کسکو تامل ہے جبین سائی مین
مجکو کیا کام نہ زندہ مرا مردہ وہ کرین — فرق آجائیگا اعجاز مسیحائی مین
شہر والون کے جو ہاتھ تونے اٹھائے ہین ستم — عمر کرتے ہین بسر مردم صحرائی مین
یاد آیا جو ہمین اس سے لپٹ کر سونا — صبح تک نیند نہ آئی شب تنہائی مین
ترے رخسار کا ہے ایک جہان پروانہ — شمع کو دخل ہے کیا انجمن آرائی مین
رشک ہے سینۂ پر داغ سے میرے اسکو — داغ بیوجہ نہین لالۂ صحرائی مین
کبھی کہتا ہون سر بزم جو اسنے کوئی بات — سنسکے کہتے ہین اسے کہیے گا تنہائی مین
کسنے دکھلا کے یہ جلوہ ہمین بے چین کیا — پڑ گیا مفت خلل صبر و شکیبائی مین +
حضرت شیخ جو پھرتے ہین لگائے عینک — اور کچھ بات نہین فرق ہے بینائی مین
کب مین روتا نہین گھر دیکھ کے انسے خالی — ایک دریا سا بھرا رہتا ہے انگنائی مین

واسطی صحبت احباب ہی اپنی تو حیات
کسطرح خضر بسر کرتے ہین تنہائی مین

۱۷۰

وہ دل بھی کوئی دل ہی کہ جسمین تو نہین — کس کام کا وہ گل ہی کہ جس گل مین بو نہین
کچھ غم نہین جو ضعف سے تن مین لہو نہین — غم تو یہ ہی کہ تیغ تری سرخرو نہین
جب تک کہ ہو خموش دہن مین کلام ہی — کچھ گفتگو کرو تو کوئی گفتگو نہین
عارض کا تیرے دیکھنے والا ہون ای قمر — آئینے کی نظر مین مری آبرو نہین
سنبل کو تیری زلف سے ہی کیا مناسبت — یہ خم نہین یہ پیچ نہین ہی یہ بو نہین

کہلائیگا وہ پیر مغان کا مرید کیا
جسکو نصیب بیعت دست سبو نہین

ای گل تری گلی مین ہین جبتک کہ ہم مکین
گلشن تو کیا بہشت کی بھی آرزو نہین

انکار غائبانہ ہی قاتل کو قتل سے
کیا جان ہی کہے تو مرے روبرو نہین

کسکی نگاہ لطف سے مسجد ہی میکدہ
خالی شراب سے کوئی ظرف وضو نہین

دیوانہ ہو رہا ہون مین پہنی ہین بیڑیان
جسد لئیے ہاتھ یار کا طوق گلو نہین

آنکھون لئیے دل سے ہو نہ جدا ای خیال یار
تیرے سوا کسی کی مجھے آرزو نہین

ناصح ہو تیری پند و نصیحت مین کیا اثر
آگاہ ذائقہ سے محبت کے تو نہین

گذرین ہزار رنج نہ نکلے زبان سے آہ
عادت گلی کی ہمکو شکایت کی خو نہین

رونے مین ہی خیال جو گیسوے یار کا
ذرِ نجف کیطرح کسی آنسو مین مو نہین

آئینے کیطرح سے جو رکھتے ہین دلکو صاف
ہین دوست نیک و بد کوئی انکا عدو نہین

ابتک اثر نہ تو نے کیا دل مین یار کے
ای اشک کچھ نظر مین تری آبرو نہین

فصاد تر کرے ترا نشتر زبان خشک
اتنا بھی ضعف سے مرے تنمین لہو نہین

۱۷۱	رہتا ہی کیف بادۂ الفت سے مست یہ کچھ واسطی کو حاجت جام و سبو نہین	

یارونکے بر خلاف جو صحبت ہی اندنون
ہمکو پسند گوشۂ عزلت ہی اندنون

اس آفتاب حُسن سے جو فرقت ہی اندنون
ہر روز مجکو روز قیامت ہی اندنون

ظاہر ہی بات بات سے اک شورش جنون
مائل کسی پری پہ طبیعت ہی اندنون

حاصل ہوئی ہی وصلت محبوب سیم تن
ہاتھ اپنا اور دامن دولت ہی اندنون

قصہ تمام لیلی و مجنون کا ہو چکا
میری تری جہان مین شہرت ہی اندنون

اُس لب کا بوسہ کم نہین آبحیات سے
ہم بھی خضر ہین موت سے فرصت ہی اندنون

دل کیون نہ شاد ہو کہ وہ لکھتے ہین خط پہ خط
ہر دم نزول آیۂ رحمت ہی اندنون

آ آکے یار راہ سے پھرتا ہی اُلٹے پاؤن
برگشتہ مجھسے کیا مری قسمت ہی اندنون

کیا آئے وہ مسیح ہمارے علاج کو
ناساز دشمنونکی طبیعت ہی اندنون

فصل بہار آئی ہی گھر گھر خوشی ہی عام
ماتم کدہ بھی خانۂ عشرت ہی اندنون

آواز ناو نوش سے ایسے بھرے ہین کان
ناصح کی ناگوار نصیحت ہی اندنون

جام و سبو ہین سبزہ ہی ابر سیاہ ہے
گلشن مین بادہ خوارونکی صحبت ہی اندنون

باہر نہین نکلتے ہو تم چار چار روز
کیا دشمنونکی سست طبیعت ہی اندنون

گھر میکدہ ہین سامنے ساغر شراب کا
قبضے مین اپنے کوثر و جنت ہی اندنون

۱۷۲

سارے جہانکی فکر غم ہجر واسطی
آئی اجل تو سب سے فراغت ہی اندنون

کہتا ہون شعر مدحتِ حسن ملیح مین
اِس سے نمک ہی میرے کلام فصیح مین

جو حسن یوسفی ہی وہی حسن احمدیؐ ہی
باقی ہی گفتگو تو صبیح و ملیح مین

کہتے ہین جسکو فقر وہ ہی فخر کا سبب
مضمون درج ہی یہ حدیث صحیح مین

قاتل وہ تیری تیغ کا پانی کدھر گیا
کانٹے پڑے ہین پیاس سے حلق ذبیح مین

آسان پسند اُنکی طبیعت ہی نامہ بر
کہنا ذرا پیام زبان فصیح مین

کیسا مرض گذر ہو جو قبر حسینؓ پر
خاصیت شفا ہی غبار ضریح مین

سب جانتے ہین اُسکی کمر کا نشان نہین
انکار کیا کرے کوئی امر صریح مین

ابتو یہ اُنکو میری ملاقات کا ہی شوق
ہوتی ہی نذر بندھتے ہین چلے ضریح مین

۱۷۳

کیونکر ہو ایک وصف لب و چشم واسطی
ہی تفرقہ مزاج علیل و صحیح مین

جبسے پابند زلف جانان ہون
کیا کہون کسقدر پریشان ہون

کبھی خندان کبھی مین گریان ہون
[illegible] برق ہون باران ہون

اٹھو آؤ مری عیادت کو
کوئی دم کا مین اور مہمان ہون

ای بتو سچ ہی دعوی الفت
جھوٹھ کہتا نہین مسلمان ہون

ان جفاؤنپہ خامشی تا چند
ای پری مین بھی آخر انسان ہون

کسکو پروا ہی سیر گلشن کی
خود گل داغ سے گلستان ہون

ای فلک مجکو چشم کم سے نہ دیکھ
ذرۂ آفتاب تابان ہون

سیب فردوس بھی ملے تو نہ لون
طالب بوسۂ زنخدان ہون

ناز بیجا وہ مجھسے کرتے ہین
جنکی مین دوستی پہ نازان ہون

جمع ضدین امر مشکل ہے
وہ تو کافر ہین مین مسلمان ہون

کسکی تصویر آگئی ہی نظر
شکل تصویر مین جو حیران ہون

مجھسے بچتی ہی خلق آفت مین
کشتی نوح وقت طوفان ہون

دوستون کا مین دوست ہون دلسے
دشمنون کا مین دشمن جان ہون

خود ہون بد پر ہون رہروونکی پناہ
دشت مین سایۂ مغیلان ہون

واسطی کج روی سے کیا واقف
مین تو سیدھا سا اک مسلمان ہون

۱۷۴

ذرے افشانکے نہین یہ زلف بت بے پیر مین
اڑتی پھرتی ہین یہ پریان خانۂ زنجیر مین

موت آئی عشق ابروے بت بے پیر مین
ڈوبتا ہون قلزم آب دم شمشیر مین

بے کمر تھی بیدہن تھی وہ کھنچی جسدم شبیہ
دو جگہ قرطاس سادہ رہگیا تصویر مین

قید مین بھی بسکہ ان آنکھونکا رہتا ہی خیال
دیدۂ بادام ہین حلقے مری زنجیر مین

ہوگیا اس زلف پر چین تک جو میرا دسترس
کشور چین آگیا بالکل مری جاگیر مین

وصف خط سبز مین جسوقت کھلتی ہی زبان
طوطیونکو بند کر دیتا ہون مین تقریر مین

آپ سے باہر نہین ہوتے ہم ای قاتل کہین
فلس ماہی ہین کہ جوہر ہین تری شمشیر مین

کھینچتا ہی اُس حسین کی تو جو ای ماہ شبیہ
صرف رنگ روے یوسف ہو نمایاں تصویر مین

دولتِ دیدار لوٹے گی ہماری چشم شوق
مُنھ چھپائے لاکھ قاتل دامن شمشیر مین

جانتا انجام ہستی کا اگر مین ناتوان
چھپ رہا ہوتا شگافِ خامۂ تقدیر مین

وہ مسیحا ہو مرقع کی جو تمنے سیر کی
جان تازہ پڑ گئی ہر پیکرِ تصویر مین

چاہتی ہی یہ ادا اُس ترک کی وقت نماز
سو نمازی ذبح ہون ہر نعرۂ تکبیر مین

کیا لکھون تعریف مین اُس گیسوے پُر پیچ کی
پیچ کا مضمون ہی آسکتا نہین تحریر مین

حاجتِ رنگِ حنا کیا تجکو ای ناوک فگن
دست و پا گلرنگ کر خونِ تنِ نخچیر مین

۱۷۵

بہر تسخیر جہان ہو کیون نہ کافی واسطی
اسم اعظم مرتضےٰ کا نام ہی تسخیر مین

خیر کیسی اُلفتِ زلفِ بتان سے بے پیر مین
بولتی ہین روز کڑیان خانۂ زنجیر مین

جب لگا کرنے مین اُنکی زلف پیچان کی ثنا
پڑ گئی لکنت سے گتھی رشتۂ تقریر مین

کھینچتے ہین جب ہماری چشم گریان کی شبیہ
ڈوب مرتے ہین مصور قلزمِ تصویر مین

ناقبول خلق ہون ایسا جو مین چڑھتا ہون
خون اُتر آتا ہی چشم جوہر شمشیر مین

تیرے دیوانے کے آ لیے ہین جو زندان مین قدم
شادیانے بج رہے ہین خانۂ زنجیر مین

اشک خون رو یا اگر مین کر گئے اُس ابرو کو یاد
بھر دیے یاقوت احمر دامن شمشیر مین

ہاتھ آئے کس طرح جو شے مقدر مین نہو
ہو گئی عمر اپنی آخر وصل کی تدبیر مین

جان دیتے ہین بتون کی زلف پیچان پر جو لوگ
حشر کے دن آئینگے جکڑے ہوے زنجیر مین

رنگ لایا دیکھ ای قاتل مرا خون سیاہ
بن گیا یہ سرمۂ چشم جوہر شمشیر مین

رو کے دھو ڈالونگا مین تیرے مرقع کو تمام
دیکھکر آنکھین بنا لی مری تصویر مین

حسن کی کشور کی دی تمکو خدا نے سلطنت
شاہی ملک جنون لکھی مری تقدیر مین

کیا حرارت تن مین ہی جس دم کیا تجکو ہدف
ہو گیا پانی کا قطرہ گھل کے پیکان تیر مین

کاتب تقدیر کو کیا جانے کیا آیا خیال
حرف سب الٹے لکھے میری خط تقدیر مین

بارہا جو کر چکے تفسیر قرآن مجید
رہ گئے عاجز کلام یار کی تفسیر مین

۱۷۶

موت اگر آئی تو آئی کربلا مین واسطی
ہون اگر مدفون تو صحن روضۂ شبیر مین

اسکے دیدار کی پیری مین بھی امید نہین
ہو چلی صبح مگر جلوۂ خورشید نہین

آب شمشیر ہی یا آب بقا ہی قاتل
کون کشتہ ہی کہ جو زندۂ جاوید نہین

کوچۂ عشق نہین مسلخ قصاب سے کم
مرگ ہی مرگ ہی یان زیست کی امید نہین

کیون نہ ہم مست ہون احوال جہان سے واقف
کون پیمانہ ہے جو ساغر جمشید نہین

کہتا ہی کبھی لگانے کو جو وہ مہر لقا
چرخ کہتا ہی کہ کچھ رتبۂ ناہید نہین

وے سفاک سے کیا خاک پھریگا قاصد
خط تو لکھا ہی جواب آنیکی امید نہین

یار کے گلشن عارض مین ہین ہر رنگ کے پھول
گل مہتاب نہین یا گل خورشید نہین

شجر فلک کے یہ تازہ مضامین ہین ثمر
کیون نہ پھل لائے کہ یہ سرو نہین بید نہین

جھوٹی کرتے ہین ثنا اسکی کمر کی شاعر
کبھی معلوم کسی شخص کو یہ بھید نہین

تو وہ ہی سینۂ صد چاک ترے تیرون کا
کس جگہ دیکھ تو سوراخ نہین چھید نہین

۱۷۷

واسطی زیست کا دنیا مین بھروسا کیا ہی
کہ سوا ذات خدا کے کوئی جاوید نہین

اس ستم پیشہ سے خطر روز جزا ہی کہ نہین
آخر ای بت کوئی تیرا بھی خدا ہی کہ نہین

ای طبیبو مجھے للہ بتا دو اتنا
مرض عشق کی کوئی بھی دوا ہی کہ نہین

روز ہالے کیطرح مین تو ہون قربان تجھپر
مہر مجھسے تجھے ای ماہ لقا ہی کہ نہین

ای فلک شکوۂ بیداد جو مین کرتا ہون
تو ہی انصاف سے کہدے یہ بجا ہی کہ نہین

تو کہان اور حسینونکی کہان گرمی بزم
ای سپند اب یہ اچھل پڑنیکی جا ہی کہ نہین

میرے ہوتے کہ ہدف ہونے پہ مرتا ہون مین
تیر غیر دنبہ پہ لگاوی یہ خطا ہی کہ نہین

نازکرا ای کمر یار نہ باریکی پر
یہ تن زار مرا تجھسے سوا ہی کہ نہین

دعوی حسن نکر دیکھ تو آئینہ کو
دوسرا تجھسا حسین ماہ لقا ہی کہ نہین

دشت وحشت سے یہ کانٹونکی صدا آتی ہی
تر کرے ہمکو کوئی آبلہ پا ہی کہ نہین

چشم محبوب سے دعوی تجھے ہمچشمی کا
دیکھ نرگس تری آنکھونمین حیا ہی کہ نہین

کمر یار ہی غائب تو دہن ہی معدوم
نہین معلوم کہ کچھ انکا پتا ہی کہ نہین

واسطی کیون نہ شگفتہ ہو ترا غنچۂ دل
کوچۂ یار مین جنت کی ہوا ہی کہ نہین

۱۷۸

کرتا ہی غیر شانہ اُس زلف دلستانمین
یان درد ہو رہا ہی ہر ایک استخوانمین

ہین مرغ خوشنوا ہم اس گلشن جہانمین
جھگڑا پڑیگا بیشک صیاد و باغبانمین

اُس گل کو دیکھنے ہم آئے ہین اس جہانمین
شوق جمال یوسف لایا ہی کاروان مین

دعوت سگ وہما کی ہمکو ہی کون مشکل
دونون تو سیر ہونگے اک مشت استخوانمین

جائینگے ساتھ لیکر زاہد کو میکدے مین
کیا لطف ہی جو تنہا داخل ہون ہم جنانمین

عاجز ہی ناوک افگن ہمکو ہدف بنا کر
تیرونکے پہ کٹے ہین چلے نہین کمانمین

حاجت چراغ کی ہی کیا مفلسون کے گھر کو
شمع قمر ہی روشن فانوس آسمان مین

ہین صورت چراغان داغونسے دونون پہلو
پروانۂ دل اپنا جلتا ہی درمیانمین

کرتے ہین باغبانکی تا فصل گل خوشامد
پھر بات بھی نہ اُسکی پوچھینگے ہم خزانمین

تعریف گلرخونکی ورد زبان ہی ہردم
منھ مین زبان نہین ہی بلبل ہی آشیانمین

دیوانہ ہونمین ایسا بازار مین جو آیا
بیڑی نے غل مچایا حداد کی دکانمین

پیاسی مرے لہو کی ہردم ہی تیغ قاتل
جوہر نہ اسکو سمجھو کانٹے ہین یہ زبانمین

ہستی مین بھی علاقہ رکھتے ہین ہم عدم سے
قالب ہی اس جہانمین روح اپنی اُس جہانمین

وہ تو قفس سے اُڑ کر پہلے چمن مین پہونچے
صیاد جانتا ہی بلبل ہی آشیان مین

خط سیہ نے چہرہ اُس گل کا چھپا لیا ہے
داخل ہوا یہ کافر کس راہ سے جنان مین

فرقت کی شب لگائی کیا تیر آہ ہم نے
انجم نہین پڑے ہین سوراخ آسمان مین

ای واسطی جو اُسنے شمشیر ناز کھینچی
تھے منچلے جو عاشق ٹھہرے وہ امتحان مین

۱۷۵

روز آ آ کر ہوا دامن کی دیجاتا ہی کون
آتش سودا نہین معلوم بھڑکاتا ہی کون

مہر و مہ کے آئینے پیش نظر لاتا ہی کون
کوئی روشنگر نہین تو انکو چمکاتا ہی کون

کوئی گل ہی زرد کوئی سرخ کوئی ہی سفید
باغ مین نیرنگیان قدرت کی دکھلاتا ہی کون

[illegible] قاتل مین بظاہر تو نہین ہی کوئی لاگ
پھر خدا جانے اُدھر کھینچے لیے جاتا ہی کون

[illegible]ر حیرت کے ساکن زندہ ہین [illegible]
گل میان گلشن تصویر مرجھاتا ہی کون

کون جانے ابر کے پردے مین ہی کون اشکبار
برق کے جامے مین کیا معلوم چلاتا ہی کون

ماہ پھرتا ہی جو مثل ہالہ مہتابی کے گرد
رات کو جلوہ لب بام آکے دکھلاتا ہی کون

دشت وحشت کو چلے ہین ساتھ مجنون اور ہم
شرط بدکر دیکھیے دونون مین بڑھ جاتا ہی کون

خط مرے پہونچے تو اُسنے تنگ ہوکر یہ کہا
روکو یہ کاغذ کے گھوڑے روز دوڑاتا ہی کون

سیکڑون صیاد ہین پر کیا اسیری کی اُمید
صید لاغر ہون نہین مجکو دام مین لاتا ہی کون

ہم ہین حق بین ہی یہ ہفتاد و دو ملت کو خیال
محفل عالم مین اپنی سی نہین گاتا ہی کون

کوے جانان سے اُمید رجعت قاصد نہین
ملک ہستی سے عدم کو جاکے پھر آتا ہی کون

بیخودی چھائی ہی کچھ ایسی کہ ناصح تھک گیا
ہوش اتنا بھی نہین ہمکو کہ سمجھاتا ہی کون

قطع اُمید اپنے مذہب مین دلیل کفر ہی
[illegible] لاتقنطوا قرآن مین فرماتا ہی کون

مین ہوا سائل تو اُسنے یہ تجاہل سے کہا
دیر سے در پر مرے دیکھو تو چلاتا ہی کون

وادی غربت مین [illegible]
[illegible] بھی [illegible] ہین [illegible] بتلاتا ہی کون

اہل دنیا مال دنیا پر جھگڑتے ہین عبث	چار دن کا ہی یہ میلا جا کے پھر آتا ہی کون
کس سے مانگین کسکے در پر جائین کسکو سوال	ہم فقیرون کا بھلا تیرے سوا داتا ہی کون
مہربان جتنے ہین سب تا زیست ہین یہ ان حال	فاتحے کو بھی کسی کی قبر پر آتا ہی کون
خاصۂ اکسیر کی بوٹی کا رکھتا ہی وہ گل	ڈھونڈھتے ہین سیکڑون لیکن سے پاتا ہی کون

۱۸۰

ابر نیسان پنجۂ مژگان نہین کم واسطی
روز موتی اشک کے دامن پہ برساتا ہی کون

سوزش عشق سے بیتاب رہا کرتا ہون	آدمی ہو کے مین سیماب رہا کرتا ہون
بیقراری ہی مری شدت گریہ مین وہی	آب مین ماہی بے آب رہا کرتا ہون
ضعف پیری سے گریبان نہین سر میرا	صرف سجدہ تہ محراب رہا کرتا ہون
تاج سے مجکو نہ مطلب ہی نہ مجکو ل سے کام	تارک عالم اسباب رہا کرتا ہون
ہی کسی کے رخ پر نور کا اسیر جو گمان	محو نظارۂ مہتاب رہا کرتا ہون
گرد پھرتا ہون کسی قلزم خوبی کے مدام	دور مین صورت گرداب رہا کرتا ہون
ذبح ہو جانیکا یہ شوق ہی فرقت مین مجھے	وارد مسلخ قصاب رہا کرتا ہون
تیرے دانتونکے مضامین کی ہی ہر وقت تلاش	طالب گوہر نایاب رہا کرتا ہون
ہی سفر مین خبر اہل وطن کا جو خیال	خواستگار خط احباب رہا کرتا ہون
چاہتا ہون کہ تری نرگس میگون دیکھون	طالب جام می ناب رہا کرتا ہون

۱۸۱

واسطی فاتح خیبر کا جو ہون دلسے غلام
فوج اعدا پہ ظفریاب رہا کرتا ہون

اسکے کوچے مین خاک جاؤن مین	ای جنون آپ مین تو آؤن مین
تاب اگر دیکھنے کی لائے کوئی	اپنے داغ جگر دکھاؤن مین
ہین زمانے کے لوگ ناشنوا	نالۂ دل کسے سناؤن مین

آب خنجر ملے جو قاتل سے … اپنے دل کی لگی بجھاؤن مین

نالے کرتا جو باغ مین جاؤن … عندلیبون کے ہوش اڑاؤن مین

دل جو لیتا ہے وہ دزدِ حنا … ہون سنجی آنکھ کیا چراؤن مین

تنگ ہون سخت ناتوانی سے … کیونکر اسکے ستم اٹھاؤن مین

جی مین ہی کرکے زلف مین شانہ … بات بگڑی ہوئی بناؤن مین

۱۸۲

واسطے دل ہی خون فرقت مین … لب سے کیا جام می لگاؤن مین

روتا ہون سوز دل سے عبث اضطراب مین … رنگ اثر نہین کبھی اشک کباب مین

ہے عکس روئے یار کا جام شراب مین … آتا ہی آفتاب نظر آفتاب مین

کیا کیا اٹھائے رنج امیدِ ثواب مین … دشمن بھی مبتلا نہوا ایسے عذاب مین

کیا دشمن قریب سے دلکو مرے ضرر … کب زخم تیغ موج ہی فرق حباب مین

ازی شہسوار حسن فلک ہی ترا سمند … مطلق نہین ہی فرق ہلال و رکاب مین

کیا سوز دل سے عنصر آبی ہوا ہوا … پانی حباب نہین مری چشم پر آب مین

دیکھے گلون کو نرگس مخمور سے جو یار … خاصیتِ شراب ہو پیدا گلاب مین

دیوانہ اک پری کا رہا مین تمام عمر … کیا ڈر حساب کا مجھے روز حساب مین

لازم ہی دل مین یاد ہو حسنِ ملیح کی … شامل نہو نمک تو مزہ کیا کباب مین

فر فر دیا سوال نکیرین کا جواب … مطلق زبان رکی نہ سوال و جواب مین

کیا احتیاج کشتی می کی ہی ساقیا … غوطے لگا رہا ہون بحر شراب مین

تھا قصد گفتگو کا بہت اُنکے سامنے … نکلا نہ کچھ زبان سے مگر اضطراب مین

اللہ ری تیرے عارض پُر نور کی ضیا … یہ روشنی کہان ہی مہ و آفتاب مین

زاہد کو می پلاتے ہین دھوکھے مین مغبچے … منظور ہی کہ کچھ تو ہون داخل ثواب مین

ہی برج سنبلہ مین گذر آفتاب کا	یاروے یار گیسوکے پیچ وتاب مین

۱۸۳

کس شمع رو کو قصد ہی دریا کا واسطی
ہی روشنی ہر ایک مکان حباب مین

دیکھا جو عکس زلف کا جام شراب مین	افعی نظر پڑا قدح آفتاب مین
بے یار رو رہا ہون جو بزم شراب مین	ہر سمت تیرتی ہی بط بادہ آب مین
یہ بھی ہی اسکی چھیڑ کہ قاصد پہ ہو عتاب	قرطاس سادہ بھیجدیا ہی جواب مین
پھبتی کہی یہ عارض ولبہاے یار پر	کوزے ہین قند کے ورق آفتاب مین
آتا ہی یہ خیال حسینونکو دیکھ کر	ہم بھی اسیطرح کے کبھی تھے شباب مین
ساقی ہی میکدے مین بھی برسات کا سمان	شیشے مین ہی شراب کہ بجلی سحاب مین
یارب نہا کے بحر مین کون اپنے گھر گیا	موجین ہین بیقرار نہین دم حباب مین
غش سے نہ چونکتا کبھی بیمار عشق	تیرے عرق کی بوجو نہوتی گلاب مین
مسجد سے واعظون نے نکالا سمجھکے مست	قصد ثواب کیکے پڑے ہم عذاب مین
دفتر ہزار ہا یم رحمت مین دھوگئے	فردین مرے گناہ کی ہین کس حساب مین
عاشق ہون ایک گل کا جو قاتل کا قصد قتل ہی	لازم ہی تجکو تیغ بجھانا گلاب مین
وہ آسمان حسن حسین ہین کہ ہر سحر	منھ دیکھتے ہین آئنۂ آفتاب مین
یوسف کا اور رنگ ہی زنگی کا اور رنگ	کوئی نہین ہی حسن سے خالی شباب مین
دو چار روز می بھی کبھی زاہدو پیو	ذنب بینش تک گناہ نہین ہین حساب مین
وقت کلام بے دہنی کا ہی انکو عذر	ہی بات لاجواب کہین کیا جواب مین
بوسونکو گنکے گنتے شمار انکو آگیا	مشتاق ہوگئے ہین وہ اتنو حساب مین

۱۸۴

کیا احتیاج دیدۂ بیدار واسطی
کس رات دیکھتے نہین ہم انکو خواب مین

دل ہی خود مردہ تری بیداد کی حاجت نہین
کشتۂ سیماب کو جلاد کی حاجت نہین

صورتِ طاؤس میرے بال و پر گلدام ہین
صید ہونیکو مرے صیاد کی حاجت نہین

خار صحرا لیتے ہین ہر گام یہان [illegible]
ای جنون کچھ نشتر فصاد کی حاجت نہین

[illegible] آئینے مین [illegible]
بہر جوے شیر کچھ فرہاد کی حاجت نہین

ہمسے بہر زلف شانہ لین دل صد چاک کا
گلرخان کو شانۂ شمشاد کی حاجت نہین

چھین لے لیتا ہی خود ظالم سے مظلومونکی داد
دادخواہونکو یہان فریاد کی حاجت نہین

بادہ خوارونمین سلیقے سے ہوے ممتاز ہم
علم مجلس کے لیے استاد کی حاجت نہین

کرچکا پیدا جو تجکو خود یہ صانع نے کہا
ہوچکا مطلب بسرا ب ایجاد کی حاجت نہین

کہدو ظالم سے یہان مرغوب ہی حبس دوام
قید کرتا ہی اگر میعاد کی حاجت نہین

ہون وہ عریان قطع لکھو نمین تو بول اُٹھین یہ حرف
ہمکو ہرگز خلعت استاد کی حاجت نہین

گل ہمارے داغ ہین شمشاد اپنا نالہ ہی
کچھ ہمین سیر گل و شمشاد کی حاجت نہین

کیون سفارش کرتے ہین پیر مغان نے میری لوگ
مو غیرت دار ہون امداد کی حاجت نہین

۱۸۵

کھینچتی ہی کلک تصور سے یہان تصویر یار
واسطی کچھ مانی و بہزاد کی حاجت نہین

تیرے عالم مین جو حضور کے ہین
مجتمع لوگ دور دور کے ہین

کیا چمکتے ہین کان کے پتے
برگ گویا یہ نخل طور کے ہین

مہر و مہ دیکھ لین تو گرد پھرین
اُکے اُن بازو و نبہ لو کے ہین

غم کی راتین کٹین بحمد اللہ
ملگیا یار دن سرور کے ہین

چاہتے ہین کہ گھر بہشت بنے
منتظر ایک رشک حور کے ہین

اچھے ہین یا برُے خدا جانے
جیسے ہین بندے ہم حضور کے ہین

ساقیا ہمسے می عزیز نہ کر
ہم تو قابل مے طہور کے ہین

غرق آفاق چشم تر نے کیا
قہر طوفان اس تنور کے ہین
بنکے نقشے جو مٹتے ہین ہر روز
کٹ گئے سارے یہ حضور کے ہین
کب ہی دہشت سنا ہے عصیانکی
بندے ہم ایزد غفور کے ہین

۱۸۶

واسطی کیا کلیم پر موقوف
ہم بھی پروانے شمع طور کے ہین

کوچۂ یار سے اُٹھنے کو تو ہم اُٹھتے ہین
بیٹھ جاتا ہی مگر دل جو قدم اُٹھتے ہین
یون نکلتے ہین مرے سینے سے نالے شب ہجر
جسطرح ماہ محرم مین علم اُٹھتے ہین
حضرت عشق نے یہ زور دیا ہی ورنہ
کس سے یہ کوہ غم و درد و الم اُٹھتے ہین
دلکو اک بوسہ پہ کسطرح مین اُس شوخکو دون
دام اس جنس گرانمایہ کے کم اُٹھتے ہین
کشت اُمید کو سیراب کرین تو جانین
روز لکے ترے ای ابر کرم اُٹھتے ہین
منتظر بیٹھے ہین محشر کے بڑی دیر سے ہم
دیکھیے خواب سے کب اہل عدم اُٹھتے ہین
دیکھتا ہون ترے چہرے کو جو ای حور لقا
لطف نظارۂ گلزار ارم اُٹھتے ہین
اب تو بیٹھے ہین ترے کوچہ مین ہم خاک نشین
خاک سے کب صفت نقش قدم اُٹھتے ہین
بے خبر اپنے فقیرونکی ذرا ای شہ حسن
ضعف ایسا ہی کہ بستر سے بھی کم اُٹھتے ہین
اصل خلقت مین نہین ظالم و مظلوم جدا
کسپہ ان ظالمون کے دست ستم اُٹھتے ہین
بعد مرنیکے عداوت نہین رہتی باقی
دشمن و دوست کے تابوت بہم اُٹھتے ہین

۱۸۷

واہ کیا خوب فصاحت ہی سخن مین تیرے
واسطی ذائقۂ شعر عجم اُٹھتے ہین

جہاں سے دل یہ خدایا اُٹھائے بیٹھے ہین
کبھی یہ تو ترے بندے لگائے بیٹھے ہین
یہ چھیڑ چھاڑ نہین ہمسے بزم مین اچھی
لحاظ شرط ہی اپنے پرائے بیٹھے ہین
اُنھین کے واسطے روز جزا ہے خلد مین گھر
جو چھاونی تیرے کوچے مین چھائے بیٹھے ہین

چلیگی خاک تری بزم مین شرارت غیر — کہ ہم شریر کا پہلو دبائے بیٹھے ہین
کہے یہ اُس سے کوئی جاکے گھر سے باہر آ — کئی غریب ترے در پہ آئے بیٹھے ہین
خفا ہین کسپہ اُترنا نہین ہی جو غصہ — حضور کس لیے تیوری چڑھائے بیٹھے ہین
بھرا ہی شوق مین تیرونکے صیدگاہ اُسکا — کئی کھڑے ہین کئی چار پائے بیٹھے ہین
فقیر ہو گئے ہین بادشاہ بھی اُس پر — بھبھوت اپنے بدن پر لگائے بیٹھے ہین
فروغ مہر کہین زیر ابر چھپتا ہے — عبث وہ چہرے کو اپنے چھپائے بیٹھے ہین
کریم کون ہی جھسار ہینگے کیا محروم — جو آسرا ترے در پر لگائے بیٹھے ہین
نصیب ہوگی تجلی اُنھین فقیرون کو — جو کوہ طور پہ دھونی رمائے بیٹھے ہین
[illegible] آنکھ اُٹھاؤ نقاب چہرے سے — کہ جان عاشق شیدا لڑائے بیٹھے ہین
بجا ہی پاؤن جو پھیلائین سامنے سبکے — کہ ہاتھ سارے جہان سے اُٹھائے بیٹھے ہین

۱۸۸

کمال فقر سے ہی واسطی یہ حال اپنا
کہ نقش حرص کو دل سے مٹائے بیٹھے ہین

آئی نظر وہ چاند سی تصویر خواب مین — کیسی چمک گئی مری تقدیر خواب مین
کرتا ہون جب مین عرض کہ آؤ گے میرے گھر — کہتا ہی ہنسکے وہ بت بے پیر خوابمین
غفلت مین دیکھتا ہون حسینونکی صورتین — پریونکو کر رہا ہون مین تسخیر خوابمین
بیداری مین یقین ہی نظر آئے وہ حسین — یوسف نے دی ہی خوابکی تعبیر خوابمین
مژگان یار کا جو تصور تھا شام سے — تا وقت صبح مجھپہ چلے تیر خواب مین
مرجانے کا ہی جنکو گمان باشعور ہین — قاتل ہین تیرے کشتۂ شمشیر خواب مین
کیا آئیگا نظر کوئی معشوق نوجوان — طالع ہین میرے ای فلک پیر خوابمین
کہتے ہین خامشی جسے غفلت کی ہی دلیل — کب ہی زبان کو طاقت تقریر خوابمین
آتا ہی اُسکی زلف کا جس شام کو خیال — تا صبح دیکھتا ہون مین زنجیر خوابمین

دولت نہ غافلون کی کبھی کام آئے گی
تعبیر ہی وہ بھیجین گے قاصد کے ہاتھ خط
وحدت پسند وہ ہو نہین برائون بھی اگر
اطفال سوتے سوتے جو ہنس پڑتے ہین کبھی
سوتا تو در پہ یار کے لیکن یہ خوف ہی
تعریف خط عارض جانان زبان پہ ہی

بیکار ہی اگر ملے اکسیر خواب مین
دی ہی کسی نے کچھ مجھے تحریر خواب مین
نکلے زبان سے نعرۂ تکبیر خواب مین
کیا دیکھتے ہین وہ تری تصویر خواب مین
ڈالے خلل نہ گردش تقدیر خواب مین
قرآن کی پڑھ رہا ہون مین تفسیر خواب مین

۱۸۹

ادراک ہی نہ فہم نہ سننا نہ دیکھنا
ای واسطی ہی موت کی تاثیر خواب مین

چبھ گئے ہین دلمین یون تیر فگن کے پیکان سیکڑون
طفل بھی ہین عاشق رخسار جانان سیکڑون
دیکھتا ہون مایل رخسار جانان سیکڑون
دشت وحشت کی درازی کی نہین کچھ انتہا
کسکے کسکے دست بدعت سے بچاؤن اپنی جان
خال ہندو نے مسلمانون کو ہندو کر دیا
کیسے کیسے مہ لقا تھے کیسے کیسے مہروش
نوح کی صورت اگر ہون نوحہ گر بیجا نہین
وہ صریر کلک اپنی ہی کہ جسکے سامنے
درد کی لذت سے کیا ہم زخمیون کا جی بھرے
پشت لب پر یار کے نکلا نہین ہی خط سبز
قیدخانے سے نکل سکتا ہی کب قیدی کوئی
تجکو بھی لازم ہی اے دل کعبۂ ابرو کا طوف

میزبان ہی ایک اسکے گھر مین مہمان سیکڑون
جلد کے پڑھتے ہین معلم سے گلستان سیکڑون
ہین جہا نہین ذرۂ مہر درخشان سیکڑون
پر زے دامن ہو گئے ٹکڑے گریبان سیکڑون
ایک مین مجرم ہون میرے دشمن جان سیکڑون
مصحف رخ سے ہوے ہندو مسلمان سیکڑون
ہو گئے اس خاک کے پردے مین پنہان سیکڑون
اٹھتے ہین بیٹھے بٹھائے مجھپہ طوفان سیکڑون
ہو گئے ہین بند مرغان خوش الحان سیکڑون
ہون اگر خالی نمکدان پر نمکدان سیکڑون
بیٹھے ہین طوطی کنار آب حیوان سیکڑون
در پہ بٹھلائے ہین ظالم نے نگہبان سیکڑون
ہر جگہ کعبے کو جاتے ہین مسلمان سیکڑون

دیکھیے جس گھر مین روے یار کی تصویر ہی
ایک قرآن سے ہوے عالم مین قرآن سیکڑون

مرگ کی مصر چلی یا تیغ اُس سفاک کی
ہوگئے مجموعۂ ہستی پریشان سیکڑون

۱۹۰

معرکہ آرا قلم کس کا ہے اپنے سامنے
واسطی جیتے ہین ہمنے ایسے میدان سیکڑون

زہاد بادہ کش ہوے رائین بدل گئین
رندی سے اتقا کی بنائین بدل گئین

شکر خدا کہ فصل گل آئی گئی خزان
رت پھر گئی چمن کی ہوائین بدل گئین

وہ گل [illegible] گیا جو باغ سے چیخے یہان تلک
مرغانِ خوشنوا کی صدائین بدل گئین

بدبخت وہ ہون محکو بطمی اگر ملے
طوطی کیطرح آنکھ گھٹائین بدل گئین

[illegible]گار پیر مغان کے ہوئے مرید
فصل بہار آتے ہی رائین بدلگئین

بیمار جی اُٹھے تو پرستار مر گئے
اللہ رے انقلاب قضائین بدل گئین

۱۹۱

دکھلائی کچھ تو عشق نے تاثیر واسطی
رحم وکرم سے اُسکی جفائین بدلگئین

پڑا ہی داغ اُلفت کا جو ای مجنون ترے دلمین
تامل سے جو تو دیکھے یہی لیلے ہی محمل مین

نہین ہی تیغ پر خم جلوہ گر دست قاتل مین
ہلال عید ہی روز شہادت چشم بسمل مین

اُٹھائے جور دربانکے کہ پہونچین اُسکی محفلمین
خلش آسان خار راہ کی ہی شوق منزل مین

طلب ہونگے جو وہ محشر مین عاشق ساتھ جاینگے
گذر ہی شمع کے ہمراہ پروانونکا محفل مین

ہوے مدفون تو رہزن کی طرح دزد کفن آیا
ہوے جامے سے باہر ہم مسافر پہلی منزلمین

تعجب کیا اگر معشوق عاشق سے گریزان ہی
ٹھہرتا ہی کوئی بحر روان آغوش ساحل مین

شہادت سے رہے محروم قتل عام مین ابتک
ہمارے خون کا جوہر نہین شمشیر قاتل مین

بلاتے ہین جو ہم شبکو عبث آزردہ ہوتے ہو
طلب ہوتی نہین ہی شمع روشن دن کو محفلمین

قضا نے محضر خون یہ بنا سرخی سے لکھا ہی
ہمارے خون کی چھینٹین نہین دامان قاتل مین

ہمارے پنجۂ مژگان ترسے یہ ہے لیے لتے / کہ موجونکی طرح سو چاک ہین داماں ساحل مین
نہین کچھ احتیاج روشنی مستونکو اے ساقی / چراغ و شمع ہین مینا و ساغر انکی محفل مین
عدم سے آکے ہستی مین نہو آرام کا طالب / بجز ایذا کہان رہرو کو راحت قطع منزل مین
شگفتہ مثل گل ہو غنچۂ تصویر کیا ممکن / نہین کھلتی ہے ہرگز جب گرہ پڑجاتی ہے دل مین
وہ مجنون ہون کہ سمجھا مسئلہ دور و تسلسل کا / مقدر نے کیا پابند جب طوق و سلاسل مین
ترے عشاق کو اے گل کرین مائل تو ہم جانین / شگوفہ چھوڑنا آتا ہے پھولونکو عنادل مین
ترا وحشی جو طوق حلقۂ گرداب سے نکلا / میانِ بحر موجون نے اسے جکڑا سلاسل مین
رہی حسرت نہ وقت نزع بھی وہ دیکھنے آئے / ہوا بیروح تن ارمان دلکے رہ گئے دل مین

۱۹۲
کرینگے واسطی میری مدد بھی قبر مین آکر
علیؓ مشکل کشا ہین سب کے کام آتے ہین مشکل مین

یاد اس حور لقا کی اگر آئے دل مین / سیر فردوس نظر آئے فضائے دل مین
ہے وہ مختار ہمین یاد کرے یا نکرے / کسطرح کوئی کرے دخل پرائے دل مین
اہل غم سے ہے مجھے رشک وہ غمدوست ہون مین / غم عالم کو جگہ دون جو سمائے دل مین
پھر کسی فتنۂ عالم پہ پڑی اپنی نگاہ / درد پھر اٹھنے لگا بیٹھے بٹھائے دل مین
کب نہان پردۂ فانوس مین رہتا ہے چراغ / داغ کیونکر کوئی الفت کا چھپائے دلمین
سیر کرتے ہوے گلکی نہین پھرا کرتے ہو / اسطرف بھی کبھی آجاؤ جو آئے دل مین
غم و اندوہ کے اترے ہین مسافر اتنے / کہ کہین جا نہین باقی ہے سرائے دلمین
یار کے مصحفِ رخسار کے حافظ ہین ہم / کئی آئے ہین زبانپر کئی آئے دل مین
راتدن ہجر مین شعلے جو اٹھا کرتے ہین / آگ ہی آگ ہے شاید کہ بنائے دل مین

۱۹۳
واسطی ظل ہما کی نہین خواہش ہمکو
خسرو وقت ہین ہم ظل ہمائے دل مین

بہار آئی جنون کا جوش ہی صحرا کو جاتے ہین
بگولے لینے آئے ہین ہمین آہو بلاتے ہین

بڑے بے رحم ہین پر رحم وہ اتنا تو کھاتے ہین
کہ اپنے بسملون کو تیغ کا پانی پلاتے ہین

بہار آئی نہین جھوٹی خبر مجکو سناتے ہین
سمجھتا ہون کہ یہ صیاد بے پر کی اڑاتے ہین

تمھاری زلف پیچان کو جو داغ دل دکھاتے ہین
فسونگر ہین چراغ آگے وہ کالے کے جلاتے ہین

طرف کعبے کے جائین یا سوے بتخانہ ہم دیکھین
خدا پہلے بلاتا ہی کہ بت پہلے بلاتے ہین

بتان سنگدل سے دل لگانا سخت غفلت ہی
عبث ہم ہاتھ پتھر کے تلے اپنا دباتے ہین

سبکو می ہمین ظرف وضو پیارا ہی زاہد کو
مثل سچ ہی کہ خیر اپنے قدح کی سب مناتے ہین

تمک افشانیان دیکھے تو کوئی ان حسینون کی
ہمارے زخم ہنستے ہین تو وہ پھر مسکراتے ہین

جنازے دیکھکر رستے مین ہم یارونکے کہتے ہین
چلو تم آگے آگے ہم بھی پیچھے پیچھے آتے ہین

وہی لطف و غضب انکا ہی ہمپر بعد مرنے کے
چڑھا کر پھول تربت پر وہ تیوری بھی چڑھاتے ہین

اٹھائے بار الفت کیا فلک پشت خمیدہ سے
ہمین ہین وہ کہ یہ بار گران سر پر اٹھاتے ہین

بھلا ان ناصحونکو فائدہ کیا ہی نصیحت سے
زبان اپنی تھکاتے ہین ہمارا مغز کھاتے ہین

خدا حافظ کہ پھر آتی ہی شامت تیرہ بختونکی
سنا ہی آج پھر آنکھون مین وہ سرمہ لگاتے ہین

عزیزون نے کیا ثابت مرا مرنا حسینون پر
دم یٰسین جو مجکو سورۂ یوسف سناتے ہین

گران عکس دُر دندان کا مالا ہی جو سینے پر
کمر انکی لچکتی ہی قدم رک رک اٹھاتے ہین

ابھی اٹھ جائینگے کعبہ نشین گر ہین خفا ہمسے
برہمن بھیجکر بت دیر مین ہمکو بلاتے ہین

نہین بیوجہ انکا بیٹھنا در پردہ چلمن مین
ابھی کمسن ہین شرماتے ہین ہمسے منہ چھپاتے ہین

۱۹۴

تصور یار کا ہر وقت ہی کنج قناعت مین
کہین ای واسطی ہم اندلون آتے نہ جاتے ہین

بظاہر گو کہ دھتا لگ گیا اپنی طریقت مین
مگر عشق بتان بھی حق پرستی ہی حقیقت مین

مین دیوانہ اگر آؤنگا نالان یاد قامت مین
قیامت اٹھ رہا ہوگی صحراے قیامت مین

شب وصلت مین ہمسے ہر گھڑی گھبرا کے کہتے ہین
نچھیڑو ورنہ فرق آجائیگا صاحب سلامتی مین

کسی زخمی کو ہی میری طرح کب درد کی لذت
نمک ہین تیغ بھرا ہی اپنے ہاتھون ہر جراحت مین

رہا اندیشہ ہمکو قبر کی ظلمت سے کیا واعظ
بسر کی زندگی تاریکی شبہائے فرقت مین

یہان ضعف و نقاہت سے نہین ہی بات کی طاقت
ملک کس سے کرینگے پرسش اعمال تربت مین

طبیعت پائی ہی ہمنے بھی ابراہیم ادہم کی
فقیری کا مزہ باقی ہی ہمکو ملک و دولت مین

یہ رنگ بیخودی چھایا کہ بھولا یاد لیلیٰ کی
قدم مجنون نے جب رکھا صحرائے وحشت مین

نظر کرتے نہ تھے یا ہوتے ہین اب ہم سخن ہمسے
خدا جانے کہ کیا بات آگئی انکی طبیعت مین

کرین پہلے دل اپنا صاف اہل شرع سے کہدو
صلوٰۃ و صوم ہین بیکار فرق آئے جو نیت مین

اداؤ ناز و شوخی و شرارت عشوہ و غمزہ
سراپا سحر رکھا ہی خدا نے اسکی خلقت مین

نہ اٹھا ملک سے ہرگز جو اٹھایا بار عشق اسنے
مگر انسان زیادہ ہی فرشتون سے بھی طاقت مین

مثل سچ ہی نہین رہتا ہی وقت اور بات رہتی ہی
وہی ہی دوست جو کرتا ہی شرکت رنج و محنت مین

ہوا کرتے ہین اپنے کام مین ہشیار دیوانے
گلی مین یار کی دھونی رمائی ہمنے وحشت مین

خدا زر دے تو کچھ راہ خدا مین چاہیے دینا
خیال انجام کا انسان کو لازم ہی فراغت مین

۱۹۵

پس دیوار مین ای واسطی نالے نہین کرتا
خلل ایسا نہو پڑ جاے انکے خواب راحت مین

ہزار در سے ہم انکے اٹھائے جاتے ہین
قرار دلکو نہین اسپہ جاے جاتے ہین

مقام کون تھا مشکل جہان نہ ٹھہرا مین
ابھی تلک وہ مجھے آزمائے جاتے ہین

ہوا یقین کہ چھپکر گئے تھے غیر کے گھر
مین جون جون چھیڑتا ہون وہ لجائے جاتے ہین

جواب دیچکے تم قطع ہو گئی امید
ہمین ہین جو در دولت پہ آئے جاتے ہین

مکان دل سے غم و درد ہونگے کب رخصت
یہ میہمان تو کلیجے کو کھائے جاتے ہین

ہوا ہی کیا کوئی عاشق یہ سوگ ہی کس کا
چھریرے اترتے ہین جوشن بڑھائے جاتے ہین

ہزار بار کہا نا صحو خموش رہو ۔۔۔ وہ مانتے نہین اپنی سی گائے جاتے ہین
طبیب دیکھ کے بولا مریض اُلفت کو ۔۔۔ کہین جہان مین مردے جلائے جاتے ہین

۱۹۶

ترا ہی کام ہی اے واسطی تحمل عشق
کہین پہاڑ کسی سے اُٹھائے جاتے ہین

نہین اپنا دل پر داغ قید ہی سکی کاکل مین ۔۔۔ لگا ہی پھول للے کا یہ گویا شاخ سنبل مین
لہو روئی ہی ایسا اشتیاقِ وصلت گل مین ۔۔۔ کہ مثل برگ گل رنگین ہی پردہ چشم بلبل مین
مرے نزدیک تو ای باغبان اس موسم گل مین ۔۔۔ زر گل کی مناسب بھیجنی ہی پائے بلبل مین
پھٹے جاتے ہین پردے کان کے لیکن ہین گل خندان ۔۔۔ اثر رکھا عجب اللہ نے فریاد بلبل مین
لگایا ہاتھ گلچین نے اگر بھولے سے بھی گل کو ۔۔۔ یہ چلائی کہ پتے لگ گئے آواز بلبل مین
ہوئی حاجت گزک کی جب چمنمین بعد میخواری ۔۔۔ کباب اُس گل نے بلبل کے لگائے آتش گل مین
ہوائے باغ عالم کچھ اگر انصاف پر آئی ۔۔۔ لپیٹا جائیگا بلبل کا مردہ اطلس گل مین
عذاب جان عجب اُلفت ہی ان زہرہ جبینون کی ۔۔۔ شکایت کرتے ہین ابتک فرشتے چاہ بابل مین
وہ اپنے اشک طوفان زا ہین جسکے ایک قطرے سے ۔۔۔ برنگ موج پڑتا ہی تزلزل آہنی پل مین
ذرا سی چشم پوشی مین ہزارون ہو گئے بسمل ۔۔۔ نئے جوہر ہین اے قاتل تری تیغ تغافل مین
نہ چھوٹیگا نہ چھوٹیگا کبھی دل عشق مژگان سے ۔۔۔ پھنسایا ہی مجھے تقدیر نے موذی کے جنگل مین
وہ بحر حسن بہر غسل میرے ساتھ اگر آئے ۔۔۔ کرو مین سجدہ شکرانہ محراب در پل مین
نہین جاتا تصورِ حلقہ ہاے زلف جانان کا ۔۔۔ بسر ہوتی ہی اپنی عمر اسی دورِ تسلسل مین
نہین عیش خالی غم سے اس گلزار ہستی مین ۔۔۔ بہار آتے ہی پھر صیاد آیا فکر بلبل مین
پڑا ہی عکس اسمین کسکی چشم مست کا ساقی ۔۔۔ کہ کیفیت زیادہ ہو گئی ہی نشۂ مل مین

۱۹۷

رہائی واسطی دام بلا سے سخت مشکل ہی
پھنسا ہی یہ دل شامت زدہ سودے کا کاکل مین

کب خیال رخ دلدار مین بیتاب نہین
کب مرا طائر دل طائر سیماب نہین

بے سبب آتش فرقت سے مین بیتاب نہین
دل پر سوز کم از طائر سیماب نہین

ہون وہ میکش مجھے کافی ہی مرا شیشۂ دل
ساقیا کچھ بطرح مین پہ سرخاب نہین

کسقدر ہی ترے رخسارۂ روشن مین چمک
چودھوین رات کو یہ جلوۂ مہتاب نہین

آپ کا منہ ہی کہ خاموش مین رہ جاتا ہون
ورنہ اغیار کی باتونکی مجھے تاب نہین

جو شگفتہ ہو گیا اس سے ملاقات کا لطف
قابل سیر نہین سبزہ جو شاداب نہین

تیغ قاتل کے تلے کیون ہی جہان سر بسجود
عقل حیران ہی کہ یہ کعبے کی محراب نہین

کام ہمجنس کے آتا نہین ہمجنس کبھی
ناخن موج سے حل عقدۂ گرداب نہین

روز و شب کیون مجھے رکھتا ہی فلک چکر مین
ای جنون کچھ مین بگولا نہین گرداب نہین

کیون یہان روز گلے کٹتے ہین جانبازونکے
کوچۂ یار اگر مسلخ و قصاب نہین

یا خدا کیون اسے گردش ہی سبب کیا اسکا
بحر الفت مین سفینہ مرا گرداب نہین

ہی مرا خانۂ تاریک بھی ظلمات نمط
دنکو خورشید نہین راتکو مہتاب نہین

آتشین رخ کو ترے دیکھ کے کیا دل ٹھہرے
قایم النار کسیطرح یہ سیماب نہین

تو بھی عامل کیطرح صاحب تسخیر ہی کیا
ہی پری شیشہ مین ساقی یہ می ناب نہین

وصل کو تیرے سمجھتا نہین مین خواب خیال
خواب مین بھی یہی کہتا ہون یہ کچھ خواب نہین

۱۹۸

واسطی رونے کو پہلے مین ہنسی سمجھا تھا
اب یہ رونا ہی کہ آنکھونمین مرے آب نہین

سوجہ باد بہاری اگر آ جاتے ہین
دل مین دیوانون کے اک آگ لگا جاتے ہین

دل کا احوال جو کرتا ہون بیان ہین اُنسے
سن کے اس کان وہ اس کان اڑا جاتے ہین

رات بھر غش مین پڑے رہتے ہین بیمار ترے
صبح کے وقت کبھی ہوش مین آ جاتے ہین

کون پھولونکے نظارہ کا ہی ہمسر مشتاق
ہر سحر باغ مین ہمراہ صبا جاتے ہین

دلکی تسکین کے لیے طالب دیدار ترے
آنکھ دیوار کے روزن سے لڑا جاتے ہین

واعظونکی مجھے کسطرح سے صحبت ہو پسند
مغز بک بک کے مرا روز یہ کھا جاتے ہین

تیغ نالہ کبھی کرتا ہون جو فرقت مین بلند
دبکے خورشید و قمر چوٹ بچا جاتے ہین

ہون وہ پیاسا طلب آب جو ہوتی ہی مجھے
سب حباب لب جو آنکھ چرا جاتے ہین

روندکر خاک مری پاے جنان سے تہ
چادر گل وہ سر قبر چڑھا جاتے ہین

روبرو آتے ہوے ہی انھین ہرچند حجاب
شکر ہی خواب مین تو شکل دکھا جاتے ہین

کیا طبیعت مین کجی ہی کبھی آتے ہین اگر
ترچھیان وہ مجھے دو چار سنا جاتے ہین

۱۹۹	واسطی ملتی ہی فرصت تو زیارت کیلئے طرف روضۂ محبوب خدا جاتے ہین	

کیون بار بار جاؤن نہ مین کوے یار مین
مجبور ہون کہ دل ہی نہین اختیار مین

کیا دل کا ذکر الفت دندان یار مین
سوراخ ہی دل گہر آبدار مین

نازک دماغ کون ہی ایسا کہ بعد مرگ
عالم ہی بوے گل کا ہمارے غبار مین

ابرو ہی اسکا کلفت دل کے سبب نہان
رویت ہلال کی نہین ہوتی غبار مین

پوچھو نہ حال کچھ دل صد پارہ دیکھ لو
آئینۂ شکستہ ہی میرے کنار مین

مانند سرو گلشن آفاق مین ہین ہم
رہتا ہی ایک حال خزان و بہار مین

اس بت سے وصل ہو تو تعجب کی جا نہین
کسکو ہی دخل قدرت پروردگار مین

بعد فنا جو ساتھ دل بیقرار ہی
کیا خاک چین آئیگا ہمکو مزار مین

روکر کیا ہی مجکو مری چشم تر نے قید
باندھا ہی جسم زار کو اشکونکے تار مین

مارا ہی ہمکو لالہ رخون کے فراق نے
مردہ بھی دفن ہو تو کسی لالہ زار مین

حاجت چراغ و شمع کی کیا ہی سر مزار
داغون کی روشنی ہو ہمارے مزار مین

پوچھو نہ ہمسے دل کا خیال بتان مین حال
بت آرہے ہین خانۂ پروردگار مین

دکھلا دو اپنی شکل کہ مانند آئینہ
آنکھین ہو ئین سفید غم انتظار مین

ساکت جو پیشوا ہو تو کیا اُس سے فائدہ
تسبیح کا امام نہین ہی شمار مین

۲۰۰ — اُمید اُسکے آنے کی کیونکر ہو واسطی
آتی نہین اجل بھی شب انتظار مین

جیسا کہ تیرہ گھر ہی مرا انتظار مین
ہوگی نہ اسطرح کی سیاہی مزار مین

کھاتے ہین داغ یاد رُخ گلعذار مین
سودا چمک گیا ہی ہمارا بہار مین

سو گل شگفتہ ہون چمن روزگار مین
وہ گلبدن ہی ایک مین کہدون ہزار مین

کلفت زدونکو دیکھ نہ ذلت کی آنکھ سے
شاید ہو شہسوار کوئی اس غبار مین

کھولے گی اسکو آکے کلید ہلال عید
روزہ جو قفل ہی دہن روزہ دار مین

نالے ہمارے توپ کے گولو لسے کم نہین
کیونکر لگے نہ آگ فلک کے حصار مین

ثابت ہوا کہ مجھسے مکدر ہی آجتک
نامہ لکھا ہی یار نے خط غبار مین

اب بھی جگر کی آگ سے شعلے بلند ہین
کیونکر فرشتے آئینگے اپنے مزار مین

حافظ خدا ہی بال و پر عندلیب کا
پھولے ہین گل کہ آگ لگی ہی بہار مین

ثابت کرین جو خط مین وہ قاصد کوئی خطا
کہدے بجیو کیا ہی رقم اضطرار مین

چکرا رہا ہی شعلۂ جوالہ کی طرح
داغ فراق اپنے دل بیقرار مین

تھا زار اسقدر کہ نہ مردہ مرا ملا
ڈھونڈھا کیے ہزار فرشتے مزار مین

ہو یاد چشم مست کے ہمراہ رخ کا دھیان
ساقی ہی لطف بادہ کشی کا بہار مین

گیسو مین اُسکے پھنسکے ہین خوش عاشقونکے دل
ہین مست بوے مشک سے آہو تتار مین

۲۰۱ — ہی یاد زلف یار سیہ ابرو واسطی
طاؤس کا ہی جلوۂ دل داغدار مین

مرکے آرام مجھ آوارہ کو دے خاک زمین
آپ ہی چرخ مین ہی صورت افلاک زمین

ہو کے غافل نہ کبھی ابلق ایام سے بیٹھ
شہسوارونکو دکھاتا ہی یہ چالاک زمین

دور کردیگا گناہونکو مرے گر یہ شرم
پاک ہو جائیگی باران سے یہ ناپاک زمین

آج قبضے مین جو اسکے ہی تو کل اسکے پاس
حق تو یہ ہی کہ کسی کی نہین املاک زمین

بیٹھ رہنے سے جہان پاؤن حوادث سے نجات
کوئی ایسی نہین ملتی تہ افلاک زمین

نیک و بد اپنے ہی اعمال سے ہوتا ہی بشر
پاک مسجد کی ہی میخانہ کی ناپاک زمین

سر پہ ہی موت فلک قتل پہ باندھے ہی کمر
منتظر گور لگائے ہوے ہی تاک زمین

دل جو ڈوبے تو ملے کوچۂ جانان کا پتا
غوطہ کھائے تو چھوے بحر کی پیراک زمین

دفن ہو کر جو مرا لاشۂ عریان تڑپے
پھٹ کے صد جا سے بنے جامۂ صد چاک زمین

ناتوانی سے کہان جسم کا باقی ہی نشان
دفن ہونگا تو دبائیگی مجھے خاک زمین

۲۰۲	واسطی خوف یہ رونے سے مجھے رہتا ہی غرق کردے نہ مرا دیدۂ نمناک زمین	

ماہ کو کرتا ہی چاندی مہر کو زر آسمان
کوئی پیر کیمیا گر ہی مقرر آسمان

مین ٹھہر جاؤن تو پھر یہ بھی ٹھہر جائے ابھی
میرے چکر کے سبب کھاتا ہی چکر آسمان

بادشاہ فقر ہون میرا یہی ہی تخت و تاج
پاؤن کے نیچے زمین ہی اور سر پر آسمان

سبز کیا ہو غیر پامالی مری کشت امید
منہ کے بدلے روز برساتا ہی پتھر آسمان

ہین وہ نادان جو مئی عشرت کی رکھتے ہین امید
دیکھ لین اہل زمین الٹا ہی ساغر آسمان

ہی ترقی پہ مرے پائے جنون کا آبلہ
آج ہی گنبد تو کل ہوگا یہ بڑھکر آسمان

چشم مہر اس مہر کی میری طرف ہونے تو دو
پھر ستاتا ہی مجھے دیکھون تو کیونکر آسمان

ہین ہمارے پاس بھی اسکی طرح داغ و سرشک
کیا دکھاتا ہی ہمین مہتاب و اختر آسمان

منہ مین تب پڑتا ہی لقمہ کاسۂ سائل کیطرح
جب حریصونکو پھرالیتا ہی در در آسمان

خاک سے میری اٹھا کرتی ہین اکثر گرد باد
مر گئے پر بھی مجھے دیتا ہی چکر آسمان

ایک نالہ بھی جو فرقت مین کرون دلسے بلند
ماہ نو دیکھا جو ہجر یار مین ثابت ہوا

گر پڑے پھٹکر یقین ہی آسمان پر آسمان
قتل کرنے کے لیے لایا ہی خنجر آسمان

۲۰۳

واسطی کس مہروش کو صید ماہی کا ہی شوق
ہین ستارے مچھلیا دریاے اخضر آسمان

بات کب بے سروپا کہتے ہین
مین تو کہتا ہون کہ مین عاشق ہون
دم نکل جاے غم اُلفت مین
کعبہ رو یون کیطرف مائل ہی
کسکی طاقت ہی کہ دے اُنکو جواب
آئے بے وعدہ وہ میرے گھر مین
وہی دیتے ہین ہمین داغ پہ داغ
ماسوے اللہ نہین ہی کوئی
لن ترانی کے سوا کچھ نہ کہا
ہی وہی سجدہ گہ اہل نظر

ہم تو زلفونکو بلا کہتے ہین
اُسنسے پوچھو تو وہ کیا کہتے ہین
ایسے مرنے کو شفا کہتے ہین
دلکو ہم قبلہ نما کہتے ہین
جو وہ کہتے ہین بجا کہتے ہین
اسکو تائید خدا کہتے ہین
جنکو ہم ماہ لقا کہتے ہین
اس سے ہم بُت کو خدا کہتے ہین
اسکو شرم اسکو حیا کہتے ہین
جسکو نقش کف پا کہتے ہین

۲۰۴

واسطی چھوڑ بتون کی اُلفت
تجکو دیندار بُرا کہتے ہین

قتل کر ڈالین مجھے مہندی لگا کر ہاتھ مین
جیتے جی تھی یار کی زلف معنبر ہاتھ مین
سنکے مجھ دیوانہ خو سے شکوۂ خط جبین
تا قبول خلق ہون ایسا کہ دو دن جسکو مین دل
بھکے بازی جان کی چوپڑ جو کھیلی یار سے

یہ ستمگر کیون لیے پھرتے ہین خنجر ہاتھ مین
حشر مین اُٹھینگے ہتکڑیان پہنکر ہاتھ مین
کہتے ہین سر پھوڑ اپنا لے کے پتھر ہاتھ مین
پھینک دے اس جنبش ناقص کو وہ لیکر ہاتھ مین
واہ گون پانسے پڑے ہارا گیا ہر بار ہاتھ مین

جوش وحشت مین نہین ملتے جو لٹکے راہ مین
پھوڑتا ہون خود سر اپنا لیکے پتھر ہاتھ مین

دولت نظارۂ معشوق پا سکتا ہی کب
منہ تو دیکھے آئنہ لیکر سکندر ہاتھ مین

ہی نہایت شعلہ ور وہ آتش رنگ حنا
پھلیان کیونکر نہ پڑجائین سمندر ہاتھ مین

ای پری بو نے تیرے مجکو دیوانہ کیا
ہتھکڑی پہنے جو دیکھے حلقۂ زر ہاتھ مین

ہجر جانان مین ملون ایسے کف افسوس مین
محو ہون جتنی لکیرین ہین برابر ہاتھ مین

بسملونکے استخوان کٹتے ہین قاتل مثل موم
تیز ہی کتنی چھری اللہ اکبر ہاتھ مین

دیکھکر پھولونکو ہم سمجھے کہ اس گلزار مین
انکو آتی ہی ہنسی رکھتے ہین جو زر ہاتھ مین

ہجر ساقی مین ہی گلگون لہو سے کم نہین
ہی ہتھیلی کا پھپھولا می کا ساغر ہاتھ مین

قتلگاہ سوز الفت مین ہین ہم مانند شمع
رکھتے ہین ہر وقت کٹنے کے لیے سر ہاتھ مین

جسم مین اپنے تب غم سے حرارت ہی کمال
وقت گلبازی نہ کیونکر گل ہوا اخگر ہاتھ مین

رقص مین جب ہاتھ اٹھاتے ہین مین ہوجاتا ہون قتل
نیمچون کا کاٹ رکھتے ہین ستمگر ہاتھ مین

چاہیئے صورت کوئی تسکین خاطر کے لیے
ہو تصور دل مین یا تصویر دلبر ہاتھ مین

۲۰۵

کل تلک تھا تاج دولت جنکے سر پر واسطی
آج وہ کاسہ لیے پھرتے ہین در در ہاتھ مین

ثابت ہوا کہ تجھسا جہان مین حسین نہین
جو چیز لکھنؤ مین نہین ہی کہین نہین

بیوجہ آپسے مری چین جبین نہین
ہان ہان نہین پسند تمھارے نہین نہین

جسں دل مین نقش نام ترا ای حسین نہین
انگشتری تو ہی مگر اسمین نگین نہین

قاصد سے ہو قصور جو کوئی تو کیا عجب
سب ہین بشر یہان کوئی روح الامین نہین

ہنستا ہی کسلیے دل صد چاک پر مرے
بے چاک دیکھ لے کہ تری آستین نہین

جاتا کہان حوادث عالم سے بھاگ کر
کس جا پہ آسمان نہین یہ زمین نہین

کیونکر پھرین جہان مین نہ مردے ترے ترے
گڑنیکو میرے رونیسے گز بھر زمین نہین

کس سے علاج ہو سکے تیرے مریض کا
خالی ہی جسم دل ہی مرا پاس یار کے
نفرت رہی جہان مین رفعت سے عمر بھر
وہ زار تھا جو آئے مری قبر پہ مالک
ہو چشم معرفت تو زمانہ ہو آئینہ
وہ کون میکدہ ہی کہ ساقی نہین ہی خلد
کلمہ تمھارے نام کا پڑھتا ہون آ جتک
پڑھیے تو میرے نامہ کو مضمون کھلیگا صاف

روے زمین پہ عاشقی گر دو نشین نہین
یہ بھی عجب مکان ہی کہ جسمین مکین نہین
ہون وہ گدا مکان مین آفریشہ نشین نہین
سمجھے کہ اس مکان مین کوئی مکین نہین
ظاہر کہان جمال جہان آفرین نہین
موجود دختِ رز ہی اگر حور عین نہین
بسین کی احتیاج دم واپسین نہین
لکھا قلم کا ہی کوئی خط جبین نہین

۲۰۶	دیکھون گا اسکو دور سے نزدیک واسطی دل تو ہی میرے پاس اگر وہ رہین نہین	

اول تو مین اُس کو جہین جاؤن کہ نجاؤن
یہ مسئلہ بتلائیے ای مجتہد العصر
دو گام مجھے شوق نکلنے نہین دیتا
ہون دید کا بھوکا تمھین انصاف سے کہدو
دیدار دکھا جلد اُلٹ چہرہ سے پردہ
ایدل تک وہ وہ شرط ہی آیندہ مقدر
کھٹکا ہی یہ راگ ترا ہجر مین مطرب
انگیا کی جو چڑھایا یہ پڑا ہاتھ ہو تنگ

پھر سوچ یہ ہی جاکے پھر آؤن کہ نہ آؤن
اک بت ہی اُسے دیکھنے جاؤن کہ نجاؤن
پھر چھاونی اُس کہ جسمین چھاؤن کہ نچھاؤن
جب وہ نہ ملے رنج مین کھاؤن کہ نکھاؤن
ہی آمد عشق ہو شمین آؤن کہ نہ آؤن
سرگشتہ تجسس مین ہون پاؤن کہ نپاؤن
اپنی ہی مین وحشت زدہ گاؤن کہ نگاؤن
طائر ہی اسے دام مین لاؤن کہ نہ لاؤن

۲۰۷	ای واسطی آتے ہین وہ دل توڑنے لیکن ہی سوچ حرم ہی اسے ڈھاؤن کہ نہ ڈھاؤن	

مین تو کہتا تھا کہ اس درد جگر کو کیا کہون
کچھ سنا جا کر کہا کچھ نامہ بر کو کیا کہون

آخر شب وصل مین وہ آ چکے تھے راہ پہ
کی قیامت نے بول اٹھا مرغ سحر کو کیا کرون

یار کو لکھا جو خط جا کر دیا وہ غیر کو
یہ بھی قسمت کا لکھا اب نامہ بر کو کیا کرون

تھا دہن معدوم سو اسکو عدم سے دی مثال
سوچتا ہون اس سے بڑھکر اب کمر کو کیا کرون

اسکی تیغ ابروؤ تیر مژہ کو دیکھکر
دل تو دل تڑپا ہی جاتا ہی جگر کو کیا کہون

ہو چکی تکرار پردہ رخ سے اٹھا یار نے
کی کمی کس وقت مین اپنی نظر کو کیا کہون

کھل گئی اسپر محبت فاش پردہ ہو گیا
ایک دم رکے نہ آنسو چشم تر کو کیا کہون

بے پڑھے خط یار نے ٹکڑے کیا کیسا جواب
نامہ بر کہتا ہی جا کر اس خبر کو کیا کہون

واسطی ناصح نصیحت کہہ کے ٹھہرا بے شعور
خود گرائی آبرو اس بدگہر کیا کہون

۲۰۸

نہ خوش ہون سیر گلشن سے نہ جی لگتا ہی جنگل مین
تمنا ہی کوئی قاتل بلا لے مجکو مقتل مین

اڑائی خاک شہرون مین کبھی جا جا کے جنگل مین
وہ مجنون ہون کہ سیکھا کام سب صدر و مفصل مین

سنون دشنام مین جب اس لب لعل شکر خا سے
نہ کیونکر شہد کا اٹھے مزہ اس تلخ حنظل مین

مزے کرتا ہی صوفی بزم مین طاؤس گلشن مین
تماشا رقص بسمل کا ہی قاتل تیرے مقتل مین

بہار حسن اس گل کی بڑھیگی خط نکلنے سے
شگوفہ پھولنا باقی ابھی ہی سبز کونپل مین

ضیا خورشید تابانکی عیان ہی چار پردو سے
چھپاتے ہو عبث تم چہرۂ روشن کو آنچل مین

یقین ہی ناف آہو بسملون کے زخم ہو جائین
نسیم گیسوے مشکین صبا لائی ہی مقتل مین

نہین میخانہ کوئی گلشن شاداب ہی ساقی
سیہ بدلی مین بجلی بادۂ گلگون ہی بوتل مین

یہ کسکی آمد آمد ہی یہ کیا ہنگامہ برپا ہی
ذرا ڈھونڈھو مرا دل کھو گیا ہی آج ہلچل مین

عجب کیا ایک ہی چھینٹے مین سب طوفان جو برپا ہو
ہوا اپنی آنکھ کا پردہ اگر پیوند بادل مین

ہوا ہون سرد لیکن دل نہین خالی ہی گرمی سے
بہت پوشیدہ اخگر زیر خاکستر ہین منقل مین

اندھیری کوٹھری مین کچھ نظر آتا نہین زاہد
خدا جانے کہ مے ہی یا بھرا ہی شیر بوتل مین

وطن سے دور حاصل بھی جو دولت ہو تو کیا حاصل
تماشا کون دیکھے ہو جو رقصان مور جنگل مین

دیار عشق مین دستور ہین چار ایک سلطان کے
تفوق ہی مجھے فرہاد و قیس و وامق و نل ہین

میرے ویرانے مین وہ خسرو خوبی جو آجائے
ابھی عشرت کے سامان ہون ابھی جنگل ہو منگل مین

گلستان مین جو وصف عارض گلرنگ مین لکھون
ورق ہون صرف آٹھون جنتونکے باب اول مین

یہی کہہ کہہ کے دلکو واسطی تسکین دیتا ہون
بلایا ہی انھین آجائینگے وہ آج ہی کل مین

۲۰۹

ہون وہ دیوانہ کہ زندان مین جو گھبراتا ہون
بیڑیان توڑ کے جنگل کو نکل جاتا ہون

تم جو ہوتے نہین پہلو مین تو ہوتا نہین ہوش
تم جو آتے ہو تو مین آپ مین آجاتا ہون

تیرے سمجھانیکی حاجت نہین کچھ ای ناصح
مانتا کب ہی بہت دلکو مین سمجھاتا ہون

شوق رہتا ہی مجھے کسکی ہم آغوشی کا
ہاتھ پھیلا کے جو ہر بار مین رہجاتا ہون

صبر کر صبر وہ آج آئینگے کل آئینگے
دل مضطر کو یہ کہہ کہکے مین بہلاتا ہون

روش ناز مین اتنا بھی نہین انکو خیال
کسکا سر ہی مین جسے پاؤن سے ٹھکراتا ہون

طاقت دل ہوئی زائل غم فرقت سے
اب جو نازانکے اٹھاتا ہون دبا جاتا ہون

زاہد و کفر نہین عشق کسی ملت مین
لو مین ایمان محبت کی قسم کھاتا ہون

نہین کرتا ہی کوئی مجکو ہدف تیر افگن
لاکھ گوشو نمین کمانونکی مین چلاتا ہون

عمر گذری کہ ہون ایذاے مرض سے دلتنگ
نہ اجل آتی ہی مجکو نہ شفا پاتا ہون

ای پری کون ٹھکانا ہی مری وحشت کا
بیٹھے بیٹھے ترے کوچے سے بھی اٹھ جاتا ہون

تمھین انصاف کرو دلمین تم اپنے سوچو
حرف شکوے کا زبانپر مین نہین لاتا ہون

تنگ [illegible] کی پہونچی ہی یہانتک نوبت
انتو العفو بھی کہتے ہوے پچھتاتا ہون

دل تو دیتے ہو دیا سوچ چکے لیکن انجام
ہاتھ ملتا ہون خجل ہوتا ہون شرماتا ہون

واسطی [illegible] بہت [illegible] اتنی بھی خبر
کون ہون مین کدھر آتا ہون کدھر جاتا ہون

۲۰

کمر وہ بال جسے دیکھنے کی تاب نہیں
دہن وہ نقطہ کہ جسکا کہین جواب نہیں

ہوے ہین پیر بغل مین وہ بیحجاب نہیں
عیان سحر تو ہوئی ہی پر آفتاب نہیں

تمھارے حسن کے دیوان کا بھی جواب نہیں
وہ کون شعر ہی اسمین جو انتخاب نہیں

سمجھکے نرگس میگون کے بوسے لیتا ہون
حرام شرع مین جو ہی یہ وہ شراب نہیں

کسے لحد مین نکیرین کا ہی اندیشہ
سوال لاکھ کرین وہ یہان جواب نہیں

بنے ہین پھول سیہ مستی بہار سے جام
وہ کون سرو ہی جو شیشۂ شراب نہیں

کمر سے یہ دہن یار کا اشارہ ہے
ترا نظیر نہیں ہی مرا جواب نہیں

گلونکو خشک کیا یہ تمھارے چہرے نے
کہ ایکی سال کہین شہر مین گلاب نہیں

امام سبحہ کہین کیون نہ شیخ شہر کو ہم
بزرگ تو ہی مگر داخل حساب نہیں

تڑپ رہا ہون کہین نام کو نہیں آنسو
طلسم تازہ ہی یہ برق ہی سحاب نہیں

ہمیشہ دل مین تصور ہی اُسکے عارض کا
بغل مین ذرے کے کس روز آفتاب نہیں

ہزارون ہونگے سواری مین اُسکی شہید
یہ خیر خواہ اگر ہمرہ رکاب نہیں

مجال کسکی ہی یارب کرے جو شکر ادا
کہ نعمتین تری بیحد ہین کچھ حساب نہیں

وہ بادہ کش ہون کہ بارانسے شاد ہوتا ہون
ہلال عید ہی مجکو رگ سحاب نہیں

شراب کو تری فرقت مین جانتا ہون لہو
نظر مین آبلہ ہی شیشۂ شراب نہیں

کرے جو غیر ترے رخ کی یاد کیا حاصل
جو گبر حافظ قرآن ہو کچھ ثواب نہیں

حیات پیر مغان کی دراز ہو یارب
جہان مین کون ہی اس سے جو کامیاب نہیں

ہزار نالۂ موزون کیے ہزار تو کیا
وہ نغمہ سنج ہون وہ کچھ مرے حساب نہیں

رکا نہ زہد مین باقی وہ خشک تر کا مزہ
قدح مین بادہ نہیں سیخ پر کباب نہیں

۲۱۱

شب فراق مین [illegible] ہی سخت عذاب
تمام رات ہوئی چشم تر مین خواب نہیں

۲۱۱

سحر ہوتی نہین ہی کون شب اس دہر فانی مین
خیال الفت انکو پیری کا لازم ہی جوانی مین

جو عالی رتبہ ہین درکار کیا امداد غیر انکو
فتیلہ ہی نہ روغن ہی چراغ آسمانی ہین

تمھارے نالہ کش بیطاقتی مین رکھتے ہین طاقت
فلک سر پر اٹھا لیتے ہین زور ناتوانی مین

بجا ہی زاہدان خشک اگر می سے گریزان ہون
کہ کاغذ بھیگ کر بیکار ہوجاتا ہی پانی مین

لب شیرین کی دونون کھینچ بیٹھے ہین تصویرین
شکر رنجی نہو جاے کہین بہزاد و مانی مین

جو گلچہ لالہ ہی اسمین ہمیشہ ہی بہار اسکی
خزان کا دخل ہو کیونکر مرے باغ معانی مین

تمھارے شعلۂ عارض مین آئینہ کا عالم ہی
گمان یہ سبکو ہوتا ہی لگی ہی آگ پانی مین

شب فرقت نہین آتی تو تاریکی سے ڈرتی ہی
وگرنہ شک نہین کچھ بھی اجل کی مہربانی مین

نہین معشوق کا انکار بھی کچھ لطف سے خالی
مزہ موسیٰ کو تھا کیسا صداے لن ترانی مین

مقابل ہمسے کیون ہوتے ہین یہ اغیار سے کہدو
ہماری آہ سوزان برق ہی آتش فشانی مین

جو پہونچینگے تو اس کوچہ مین عاشق مرکے پہونچینگے
ہوا ہی داخل جنت کوئی کب زندگانی مین

جو سرکش ہین احبا بھی ہین انکے دشمن جانی
بجھے آتش اگر پڑجاے آب زندگانی مین

نہین ہی بیت وصف تیغ ابرو سے کوئی خالی
تفاوت کیا مرے دیوان اور شمشیرخانی مین

پری سمجھے جو دخت رز کو ہم معذور رکھو واعظ
نہین کچھ سوجھتا انسانکو ایام جوانی مین

خضر نے آب حیوان مین نہ پایا ہوگا ایسا قطف
ملا جو ذائقہ ہمکو شراب ارغوانی مین

جو سنتا ہی ہمارا درد دل آشفتہ ہوتا ہی
اثر افسون کا ہی اے واسطی اپنی کہانی مین

۲۱۲

کسی سے دلکو لگا چکے ہین ہم اپنی ہستی مٹا چکے ہین
ہنر محبت کی پا چکے ہین عجب عجب صدمے اٹھا چکے ہین

[illegible] آئی ہین جام کوثر
نہین مین پیاسا کہ آب خنجر ابھی وہ مجکو پلا چکے ہین

کسی نے اسکا پتا نہ پایا گیا جو کوئی وہ پھر نہ آیا
کوئی کچھ اسکی خبر نہ لایا ہزار قاصد تو جا چکے ہین

[illegible] کیا ہی سامان بہر تزئین
کہ گھر کے گھر مین جاے قالین ہم اپنی آنکھین بچھا چکے ہین

نہ نکلو اکبر یہ پست قدرت زمین کو کب دی یہ تاب و طاقت
ہمین اُٹھائینگے بارِ الفت کہ ناز تیرے اُٹھا چکے ہین

بسمل جب خبر لی ہمکو دل کی نہین ہی شیخو نمین بسر کچھ بھی
لگا کے دانتون مین اپنے مسی لب لالہ لالی چھپا چکے ہین

یقین ہی آئنے جو دار سے داری ضرور لینگے خبر ہماری
عبث ہی آنکھون سے خون جاری ہاں وہ مہندی لگا چکے ہین

جو مین یہ کہتا ہون اُنسے دیکھو عبث نہ دو داغ ہجر دلکو
تو کہتے ہین وہ چراغ ہمتو خدا کے گھر مین جلا چکے ہین

۲۱۳

نہین ہی بیوجہ عشق بازی رسا ہی تقدیر واسطی کی
جو سب سے کہتے ہین لن ترانی وہ اسکو صورت دکھا چکے ہین

بے خیال یار زیب خانہ باغ دل نہین
بزم مین دولھا نہین تو رونق محفل نہین

دل وہ ہم رکھتے ہین جس سے ہمکو کچھ حاصل نہین
چاہیے کہنا کہ پہلو مین ہمارے دل نہین

ہو سکے بے پردہ نہ بیٹھین آپ زیر آسمان
دیدۂ شمس و قمر دیدار کے قابل نہین

عقل حیران ہی ہماری بزم حال و قال مین
سیکڑون بسمل ہین پر انکا کوئی قاتل نہین

بہر آسا سیر ہستی اس دل مضطر نے کی
استراحت جسمین ہو ایسی کوئی منزل نہین

پار ہو کسطرح بیڑا بسملون کا وقت ذبح
منزلون دریائے تیغ یار کا ساحل نہین

خوف ہی اتنا نہ اسکو خونکی تہمت لگے
ورنہ دینا جان کا الفت مین کچھ مشکل نہین

ہو گیا یک جان دو قالب مٹ گیا حرف دوئی
مجھمین اُنمین ابتو پردہ ایک بھی حائل نہین

دیکھتا ہون بیشتر مردونکو زندہ خواب مین
غافلونکو زندہ سمجھون اسقدر غافل نہین

عکس ہی ہے میرے سویدلے دل پر داغ کا
جلوہ گر ای لالہ رو عارض پہ تیرے تل نہین

طالبان نطق سے کرتا ہی ایما وہ دہن
نقطۂ موہوم ہون تقسیم کے قابل نہین

آپسے جاتا نہین کو چےمین اُسکے باربار
کیا کرون مجبور ہون قابو مین میرے دل نہین

جوہر فرد اس سرا دہر مین ہو نین غریب
سب مین شامل ہون مگر مجھ مین کوئی شامل نہین

ہر گھڑی با تو نے تیرے شیشۂ دل چور چور
کوئی کیا واقف کہ آواز شکست دل نہین

شوق لیجائیگا مجکو کعبۂ مقصود تک
واسطی کچھ احتیاج رہبر منزل نہین

اُسکے نظارہ سے کچھ محروم میرا دل نہین
دولت دیدار آئینے کو بھی حاصل نہین

ہی بجا گر یاد عارض مین قرار دل نہین
ہی سبب ظاہر کہ اس قرآن مین منزل نہین

ساقیا اس میکدہ مین اب مین یکہ کیا کرون
دختِ رز کیا صاف شیشے کا بھی مجھسے دل نہین

برق سکھلائی ہوئی ہی اس نگاہ تیز کی
ورنہ کچھ تیر جلانے سے اُسے حاصل نہین

عشق کے میخانے سے باہر نکلنا ہی محال
کون ہی وہ مست مثل خُم جو پا در گل نہین

ڈھونڈھتا پھرتا ہی ناحق قیس صحرا مین خدا
منزلون ناقہ نہین لیلی نہین محمل نہین

خط جو میرا اُسکو پہونچاتا ہی میرا نامہ بر
کہتے ہین پڑھنے کے قابل یہ خط باطل نہین

نقد جان حاضر ہی قاتل کو اگر منظور ہو
دست ہمت ہی کشادہ تنگ میرا دل نہین

وادی وحشت عجب صحراے سنسناک ہی
خضر کیسا ذکر رہزن سیکڑون منزل نہین

کیا ہوا روشن ہین ہر جانب جو شمعین سیکڑون
تو نہین محفل مین جبتک رونق محفل نہین

بہر روزی کسلیے در در پھراتا ہی مجھے
اے فلک مین آدمی ہون کاسہ سائل نہین

ہی یہ کیا مضمون نکلتے ہین جو خون آلودہ حرف
ہی قلم میرا گلوے طائر بسمل نہین

فقر کی خواہش مین ترک سلطنت دشوار ہی
ہر گدا کو رتبہ ابراہیمؑ کا حاصل نہین

حادثاتِ دہر سے بیخوف ہین اہل صفا
سنگ راہِ سیلِ صحرا اسلئے منزل نہین

ابر ہی فیاض لیکن جا بجا ممسک بھی ہی
چشم دریا بار کے مانند دریا دل نہین

۲۱۵

ایکدن دلکی گرہ کھل جائیگی اے واسطی
حل نہو کوئی تو ایسا عقدۂ مشکل نہین

بتونکی اُلفت مین دل ہی شیدا کہو جو یاد خدا کرون مین
مثل ہی یکسر ہزار سودا جنونکی تدبیر کیا کرون مین

یہ شرط الفت ہی اے ستمگر جفا کرے تو وفا کرون مین
ہزار سر ہون اگر میسر خوشی سے تجھپر فدا کرون مین

دکھا کے چتون چھپا کے مُنھ کو نہ اپنے عاشق کو رنج تم دو
اجازت اے مہر وش اگر ہو نقاب رخ سے جدا کرون مین

گناہگار مین ہون سراسر جو بہر قتل آئے وہ ستمگر
جھکا کے محراب تیغ مین سر قضا عمری ادا کرون مین

کبھی ہون حیران کبھی پریشان کبھی ہون گم یان کبھی ہون نالان
یہ رنج فرقت کا اے مری جان غضب ہی کبتک سہا کرو نہین

کہان نہ اسنے مجھے پھرایا کہان نہ اسنے مجھے پھنسایا +
پس از خرابی خیال آیا کہ ایسے دلکو جدا کرو نہین

ہزار سر پہ ہو میرے آفت ہزار ہوا ی صنم مصیبت
اُٹھاؤ نہین لاکھ رنج فرقت مجال کیا کچھ گلا کرو نہین

یہ مجکو رغبت ہی ابتدا سے کہ میر عاشق اُٹھائین صدمے
جب صلح غیر وںنے تو نہ رکھے تو کیون ہمیشہ لڑا کرو نہین

مٹاؤ دلسے مرے کدورت پلاؤ لاکر شراب اُلفت
یہ زہر آلودہ جام حسرت بتاؤ کبتک پیا کرو نہین

ہوا ہون پھر بن کسیکا شیدا ایسا ہی ہوش و خرد نے رستا
بڑھا ہی حد سے زیادہ سودا جنونمین حیران ہون علاج کیا کرو نہین

صفائی لازم ہی ایسی مجھسے کہ پھر جدا ہون پری نہ تجھسے
یہ آرزو ہی کہ ساتھ تیرے برنگ سایہ پھرا کرو نہین

یہی تمنا ہی واسطی کی مجھے ہو توفیق یا الٰہی
جو میرے حق مین کرے برائی اُسکے حق مین بھلا کرو نہین

۲۱۶

فہم اُنکا تمھین ای اہل سخن کچھ بھی نہین
وہ کمر کچھ بھی نہین ہی وہ دہن کچھ بھی نہین

جنکی نازک ہی طبیعت وہ سمجھتے ہین یہ بات
روبرو اُس گل عارض کے چمن کچھ بھی نہین

غیر کے کان مین کہتے ہین وہ جھک کر یہ بات
مین نے پوچھا تو کہا مشفق من کچھ بھی نہین

پوچھو ہستی مین نہ یاران وطن کا احوال
ہون سفر مین خبر اہل وطن کچھ بھی نہین

چاہتے ہین جو سخن اُس سے وہ دیوانے ہین
بے دہن ہی وہ پری اُسمین سخن کچھ بھی نہین

عمر بھر خاک بدن پر رہی مجھ عریان کے
مر کے بھی حاجت کافور و کفن کچھ بھی نہین

خوشخرامی اسے کہتے ہین کہ تیرے آگے
کبک و طاؤس کا دیکھا تو چلن کچھ بھی نہین

باندھ فتراک مین نخچیر کیا ہی جو مجھے
رحم دل مین ترے ای تیر فگن کچھ بھی نہین

آشنا ہی جو تری نگہت کاکل سے دماغ
اُسکو ای گل طلب مشک ختن کچھ بھی نہین

تختہ سر کا جو کسی گور کا دیکھا ہمنے
زلف و خط عضو بدن تار کفن کچھ بھی نہین

قصد ہی ملک عدم کا مگر اتنا ہی خیال
پاس زاد سفر ای اہل وطن کچھ بھی نہین

کیا سمجھکر ترے گیسو سے اُسے نسبت دون
زلف سنبل مین خم و پیچ و شکن کچھ بھی نہین

آگئی زلف جو زنجیر ہوا عالم تاریک | ہی وہ اندھا جو کہے چاند گہن کچھ بھی نہین

۲۱۷

واسطی اس سے نہ دنیا ہی نہ عقبیٰ حاصل
شاعری کہتے ہین سب جسکو وہ فن کچھ بھی نہین

سر منزل عاشق باوفا تمھین کب تھا کہ جواب نہین | یہی آرزو یہی مدعا تمھین کب تھا کہ جواب نہین
کبھی پاس آکے نہ بیٹھنا کبھی آنکھ اٹھاکے نہ دیکھنا | یہ غرور حسن شباب کا تمھین کب تھا کہ جواب نہین
کبھی میری سمت نہ دیکھنا کبھی بات میری نہ پوچھنا | یہ جفا و جور کا حوصلہ تمھین کب تھا کہ جواب نہین
جو نگاہ تھی وہ نگاہ ہی جو مزاج تھا وہ مزاج ہی | کبھو پاس خاطر آشنا تمھین کب تھا کہ جواب نہین
کبھی خم دلپہ جو کی نظر ہے ہو ہنسکے اور نمک فشان | مرے چھیڑنیکا بھلا مزا تمھین کب تھا کہ جواب نہین
جو کہا یہ ہمنے شکایتًا رہین شکوۂ آہ کب تلک | تو دیا جواب یہ مشغلا تمھین کب تھا کہ جواب نہین
شب ہجر کا بھی نہین گلا جو نصیب وصل ہوا تو کیا | یہ بہانا شرم و حجاب کا تمھین کب تھا کہ جواب نہین
رہے آئنہ کیطرف نظر کہ نہ خط ہو چہرے پہ جلوہ گر | خط عدوے محب نما تمھین کب تھا کہ جواب نہین
جو برنگ شیشہ تھا دل مرا اُسے ٹکڑے کرکے تلف کیا | بڑے سنگدل ہو سر جفا تمھین کب تھا کہ جواب نہین

۲۱۸

کبھی داغ غم سے نجات تھی دل غم سرشت کو واسطی
یہ تصور رخ مہ لقا تمھین کب تھا کہ جواب نہین

ہی وہ گلچین بہار گل رخسار کہ مین | آئنہ آپ کا ہی طالب دیدار کہ مین
بڑھ کے کھاتا ہی وہ قاتل تری تلوار کہ مین | غیر ہی جنس شہادت کا خریدار کہ مین
دیکھنا دور نہین وہ بھی زمانہ ہی قریب | خط نکلنے پہ چلے جاتے ہین اغیار کہ مین
طرہ بل کرکے ترا کرتا ہی سنبل سے یہ بحث | تو ہی اس گلشن آفاق مین طرار کہ مین
پاسبان راتکو تو مین ہون محافظ دن رات | ای سگ یار بڑا تو ہی وفادار کہ مین
میرے اعضا جو مرا حال کہینگے دم حشر | مین بھی کہدونگا یہ مفسد ہین گنہگار کہ مین
زاہدو آؤ چلو حاکم محشر کے حضور | دیکھون تم ہوتے ہو رحمت کے سزاوار کہ مین

گھر مین آنے کا دیا یار نے فرمان سب کو
پس دیوار رہا سایۂ دیوار کہ مین

مین نہ کہتا تھا دلا کوچۂ گیسو مین نہ جا
آج تو دام بلا مین ہی گرفتار کہ مین

دیکھنا وقت سحر حال ہوا خواہی گل
پہلے ہوتی ہی صبا داخل گلزار کہ مین

دیکھے آئینہ جو وہ بحث نئی ہو پیدا
عکس چہرے سے کہے تو ہی طرحدار کہ مین

۲۱۹

واسطی نہکے جامے مین جو پیتے ہین شراب
پونچھے جائینگے قیامت مین وہ مکار کہ مین

ربط اُس سرو قد سے کھیل نہین
منڈھے چڑھ جائے یہ وہ بیل نہین

بوسہ اُس خال کا کبھی نہ ملا
یہ وہ تل ہی کہ جسمین تیل نہین

دل مرا خون ہوکے لپٹا ہے
اُسکے دامن مین سرخ بیل نہین

آتے ہی آتے آئیگا قاصد
تار برقی نہین ہے ریل نہین

۲۲۰

واسطی اُس سے کیا کلام کرون
کچھ طبیعت کو جس سے میل نہین

بہار لائی ہی دولت کو ساتھ گلشن مین
بھرے ہین گوہر شبنم گلوے دامن مین

خیال زلف مین چھائی کچھ ایسی تاریکی
پڑھی نماز عشا ہمنے روز روشن مین

جو زیر تیغ کرون آہ مین بسمل
کباب ماہی جوہر ہو آب آہن مین

وہ میرا زخم جگر ہی جو بخیہ گر آئے
بھر آئین اشک یقین ہی کہ چشم سوزن مین

ہمارے ہاتھ تلک کیونکر آئے ای ساقی
کہ طشت سے ہی صراحی کا پانون دامن مین

جو داغدار ہی دل اُسکو خوف آفت کیا
چراغ لالہ ہی روشن ہوائے گلشن مین

ازل سے قمری شمشاد قد یار ہین ہم
پڑا ہی طوق اطاعت ہماری گردن مین

مکان دل کی جو وسعت کبھی دکھا دو نمین
سمائے قصر فریدون نہ چشم روزن مین

اُٹھائے میری طرح عشق یار کا لنگر
بھلا یہ زور کہان بازوِ تہمتن مین

خدا کی شان تن زار اور اشک کا تار
صفا جو دل مین ہو پیدا تو وسوسہ کیسا
مزاج پھولون کے نازک ہین رنگ رخ نہ اُڑے
دلا بنا موسم پیری مین کیا شگفتہ ہو
گئے ہین اُڑ کے گل و سرو اُسکے کوچہ مین
تمھارے رقص کو طاؤس خاک پہونچیگا
سُنی ہی کیا ترے وحشی کی ای پری آمد
کریگی تیغ قضا ایک روز دو ٹکڑے

دراز رشتہ یہ گویا پڑا ہے سوزن مین
کہ ذرد آ نہین سکتا مکان روشن مین
چلے نسیم کا جھوکا سنبھلکے گلشن مین
خزان کے روز ہین خاک اُڑ رہی ہی گلشن مین
نہ فاختہ ہی نہ اب عندلیب گلشن مین
یہ شوخیان ہین کہان اُس بلند گردن مین
بھری ہوے ہی ہر اک کوہ سنگ دامن مین
زرہ سے ہو تن رستم حصار آہن مین +

۲۲۱ ابھی تو خندۂ گل واسطی بنے گریہ
ذرا بھی ہو جو اثر بلبلون کے شیون مین

نہ مین دولت نہ حشمت چاہتا ہون
خدا چاہے تو وہ بھی مجکو چاہے
یہ میرا دل یہ میرا حوصلہ ہے
نہ صحبت سے نہ وصلت سے ہی مطلب
تمنا ہی تو ہی قرب خدا کی
پلا آب دم شمشیر قاتل
زمین ہی تیرے کوچے کی بہت خوب
ملے قاتل وبال دوش ہی سر
نہ کیونکر گوشۂ عزلت مین بیٹھون
نہ حور و لسے نہ پریو لسے ہی مطلب
کسی صورت سے فردا ے قیامت

الٰہی تیری رحمت چاہتا ہون
مین جس بت کو قیامت چاہتا ہون
تجھے ای بے مروت چاہتا ہون
فقط صاحب سلامت چاہتا ہون
نہ مین کوثر نہ جنت چاہتا ہون
بہت پیاسا ہون شربت چاہتا ہون
یہین مر کر مین تربت چاہتا ہون
خداوندا شہادت چاہتا ہون
حوادث سے فراغت چاہتا ہون
تجھے ای مہر طلعت چاہتا ہون
مین چھٹکارے کی صورت چاہتا ہون

علی رضؑ کی دستگیری کی ہوس ہی محمدؐ کی شفاعت چاہتا ہون

۲۲۲

کہان تک واسطی یہ ظلمت بخت
حبیب ماہ طلعت چاہتا ہون

ہماری عمر کے دن اس تفکر مین گذرتے ہین
کہ دنیا چھوڑتی ہی یا ہم اُسکو ترک کرتے ہین

عجب کیا ہی ملادے گر فلک اُس سرو قامت سے
نہالونکو قلم کو باغبان پیوند کرتے ہین

بلندی ہوگی حاصل ایکدن گھبرا نہ پستی سے
لگاتے ہین جو غوطے آب مین آخر اُبھرتے ہین

کسی کا حال نیک و بد خدا سے کیا رہی پنہان
ملک ہر کا لیے ہین سرکار مین پرچے گذرتے ہین

یہ ایذا اُلفت قد سے اُٹھائی ہی کہ گلشن مین
قدم رکھتے ہوے ہم سرو کے سایہ مین ڈرتے ہین

کبھی رستا نہین ہی بند اپنے کوچۂ دل کا
غمونکی آمد و شد روز ہی صدمے گذرتے ہین

ترا چاہ ذقن ای حور طلعت ہی وہ سرچشمہ
بہشتی نیکے جس چشمے پہ پانی خضر بھرتے ہین

پھنسا یا ہی جو دلکو زلف مین دو خال کا لوسے
کہ دانہ دیتے ہین صیاد جسکو قید کرتے ہین

لگا اک ہاتھ ای قاتل کہ بیڑا پار ہو انکا
ادھر مین تیرے بسمل ہین نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

ترے دیوانونکو سودے مین کیا اُمید صحت کی
کہین بگڑے ہوے ایسے بھی دنیا مین سنورتے ہین

بڑے مغرور ہین ہفتم فلک پر ہی دماغ اُنکا
زمین پر کب قدم ارباب عز و جاہ دھرتے ہین

شراب عیش سے خالی پڑے ہین ساغر و مینا
ترے میخوار ساقی زندگی کے روز بھرتے ہین

گڑے گا گور مین مردہ اگر تکیہ مین آیا ہی
مسافر جب پہونچ جاتے ہین منزل پر اُترتے ہین

اثر مرنے پہ بھی باقی ہی اُن آنکھونکی اُلفت کا
کہ آہو سبزہ میری گور پر آ کے چرتے ہین

۲۲۳

بہت ای واسطی دلتنگ ہی خانہ نشینی سے
وہ بھولے ہین ہمین کس روز دیکھین یاد کرتے ہین

اسقدر آنکھونکو زشت آیا نظر روے وطن
خواب مین بھی مُنھ نہین کرتے ہین ہم سوے وطن

رنگ ہو جس دوست کا جو نامہ بر کر سب بیان
تیری باتو لسے مجھے آتی ہی کچھ بوے وطن

جادۂ صحرا پہ جب آئے نظر مردم گیاہ
آگئی کیا یاد ہمکو رہرو کوے وطن

۲۲۴

اہل غربت نے وہ کی الفت لیا مٹھی مین دل
دیکھیے کب واسطی جانا ہو اب سوے وطن

قفس کو اُڑ کے ہم صحن چمن سے جانیوالے ہین
سفر کا شوق ہی دلمین وطن سے جانیوالے ہین

فقط شب بھر کا وقفہ ہی کہان پھر شمع و پروانہ
سحر ہوتی ہی یہ سب انجمن سے جانیوالے ہین

بتو کچھ مُنھ سے بولو کسلیے آزردہ ہو ہمسے
کہ ہم کعبے کو دیر برہمن سے جانیوالے ہین

وہ کشتہ ہون کہ تربت مین بھی میرے زخم آلے ہین
بھلا کب خون کے دھبے کفن سے جانیوالے ہین

چٹکتا ہی جو غنچہ زنگ کی آواز دیتا ہی
گلون کے قافلے شاید چمن سے جانیوالے ہین

زبان اپنی رہیگی تیز یونہین ضعف پیری مین
ابھی جائین اگر دندان دہن سے جانیوالے ہین

پڑیگی لب سے روے یار پر پاے نگاہ اپنی
حلب کو ایکدم مین ہم یمن سے جانیوالے ہین

چھپاتے ہو عبث زلفون مین اپنی شوخ آنکھونکو
یہ آہو چوکڑی بھر کر ختن سے جانیوالے ہین

عبث ہی فکر شانے کو پڑیگا خود کشاکش مین
کہان پیچ اُسکے زلف پرشکن سے جانیوالے ہین

تری بے پردگی نے فاش پردہ کر دیا اپنا
چھپا کر منھ کو ہم اہل وطن سے جانیوالے ہین

ٹھہرنا چار دن بھی باغ ہستی مین ہوا مشکل
برنگ بوے گل اب ہم چمن سے جانیوالے ہین

تمھارے پاس جانیکو کوئی کیا ہمکو روکیگا
نکل کر ہم مثال جان بدن سے جانیوالے ہین

۲۲۵

ڈراتا ہی جہنم سے ہمین کیا واسطی واعظ
جنان مین ہم طفیل پنجتن سے جانیوالے ہین

تیر مژگان پہ نظر کرتا ہون
پھر نظر سوے جگر کرتا ہون

ہون وہ بیخود نہین معلوم مجھے
کسکو سجدہ مین کدھر کرتا ہون

بت پکڑ لیتے ہین دامن میرا
قصد کعبے کا اگر کرتا ہون

رات کٹتی ہی مری رو رو کر
شمع سان جلکے سحر کرتا ہون

لڑ گئی کیا مری قسمت دم نزع — روے قاتل پہ نظر کرتا ہون

تیغ مژگان وہ لگائین تو سہی — ابھی سینہ مین سپر کرتا ہون

روز کہتا ہی یہ دربان دم باز — ٹھہرو انکو مین خبر کرتا ہون

آتش عشق سے بنکر مین شرر — دلمین تیرے گذر کرتا ہون

مین کہان دید رخ یار کہان — شکر احسان نظر کرتا ہون

نظر آجاے مجھے وہ رخ و زلف — یہ دعا شام و سحر کرتا ہون

۲۲۶

ہفت افلاک کا حافظ ہی خدا

واسطی نالہ مین سر کرتا ہون

نیند کیا ہجر مین آئے کسی پہلو مجکو — یاد آتا ہی ترا تکیۂ زانو مجکو

قہر ہی الفتِ مژگان پریرو مجکو — ڈنک ہر وقت لگاتا ہی یہ بچھو مجکو

الفتِ چشم مین جاتا ہون اگر صحرا کو — اپنی آنکھونپہ بٹھالیتے ہین آہو مجکو

جتنے حاجی ہین چلے جاتے ہین کعبے کیطرف — پھیلا بیدل طرفِ کعبۂ ابرو مجکو

قتل کرتا ہی ترا تیر مژہ ای قاتل — ذبح کرتا ہی ترا خنجر ابرو مجکو

توبھی دے نالہ کشی مین مرا ساتھ ای بلبل — مرثیہ پڑھنے کو درکار ہی بازو مجکو

پڑتی ہی چشم طمع جب سوے گنجینۂ حسن — سانپ بن بن کے ڈراتا ہی وہ گیسو مجکو

قامت وچاہ زنخدان نے کیا ہی مجھے قتل — دفن کرنا تو تہ سرو لب جو مجکو

وقت گریہ شرر آہ نہین جلوہ نما — نظر آتے ہین یہ برسات مین جگنو مجکو

کروٹین شام سے تا صبح بدلتا ہون مین — چین فرقت مین نہین ہی کسی پہلو مجکو

آنکھین کسطرح نہ سنبل سے ملون گلشن مین — کچھ کچھ آتی ہی تری نگہت گیسو مجکو

سبز مینا نہین ساقی یہ قریب ساغر — سبزہ آتا ہی نظر صاف لب جو مجکو

ای جنون یار کی آنکھونکا مین دیوانہ ہون — بھاگتے پھرتے ہین کیون دیکھکے آہو مجکو

ہون وہ ساغر جو کبھی وز بھر آئے مری آنکھ	غرق کر دیگا مرا ایک ہی آنسو مجکو
سر جھکایا جو دم فکر تو کی سیر جہان	ساغر جم ہی مرا کاسۂ زانو مجکو
فاتحے کی تھی توقع سو وہ آئے نہ کبھی	ناسزا وار ہوا گور کا پہلو مجکو

۲۲۷

واسطی اس بت خوش چشم کا دیوانہ ہون
آنکھین دکھلاتے ہین کیا جان کے آہو مجکو

بسکہ ہی عشق رخ و الفت گیسو مجکو	کوئی کہتا ہی مسلمان کوئی ہندو مجکو
بیخطر دیتا ہی صدمے وہ جفا جو مجکو	جانتا ہی کہ شکایت کی نہین خو مجکو
سرخروئی ہو شہید و نہین میسر دم حشر	ہاتھ سے اپنے کرے ذبح اگر تو مجکو
مو جو اس شوخ کی باریک کمر کو باندھو	ناف اسکی نظر آئی گرہ مو مجکو
ہون وہ مدہوش کہ ساقی ہی مجھے باد صبا	مے پلاتی ہی سنگھا کر تری خوشبو مجکو
فخر سے مین اسے سر مطلع دیوان کرتا	ہاتھ آتا جو ترا مطلع ابرو مجکو
ہون وہ دیوانہ ٹھہرنیکا نہین ایک جگہ	لاکھ با تو نہین لگائے وہ پریرو مجکو
اسکے جانے سے یہ شب بزم مین ظلمت چھائی	شمع کا گل نظر آیا گل شبو مجکو
ہنسکے فرمایا جو رستے مین کیا مین نے سلام	کبھی دیکھا تھا جو پہچان گیا تو مجکو
تیرے آگے نہین حسن اور حسینون کا پسند	سبب داغ نظر آتے ہین یہ جہرو مجکو
پہلی تاریخ مرے حق مین ہی جو ہی تاریخ	ماہ نوروز دکھاتا ہی وہ ابرو مجکو
بیخود عشق کو ہی شام و سحر سے کیا کام	صبح روشن ہی وہ رخ شام وہ گیسو مجکو
فرش ہی زیر قدم تو کف پا کا چھالا	داغ پہلو ہی مرا تکیۂ زانو مجکو
جسقدر اسنے ستایا ہی ستاؤن مین بھی	کیا کرون چرخ پہ ملتا نہین قابو مجکو
بڑھ گئی اور بھی پیراہن تن کی زینت	خوب زخمو نسے کیا یار نے اُ تو مجکو
واسطی شب کو جو وہ ماہ نہ آیا مرے گھر	شعلہ بن بنکے جلانے لگے جگنو مجکو

اُسنے لکھا ہی کہ اپنا حال لکھکر بھیجدو
دوستو قاصد کوئی بھر ہمپر بھیجدو

ننگ اگر تمکو عیادت ہی مریض عشق کی
آدمی کوئی خبر کو بندہ پرور بھیجدو

تم نہین آتے تو بھیجو اکر شبیہ اپنی ضرور
بہر تسکین دل بیتاب و مضطر بھیجدو

واہ کیا انصاف ہی دعوت ہماری کچھ نہو
کشتیان اغیار کو باہر سے باہر بھیجدو

خاک در پر آپکے شب بھر پڑے رہتے ہین ہم
تمسے اتنا بھی نہین ہوتا کہ بستر بھیجدو

امتحان صبر و تحمل کا اگر منظور ہی
ساری دنیا کی بلاؤن کو مرے گھر بھیجدو

ہی گمان تمکو کہ اس سے گل نکھائے جائینگے
ہاتھ کا چھلا تو ای رشک گل تر بھیجدو

مُنھ سے جب نکلا تمھارے گھر نہ آئینگے کبھی
پھر نہ آوینگے سزاول کیا جو لشکر بھیجدو

صورت گل کسطرح جامے سے باہر ہین نہون
اُسنے لکھا ہی مجھے پھولون کا زیور بھیجدو

تنگ ہون جینے سے رنج ہجر اُٹھ سکتا نہین
کاٹ ڈالون خود گلا اپنا جو خنجر بھیجدو

بیش قیمت ہین ہمارے اشک کیا کرتے ہو شک
جوہری کے پاس جب چاہو یہ گوہر بھیجدو

تشنۂ دیدار ہین فرط عطش سے بیقرار
یا علی جنت سے کوئی جام کوثر بھیجدو

اذن دو شانہ ہو زلفون مین ال صبا کا
بال بیکا ہو تو زندانین برابر بھیجدو

واہ کیا انصاف ہی خط کا نہ لکھو تم جواب
اُسکے بدلے نامہ بر کا کاٹ کے سر بھیجدو

۲۲۹	اُسنے گر فرمائش اشعار کی ہی واسطی ایک دو غزلین نہین دفتر کا دفتر بھیجدو	

ہی کوچۂ قاتل مین روان دلکو بلالو
وہ راہ سے پھر آئے تو قاتل کو بلالو

مجنون کو غش آیا ہی بیابان مین غزالو
دوڑو تو ذرا صاحب محمل کو بلالو

موت آئی ہی رستے مین پڑا ہی مرا مردہ
ہو کچھ تو ٹھکانا سگ منزل کو بلالو

محفل تو ہی جوبن پہ مگر جی نہین لگتا
ملجائے تو اُس رونق محفل کو بلالو

منظور ہی دینے جو اُنھین حسن کی خیرات
خود کہتے ہین در پر مرے سائل کو بلالو

غنچے جو چٹکتے ہین تو آتی ہی یہ آواز
گل پھولتے جاتے ہین عنادل کو بلالو
جو مشورہ دیتے ہین وہ ہوتا نہین منظور
دیوانے سہی ہم کسی عاقل کو بلالو
اپنی تمھین توفیق خدا دے مرے حق مین
زندان سے گرفتار سلاسل کو بلالو
فرقت مین کسی طرح سے جینا نہین منظور
سر بار ہی تن پر کسی قاتل کو بلالو

۲۳۰

ای واسطی آتا ہی جو خلوت مین مراد کر
کہتے ہین کہ اُس مرشد کامل کو بلالو

وہ نالہ کرا ی دل کہ عیان جس سے اثر ہو
کس کام کا وہ نخل ہی جسمین نہ ثمر ہو
مر مر کے جیے لاکھ کوئی رنج کے ہاتھون
ممکن ہی نہین ہی کہ شب ہجر سحر ہو
سن سن کے بیان ہی کوئی ششدر کوئی حیران
کیا گذرے زمانے پہ جو وہ پیش نظر ہو
کا ہے کو وہ احسان رفوگر کا اُٹھائے
صد چاک گریبان سے سوا جسکا جگر ہو
اک سورۂ الحمد سے محروم نرکھنا
جس روز تمھارا مری تربت پہ گذر ہو
اللہ سے اپنی یہ شب وصل دعا ہی
اس رات کی تا روز قیامت نہ سحر ہو
آئینہ سے ہر وقت چھپاتے ہین وہ چہرہ
ڈرتے ہین کہ عاشق کا نہ یہ دیدۂ تر ہو
روتے ہین جو عاشق یہ بناوٹ کی ہین باتین
یا نی دل محبوب ہو کچھ بھی جو اثر ہو
منقار ہما مین ہی ابھی تک مری ہڈی
اللہ کرے یان سگ جانان کا گذر ہو
دیکھی نہین جاتی شب فرقت کی سیاہی
ای انجم و مہتاب کہو آج کدھر ہو
روتا ہی لہو اب تو مری لاش پہ قاتل
سر جائے تو کیونکر نہ ہم عشق کی سر ہو
طاقت ہی کہ روکے مجھے دربان در یار
ٹکراؤن سر ایسا مین کہ دیوار مین در ہو
لیتے ہو مرے سامنے کیا نام سفر کا
ایسا نہو پہلے مرا دنیا سے سفر ہو
کہدو کہ رفوگر نہ سیے چاک گریبان
شیدائے جنون ہون مرا ٹکڑے نہ جگر ہو
ہمتو نہ کہین گے ارنی حضرت موسیٰ
بسم اللہ اگر آپکو یارائے نظر ہو

۲۳۱	کوچے مین حسینون کے جو برباد ہی کب سے غالب ہی وہی واسطی خستہ جگر ہو	

کیونکر دل مشتاق کو امید سخن ہو	وہ شوخ کہے بات کسی سے جو دہن ہو
بیخوف پس مرگ ہون عریان بدنی سے	کھٹکا ہو مجھے دزد کفن کا جو کفن ہو
آئینہ کا ہی خاصہ اُس طفل کے تن مین	کھیلے کبھی مٹی مین تو صاف اور بدن ہو
روؤن تو مرے داغ جگر اور بھی چمکین	ہو بارش باران تو شگفتہ یہ چمن ہو
غربت مین سنی ہی ملک الموت کی آمد	اللہ کرے قاصد یاران وطن ہو
معدوم سمجھتا ہی جو عنقا کو زمانہ	غالب ہی کہ اُس شوخ کا مضمون دہن ہو
کیا ذکر رہ وادی غربت مین وطن کا	بیٹھون مین جہان تھک کے نقاہت سے وطن ہو
دل لے کے ہمارا ہمین دیتے نہین بوسہ	کیا قول تھا سچ ہی کہ بڑے عہد شکن ہو
ہوتا نہین گلزار کوئی چاہ سے خالی	چہرے سے قرین کیون نہ ترا چاہ ذقن ہو
وہ آنکھین جو یاد آئین تو غربت مین یہ روؤن	سر سبز ہر اک شاخ غزالان ختن ہو
موقوف جوانی پہ ہی چہرے کا چمکنا	جب تک نہ بہار آئے شگفتہ نہ چمن ہو
مشکل ہی مرے پاس بہت زر کا ٹھہرنا	سکہ بھی کبھی ہاتھ مین آئے تو چلن ہو
اصلاح کرے وہ خط رخسار کی یارب	موقوف کسطرح سے یہ چاند گہن ہو
دل لیکے جو بوسہ نہین دیتے تو نہ دو تم	موقوف یہ جھگڑا کہین ای مشفق من ہو
کرتے ہو عبث حلقۂ گیسو سے مقابل	مٹی نہ کہین نافۂ آہوے ختن ہو

۲۳۲	ای واسطی جاہل کو مرے شعر کی کیا قدر سمجھے وہ سخن کو جو شناساے سخن ہو	

کم نہین قد مین درازی مین سر مو گیسو	فی الحقیقت ہی جواب قد دلجو گیسو
کروٹین لیکے کہا کرتا ہون گیسو گیسو	بھولتا ہی نہین شب بھر کسی پہلو گیسو

کیون نہ محفل ترے آنے سے معطر ہو جائے
مشک زلفی سے کہین بڑھکے ہی خوشبوئے گیسو

مرگئے ہین جو گرفتار ترے گیسو کے
انکی مرقد سے صدا آتی ہی گیسو گیسو

کچھ مرے حال پریشاں سے جو واقف ہو جائے
کنگھیان کرکے سنوارے نہ کبھی تو گیسو

کسی مذہب مین ہو انسان تجھے رکھتا ہی عزیز
چہرہ ہی ہان مسلمان دل ہندو گیسو

مین یہ سمجھا کہ ہوا کعبے مین ہندو کا گذر
آرہا اُڑکے اگر جانب ابرو گیسو

دونون کیون مل کے ندین سبزۂ و سنبل کو شکست
خط شبرنگ کا ہی قوت بازو گیسو

عہد پیری نہین کچھ دور سپیدی ہی قریب
ہوگا سنبل سے کسی دن گل شبو گیسو

سحر سازی مین جو کامل ہین وہ یہ کہتے ہین
سحر کا سانپ ہی یا افعی جادو گیسو

واسطی سانپ نظر آنے لگے پانی مین
جس گھڑی کھول کے بیٹھے وہ لب جو گیسو

۲۳۳

آہ کیونکر نہین کرتی ہی اثر دیکھین تو
کب تلک وہ نہین لیتے ہین خبر دیکھین تو

کہدو اُس سے کہ عیادت کو ہمارے آئین
حال پرسی نکرین ایک نظر دیکھین تو

جنکو دعوی ہی کہ ہم دیکھتے ہین عالم غیب
کسطرح دیکھتے ہین اُسکی کمر دیکھین تو

مین جو آیا تو مجھے دیکھ کے مُنھ پھیر لیا
حال دل کس سے کہون اور وہ ادھر دیکھین تو

گلشن دل مین ہی کیا نخل محبت سرسبز
کب تلک یہ نہین لاتا ہی ثمر دیکھین تو

کسطرح جاتا ہی تو اُس صف مژگان کے حضور
اے دل زار ذرا تیرا جگر دیکھین تو

ہم ہین اور طول شب ہجر ہی اے دور فلک
آج کبتک نہین دیکھین گے سحر دیکھین تو

گلۂ درد جگر ہم سے سنا تو یہ کہا
کسطرح آئے یقین درد جگر دیکھین تو

اُسکے تلوے کے برابر نہین چہرے انکے
چشم انصاف سے خورشید و قمر دیکھین تو

قائل تنگی آفاق ہین جو گوشہ نشین
کوہ و صحرا کو ذرا کرکے سفر دیکھین تو

عمر جاوید نہین ہوتی ہی کیونکہ حاصل
بوالہوس اس لب جان بخش پہ مر دیکھین تو

خواہش باغ عشرت کرتے ہین مرغان قفس — باغ سے کم نہین صیاد کا گھر دیکھین تو

چھپکے تنہائی مین کرتے ہین جو اعمال قبیح — سخت غافل ہین ادھر اور ادھر دیکھین تو

جن حسینونکو بہت حسن پہ اپنے ہی غرور — آنکھ آہو کی وہ چیتے کی کمر دیکھین تو

آئینہ آٹھ پہر دیکھ رہے ہین جو حسین — میری حیرت مری حسرت کی نظر دیکھین تو

۲۲۴ — واسطی ہے یہ یقین رحم ہی آجائیگا
آکے وہ حال مرا لوعد گر دیکھین تو

سمجھے ہین نخل ثمر دار ز مقرر سبکو — طفل الالاکے لگاتے ہین جو پتھر مجکو

خوب نظارۂ قاتل تہ خنجر کرلون — مہلت ای پیک اجل اور بھی دم بھر مجکو

ہوگیا خاک جو تن خاک سے بھی پاک بنا — مرگ کے بعد دئیے چرخ نے چکر مجکو

نامہ اُڑ جائیگا خود یار تلک کیا پروا — قاصدی کو نہین ملتا جو کبوتر مجکو

سوز تن ہجر مین جیتا ہون عجب کا ہی مقام — آگ مین موت نہین مثل سمندر مجکو

ساقیا تجھسا زمانے مین نہین کوئی سخی — خیر خم کی ہو پلادے کوئی ساغر مجکو

نظم کیا کیا ہوے مضمون ترے دانتونکے — ہاتھ آئے عجب اس بحر سے گوہر مجکو

کیا بلا کاسۂ سائل مجھے سمجھا ہی مگر — دربدر یون جو پھراتا ہی مقدر مجکو

پٹی آنکھونپہ بندھیگی رخ قاتل کی ندید — شوق دیدار نے مارا تہ خنجر مجکو

فرد باطل ہے مجھے کیا منشی قدرت سمجھا — دیکھتے ہی جو کیا خارج دفتر مجکو

کبھی دولت کو سمجھتا نہین دولت مین فقیر — آہن و زر نظر آتے ہین برابر مجکو

میکشی ہجر مین کیا خاک کرون ای ساقی — آب انگور ہے آب دم خنجر مجکو

اپنے کوچے مین جگہ اسنے جو دی مین سمجھا — جیتے جی خلد مین رہنے کو ملا گھر مجکو

۲۲۵ — واسطی خوف گناہون کا نہین محشر مین
ساتھ لیجائینگے جنت مین پیمبر مجکو

غضب کی جا ہی کہ اتنا تمہین خیال نہو
دکھائین چہرہ کوئی کہ بے چہری حلال نہو

کرو وہ بات کہ جو باعث ملال نہو
چلو وہ چال کوئی جس سے پائمال نہو

دوائین لاکھ دعائین ہزار ہون تو کیا
ترا مریض محبت کبھی بحال نہو

لہو سپید ہوا ہی یہ اہل دنیا کا
کہ ہون یہ قتل تو قاتل کی تیغ لال نہو

نہین گناہ جو بعد گناہ ہو خجلت
گنہ وہ ہی جو گنہ کرکے انفعال نہو

کمال تنگ ہون ہاتھو نسے شوخ چشمونکے
وہان چلون مین کہ جس دشت مین غزال نہو

قفس کو توڑ کے جاؤن ابھی چمن کو مگر
خیال یہ ہی کہ صیاد کو ملال نہو

وہ سر نہین ہی کہ جسمین نہین ترا سودا
وہ دل نہین ہی کہ جسمین ترا خیال نہو

ہمیشہ دل مین رہے داغ عشق کا سودا
اس آفتاب کو یارب کبھی زوال نہو

کریم کہیے اُسے بے طلب کرے جو عطا
گدا وہ ہی کہ جسے عادتِ سوال نہو

بجا ہی مست جو میخانے مین کرین ہی حق
وہ مدرسہ نہین جسمین کہ قیل وقال نہو

کمال اُلفت گیسو مین دل مشوش ہی
خدا کرے کہ پریشان کسی کا حال نہو

مین اُسنے عالم حیرت کا حال کچھ پوچھون
زبان مردم تصویر کی جو لال نہو

نہین ہی صاحب رفعت کو کام زینت سے
حنا سے لال کبھی ناخن ہلال نہو

خراب کرتا ہی انسان کو تلون طبع
کہان ہی صحت جسمی جو اعتدال نہو

کرو نمین روکے کسی دن جو اپنا دل خالی
تو مذہب حکما مین خلا محال نہو

خدا سے ہی یہ دعا واسطی کہ محشر تک
عیان ستارۂ صبح شب وصال نہو

۲۳۶

ہر سحر کوچۂ محبوب مین جانا مجکو
آنکھ دیوار کے روزن سے ملانا مجکو

کوے جانان سے کہین اب نہین جانا مجکو
اس سے بہتر نہین ملنے کا ٹھکانا مجکو

ہون وہ میخوار کہ انعام مین دون ساقی کو
ہاتھ جمشید کا آئے جو خزانا مجکو

ہی دھوان خط کا جو اُس آتش عارض سے بلند
ملگیا اشک بہانیکا بہانا مجکو

تیری اُلفت مین ملامت سے کوئی ڈرتا ہون
ایک مانون نہ کہے لاکھ زمانا مجکو

بات کب غیر کی مجمہ زار سے اُٹھ سکتی ہی
ہین گران یار کے بھی ناز اُٹھانا مجکو

گر پڑون بام سے یا چاہ مین کچھ خوف نہین
نظر خلق سے یارب نہ گرانا مجکو

ہی مناسب جو ہنڈولے سے اسے نسبت دون
تہ و بالا نظر آتا ہی زمانا مجکو

سامنے میرے نہ آئے سحر حشر رقیب
شکل منحوس خدایا نہ دکھانا مجکو

اکل و شرب اور نہین غیر کباب و می ناب
یہی پینا ہی دو وقتہ یہی کھانا مجکو

چاہتا ہون کہ مری خاک بگولا بنجائے
مرگ کے بعد بھی ہی خاک اُڑانا مجکو

ای فلک ہوگا کمال تونے زمانا خالی
دوسرا مجھسا کوئی ہو تو مٹانا مجکو

آسیا اسکو نہ سمجھون تو بھلا کیا سمجھون
پیسنا ہی یہ فلک جان کے دانا مجکو

مجرم عشق ہون تم گانسے مجھے اُلفت ہی
شوق سے کیجیے تیرون کا نشانا مجکو

۲۳۷	واسطی شاہ خراسان کی زیارت کا ہی شوق طوس کو ہند سے ہونا ہی روانا مجکو	

آؤ خفا نہو مرے کہنے کو مان لو
دیدونگا ورنہ جان یہ تم خوب جان لو

زہرہ زمین پر اُتر آئے سپہر سے
گانہین میری جان کوئی ایسی تان لو

کیارہ کے ایک شہر مین رہتے ہو دور دور
پاس آرہو کرایہ پہ ہمسے مکان لو

تیرونسے تمنے سینے کو چھلنی کیا مگر
مجکو وہی ہی عشق اسے خوب چھان لو

آؤ غریب خانے مین بیخوف ای بتو
کھٹکا ہو کچھ تمھین تو خدا درمیان لو

ہو خود فروش یہ جو نہین تلے ہوے
اونچی سی کوئی چوک مین جاکر دکان لو

جو کہہ چکا ہون منہ سے سنا ہونگا مین اُسے
کچھ عذر کی جگہ نہین دل لو کہ جان لو

سونے کا باغ مین جو شب ماہ قصد ہی
دیکھے نہ کوئی مُنہ پہ ڈوپٹے کو تان لو

ہون ناتوان کفن بھی مجھے چاہیے سبک | ململ کا یا کریب کا یا ٹپک کا تھان لو

۲۳۸

وحشت شروع عشق ہی انجام مرگ ہی
ای واسطی یہ دل مین ذرا خوب ٹھان لو

قفس مین ہی ہوائے نغمہ سنجان چمن ہمکو
بہت یاد آتے ہین غربت مین یاران وطن ہمکو

اگر تو رشک لیلی ہی تو مجنون ہی لقب اپنا
تبسم کرتا ہی شبنم اور عالم کوہ کن ہمکو

سراب دشت کو لب تشنہ سمجھے جسطرح دریا
کنوین کیا کیا جھکاتا ہی ترا چاہ ذقن ہمکو

جہانسے تنگ ہین مشتاق ہین شہر خموشان کے
نیا عالم دکھا ای گردش چرخ کہن ہمکو

نہ بتخانے مین دخل اپنا نہ کعبے مین جگہ اپنی
کہ ہندو شیخ سمجھا ہی مسلمان برہمن ہمکو

بگولا سر و نرگس دیدۂ غول بیابان ہی
نظر آتا ہی ہجر یار مین جنگل چمن ہمکو

تجسس مین گئے ملک عدم تک نشان ہو کر
بڑی دقت سے ہاتھ آیا ہی مضمون دہن ہمکو

کہان ہی تیزی دست جنون ٹکڑے کرے ہمکو
نہایت تنگ کرتا ہی ہمارا پیرہن ہمکو

ضعیف ایسے ہین ہونگے مور کے روزن مین مدفون ہم
نہین بعد فنا کچھ احتیاج گور کن ہمکو

تری آنکھونکے سودائی ہین کب پروا ہی غیرونکی
دکھاتے ہین عبث شوخی آہوے ختن ہمکو

اگر زنجیر داماں ہی تو طوق اپنا گریبان ہی
نہین کم قید خانے سے ہمارا پیرہن ہمکو

۲۳۹

ہوے ہین واسطی اُس کمر کے غم مین یہ ہم لاغر
نظر آتا نہین ہی دھوپ مین ظل بدن ہمکو

نظر آتا ہی مثل نی تہی اپنا دہن ہمکو
کہین اسمین مدد اپنی تو ہی جاے سخن ہمکو

ہوا ہی اندنون جو عشق زلف پرشکن ہمکو
تو تحفہ بھیجتے ہین مشک شاہان ختن ہمکو

عدم سے سیر کو آئے ہین اس اقلیم ہستی مین
خدا کب خیر سے پہنچا دکھاتا ہی وطن ہمکو

عدم سے مدتونکے بعد پہونچے ملک ہستی مین
تماشا ہی یہان بھی ملتے ہین اہل وطن ہمکو

جو گذرے خانمان سے ہم تو گلشن اور گلخن کیا
جہان بستر لگا بیٹھیگے وہی ہوگا وطن ہمکو

کہان اب قمری و بلبل خزان آئی گلستان مین
نظر آتی ہی ہر جا کثرتِ زاغ و زغن ہمکو
نشان عریان تنی کا بعد مردن بھی رہی باقی
نہین حاجت کفن کی دفن کرنا بے کفن ہمکو
نہین ہی غم جو اب نا قدردان ہین لوگ دُنیا کے
کرینگے یاد بعدِ مرگ یہ اہل وطن ہمکو
کفن کی کچھ نہین حاجت شہیدان محبت کو
کہ اپنی چادر خون سے میسر ہی کفن ہمکو
حصول خمسۂ اسلام سے ہین خوب واقف ہم
کہ ہی روز ولادت سے ولائے پنجتن ہمکو
تمھارے ابروے پرخم کے ہم ہین دیکھنے والے
دکھاتا ہی مہ نو کیا سمجھکر بانکپن ہمکو

۳۴۰

ہوے ہین واسطی اب ضعف سے اسدرجہ ہم لاغر
جو دیکھا غور سے بستر فقط سمجھی شکن ہمکو

مے کے پینے سے ہی رونق اور حسن یار کو
ہو گیا روغن یہ پانی آتش رخسار کو
آ نہین سکتا کبھی میرا چلن اغیار کو
زاغ پائے کس روش طاؤس کی رفتار کو
کیا دل حیران کرونہین نذر چشم یار کو
رسم ہی آئینہ دکھلاتے نہین بیمار کو
کون ہو سر کو اُٹھا سکا ہو جو موذی سر بلند
خوف پامالی نہین خار سر دیوار کو
ہون تو مجنون پر ہین محو میرے دشمن بھی عزیز
آبلے کیونکر نہ آنکھون پر جگہ دین خار کو
تیر کھا کھا کر جو اپنے زخم تن خندان ہوے
ساتھ ہی انکے ہنسی آئی لب سوفار کو
ہجر مین اُس سیم تن کے ایسی قسمت پھر گئی
خواب مین ہمنے نہ دیکھا دولت بیدار کو
کاسۂ دریوزہ ہون گوش فصیحان جہان
کیجئے تقسیم اگر شیرینیٔ گفتار کو
عجز اسفل کو تو لائے کو ہی لازم سر کشی
صحن کو پستی بلندی چاہیئے دیوار کو
وقفہ دے دیکر ستاتا ہی مجھے یون اشتیاق
جسطرح باری کی تپ آوے کسی بیمار کو
کیا کرون دزد سخن سے ہین نہان اپنا سخن
راہزن پہچانتے ہین رہر و زردار کو
الیسا ترک الفت ابرو سے پچھتا تا ہی دل
جیسے نادم ہو سپاہی بیچکر تلوار کو
ہی یہ بدمستی نہین اپنے ضرر کا کچھ خیال
محتسب سے پوچھتا ہون خانۂ خمار کو

محو حیرت کیون نہو چشم سکندر دیکھکر
کیا بنایا ہے تری آئینۂ رخسار کو

اشکباری پر جب آتی ہی ہماری چشم تر
سیکڑون دیتی ہی غوطے ابر دریا بار کو

مرد بے جوہر ہی دور آسمان سے بخطر
سان پر چڑھتے نہین دیکھا گلی تلوار کو

۱۴۳

تیر اُسکا کم نہین ہی شاخ گل سے واسطی
غنچہ پیکان کو تو گل سمجھے ہین ہم سوفار کو

شاد گلشن مین کرے جا کر کسی میخوار کو
دے خداوندا یہ فرمان ابر دریا بار کو

خواہش دنیا ہی یون ہر ایک دُنیا دار کو
دوڑتے ہین جیسے کتے دیکھکر مردار کو

گھر مین یوان در یا نہ اشکونکا بہا ای چشم تر
موجین اُٹھ اُٹھکر بٹھائے دیتی ہین دیوار کو

قدرتی جو چیز ہی دشمن سے بھی ٹلتی نہین
خوف پانی سے نہین کچھ آتش رخسار کو

صورت طاؤس پابند گلستان کچھ نہین
ساتھ داغونسے لیے پھرتے ہین ہم گلزار کو

وہ پری آ لیے تو دیوانہ یہ اُسیر ہو چمن
گل نکل جائین گریبان پھاڑ کر بازار کو

ہون وہ محزون غم مرا افزون ہو شادی کی جگہ
اور روؤن مین جو دیکھون قہقہہ دیوار کو

نیک و بد وقت نزول قہر ہوجاتے ہین ایک
خار و گل دونون جلا نیمین ہین یکسان نار کو

غش سے چونکا دے جو آواز شکست رنگ رخ
کیا گوارا غل طبیبون کا ہو مجھ بیمار کو

ہجر کی شب میرا کاشانہ یہ ہیبت ناک ہی
ڈر سے چڑھ آتی ہی تپ ہا صورت دیوار کو

بغض دشمن بہر رنگین طبع ہی وجہ فروغ
اور بھڑکاتا ہی پانی آتش گلزار کو

ایسے افسردہ ہوے مردم جو وہ یوسف پھرا
لوٹکر گویا کہ کوئی لے گیا بازار کو

ہجر مین غمناک ہین ہم کیون جائے سوے باغ
خانۂ شادی سے کیا مطلب ہی ماتمدار کو

شیخ صاحب آ کے ہم مستون مین بیٹھے ہو اگر
تم بھی کھُل کھیلو اُتار و جبہ و دستار کو

۲۴۶

واسطی ایسی یا اس رنگین بیانیکی ہی دھوم
بلبلین پڑھتی ہین گلشن مین مرے اشعار کو

تیر مژگان لگاؤ گے کس کو — تم نشانہ بناؤ گے کسکو

گر گیا ہون نظر سے صورت اشک — خاک سے اب اُٹھاؤ گے کسکو

ہونگا بیجان تمھارے آنے تک — آؤ گے بھی تو پاؤ گے کسکو

ارنی کیسی وقت نظارہ — لن ترانی سناؤ گے کسکو

ایک دو کیا کرور ظلم سہے — صبر مین آزماؤ گے کسکو

کرم شب تاب ماہتاب نہین — ٹپکیو نمین اُڑاؤ گے کسکو

میری آنکھونسے ہی جو تمکو حجاب — پھر یہ جلوہ دکھاؤ گے کسکو

ہو چکا خاک جل کے دل میرا — ہجر مین اب جلاؤ گے کسکو

واسطی ہوشیار ہی وہ شوخ
دام مین اپنے لاؤ گے کسکو

۲۴۳

دولت کی سلطنت کی خزانیکی آرزو — دلمین بھری ہی سارے زمانیکی آرزو

دولت کی ہی ہوس نہ خزانے کی آرزو — دلسے مٹی ہی سارے زمانے کی آرزو

صیاد تیرے دام مین پھنسکے ہین سیر ہم — پانی کی آرزو ہی نہ دانے کی آرزو

جلاد میرے قتل کو ہوتا ہی کیون طلب — ہی زخم تیرے ہاتھ سے کھانے کی آرزو

کوچے مین اُسکے دفن کی جا مل چکی دلا — کہتا ہی کیا نہین یہ ٹھکانے کی آرزو

چہرہ دکھائیے یہ ہی آئینہ کی ہوس — زلفین سنوارئیے یہ ہی شانے کی آرزو

پستان یار تک تو ہوا اپنا دسترس — باقی رہی گلے سے لگانے کی آرزو

ای ترک گہرے زخم لگا تن پہ چار پانچ — بسمل کو ہی لہو مین نہانے کی آرزو

موت آ گئی قفس مین ہماری ہزار حیف — نکلی نہ دلسے باغ مین جانے کی آرزو

اُس سیم تن کے وصل کی یون دلکو ہی ہوس — مفلس کو جسطرح ہو خزانے کی آرزو

ایدل کدھر خیال ہی کچھ جانکی ہے خیر — اُس تیغ زن سے آنکھ لڑانے کی آرزو

۲۴۴	صدمے اُٹھائے منزل ہستی مین واسطی کب ہی یہانسے جا کے پھر آنیکی آرزو	

دل بہت آج ہی اُداس آؤ
آؤ آؤ ہمارے پاس آؤ
کوئی ہمدم نہین ہی فرقت مین
ای غم و اضطرار دیاس آؤ
اب جو آئے تو پھر حیا کیسی
دور بیٹھو نہ میرے پاس آؤ
کیون نہ باہر ہون جامہ سے عاشق
تم بدلکر اگر لباس آؤ
مین تمھارا زمانہ آ پکا ہی
قتل کو میرے بے ہراس آؤ
ای رقیبو مجھے نہین کچھ خوف
تم اگر دل کے سو بچاس آؤ
دور رہنا ہی دور اُلفت سے
پاس میرا ہی کچھ تو پاس آؤ
درد ہجر بتان سے مرتا ہون
ای طبیبان حق شناس آؤ
ہین وہ بے پردہ آج ای مہ و مہر
چرخ سے بہر اقتباس آؤ
تم نہ آئے تو مر ہی جاؤنگا
ہین تمھارے کدھر حواس آؤ

۲۴۵	واسطی آتے ہو تبونکے جو پاس سیم و زر لے کے بیقیاس آؤ	

ہی یہ رغبت جوش وحشت مین ترے پامال کو
ہتکڑی پہنے ہو پائے حلقۂ خلخال کو
ہون وہ دیوانہ چلا زندانسے جبدم سوے دشت
آئے اُٹھ اُٹھکر بگولے میرے استقبال کو
کل جو آنا تھا تو آج آتی قضا کیون دیر کی
گورکن بھوکا رہا فاقہ ہو اغسال کو
بسملون نے عرقدم آنسو بہائے اسقدر
موتیونسے بھر دیا اُس تیغ کے رومال کو
صاف سمجھے ہم کہ ہرکارے ہین یہ اخبار کے
قبر مین آئے ملک جب پرسش اعمال کو
پیشتر از مین صیاد کو تھی فکر میرے قید کی
اب یہ سنتا ہون قفس توڑا جلایا جالکو
جامہ سے باہر یہ خوش پوشاک ہون میری طرح
ساتھ اپنے کیون لیے پھرتے ہین اس جنجال کو

بزم حال و قال مین آیا جو دیوانہ ترا
حال والے جتنے تھے دوڑے وہ استقبال کو

دیکھتا ہون کاسۂ زانو مین مین وہ صورتین
جو نظر آتی ہین شکلین قرعے مین رمال کو

وقت رخصت پانون پر سر رکھکے رویا اسقدر
کردیا گرداب دریا پاے کے خلخال کو

عالم پیری مین شادی ہمکو ہوتی ہی تو یون
جیسے آجاتی ہی سونے مین ہنسی اطفال کو

رنج اٹھانے سے نکل جاتا ہی انسان کا غرور
سرکشی سے کام کیا ہی سبزۂ پامال کو

شکر ہی آزردگی مین ہی ابھی کچھ کچھ خیال
پوچھ لیتے ہین وہ اورونسے ہمارے حال کو

بہر سیر باغ جب جاتا ہی وہ نازک دماغ
نکہت گل دور تک آتی ہی استقبال کو

خال عارض کا مجھے بوسہ کیا تمنے عطا
حق رکھے تابان تمھارے کوکب اقبال کو

کاتب اعمال سے بھی اب پڑھا جاتا نہین
ہمنے یہ رو رو کے دھویا نامۂ اعمال کو

لکھتے لکھتے نامہ پشتارہ ہوا ہی واسطی
بدلے قاصد کے بلانا چاہیے حمال کو

۲۴۶

کیا غضب تمنے کیا کرکے اشارے دلکو
لیگئے کھینچکے سینے سے ہمارے دلکو

اپنے مطلب سے ہی مطلب انھین پروا نہین کچھ
جان قربان کرے یا کوئی وارے دلکو

کھیلنے بیٹھے جو شطرنج محبت عاشق
ایک ہی داؤن مین اُس شوخ سے ہارے دلکو

ہمہ تن چشم ہی داغونسے مرے پہلو مین
ہوے منظور نظر کسکے نظارے دلکو

ضعف پیری تو نمایان ہین ولیکن ابتک
دست و بازو دیئے جاتے ہین سہارے دلکو

کرے ان چاند سے ٹکڑونسے محبت پیدا
توڑ لانے ہون اگر عرش کے تارے دلکو

عاشقونسے جو چلو ناز و ادا کی تم چال
کیا سنبھالین یہ غم و درد کے مارے دلکو

ڈالیان پھولونکی اغیار کو تحفے بھیجین
داغ سے داغ دیے تمنے ہمارے دلکو

بوسۂ آئینۂ رخ کا طلبگار رہے کون
دیکھنا تھا ہمین منظور تمھارے دلکو

نالہ وہ گرم ہمارا ہی جو منھ سے نکلے
موم کردے ابھی پتھر سے تمھارے دلکو

تھا عجب عہد کہ یوسف کی خریدار تھی خلق
کوے الفت مین ہی کیا غیر گرفتاری وقتل
اب وہ معشوق وفادار کرینگے پیدا
خاک مین جان ہی تنہا نہ ملائی میری
کبھی ہمپر کبھی اغیار پہ ہی چشم کرم
اور تو راہ محبت مین نہین کچھ حاصل

مفت لیتا نہین اب کوئی ہمارے دلکو
دوڑا جاتا ہی کہان کوئی پکارے دلکو
سر چڑھا کر جو نظر سے نہ اُتارے دلکو
تیری دوری نے کیا گور کنارے دلکو
نہین بھاتے ہین یہ دوطرفہ اشارے دلکو
حاصل اتنا ہی کہ کھو بیٹھا مین پیارے دلکو

۳۴۷
کیمیا دولت دین کی ہو اُسی کو حاصل
واسطی صورت سیماب جو مارے دلکو

ذرا جو دیکھ گئے خندان ہو روے جانان کو
اگر دکھاے وہ خوش چشم موے مژگان کو
سنا ہی شہرہ جو بازاے حشر کا ہم نے
لگی ہی خانۂ دلمین تپ فراق سے آگ
جو مرتے ہین لب جان بخش کی تمنا مین
کرینگے سینے کو میدان حشر فرقت مین
کسی نے زلف کو سنبل سے دی اگر تشبیہ
سنا ہی حال براہیم ابن ادہم کا
بشر کو چاہیئے گذرے نہ خاکساری سے
خیال مصحف رخسار یار ہی جو یہی
عرق عرق ہو خجالت سے ابر کیصورت
ہمارے جیخر کتا ہی نہ خمونیہ خندۂ قاتل
بہنسی ہی ہندوے گیسو کی رہزنی پہ کمر

ملونہین پانون کے نیچے گل گلستان کو
تو سامنا ابھی نشتر سے ہو رگ جان کو
گرہ مین باندھ کے رکھا ہی نقد ایمان کو
خبر نہین ہی مگر میری چشم گریان کو
وہ لوگ خاک سمجھتے ہین آب حیوان کو
ہم آفتاب بنائینگے داغ سوزان کو
تو جل کے پھونکدیا مین نے سنبلستان کو
گدا کا رتبہ میسر کہان ہی سلطان کو
کیا ہی خاک سے پیدا خدا نے انسانکو
کرون گا یاد بہت جلد اب مین قرآن کو
دکھاؤن کان کی بجلی جو برق تابان کو
کچھ احتیاج نہین پھینکدو نمکدان کو
نجات لوٹ سے کیا ہو کسی مسلمان کو

رہیگی یار کی آزردگی نہ پوشیدہ ۔ اگر یہی چین جبین فاش راز پنہان کو
بتون کے کعبۂ ابرو کا عشق ہی جب سے ۔ اُٹھا کے طاق پہ رکھا ہی ہمنے ایمان کو
نہین ہی مہر سے کم داغ میرے سینے کا ۔ عیان ہو صبح کرون چاک اگر گریبان کو

۲۴۸ ۔ سزا کا خوف کسے واسطی ہی روز جزا ۔ خدا رحیم ہی بخشیگا جرم و عصیان کو

شب فرقت مین جو روتا ہون مجھے رونے دو ۔ داغ اندوہ جو دلمین ہین انھین دھونے دو
دوستو نزع کی حالت مین وصیت کیسی ۔ نیند آتی ہی مجھے غل نکرو سونے دو
روز ہنگامے قیامت کے کرینگے برپا ۔ ہین ابھی طفل ذرا اُنکو جوان ہونے دو
کنج عزلت ہی یہان بعد فنا کنج لحد ۔ خواب آرام کے بیشک ہین یہی کونے دو
لب شیرین کے کرو مجکو عنایت بوسے ۔ بس دراندازجو بوتے ہین اُنھین بونے دو
قبر مین آکے ستاؤ نہ فرشتو مجکو ۔ کتنی راتونکا مین جاگا ہون مجھے سونے دو
سخت گھڑیالیون نے مجکو ستا رکھا ہی ۔ دیکھ لونگا شب وصلت کی سحر ہونے دو
ناصحو اُسپہ مین مرتا ہون نصیحت تاکے ۔ دل ہی قابو مین نہین جان مجھے کھونے دو
کیون عداوت ہی تمھین میرے عزادارون سے ۔ شمع روتی ہی سر قبر اگر رونے دو

۲۴۹ ۔ واسطی یار سے کرلونگا مین قصہ فیصل ۔ سامنا تو کسی محفل مین کبھی ہونے دو

نہ دو ایذا اسیران بلا کو ۔ پکار اُٹھین نہ یہ بندے خدا کو
نہین ہی ضعف سے جنبش کی طاقت ۔ اُٹھائین ہاتھ ہم کیونکر دعا کو
نہین مین آپکے چھلّے کا سارق ۔ پکڑیئے باندھیے وزد حنا کو ٭٭٭
دل مردہ اُسی سے ہوگا زندہ ۔ بلا لو عیسئ معجز نما کو ٭
نکالے دل مرا چاہِ ذقن سے ۔ اجازت دیجیئے زلف دوتا کو

ہوے ہم ابتداے عمر مین حیف
نہ پہونچے جور گردون انتہا کو
شب فرقت ہو جو دکھلاتی نہین منہہ
الٰہی کیا قضا آئی قضا کو
سگ محبوب کی دعوت مین لیجاے
بتا دو استخوان میرے ہما کو
لگا ئین سرمہ آنکھون مین جو پا ئین
مہ و خورشید اوسکی خاک پا کو
خوشی بیٹھی ہی در پر میکدے کے
چلواے مے کشو اندوہنا کو
برب کعبہ کچھ پروا ے شاہی
نہین ہی تیرے کوچے کے گدا کو

۲۵۰
شہیدونکی زیارت بھی ہی لازم
چلو ای واسطی اب کربلا کو

دلِ عالم کو نہ کرتے ہوے پامال چلو
فتنہ جس چال سے برپا ہو نہ وہ چال چلو
ای فرشتو نہین کہنے کا وہ کچھ ہی غفار
چاہو جب لے کے مرا نامۂ اعمال چلو
جنس دل بیچنے آیا سر بازار یہ کون
لینے والونکو صدا دیتے ہین دلال چلو
اب وہ دیندار بنے شوق ہوا حج کا کمال
ہم پہ تاکید ہی کعبہ کو اسی سال چلو
چھپ کے چلنا ہی جو تمکو کسی عاشق کیطرف
چھاگلین دور کرو پھینک کے خلخال چلو
غیر اوس کوچے مین کثرت سے ہین الحضرت قل
دیکھو موقع یہ اولجھنے کا نہین ٹال چلو
نہ بہت سوچ کے عشاق سے کھیلو شطرنج
جیت ہی جیت ہی منظور ہو جو چال چلو
ہفت اقلیم کے سلطان ہین تمھارے مشتاق
لیچلے تمکو جدھر رہبر اقبال چلو

۲۵۱
واسطی بادیہ گردی تو بہت کی تمنے
کوہ کی سیر ہو منظور تو نیپال چلو

نظر آجائے جدھر اونکی سواری ہمکو
کھینچ لیجائے کشش کیون نہ ہماری ہمکو
عشق کے آتے ہی غالب ہوئی یہ بیخبری
غیر کیسا نہ رہی یاد ہماری ہم کو
منتظر بیٹھے ہین جیسے ہین گرفتار قفس
بوے گل چاہیئے اے باد بہاری ہمکو

اُس مسیحا سے جدا ہوتے ہی بیمار ہوے
ایک ہی دن مین تپ آئی گئی باری ہمکو

ای فلک وش احبا پہ جنازہ ہی روان
بعد مرنے کے ملی آج سواری ہمکو

حال غیرون کا ہو معلوم بہت مشکل ہی
جب حقیقت نہین کھلتی ہی ہماری ہمکو

لیچلے تھے طرفِ نار فرشتے لیکن
لیگئی سوے جنان رحمت باری ہمکو

قتل کو کافی ہی جنبش مژہ و ابرو کی
آپ تلوار لگائین نہ کٹاری ہمکو

ساتھ ہی پھر گئی آنکھون کے تلے قیس کی شکل
نظر آئی جو کبھی کوئی عماری ہمکو

تب بیقین ہو گا ہوا خاتمہ بالخیر اپنا
مرتے مرتے جو رہی یاد تمھاری ہمکو

دوست سمجھاتے ہین ہنستے ہین عدو حشمتین
کیسی کیسی نہ ہوئی ذلت و خواری ہمکو

اُسنے پچھلے پہ اپنے جو بلایا سمجھے
آج قسمت نے کیا ہنجزاری ہمکو

۲۵۲

واسطی سمجھے جو آنکھین ہوئین غیبے سفید
بزم اُلفت مین ملی آئنہ داری ہمکو

ان آنکھون سے مین کیونکر دیکھ سکتا ہون رہ دلکو
کہ چشم نقش پائی خواب مین دیکھا نہ منزلکو

جھڑی غم کی چلی حد سے سوا صدمہ ہوا دلکو
طپان دیکھا جو ہمنے خاک و خون مین مرغ بسمل کو

جو بیٹھے صحبت جاہل مین کیا ہو نفع جاہل کو
جگائے خواب غفلت سے کبھی غافل نہ غافل کو

نہین بکھتا رہین سر پاؤن خط مجھسے جو پاتا ہی
ہوا کیطرح سے طی نامہ بر کرتا ہی منزل کو

ہوا کوئی نہ آکر غرق ہونے مین شریک اپنا
ڈبوا ای انفعال عافیت یاران ساحل کو

لگا کر زخم گھر کیا مصیبت سے چھڑائے گا
تماشا رقص بسمل کا پسند آتا ہی قاتل کو

دردولتسرا ای مصطفےٰ کیا باب رحمت ہی
کہ نقد دو جہان یان بے طلب ملتا ہی سائل کو

جو صحرائی ہین اُنکو شہر والون سے کیا علاقہ ہی
چراغ لالہ کب آکر کرے پر نور محفل کو

فروغ اللہ نے جنکو دیا ممدوح عالم ہین
کوئی ناقص نہین کہتا جہان مین ماہ کامل کو

ہجوم عاشقان ہی نو بہار حسن جانان تک
خزان مین باغ سے مطلب نہین ہی عنادلکو

کہے نالہ اگر کچھ ہو ہمارے پاؤنکو جنبش
پسند آیا ہمارا قید رہنا کیا سلاسل کو

کرے اک وار جس بسمل پہ تن اُسکا ہو دو ٹکڑے
خدایا زور کر ایسا عطا بازوے قاتل کو

۲۵۳

عجب کیا وصل اُس بت کا ہو ہمکو واسطی حاصل
خدا آسان کر دیتا ہی ہر بندے کی مشکل کو

گذر گئی شب صلت لبِ اک کلام کے ساتھ
نمازِ صبح ادا کی نماز شام کے ساتھ

بسان ساکنِ کشتی محیط عالم مین
وہ راہرو ہون مرا کوچ ہی مقام کے ساتھ

جبین یار پہ ٹیکا ہی اور افشان بھی
چمک رہی ہین ستارے مہ تمام کے ساتھ

وہ دوڑے آئے تماشا سمجھکے دھوکے مین
اُٹھا جنازۂ عاشق جو اژدہام کے ساتھ

عجب نہین ہی جو تقلید دل کرین اعضا
کہ سجدہ کرتے ہین سب مقتدا امام کے ساتھ

برنگ شیشۂ وہ اس بزم مین ہون خونی دل
کہ میرے منہ سے ٹپکتا ہی خون کلام کے ساتھ

زبان غیر سے ہو شرح آرزو کیونکر
چلو نہین آپ ہی اُس شوخ تک پیام کے ساتھ

ہوئی ہی قید جو تو اسقدر تڑپ بلبل
کہ ٹوٹین تار نفس رشتہ ہاے دام کے ساتھ

تمیز اسفل و اعلےٰ کہان ہی اُلفت مین
کمال عشق تھا محمود کو غلام کے ساتھ

اُٹھا نہ دست ستم محتسب خدا کے لیے
شکستہ شیشۂ دل ہو نہ کوئی جام کے ساتھ

حیا بھی آگئی جب سامنا ہوا میرا
اُٹھا جو ہاتھ تو آنکھین جھکین سلام کے ساتھ

جو نکلون خانۂ صیاد سے تو مر جاؤن
قفس تنک ہی مری زیست دم ہی دام کے ساتھ

یقین ہی گرد کے مانند پیچھے رہ جائے
صبا چلے جو ترے اسپ خوشخرام کے ساتھ

نہ کہنے پائے دم نزع حال دل اُسنے
وہ دیکھنے بھی جو آئے تو اژدہام کے ساتھ

بجا ہی سرو چراغان ہی تن جو داغونسے
ہوا ہی عشق کسی سرو لالہ فام کے ساتھ

کرو نہین نفس کشی کیون نہ انکے کہنے سے
جہاد راہ خدا فرض ہی امام کے ساتھ

عیان صفحۂ ہستی وہ ناقبول ہو نمین
نگین ہی چین بجبین مہر نقش نام کے ساتھ

۲۵۴
دعا ہی روز یہی واسطی کہ روز جزا
مدد رسول کرین حشر ہو امام کے ساتھ

بوالہوس کو دید روے یار سے کیا فائدہ
کور کو نظارۂ گلزار سے کیا فائدہ

ای طبیبو خود دوا کرنے سے نفرت ہی مجھے
اسقدر اغماض مجھ بیمار سے کیا فائدہ

چہرہ دکھلاؤ کہ ہین دیدار کے مشتاق ہم
لن ترانی ہو چکی تکرار سے کیا فائدہ

جانتا ہون دل سے تمکو وصل کا اقرار ہی
یہ تو کہئے ظاہری انکار سے کیا فائدہ

کہدو واعظ سے نہ بک بک کر کہے خالی مکان
سننے والا جب نہو گفتار سے کیا فائدہ

ہی حضور چشم دل ہر وقت جلوہ آپ کا
منہ چھپانا طالب دیدار سے کیا فائدہ

لوث عصیان سے نہین ہی دامن دل پاک اگر
شیخ صاحب جبہ و دستار سے کیا فائدہ

ہر قدم اُڑتی ہی خاک اُنکی جو ہین زیر زمین
رہرو و اس تیزی رفتار سے کیا فائدہ

پاؤن پر جھک کر نہ اُس گل سے گر آنکھین ملے
باغبان پھر نرگس بیمار سے کیا فائدہ

کوچۂ گردون سے ہمین نفرت ہی خود کہتے ہو تم
جھانکنا پھر روزن دیوار سے کیا فائدہ

بوسہ اُس گل سے مگر جب طلب کرتا ہون مین
ہنسکے کہتا ہی کہ اس تکرار سے کیا فائدہ

فیض ناممکن ہی دولت لاکھ ممسک کو ملے
دل اگر نامرد ہی تلوار سے کیا فائدہ

۲۵۵
واسطی کیون ہر سمجھ جاتے ہو انکی چمن میں تم
فت بگڑیگی وہان دو چار سے کیا فائدہ

ہر جگہ ہین یہ مرے داغ بدن میرے ساتھ
سیر صحرا مین بھی رہتا ہی چمن میرے ساتھ

نوجوانو نپہ ہی پیرونکو عنایت لازم
کیون عداوت ہی تجھے چرخ کہن میرے ساتھ

جیتے جی یار تھے جتنے وہ لباسی تھے تمام
بعد مرگ ایک نے پہنا نہ کفن میرے ساتھ

کیا عنایت ہی وطن سے جو سفر کو مین چلا
دور تک آئے مرے اہل وطن میرے ساتھ

رشک لیلی تری آنکھوں کا سمجھکر مجنون
شوخیان کرتے ہین آہوے ختن میرے ساتھ

فصلِ گل آئی ہی گل پھولے ہین آتا ہی وہ گل — زمزمے کرتے ہین مرغانِ چمن میرے ساتھ
کیون نہ گلشن مین شگفتہ ہو مرا غنچۂ دل — سیر کو آئے جو وہ غنچہ دہن میرے ساتھ
مانگتا ہون مین جو بوسہ تو وہ کیا کہتے ہین — دل لگی کرتے ہو ای مشفق من میرے ساتھ
خواب مین دولتِ بیدار یقین ہی کہ ملے — سونے آیا ہی کوئی سیم بدن میرے ساتھ
گور تک ہمرہِ تابوت ہی سارا عالم — دیکھو آئے نہ کوئی نزدِ کفن میرے ساتھ

۲۵۶

واسطی مرکے کسے خوف ہی تنہائی کا
گور مین ہین مرے اعمالِ حسن میرے ساتھ

ہوا قصہ شبِ فرقت کا کوتاہ — سحر پیدا ہوئی الحمد للہ
جدا معشوق سے عاشق کا ہونا — حقیقت مین بڑا صدمہ ہی جانکاہ
مری الفت سے انکو بھی ہوا انس — مثل سچ ہی کہ دلسے دلکو ہی راہ
صبا کرتی ہی بوے گل پریشان — جہا مین کون کسکا ہی ہوا خواہ
جنازہ دیکھکر میرا وہ بولے — براتی ساتھ ہین جاتا ہی نوشاہ
غنی ہون مین مرے نزدیک ہی ایک — فقیرون کی منڈھی شاہون کی درگاہ
ہوا کس روز کم اپنا غمِ دل — وہی آنسو وہی نالے وہی آہ
ترے سمجھانے سے ای واعظِ شہر — کرون مین ترکِ عشق استغفر اللہ
لیا نام علی رضؓ مشکل ہوئی حل — عجب یہ نام ہی اللہ اللہ

۲۵۷

بڑھا ہی واسطی اتنا تو اب ربط
مرے گھر آتے ہین وہ گاہ بے گاہ

جبسے دیکھی ہی تری کاکلِ مشکین سیاہ — سنبل آسا ہی رگِ جان مین ہمارے خون سیاہ
حسنِ رخ جاتا رہا نکلا خطِ شبگون سیاہ — ماتمِ لیلیٰ مین ہی پیراہنِ مجنون سیاہ
میرے اشکِ سرخ [illegible] سب فرش زمین — میرے دودِ آہ سے ہی خیمۂ گردون سیاہ

ناخدا مستون کا ہی تو کشتی می کر روان	کیا گھٹا اٹھی ہی ای ساقی لب جیحون سیاہ
لعل میگون آپکے دیکھے تو مارے رشک کے	بادۂ گلگون ہو مبدل بصورت افیون سیاہ
ہی جو عشق گیسوے شبگون کا رگ رگ مین اثر	فصد کھلواؤن جو مین اپنی تو نکلے خون سیاہ
ہجر ساقی مین یہ اٹھا دل سے اپنے دود آہ	ہو گیا ہو تل کی صورت شیشۂ گردون سیاہ
کیا نظر مین اپنے ٹھہرے مال دنیاے دنی	ہی یہ سیم قلب مانند دل قارون سیاہ
ہون یہ بیخود الفت لعل مسی آلود مین	لال کو پوچھے کوئی مجھسے تو بتلاؤن سیاہ
کیا کرو نہین بات یار ان سے کہ ہر ہر بات مین	نالہ سینے سے نکلتا ہی دل محزون سے آہ
پھر جانا نہین کچھ آنکھونکو نظر آتا نہین	مثل شب رکھتا ہی ذنکو طالع واژون سیاہ

۲۵۸ فرقت جانا نہین الجھے دم نہ کیون ای واسطی
گور تیرہ سے ہی کاشانہ مرا افزون سیاہ

بہار آئی ہی ای ساقی شراب عشق سستی ہی	پیین گے نقد جان دیکر کہ ذوق می پرستی ہی
جسے کہتے ہین عالم اک خراب آباد بستی ہی	کہ ہستی نیستی ہی نیستی دنیا کی ہستی ہی
جہان کہتے ہین جسکو ہم وہ اک ویران بستی ہی	کہ جسکے ہر در و دیوار سے وحشت برستی ہی
عداوت سے نہین خالی ہی جھکنا اہل دولت کا	زیادہ کاٹ کرتی ہی بہت جو تیغ کستی ہی
نہ بولو کچھ اگر گذرو کبھی گور غریبان پر	جواب انسے نہین ملتا ہی خاموشونکی بستی ہی
ہوے مسدود میخانے کہ پھر ماہ صیام آیا	گئے مستی کے دن ای میکشو اب فاقہ مستی ہی
نہ ہو مغرور اس عز و شرف پر اپنے ای منعم	فلک کو دیکھلے تو اوج کے ہمراہ پستی ہی
نہ نکلے نغمۂ منصور کیونکر ہر رگ و پے سے	کہ شرب بادۂ وحدت سے مجکو جوش مستی ہی
مین ہون اک نقش پاے بوتراب ای گردش گردون	تجمل خاکساری ہی بلندی میری پستی ہی
ہنسا کیون اشک چشم عندلیب و خندۂ گل پر	مرے رونے پہ اب فرقت مین ساری خلق ہنستی ہی
نہین معبود جب کوئی سوا اللہ کے ثابت	حقیقت مین ہمین عشق بتان بھی حق پرستی ہی

جلاکرتا ہی سوزرشک سے مریخ گردون بھی
عجب کیا دشت وحشت مین جو میرے قبل تھا مجنون
حسین سب ہوگئے جامے سے تجکو دیکھکر باہر

عجب حاصل تری تیغ نگہ کو تیز دستی ہی
کہین حاکم ہون اعلی اسکو حاصل پیش دستی ہی
اکھاڑا تھا جو پریون کا وہ دیوانو کی بستی ہی

۲۵۹

تصور ہی بتون کا واسطی ہر دم ترے دل مین
خدا کی شان ہی کعبے مین شغل بت پرستی ہی

نگہ جب گوشۂ چشم ستمگر سے نکلتی ہی
نہین معلوم اپنے دل مین کیسی آگ جلتی ہی
تری تیغ نگہ جب قتل عاشق پر مچلتی ہی
وصال یار کا جب روز آیا اپنی موت آئی
تڑپ جاتے ہین زخمی ہوتی ہی زخمونکو اوایذا
ہماری مرگ سے سامان غم ہی بزم جانانمین
بپا ہوتا ہی قاتل طرفہ ہنگامہ قیامت کا
جگر مین دلمین سینے مین تپ فرقتکی سوزش ہی
بجاے آہ اسکے عارض گلگونکی اسگنت مین
خیال یار سے کرتے ہین باتین ہم تصور مین
وہ مہ منھ پھیر کر سوتا ہی شب بھر میری جانب سے
جڑاؤ بالیان یاقوت کی یون زیر گیسو ہین
یہ دلمین ہی جلادون کاٹکر شاخ تمنا کو
گذر جاتا ہی دنیا سے تمھارے خال کا عاشق
عدم کے جانیوالو ہمکو بھی ہمراہ لے لینا
دل مضطر کی بیتابی کریگی راز کو افشا

سر عشاق پر تیغ قضا کی طرح چلتی ہی
کہ مثل شمع ہر دم آہ سینے سے نکلتی ہی
سنبھالے سے کسی کے معرکے مین کب سنبھلتی ہی
کہین تقدیر کے آگے کوئی تدبیر چلتی ہی
ہواے کاکل مشکین اگر مقتل مین چلتی ہی
حنا ململ کے مشاطہ کف افسوس ملتی ہی
سر میدان جو تیری چال پر تلوار چلتی ہی
یہ عالم ہی جدھر دیکھو ادھر اک آگ جلتی ہی
صداے خندۂ گل میرے سینے سے نکلتی ہی
طبیعت کنج تنہائی مین یون اپنی بہلتی ہی
بھلا یہ قسمت خوابیدہ کب کروٹ بدلتی ہی
شب تاریک مین جسطرح ناگن من اگلتی ہی
ہوئی ہی خشک ایسی پھولتی ہی نہ پھلتی ہی
مسافر کی کب اس جہانسرا مین دال گلتی ہی
مسافر ہو جو تنہا اسکو راہ دور کھلتی ہی
سنبھالے سے طبیعت جوش غم مین کب سنبھلتی ہی

یہ کس بیداد گر بیرحم کے کشتے کی تربت ہی
سرہانے جسکے حسرت خود کف افسوس ملتی ہی

خدا کے واسطے ای عیسی دوران عیادت کر
قضا آئی ہوئی بیشک ترے آنیسے ٹلتی ہی

تمنا جبسے ہی نظارۂ دستِ نگارین کی
نگاہ شوق مژگان سے کف افسوس ملتی ہی

ڈبویا نام ہمچشمون مین اپنا میری آنکھون نے
نہین بجھتی ہی انسے آگ جو سینے مین جلتی ہی

پھنسا زلفون مین دل آخر بہت ای واسطی ہوگا
بلا جو آنیوالی ہی وہ کب ٹالے سے ٹلتی ہی

۲۶۰

چھرے خوشی سے تیرے نیمچے کے کھائین گے
لوہے کے بھی چنے جو ملین گے چبائینگے

آنے سے جنکو ننگ ہی انکو بلائین گے
ای جذبِ شوق آج تجھے آزمائین گے

لگ جا گلے سے پھر نہ گلے سے لگائین گے
جاتے ہین وان جہانسے کبھی پھر نہ آئین گے

سنتے ہین آج گھر مین ہمارے وہ آئین گے
دل دیچکے ہین نذر انھین کیا دکھائین گے

ساقی نگاہ مہر سے دیکھیگا جب ہمین
بیخوف محتسب کو ہم آنکھین دکھائین گے

پروانہ کسدن آئیگا خط کے جواب مین
دیکھین یہ شمع رو ہمین کبتک بلائین گے

بیوجہ شعلہ رو نہین دیتے ہین دلکو داغ
مطلب یہ ہی کہ سر و چراغان بنائین گے

دیکھا ہی جبسے مصحفِ رُخ ای صنم ترا
کہتے ہین برہمن کہ ہم ایمان لائین گے

مضمون شاعرونسے بندھیگا کمر کا کیا
ہستی سے جب تلک یہ عدم کو نجائینگے

پوچھو نہ راہ ملک عدم کسقدر ہی دور
زندے کرینگے قصد تو مر کے جائین گے

ہم عاشقونکو بوسۂ ابرو مراد ہی
درگاہ مین کمان کے چلّے چڑھائین گے

گوشہ ہی ہمکو محفل جانان سے خوب ہی
مرجائینگے نہ منتِ دربان اُٹھائین گے

رکھتے ہین کب سبیل وہ پیاسونکے واسطے
شمشیر آبدار کا پانی پلائین گے

پازیب بے سبب نہین ہوتی ہی زیب پا
سوتے ہوونکو خواب عدم سے جگائینگے

جسروز دل مین آئیگا اک آہ کھینچ کر
قلّابے آسمان و زمین کے ملائین گے

پہونچینگے بام یار تک ای ہمنشین ضرور	جب ہم کمند آہ رسا کو بنائینگے

۲۶۱	سو بار دے چکا ہی یہ اُلفت مین جان کو کیا واسطی کو آپ بھلا آزمائینگے

تجکو قرار کیون نہین ای آسمان کبھی	کیا دیکھلی ہی گردشِ چشم بتان کبھی
مجھپر وہ گل خفا ہی کبھی مہربان کبھی	آتی ہی فصل گل کبھی فصل خزان کبھی
ملتا نہین بتون کے دہن کا نشان کبھی	کھلتا نہین ہی عقدۂ راز نہان کبھی
برباد ہو نہ بعد مرے دود دل مرا	یارب سر مزار بنے سائبان کبھی
سنگ جفا سے شیشۂ دل چور چور ہی	تو بھی یقین ہی منہہ سے نہ نکلے فغان کبھی
اُس کوچے مین رسائی قاصد ہو کسطرح	فکر رسا بھی جاے نہ اپنی جہان کبھی
ظلم و ستم ہین اہل زمین پہ ہزار ہا	آتا ہی رحم تجکو بھی ای آسمان کبھی
ہی شغل آہ و نالہ فقط بے کمال عشق	بھڑکے گی جب یہ آگ نہوگا دھوان کبھی
وحشت مین گردشونکو مری دیکھ دیکھکر	چکرائے گا یقین ہی یہ آسمان کبھی
ای رشک مہر و ماہ پھرے تم جہان مین	روشن کیا نہ آکے ہمارا مکان کبھی
یارب زمین کوچۂ جانان ہی اور ہم	ہمسے کسیطرح نہ پھرے آسمان کبھی
تنہا اگر وہ مل بھی گئے محو عشق کو	منہہ بند ہوگیا نہ ہوا کچھ بیان کبھی
بھولینگے لوگ قصۂ فرہاد و قیس کو	چھاپے مین چھپیگی جو مری داستان کبھی
جانبازی رقیب کے جوہر کھلینگے صاف	قاتل کے سامنے جو ہوا امتحان کبھی
بلبل خزان مین کہتی ہی گلشن کو دیکھکر	رہتا تھا اس چمن مین مرا آشیان کبھی
کیا جلد صبح وصل کی شب تونے کی عیان	بھولا نہ اپنی چال تو ای آسمان کبھی
پریان فریفتہ ہون تو حورین ہون شیفتہ	صورت اگر دکھاؤ تم ای جان جان کبھی
برسون اسیر زلف بتان واسطی رہے	پابند عشق کی نہ کٹین بیڑیان کبھی

اجازت آہ و افغان کی جو وہ ہمکو عطا کرتے
جو خوش ہوتے وفا کرتے خفا ہوتے جفا کرتے
میسر وصل اگر ہوتا تو کہتا حال دل اپنا
بوقتِ قصہ خوانی دوستونکو یہ مناسب تھا
دکھاتا تھا اُنھین آئینۂ دل جاے آئینہ
کیا کرتے ہین عالم مین جو دعوائے مسیحائی
ہمین عاشق بنایا اور تمھین معشوق خالق نے
صنم خانے سے اُٹھکر قصد مین کرتا جو کعبے کا
ازل سے عشق مین اور حسن مین اک ربط قایم ہی
دکھاکر جلوۂ دیدار تو بیخود کیا ہم کو
ٹھہرنا نامناسب تھا ادھر آتے اُدھر جاتے
سعادت مجکو بھی ہوتی ریاض دہر مین حاصل
کلان تودے سے تھی منظور ہمکو خاک برداری
ریا و مکر سے محفوظ رکھا ہمکو قسمت نے

تماشا دیکھتے ہم روز اک محشر بپا کرتے
مگر ترک تعلق یون نہ تم ای دلربا کرتے
وہ خوش ہوتے تو کیا کرتے خفا ہوتے تو کیا کرتے
مری دیوانگی کا اُس پہ پیسے تذکرا کرتے
اُسی صورت سے صورت آشنا کو آشنا کرتے
مریض عشق ہو نین کیون نہین میری دوا کرتے
وگرنہ ہم بھی ایسے تھے کسی سے التجا کرتے
معاذ اللہ مرے حق مین یہ بت کیا جانے کیا کرتے
نہ دیتے دل حسینونکو تو پھر ہم اور کیا کرتے
یہ حسرت رہ گئی باقی کہ عرض مدعا کرتے
سمجھتے ہم تو سیر اس باغ کی مثل صبا کرتے
وہ میرے طایر دلکو جو صدقے مین رہا کرتے
در سلطان اگر ملتا گدا یا نہ صدا کرتے
وگرنہ پردۂ تقوی مین ہم کیا جانے کیا کرتے

۲۶۳	ہمین عشق بتان سے واسطی فرصت ملی کسدن کہ جاتے زاہدو نمین بیٹھکر ذکر خدا کرتے	

یہ ہی حجاب کہ منھ روبرو نہین کرتے
صنم کدہ مین حرم مین چمن مین صحرا مین
حرام مس ہی اُنھین تیرے مصحفِ رُخ کا
خیال ہی جو ہمین اُنکی بے دہانی کا
وہ دیکھکر مرے اشکونکو ناز سے بولے

وہ کھل کے ہمسے کبھی گفتگو نہین کرتے
کہان کہان تری ہم جستجو نہین کرتے
جو آب چشم سے پہلے وضو نہین کرتے
خموش بیٹھے ہین کچھ گفتگو نہین کرتے
یہ جھوٹے موتی ہین ہم آبرو نہین کرتے

کیا ہی مست جو ہمکو نگاہِ ساقی نے
ہوائے بادۂ و جام و سبو نہین کرتے

یقین ہی خلد مین پائینگے وہ شراب طہور
جو آکے بیعتِ دست سبو نہین کرتے

کسی کی تیر نگہ کا ہی یادگار یہ زخم
اسی سے چاک جگر کو رفو نہین کرتے

بجھائین دلکی لگی کیا جو ظاہری ہین دوست
جگر کا چاک رفو گر رفو نہین کرتے

بجا ہی بکر ہی جو آجتک یہ زال جہان
کہ مرد اسکی کبھی آرزو نہین کرتے

سپہر و شمس و قمر جن و انس و حور و ملک
وہ کون ہین جو تری جستجو نہین کرتے

ہوئی ہی دلکو یہ مطلب کے نام سے نفرت
کہ آرزو کی بھی ہم آرزو نہین کرتے

کسی کے گیسوے عنبر فشان کو سونگھا ہی
خطا سمجھکے کبھی مشک بو نہین کرتے

پسند ہی یہ اسیری کہ صورت قمری
کبھی شکایت طوق گلو نہین کرتے

عجب بلا مین پھنسایا ہی دیدۂ و دل نے
جو دوست کرتے ہین ہمسے عدو نہین کرتے

ابھی تو سر مین ہی سودائے عشق پوشیدہ
بیان وحشت دل مو بمو نہین کرتے

ستم شعار ہین بیرحم ہین جفا جو ہین
وفاے عہد کبھی خوبرو نہین کرتے

۲۶۴

حسین بہت ہین وہان واسطی کا دل ہی ایک
اسی سے قصد سوے لکھنؤ نہین کرتے

کس پری کا ہو گیا سایا مجھے
منزلون وحشت نے دوڑایا مجھے

کچھ نہ کچھ وہ کرکے حیلہ اٹھ گیا
جب کسی نے لاکے بٹھلایا مجھے

سایۂ بال ہما سے کم نہین
یار کی دیوار کا سایا مجھے

کیا نہ تم سمجھے تھے وحشی ناصحو
کیا سمجھکر تمنے سمجھایا مجھے

کسکی تیغ ناز عریان ہو گئی
نیم بسمل کرکے تڑپایا مجھے

روتے روتے ہو گئین آنکھین سفید
دن کو شب غمہا نے یہ دکھلایا مجھے

بے تمیز ونسے ہوئی حاصل تمیز
راستہ غولون نے بتلایا مجھے

فکر سے حاصل ہوا گنج سخن
ملگیا قسمت سے سرمایا مجھے

وادی وحشت سے مین جاتا کہان
جھاڑیون نے کدتھے الجھایا مجھے

۲۶۵

تھک گئے اہل نصیحت واسطی
مین نہ سمجھا لاکھ سمجھایا مجھے

ہجر مین کیا کیا نہ پیش آیا مجھے
موت نے آآکے دھمکایا مجھے

آدمی آیا کہ آئی ہی قضا
جسنے بھیجا اسنے بلوایا مجھے

جبکہ گئے ہوش وخرد تب عشق نے
جو نہ سمجھا تھا وہ سمجھایا مجھے

دیکھکر اسکو مین ایسا کھو گیا
دل نے بھی ڈھونڈھا نہ پھر پایا مجھے

مین کہان رہتا تھا کس عالم مین تھا
شوق اسکا اسطرف لایا مجھے

مہر عالمتاب وہ ذرہ ہون مین
جلوۂ جانان نے چمکایا مجھے

پیشوا ہی پیر ہی مرشد ہی دل
وہ کیا جو اسنے سمجھایا مجھے

مین کہان یہ عالم ہستی کہان
خود مین آیا یا کوئی لایا مجھے

خود نمائی مانع اخفا ہوئی
آپ اسنے جلوہ دکھلایا مجھے

کعبہ و بتخانہ و گلزار و دشت
ہر جگہ تو ہی نظر آیا مجھے

ہی نفخت فیہ من روحی دلیل
مل گیا وحدت کا پیرایا مجھے

۲۶۶

واسطی غفلت مین تھا گمراہ مین
راستہ مرشد نے بتلایا مجھے

کیا خوب شکل اس بت کافر ادا کی ہے
ہندو بھی کہ رہے ہین کہ قدرت خدا کی ہی

جلتے ہی اپنی شمع لحد آپ بجھ گئی
بدعت نسیم کی نہ عداوت صبا کی ہی

کیا کیا بلند بندھتے ہین مضمون زلف یار
آفت کا اپنا ذہن طبیعت بلا کی ہی

جسپر کرم ہو عشق کا وہ بادشاہ ہو
خاصیت اسمین سایۂ بال ہما کی ہی

بچنا محال ہی ترے بیمار عشق کا ++
کیون دوستونکو فکر دوا و دعا کی ہی

مضمون گریہ اسمین لکھے ہین جو بیشتر
دیوان نہین ہی جلد یہ بحر البکا کی ہی

جو راہ پر چلے لگے سونا اُچھالنے
دشوار راہ یار کے دولتسرا کی ہی

تیرے شہید زندۂ جاوید کیون نہون
تلوار موج چشمۂ آب بقا کی ہی

شاید کہ خون تیرے شہیدون کا ہو شریک
شوخی یہ بے سبب نہین رنگ حنا کی ہی

وحشی وہ ہون کہ عشق مرا قیدخانہ ہی
زنجیر میرے پانو نہین زلف رسا کی ہی

فیض گلیم فقر سے مین بادشاہ ہون
خاصیت اسمین سایۂ بال ہما کی ہی

ہوتے ہین یکسیکڑون کے دم فکر دل لہو
گویا زمین شعر زمین کربلا کی ہی

کچھ تو ٹھہر خدا کے لیے ای نسیم صبح
بو تیرے پیرہن مین کسی آشنا کی ہی

دانا کوئی بچے گا نہ پسنے سے زیر چرخ
گردش جو رات دن یہی اس آسیا کی ہی

۲۶۷

آسان ہوتی جاتی ہین جتنی ہین مشکلین
تائید واسطی مجھے مشکل کشا کی ہی

تاثیر میرے جذب کی ہی یا دعا کی ہی
بت آئین میرے گھر مین یہ قدرت خدا کی ہی

صورت کچھ اور کشتۂ ناز و ادا کی ہی
جاوید زندگی صفت اپنی قضا کی ہی

کیا کیا نہ ہم علاج اطبا سے مر مٹے
آئین وہ دیکھنے کو یہ صورت شفا کی ہی

کیونکر لکھون نہ وحشت دل اپنی مو بمو
ہون مبتلائے زلف طبیعت بلا کی ہی

دل ہی نے کر دیا ہمین بیگانہ خلق سے
یہ دشمنی ہمارے اسی آشنا کی ہی

اکسیر ہاتھ آئے مس قلب ہو طلا
اسواسطے تلاش تری خاکپا کی ہی

مین مبتلائے زلف بتان بے سبب نہین
ہی اسمین کوئی راز یہ مرضی خدا کی ہی

پہونچی نہ بوے پیرہن یار مجھ تلک
شکوہ نسیم کا نہ شکایت صبا کی ہی

پہلے جنون ہوا مجھے پھر غم مین مر گیا
وہ بات ابتدا کی ہی یہ انتہا کی ہی

آنکھونکو کیون پسند نہو چودھوین کا چاند
تصویر ٹھیک ٹھیک کسی مہ لقا کی ہی

کہتے ہین جسکو صور سرافیل اہل شرع
جھنکار اے جنون مری زنجیر پا کی ہی

سینے کا درد دل کو جو دیتا ہے لذتین
اسمین بھی کیا چمک تری تیغ ادا کی ہی

کنج قفس مین سیر چمن کے کہان نصیب
لائے جو بوے گل تو عنایت صبا کی ہی

چہرہ چمک رہا ہی جو ہر گل کا مثل برق
شوخی یہ باغ مین تری رنگ حنا کی ہی

کافی ہی اپنے تن کو لباس برہنگی
جوش جنون مین کیا ہمین حاجت قبا کی ہی

دنیا مین خوب و زشت کی کیونکر تمیز ہو
صورت جو رند کی ہی وہی پارسا کی ہی

ہی واسطی کو عشق مین کیا کیا خیال خام
اُمید بیوفاؤن سے مہر و وفا کی ہے

۲۶۸

تاب غصے کی کہان ای ستم ایجاد مجھے
لال لال آنکھین نظر آتی ہین جلاد مجھے

کسی گلرو کی نہین بھولتی ہی یاد مجھے
کیا گلستان کا سبق دیتے ہین اُستاد مجھے

وہ خوش اوقات ہون ہر دم ہی تری یاد مجھے
ہی شب و روز وظایف یہی اوراد مجھے

پھر نیا ظلم دکھا ای ستم ایجاد مجھے
ہو نہین غم دوست نہین شکوۂ بیداد مجھے

اسقدر خانۂ صیاد مین مدت گذری
نہ رہی وضع گل و طرز چمن یاد مجھے

کشتہ جسوقت ہوا زندۂ جاوید ہوا
ہو گیا آج مسیحا مرا جلاد مجھے

پیر و مرشد مین سمجھتا ہون تو اپنے دلکو
وہی کرتا ہون جو کرتا ہی وہ ارشاد مجھے

میری خاموشی کا باعث ہی کہان صبر و شکیب
ناتوانی سے نہین طاقت فریاد مجھے

ہی خزان باغ سے صیاد گئی فصل بہار
ہاے کب قید سے تو نے کیا آزاد مجھے

مصرع قامت دلدار مین سمجھا اُسکو
نظر آیا جو کبھی باغ مین شمشاد مجھے

کوہ غم مین نے اُٹھایا تو یہ جرأت پائی
لب شیرین سے کہا یار نے فرہاد مجھے

مرگیا مین جو گیا وعدہ فراموش اسنے
غفلت یار ہوئی خنجر جلاد مجھے

ہون وہ مینوش کہ آنکھون سے بجالایا مین | جو کیا حضرت خمار نے ارشاد مجھے
جبتک اُس بُت کا تصور نہین آتا یارب | کعبۂ دل نظر آتا نہین آباد مجھے
جوش وحشت نے یہ کانٹو نمین گھسیٹا ہی کہ اب | ہی ہر اک موے بدن نشتر فصاد مجھے

۲۶۹ واسطی گر گیا ہاتھون سے مرے دل افسوس
کوچۂ عشق کی بھولے گی نہ اُفتاد مجھے

رنج و محن اُٹھایئے ایذا اُٹھایئے | لیکن نہ ہاتھ عشق سے اصلا اُٹھایئے
مین بھی نہ آؤن گا مجھے اچھا اُٹھایئے | غیرونکی دوستی کا نتیجا اُٹھایئے
دریا کی سیر روز صنم بے سبب نہین | کب مانتا ہون آپ جو گنگا اُٹھایئے
کیونکر فرشتے لیگئے جنت مین کے میرا شک | ممکن نہین کہ خاک سے دریا اُٹھایئے
دیتا ہون نقد دل مین مجھے اختیار ہی | رکھیئے عزیز یا اسے بیجا اُٹھایئے
بسمل جو سر بسر ہوگئے اُنکو تو یہ کہا | بس ہو چکا تمام تماشا اُٹھایئے
باقی ہی نقد جان اسے تو لے کہ موت لے | کس کس کا مفلسی مین تقاضا اُٹھایئے
کوہ غم فراق کا اُٹھنا محال ہی | طاقت سے ہو جو بڑھ کے اُسے کیا اُٹھایئے
تحریک ابرو و مژہ کافی ہی قتل کو | تلوار کھینچیے نہ تمنچا اُٹھایئے
صاحب شب وصال مین یہ شرم ہی غضب | للہ اپنے مُنہہ سے ڈوپٹا اُٹھایئے
ممکن نہین کبھی مرض عشق سے شفا | کیون سر پہ بار منت عیسیٰ اُٹھایئے
آئی بہار صحبت ساقی کی تاک ہی | مسجد سے قصد ہی کہ مصلا اُٹھایئے
طاقت نہین ہی ناز اُٹھانیکی بھی ہمین | کسطرح بار شکوہ بیجا اُٹھایئے

۲۷۰ عقبے کی فکر چاہیئے انسانکو واسطی
کسو اسطے عبث غم دنیا اُٹھایئے

اگر عاشق کا خون کرنا روا ہی | تو خنجر لایئے پھر دیر کیا ہے

قد اُسکا ایک آفت ہی بلا ہی — بلا دُھری وہ گیسوے رسا ہی
برنگ دانہ دلکو پیستا ہے — مگر گردون گردان آسیا ہی
مقدر نے کیا ہی پیچ ب مجھسے — تری زلفون کا سودا ہو گیا ہی
غلط ہی چشم اُلفت اُس سے ایدل — وہ کسکا دوست کسکا آشنا ہی
تمھاری زلف مشکین کے مقابل — ختن کا نام لینا بھی خطا ہی
مین توڑون سلسلہ زلفونکا کیونکر — کہ اس زنجیر کا لوہا کڑا ہی
کہین سینے سے دل چوری نجائے — وہ دزدیدہ نظر سے دیکھتا ہی
نیا ہی کوے قاتل مین تماشہ — کوئی مرتا ہی کوئی لوٹتا ہی
نباہ اُس بیمروت سے ہی مشکل — یہ میرا دل یہ میرا حوصلا ہی
کھلے ہین بال کسکے آج یارب — معطر دامن باد صبا ہے
سعادت ہی جھکائین سر جو قاتل — کہ تیری تیغ بھی بال ہما ہے
فلک پر مہر روشن طور پہ برق — ترے عارض کا جلوہ جابجا ہی

۲۷۱

خدا کے واسطے مل واسطی سے
ترا عاشق ہی تیرا مبتلا ہے

خضر کو راہ بتاتی ہی جستجو تیری — کنوئین جھکاتی ہی یوسف کو آرزو تیری
بھری ہی دلمین یہانتک تو آرزو تیری — کہ غنچے سے آتی ہی مجکو بو تیری
عزیز جان ہی جسکو بہت وہ کیا جانے — مری نظر مین ہی ای تیغ آبرو تیری
نہ بھاگ قید سے ایدل کہ صورت قمری — برای طوق ہی پیدائش گلو تیری
جو ہمکلام ہو تو گنگ سے تو گویا ہو — کلید قفل خموشی ہی گفتگو تیری
کدھر سے دیکھیے ہوتا ہی جلوہ یوسف — نگاہ دیکھتی ہی راہ چار سو تیری
نکال دینگے نہ آیا جو بزم مین وہ مست — ہمارا ہاتھ ہی اور گردن ای سبو تیری

بڑھی اُمید کہ ہونگے غریق رحمت ہم
جو آب تیغ پہونچ جاے تا گلو تیرے

نکل کے خانۂ زنجیر سے کہان جاؤن
لپیٹتی ہی مجھے زلف مشکبو تیری

نسیم آئی ہی تو کسکے کوے گیسو سے
جنون بڑھاتی ہی سودائیون کا بو تیری

سوائے چاک کہان التیام کی صورت
کتان ہی دل مرا مہتاب آرزو تیری

اِدھر بھی تو ہی اُدھر بھی ترا ہی جلوہ ہی
شبیہ ہی ورق دل پہ پشت و رو تیری

خدا کے خوف سے رو وقت طاعت اے زاہد
نماز ہوگی نہ مقبول بے وضو تیری

فراق یار مین ہی لذتِ وصال نصیب
ہمیشہ رہتی ہی تصویر روبرو تیری

خدا کی ذات ہی تنہا بس اے صنم بے عیب
بدن ہی آئنہ اُسمین کمر ہی مو تیری

سما گئی ہی جو اسمین خدا کی قدرت ہی
سبو ہی دل مرا دریا ہی آرزو تیری

۲۷۲

یقین ہی گل بھی سُنین واسطی لگا کر کان
اُڑا لئے بلبل اگر طرز گفتگو تیری

شب وصل کیا مختصر ہوگئی
ذرا آنکھ جھپکی سحر ہوگئی

وہان ہنستے ہنستے ہوا ان کا کام
یہان روتے روتے سحر ہوگئی

خیال اُنکو آنے لگا غیر کا
اِدھر تھی طبیعت اُدھر ہوگئی

گرے اپنی آنکھو سے گر چار تنک
زمین ہفت کشور کی تر ہوگئی

نہ پہونچے ہم اُس گھر تک ضعف سے
چلے دو قدم دوپہر ہوگئی

یہ نظارۂ زلف جانان کیا
پریشان ہماری نظر ہوگئی

کہان کوئی تجھسا ہی شیرین دہن
کہ ہونٹھون کی مسی شکر ہوگئی

ہوئی اُسکی چشم عنایت اگر
زمانے کی سیدھی نظر ہوگئی

الٰہی ہو محشر اُٹھین گور سے
کہ مردونکی تختہ کمر ہوگئی

بچے گا نہ بیمار اُلفت کبھی
دوا کیا دعا بے اثر ہوگئی

۲۷۳

پسیجا نہ دل یار کا واسطی
مری آہ کیا بے اثر ہو گئی

شب وصل کم اسقدر ہو گئی ... پلک مارتے بس سحر ہو گئی
وہ گھبرا کے بولا نہ چھیڑو مجھے ... نہین لطف رنجش اگر ہو گئی
بلا توڑ ہی ناوک آہ مین ... مشبک فلک کی سپر ہو گئی
ہوے سر کٹا کر سبکدوش ہم ... مہم عشقبازی کی سر ہو گئی
غضب نیند آئی جو آنیکی شب ... نہ جاگے نہ جاگے سحر ہو گئی
اٹھاتی ہی طوفان جو تو ہر گھڑی ... بلا کیا تجھے چشم تر ہو گئی
نہ پوچھو جوانی مین پیری کا حال ... ہوئی شمع گل جب سحر ہو گئی
رقم کیا ہو مضمون سیب ذقن ... کہ شاخ قلم بے ثمر ہو گئی
کسی سے نہ بار محبت اٹھا ... فلک کی بھی ڈہری کمر ہو گئی
رہی فکر صندل پئے دردسر ... دوا باعث دردسر ہو گئی

۲۷۴

غم ہجر جانان رہا واسطی
مصیبت مین اپنی بسر ہو گئی

روکا ہی مرغ قفس اپنی زبان باتون سے ... دیکھ سویا نہین صیاد کئی راتون سے
خوش رہین آپ جو ملتے ہین بد اوقاتون سے ... دست کش ہم بھی ہین ایسونکی ملاقاتون سے
وصل کا نام لیا ہمنے تو جھنجھلا کے کہا ... دیکھو دیکھو ہمین نفرت ہی انھین باتون سے
فتنہ گر بانی بیداد جو ہین ہفت فلک ... سابقہ ہمکو ہی دن رات انھین ساتون سے
روک اکدم تو زبان بہر خدا اے واعظ ... مغز ہوتا ہی پریشان تری باتون سے
سچ بتا کیا ہوے وہ بادہ پرست ایساقی ... کہ نہین باغ مین جلسے کئی برساتون سے
شب معراج شب قدر شب گیسوے یار ... فیض انسان نے پایا تو انھین راتون سے

دام سے کب مجھے صیاد رہا کرتا ہے | کہ پھنسایا ہی بڑی فکر بڑی گھاتون سے
قاضی شہر کی اوقات بسر ہو کیونکر | زر تحصیل نہ آئے جو خراباتون سے
گل و مل باغ و خم و ساغر و مینا و سبو | ساقیا ربط ہی ہمکو تو انھین ساتون سے

اپنی ہی کہتے ہین میری نہین سنتا کوئی
واسطی تنگ ہون یارونکی ملاقاتون سے

۲۷۵

خدا کی بڑی مجھپہ رحمت ہوئی | کہ اک بت سے صاحب سلامت ہوئی
مجھے اک پری سے جو الفت ہوئی | زیادہ سلیمان سے شوکت ہوئی
تصور بندھا کس قد و زلف کا | بلا سر پہ آئی قیامت ہوئی
کھلی کشتۂ عشق کی مر کے قدر | زیارت گہ خلق تربت ہوئی
ہوا قتل جب اُسنے اُٹھی نہ تیغ | مرے حق مین قاتل نزاکت ہوئی
ترے نیمچے نے کیا نیم جان | رہی نصف جان نصف رخصت ہوئی
ملا عاشقی مین مزہ اور کیا | اذیت ہوئی یا مصیبت ہوئی
اُٹھاتا ہون کوہ الم ہو کے کاہ | مجھے ضعف مین زور طاقت ہوئی
ہوا زرد رخسار مانند زر | یہ حالت تمھاری بدولت ہوئی
جو ہے نام منظور ہو گوشہ گیر | کہ عزلت سے عنقا کی شہرت ہوئی
ترے لب کا مضمون جو اُسمین بندھا | رباعی مری چار شربت ہوئی
کیا ہمنے نالہ اُڑے آسمان | پھکا صور برپا قیامت ہوئی
جدا ہو کے اُسنے مین جیتا رہا | بڑی اسکی مجکو ندامت ہوئی
کہان ضعف پیری کہین زور خون | گئے ولولے سلب طاقت ہوئی
مین رکھتا ہون دو دو پہر آنکھ بند | تصور مین اُسکے یہ صورت ہوئی
حسینونکی تعریف مین واسطی | رقم ہر غزل خوبصورت ہوئی

بچے دل لاکھ یاد زلف و قامت آہی جاتی ہی
محبت بد بلا ہی اسمین آفت آہی جاتی ہی

نظر کوئی نہ کوئی اچھی صورت آہی جاتی ہی
جوانی مین حسینون پر طبیعت آہی جاتی ہی

کرینگے گرمیان وہ بھی اگر اب سرد مہری ہی
بدن مین بعد لرزے کے حرارت آہی جاتی ہی

کرین حورونکی تعریفین جو واعظ کون سنتا ہی
ہمیشہ بحث اسلئے تیری بابت آہی جاتی ہی

چھپاتا ہون مین درد دل نہایت سامنے انکے
مگر آنسو ٹپک پڑتے ہین رقت آہی جاتی ہی

سلامت کوچۂ گیسو سے کب رہرو گذرتے ہین
وہان دو چار کی ہر روز شامت آہی جاتی ہی

وہ ہنستے بولتے ہین غیر سے مجکو یہ رونا ہی
بگڑ جاتا ہی دل تاثیر صحبت آہی جاتی ہی

طریقہ ہی مرا تسلیم لیکن ظلم پیہم سے
زبان پر دوستانہ کچھ شکایت آہی جاتی ہی

کیا مانند زر الفت نے زرد آخر مرا چہرہ
مقدر چاہیے گھر بیٹھے دولت آہی جاتی ہی

حسین محبوب ہو کیا عیب ہی سادہ مزاجی کا
ادا و ناز و شوخی و شرارت آہی جاتی ہی

مثل سچ ہی کہ ذکر عیش نصف عیش ہوتا ہی
زبان پر ذکر بوسہ سے حلاوت آہی جاتی ہی

بتون کا عشق کچھ خالی طریقت سے نہین زاہد
پرستش کرتے کرتے طرز طاعت آہی جاتی ہی

لکھا کرتا ہی جو حسن ملیح یار کے مضمون
سخن مین واسطی اسکے حلاوت آہی جاتی ہی

حسینون سے جو ملتا ہی طبیعت آہی جاتی ہی
نہین قابو مین دل رہتا محبت آہی جاتی ہی

زوال کفر ہو راہ شریعت آہی جاتی ہی
غرض باقی نہین رہتا تو طاقت آہی جاتی ہی

بہت تھا سخت قاتل پر پلایا تیغ کا پانی
دل انسان ہی آخر کو مروت آہی جاتی ہی

نہین پوشیدہ کچھ ہاروت اور ماروت کا قصہ
فرشتونکی بھی انسان پر طبیعت آہی جاتی ہی

جلا پروانہ دیکھا شمع کو روشن جو محفل مین
ملے معشوق غیرونسے تو غیرت آہی جاتی ہی

جہان بجتے تھے نقارے وہین آواز شیون ہی
دگرگون حال عالم ہی یہ نوبت آہی جاتی ہی

نہین ہی بے جہت غفلت تمھاری دار دنیا مین
کہ سولی پر بھی نیند اے اہل غفلت آہی جاتی ہی

شراب سرخ پیکر سرخ ہو کیونکر نہ وہ چہرہ
بدن مین قرب آتش سے حرارت آہی جاتی ہی

لکھا خط یار کو میں نے دیا قاصد نے غیروں کو	مقدر میں جو لکھی ہو وہ آفت آہی جاتی ہے
ڈرے زلف سیاہ یار سے کیونکر نہ دل میرا	بلا انسان کو گھیرے تو ہیبت آہی جاتی ہے
نہیں رخنہ محبت میں پڑے کے ہیں وہ توڑ کنے دو	کبھی رنجش بھی ہوتی ہے کدورت آہی جاتی ہے
گرسنہ لقمۂ غم کھا ہی لینگے خوان نعمت سے	نظر آسودگی کی کوئی صورت آہی جاتی ہے

۲۷۸

عبادت کر اگر اے واسطی ہے شوق جنت کا
کرے محنت جو انسان ہاتھ اجرت آہی جاتی ہے

ہمارے قتل کا غصہ سبب ہے	غضب انکو نہیں آتا غضب ہے
وہ رخ ہے شعلۂ برق تجلی	زیادہ کیا کہیں ترک ادب ہے
نہیں جمشید کو کچھ اس سے نسبت	بڑا پیر مغان عالی نسب ہے
جو بوسہ دو مرض جائے ہمارا	مداوا شربت عناب لب ہے
بیاض حسن ہمنے خوب دیکھی	تمھاری بیت ابرو منتخب ہے
بیان ہے عشق و اظہار محبت	یہی عشاق کا حسن طلب ہے
بدن میں ہے وہی غم کی حرارت	افاقہ مجھکو کچھ تب تھا نہ اب ہے
رخ انور پہ ہے گیسوئے شبگون	تماشا اجتماع روز و شب ہے
جگر مجروح ہے بیخواب آنکھیں	کسی سے دل کا لگ جانا غضب ہے
پلا دے شربت دیدار آکر	ترا بیمار الفت جان بلب ہے
سوا جنت سے ہے میخانہ ساقی	زیادہ حور سے بنت العنب ہے
وہی ہے قبر شیدائے لب یار	سرہانے جسکے اک نخل رطب ہے
نظر آتے ہیں لاکھوں آئینہ رو	مگر یہ لکھنؤ شہر حلب ہے

۲۷۹

تنفر ہند سے ہے واسطی کو
ہوائے روضۂ شاہ عرب ہے

اگر حجاب سے ظاہر مین آ نہین سکتے
وہ شکل خواب مین بھی کیا دکھا نہین سکتے

یہی ہی رشک تو خط لکھ کے بھیجنا کیسا
کسی کو نام بھی اُسکا بتا نہین سکتے

حرارتِ تپ فرقت کا اب یہ عالم ہی
بدن کو ہاتھ اطبا لگا نہین سکتے

قریب ہمسے ہین وہ ہم قریب ہین اُنسے
پھر اسپہ ڈھونڈھتے پھرتے ہین پا نہین سکتے

اُٹھائین کیا وہ الم کیا یہ ضعف طاری ہی
کہ سخت بات کسی کی اُٹھا نہین سکتے

موا ہون مین لب جان بخش کی تمنا مین
مسیح بھی مرا مردہ جلا نہین سکتے

ہزار بار سرافیل صور اگر پھونکین
لحد مین خواب سے ہمکو جگا نہین سکتے

یہین فنا یہ گرانی ہی بار عصیاں سے
کہ لوگ میرا جنازہ اُٹھا نہین سکتے

بتون کا جذب محبت ہی سنگ راہ ایسا
کہ اُٹھکے دیر سے کعبے کو جا نہین سکتے

خوشی ہی باغ مین یہ کسکی آمد آمد کی
کہ پھول جامے مین پھولے سما نہین سکتے

خیال ہی کہ نہ جل جائین آکے پروانے
چراغ گھر مین ہم اپنے جلا نہین سکتے

ابھی ہین طفل وہ ڈر ہی کہین نہ ڈر جائین
جگر کے داغ ہم اُنکو دکھا نہین سکتے

بلا کا توڑ ہی تیر نگاہ قاتل مین
دل و جگر کسی پہلو بچا نہین سکتے

نگاہ لطف سے دیکھا ہی یار نے ہمکو
رقیب آکے اب آنکھین دکھا نہین سکتے

بتاؤ بار جفا کسطرح اُٹھے اُنسے
جو لوگ ناز تمھارے اُٹھا نہین سکتے

غرور کیا ہی کہ ساقی محفل جنت ہو
قدح حضور تو کیا ہم پلا نہین سکتے

۲۸۰

عدم کی راہ کا کیا واسطی کھلے احوال
گئے جہانسے جو پھرکر وہ آ نہین سکتے

یارب یہ بلا ہجر کی سر سے کہین ٹلجائے
گھبرا کے یہ دم پیکر خاکی سے نکلجائے

وہ شوخ کبھی سامنے آکر جو نکلجائے
انسان تو کیا بلکہ فرشتے کو بھی چھلجائے

اک ایک گھڑی ہجر مین ہی روز قیامت
اللہ شب گور سے یہ روز بدلجائے

دل اپنا تو ہی موم سے بھی نرم زیادہ
ڈر ہی نہ کہین آتش فرقت سے پگھل جاے

صورت سے مری یار کو نفرت ہی الٰہی
مل جاؤ نہین غیرونمین مری شکل بدلجاے

ہی شربت دیدار علاجِ مرضِ عشق
کیا اور دوا اُف لنسے تپ غم کا خلل جاے

آجاے اگر نزع مین وہ رشکِ مسیحا
مجکو تو یقین ہی اجل آئی ہوئی ٹل جاے

ایسا ہی کہان بحرِ محبت کا شناور
اِس پار سے جو تیر کے اُس پار نکل جاے

ہر مرتبہ بل کہ کے یہ چلنا نہین اچھا
نازک ہی کمر ڈر ہی کہین ناف نہ ٹل جاے

کیا تابش خورشید رُخِ یار سے ہی دور
آئینہ اگر برف کے مانند پگھل جاے

ہر دم مجھے اے جان جلانا نہین اچھا
دیکھو نہ کہین آہ مرے مُنہ سے نکل جاے

بجلی کیطرح کوندتی ہی آہ ہماری
گردون پہ کہین خرمنِ مہتاب نہ جل جاے

اسواسطے جاتا ہونمین ہر صبح چمن کو
شاید دل وحشت زدہ پھولونمین بہل جاے

رو کے سے رُکے قافلہ والونسے نہ ہرگز
وحشی ترا آواز جرس سنکے نکل جاے

مرنیکو تو مرجائے گا بیمارِ محبت
تم آؤ عیادت کو تو دو روز سنبھل جاے

ہو کشتۂ جہانسے مجھے کچھ خاک نہ حاصل
خرمن نہ بہے سیل سے تو برق سے جل جاے

منظور یہ ہی واسطی اس شعر و سخن سے
تا سامنے اُس بت کے کوئی میری غزل جاے

بجا ہی آنکھ شب غم جو تا سحر نہ لگے
سیاہ دیو سے ممکن نہین جو ڈر نہ لگے

ہمارے دلکو بڑا خوف ہی یہ محفل مین
کہ آئینہ کو ترے حسن کی نظر نہ لگے

چھپائے رکھتے ہین وہ گیسوؤنکے بالونمین
عجب نہین ہی اگر ہاتھ وہ کمر نہ لگے

شب فراق تقاضاے اضطراب یہ ہی
تڑپ کے رات کٹی آنکھ تا سحر نہ لگے

ہزار آہ کرون ہجر مین اثر معلوم
یہ وہ ہی نخل کہ جسمین کبھی ثمر نہ لگے

شتاب کوچۂ جانان سے جاکے پھر آنا
رہے خیال ذرا دیر نامہ بر نہ لگے

تلاش یار مین دیر و حرم کو چھان چکا
کرونمین کیا جو ٹھکانا ادھر ادھر نہ لگے

چھپا چھپا کے تو پیتا ہون مے مگر ہی یہ ڈر
کہ محتسب کو کسی دن کہین خبر نہ لگے

گلی مین یار کے آڑتا ہوا گیا قاصد
قدم زمین پہ رکھا کہان کہ پر نہ لگے

دلا جو منزلِ الفت مین پاؤن رکھتا ہی
سنبھل کے چل کہین ٹھوکر دمِ سفر نہ لگے

۲۸۲

کرین جو شعر کی ای واسطی وہ فرمائش
غزل کے کہنے مین کیونکر دل اسقدر نہ لگے

سینے پہ رہا کرتی ہی تصویر کسی کی
اسدرجہ محبت ہی گلوگیر کسی کی

محنت تو بہت کی نہوا وصل میسر
تقدیر سے چلتی نہین تدبیر کسی کی

آئینۂ دل لائے ہین اُس بزم مین عاشق
اک روز چمک جائیگی تقدیر کسی کی

ہو عید شہیدانِ محبت کو نہ کیونکر
جھک جھک کے گلے ملتی ہی شمشیر کسی کی

اخفا کا ترے قیدیونکو دھیان ہی ایسا
غل کر نہین سکتی کبھی زنجیر کسی کی

سر پھوڑ کے تجھ سے موے سیکڑون عاشق
ہی تجکو خبر ای بُتِ بے پیر کسی کی

ہی حکم کہ مر کر بھی کوئی آنے نہ پائے
اُس کوچے مین کیا قبر ہو تعمیر کسی کی

کیا اہلِ وطن بھول گئے مجکو سفر مین
مدت سے جو آتی نہین تحریر کسی کی

موتی کی لڑی کیا مری آنکھونمین سمائے
کانونکو پسند آتی ہی تقریر کسی کی

یون سرمہ ندو آنکھ مین کیا قتل کروگے
ہو جائیگی گردن تہ شمشیر کسی کی

سینے مین تڑپ اُٹھتا ہی دل صورتِ سیماب
سنتا ہون جو آوازِ پر تیر کسی کی

سمجھا ہی غلط اسکو جو سمجھا ہی مدامی
یہ منزلِ ہستی نہین جاگیر کسی کی

فریاد و فغان نالۂ شبگیر ہی بےکار
سنتا ہی نہین وہ بُتِ بےپیر کسی کی

بیجرم گلے کاٹتے ہو اہلِ وفا کے
ثابت بھی ہوئی تھی تمھین تقصیر کسی کی

۲۸۳

ہین صرف دعا میرے لیے واسطی احباب
یارب ہو دعا صاحبِ تاثیر کسی کی

جو سنے آنکھ سے بیساختہ آنسو نکلے
شعر وہ ہی کہ کوئی درد کا پہلو نکلے

قبر عاشق سے پس مرگ جو بچھو نکلے
تیرے بس ہوئے یہ ای الفت گیسو نکلے

ہی یقین مجکو کہ اب روز قیامت ہی قریب
تفنش مین ٹکنے کو رکھے ہوے گھنگرو نکلے

ہیچ کاکل سے نہ کل جنکو خبر تھی وہ طفل
آج خم ٹھوکتے ملتے ہوے بازو نکلے

بال باندھا ہون محبت ہی کمر سے مجکو
ابھی سر کاٹ لو گر فرق سر مو نکلے

جان بھی عشق سے نکلے تو یہی عشق رہے
یہ بھی ممکن ہی کہ اُس گل سے کبھی بو نکلے

ہو ترے تیر کے پیکان کے جو آنے مین درنگ
دل بیتاب ابھی توڑ کے پہلو نکلے

ابر تر رونے مین کیا مجھسے مقابل ہوگا
اُسپہ چھا جاے اگر ایک بھی آنسو نکلے

آکے جنگل مین نشانہ اُسی ناوک کا بنا
ای کمانذار کبھی حسرت آہو نکلے

بزم مین آئے جو اُس کاکل مشکین کی ہوا
شمع کے گل سے شمیم گل شبو نکلے

عاشق سرو قد یار جو گلشن مین گئے
کبھی ہو کر نہ تہ سرو لب جو نکلے

گھر مین بے یار یہ تڑپا کہ مرا دیکھ کے حال
دیدۂ روزن دیوار سے آنسو نکلے

شب فرقت مین یہ سمجھا جو فلک کو دیکھا
کہکشان سانپ ہی تارے نہین بچھو نکلے

صید کرنے کو وہ آئے تو وہین جنگل سے
جو کڑی بھرتے ہوے سیکڑون آہو نکلے

گنج سربستہ معنی ہی جو اُسکا ہی کلام
ایک بھی بات اگر کی کئی پہلو نکلے

دل ہوا آب مگر گرد کدورت ہی وہی
اس سمندر کو جو دیکھا کئی ٹاپو نکلے

رُخ خورشید نظر آنے لگے مثل زحل
چھوڑ کر چہرے پہ اپنے جو وہ گیسو نکلے

تھی مجھے حضرت یوسف کیطرح یہ نہ اُمید
واسطی دشمن جان قوت بازو نکلے

۲۸۴

سوزش جو پس مرگ رہی تہمین ہمارے
آئے نہ فلک خوف سے مدفن مین ہمارے

اُترے ہین تو اُترے رہین ہم شیخ کے دل سے
رہتے ہین بڑے چشم برہمن مین ہمارے

جو برق کی آمد کا نہ مشتاق ہوا ای چرخ
ایسا کوئی دانہ نہین خرمن مین ہمارے

دانتون کے تصور مین گرا کرتے ہین آنسو
کیا کیا درِ نایاب ہین دامن مین ہمارے

دیوان مین تحریر ہین سب تازہ مضامین
پژمردہ کوئی گل نہین گلشن مین ہمارے

جس روز سے اُس شک مسیحا سے جدا ہین
مردے کیطرح جان نہین تن مین ہمارے

موسیٰ کیطرح سے ارنی ہم بھی کہین گے
پہونچے جو قدم وادیِ ایمن مین ہمارے

ہی دیدۂ گریان سے جو برسات کا موسم
جگنو کی چمک ہی دلِ روشن مین ہمارے

وصلت مین بنا پیچ کیا زلف نے اُسکی
زنجیر سی ہی چنبرِ گردن مین ہمارے

جلاد کا کیا رعب دمِ ذبح ہی غالب
ماہی کیطرح خون نہین تن مین ہمارے

مہمان یہ ہوے جمع کہ دشوار ہی دعوت
دانونسے سوا مور ہین خرمن مین ہمارے

ای واسطی کیونکر ہو بھلا وصل میسر
تاثیر نہین نالہ و شیون مین ہمارے

۲۸۵

نہین دیتے سرِ مو ابروے خمدار خنجر سے
تمھارے موے مژگان نوک کی لیتے ہین نشتر سے

ہوے تر لب ہمارے کب شرابِ روح پرور سے
کبھی مے اس دہانِ خشک تک پہونچی نہ ساغر سے

لبِ محبوب نازک ہین کہین برگِ گلِ تر سے
غلط تشبیہ دی ہی شاعرون نے لعلِ احمر سے

درِ منعم سے وہ ملتا نہین اُمیدوارونکو
ملا ہی فیض دیوانونکو جو زنجیر کے گھر سے

کوئی مجھسے نہ لیجائیگا بازی دشت گردی مین
بڑھا رہتا ہون ہر دم دو قدم مین بادِ صرصر سے

ہوے مغرور دیکھی شکل جب اپنی حسینون نے
مجھے آئینہ سازی کی شکایت ہی سکندر سے

بڑے جھگڑے سے پہونچا خط ہمارا دستِ جانان تک
کبوتر نے لیا قاصد سے قاصد نے کبوتر سے

پڑے کبرستان ہین ساکن گورِ غریبان بھی
پکارو لاکھ باہر کچھ صدا آتی نہ اندر سے

مناؤن کسطرح ساقی جو مجھسے مست رو ٹھے
بن آتی کچھ نہین جب زن بگڑ جاتی ہی شوہر سے

کسی شیرین دہن محبوب کی تعریف کرنی ہی
وضو کرنا ہی ہمکو پہلے واجب آبِ کوثر سے

بپا ہوتا ہے طوفان آنسوؤں کا قطرے قطرے سے
بڑھا ہے رتبہ اپنے دیدۂ تر کا سمندر سے

تمہاری چشم سے بیجا نہیں دعوائے ہمچشمی
نہ توڑیں کسطرح مردم سر بادام پتھر سے

کبھی ہوتا نہیں صفِ اضافی جوہر ذاتی
صدف کی آبرو بڑھتی ہے کوئی آگ گوہر سے

اگر شامل ہو اپنی ایک اشک گرم کا قطرہ
تڑپ کر مچھلیاں باہر نکل آئیں سمندر سے

نہیں کچھ میکشوں کو حادثات دہر سے دہشت
گلا شیشے کا کب کوئی قلم کرتا ہے خنجر سے

ہمارے سوز دل کا حال اگر کاتب کو لکھنا ہے
بنانا چاہیئے پہلے قلم بال سمندر سے

توقع دیر سے ہے بارش باران رحمت کی
کسیدن آکے سینچے مزرع عمر آب خنجر سے

ہمارے دوش پر سر تھا تو کیا کیا سر گرانی تھی
جو سر اترا تو اترا آج یہ بار گران سر سے

وہ شاہ حسن اگر آئے تو ہم آنکھیں بچھائینگے
فقیر عشق ہیں کیا کام ہے مخمل کے بستر سے

ٹھہرتا ہی نہیں دم بھر ہماری آنکھ میں آنسو
کوئی طوفان برپا ہوگا کیا اس طفل ابتر سے

دکھا کر قامت و مژگان و ابرو اس ستمگر نے
کیا مجروح ہمکو تیر سے ابرو سے خنجر سے

۲۸۶

برنگ صورت دیوار جان ای واسطی ہمکو
ہوے ہیں دست و پا بیجس نکل سکتا نہیں گھر سے

اُڑا نجائے جہان جبرئیل کے پر سے
اُمید نامہ بری کیا وہاں کبوتر سے

اُمید فیض نرکھے گدا تونگر سے
بجھی نہ پیاس کسی کی بھی آب گوہر سے

ثبوت خاک دم حشر ہوگا دعویٔ قتل
ملا ہوا ہے لہو اپنا آب خنجر سے

قد دراز جو اُس بیوفا کا آئے نظر
اُمید قطع کریں قمریان صنوبر سے

خیال چشم میں پوچھو نہ حال دل ہمسے
کہ چور چور یہ شیشہ ہوا ہے ساغر سے

یقین ہے ہوگا کبھی نخل آرزو سرسبز
کہ سینچتا ہوں اسے آب دیدۂ تر سے

ہمارے دلکو غنیمت ہیں سختیان غم کی
بجھا شرار نکالا قدم جو پتھر سے

تمہارا مطلع ابرو ہے یار لاثانی
ہوا جواب نہ ابتک کسی سخنور سے

امید زیست ہی کسکو یہی جو رونا ہے
کہ بحر اشک کا پانی گذر چکا سر سے

جگر کا داغ وہی ہی کرون ہزار آہین
یہ وہ چراغ ہی بجھتا نہین جو صرصر سے

گناہ گار ہین ایسے کہ اپنا دامن تر
نہ خشک ہوگا ذرا آفتاب محشر سے

ہماری قبر پہ لاکر وہی چڑھا دینا
سحر کو پھول جو چھُٹینگے اُنکے بستر سے

کسی کی چاہ زنخدان کا وصف لکھا ہی
گرے گا نامہ مرا چاہ مین کبوتر سے

تمام عرصۂ محشر کو کر دیا تاریک
ہماری فرد گنہ نے نکل کے دفتر سے

نکل کے تن سے چلی ساتھ ساتھ بلبل روح
نکل گیا کوئی گلرو اگر برابر سے

۲۸۷

شعار راست قدون کا جو واسطی دیکھین
کبھی نہ عشق کرین قمریان صنوبر سے

کبھی صحرا مین اگر بہر شکار آتا ہے
آنکھ دکھلا کے غزالونکو وہ مار آتا ہی

کب اٹھانے مری تربت کا غبار آتا ہی
خوب چھینٹا تجھے ای ابر بہار آتا ہی

سرخ سب ہونگے جو ہین زرد خزا مین چہرے
مژدہ ای بادہ کشو ابر بہار آتا ہی

صاف ظاہر ہی خفا ہمسے ہی وہ آئنہ رو
آنکھ ملتی نہین جب دل مین غبار آتا ہی

دیکھ تو اُٹھکے ذرا خاک سے ای قیس حزین
گرد اُٹھی ہی کوئی ناقہ سوار آتا ہی

کوے قاتل بھی کوئی شہر خموشان ہی مگر
نظر اک روز وہان تازہ مزار آتا ہی

روز روشن کا رخ یار پہ ہوتا ہی گمان
دیکھکر زلف خیال شب تار آتا ہی

زخم دل وہ ہین کہ بہتی ہی جگر مین سے پس
زیر پا راہ مین جسدم کوئی خار آتا ہی

جبتلک جان مین آئی نہ مری وصل سے جان
کب ہمارے دل مضطر کو قرار آتا ہی

یاد جسنے نہ کیا ہمکو کبھی مرگ کے بعد
فاتحہ پڑھنے وہ کب سوے مزار آتا ہی

کچھ تمھین اپنے مریضونکی بھی صاحب ہی خبر
روز جاڑے سے غریبونکو بخار آتا ہی

رخ مرے گھر کی طرف ہی مگر اغیار ہین ساتھ
داغ دینے مجھے وہ لالہ عذار آتا ہی

دل مرے سینہ پُر سوز مین ٹھہرے کیونکر
کہین سیماب کو آتش پہ قرار آتا ہی

اک مرے اشک سے ہی سارے جہانکو نفرت
ورنہ ہر طفل کو انسان پہ پیار آتا ہی

۲۸۸

لاکھ دشمن ہو کوئی تابع فرمان ہہ جائے
واسطی بن ہمین شیشے مین اُتار آتا ہی

جھکین گے مست دو شیشۂ و پیمانہ آتا ہی
دھوان دھار ابر رحمت جانب میخانہ آتا ہی

سوائے درد ہجر یار مین لذت کہان ساقی
پھپھولا ہنکے اپنے ہاتھ مین پیمانہ آتا ہی

چلو اے مے پرستو فرض استقبال زاہد ہی
کہ مسجد سے وہ اُٹھکر جانب میخانہ آتا ہی

کرے وہ شمع بزم حسن محبت مین طلب ہمکو
خدا چاہے تو تھوڑی دیر مین پروانہ آتا ہی

اُسے منظور ہوتی ہی جو زینت مار گیسو کی
سکندر آئنہ ضحاک لیکر شانہ آتا ہی

نہین ڈرتا کہ ہو جائینگے ٹکڑے کان کے پردے
جو سننے کو ہمارے عشق کا افسانہ آتا ہی

وصال دخت رز سے کیون نہ مین بیہوش ہو جاؤن
پری پر ہو کے غش کب ہوش مین دیوانہ آتا ہی

گئے وہ دن کہ گھر مین مجمع احباب رہتا تھا
یگانہ اب نہ اپنی قبر پہ بیگانہ آتا ہی

مرے مکتوب کی ہو خیر یارب دل دھڑکتا ہی
کہ قاصد کوچۂ جانان سے مایوسانہ آتا ہی

نگہ بالا ہی صنوبر ہی چراغ غول ہر لالہ
فراق یار مین گلشن نظر ویرانہ آتا ہی

ہوئی ہی راہ ورسم نامہ و پیغام بند اُس سے
تہینو نینے بہہ صورت ہی کوئی جاتا نہ آتا ہی

بنا دیتی ہی قسمت نار سوزان مے کو پانی سے
ہمارے لب تلک جبدم لب پیمانہ آتا ہی

۲۸۹

بتان سنگدل نے واسطی دل مین جگہہ کی ہی
جو کعبہ تھا وہ اب ہمکو نظر بتخانہ آتا ہی

نشانہ صیاد سے صحن چمن نزدیک ہی
ہین تو غربت مین مگر ہمسے وطن نزدیک ہی

بیٹھتے ہو[illegible] لگ گئی وحشت تو یہ لڑنے کہا
چل زیارت کو کہ قبر کوہ کن نزدیک ہی

[illegible] کعبہ نشینون کیا ضرور
چلکے اُٹھ جاؤ نگا دیر برہمن نزدیک ہی

کنج عزلت سے ہی چلنے کا مجھے مدتسے قصد
دور ہی یارب کہ اُسکی انجمن نزدیک ہی

لامکان تک تو ہوا دخل نگاہ چشم فکر
سوجھ جاے مجکو مضمون وہین نزدیک ہی

قصر خسرو سے نکلکر اک نظر دکھلاے شکل
دیکھ ای شیرین قضاے کوہکن نزدیک ہی

رہتی ہی آئینۂ عارض پہ زلف مشکفام
کیا حلب کے ملک سے ملک ختن نزدیک ہی

فاتحہ کو آکسیدن پھول ہنس ہنسکر چڑھا
مقبرہ عاشق کا ای گل پیرہن نزدیک ہی

مصر سے کنعان کیجانب آتی ہی باد صبا
مژدہ ای یعقوبؑ بوے پیرہن نزدیک ہی

فدیہ ہی رخسار آیا قبر پر دامن کشان
چاک کر ڈالون گریبان کفن نزدیک ہی

بہر زیب گوش اگر درکار ہی تمکو گہر
لاتے ہین آنکھونسے ہم موتی عدن نزدیک ہی

جلد حاصل ہوگا بعد مرگ حورونسے وصال
گوشۂ تربت سے جنت کا چمن نزدیک ہی

۲۹۰

ہی مناسب ہند سے قصد زیارت واسطی
دور کب ہی روضۂ شاہ زمن نزدیک ہی

یون مرے دل کا داغ جلتا ہی
جیسے گھر مین چراغ جلتا ہی

دل مرا ہی جلا بھنا وہ کباب
جسکی بو سے دماغ جلتا ہی

ضبط بلبل کو آفرین ورنہ
ایک نالے مین باغ جلتا ہی

سوز غم سے ہی میرے دلکا یہ حال
جیسے کوئی اجاغ جلتا ہی

مہر و مہ کیا ہین تیرے رخکے حضور
کب کسی کا چراغ جلتا ہی

۲۹۱

واسطی غیر مجکو کیا پہونچے
مفت بلبل سے زاغ جلتا ہی

ہرگز یہ کل نہوگا جو کچھ رنگ آج ہی
کتنا زمانہ بھی متلون مزاج ہی

جسکے سبب سے شیر بھی روبہ مزاج ہی
بیشک وہ احتیاج ہی وہ احتیاج ہی

ممکن نہین کہ ترک کرین عاشقی کو ہم
یہ درد لا دوا یہ مرض لاعلاج ہی

ہم دیکھتے ہین خرمن مہتاب مین وہی
اُترا ہوا جو صدقے مین تیرے اناج ہی

کافی ہی ہمکو فقر مین کجکول بوریا
اے آسمان کسے ہوس تخت و تاج ہی

قرطاس سادہ بھیجئے مکتوب کی جگہ
سنتے ہین نامہ بر کہ وہ سادہ مزاج ہی

قیمت عقیق لب کی تجھے کون دے سکے
بیعانہ سارے ملک یمن کا خراج ہی

ہین واقف زمانۂ ماضی وحال ہم
حقا ترا جواب نہ کل تھا نہ آج ہی

نازان ہین اہل کفر کہ دُنیا کی ہی رجوع
بُت کی نگاہ لطف برہمن کا راج ہی

۲۹۲

ہی جسمین وصف اُس شہ خوبی کا واسطی
دیوان کے گنجفے مین وہی صفحہ تاج ہی

دلکو وہ زلف گرہ گیر پسند آتی ہی
سچ ہی دیوانے کو زنجیر پسند آتی ہی

دیکھتا ہون جو حسینونکے مرقع کو کبھی
سب سے بڑھکر تری تصویر پسند آتی ہی

ذائقہ بادیہ گردی کا ملا ہی جب سے
گھر خوش آتا ہی نہ تعمیر پسند آتی ہی

زاہد پیر کو کیا قدر ترے ابرو کی
نوجوانونکو یہ شمشیر پسند آتی ہی

اے کماندار جو ہین تیری کمان پر قربان
اُنکو آواز پر تیر پسند آتی ہی

جوش وحشت مین ہی جبسے قد جانا نکا خیال
روش کوچۂ زنجیر پسند آتی ہی

بدی نفس سے خفاش طبیعت ہین جو لوگ
کب اُنھین مہر کی تنویر پسند آتی ہی

کُشتے ہین اُلفت خاک قدم یار کے ہم
کیمیا ہمکو نہ اکسیر پسند آتی ہی

کتنا واضح ہی ترا مصحف رخسار کا خط
بسط ہو جسمین وہ تفسیر پسند آتی ہی

صوت قمری سے نہ ہی نغمۂ بلبل سے غرض
اپنے کانونکو وہ تقریر پسند آتی ہی

نہ دوات اسکو ہی درکار نہ خامے کا ہی کام
خط رخسار کی تحریر پسند آتی ہی

۲۹۳

واسطی ہم تو ہین کیا حضرت جبرئیل کو بھی
خدمت شبّرؑ و شبّیرؑ پسند آتی ہی

جب تک سفر وطن سے نہ صاحب ہنر کرے
پیدا نہ آبرو کبھی مثلِ گہر کرے

کسکا ہی دل کہ معرکۂ عشق سر کرے
مجھسا جو منچلا ہو تو پیدا جگر کرے

رسوا کرے خراب کرے دربدر کرے
منظور سب ہی عشق اگر دلمین گھر کرے

عزلت گزین جہانسے جو قطع نظر کرے
مثل حباب چاہیئے بند اپنا در کرے

نظارہ اُس دہن کا جو منظور ہے مجھے
عنقا کا کام طائر نور نظر کرے

اُلفت نہین ہی اُسکو مگر مصلحت یہ ہی
کہدو کہ میری لاش پہ آ کر گذر کرے

دل مین یہ بعد مرگ بھی باقی ہی دغدغہ
زندہ خدا نہ حشر مین بار دگر کرے

مین یاد چشم مست مین پانی اگر پیون
بیشک شراب ناب کا پیدا اثر کرے

صندل جو دردسر کا مقرر علاج ہی
لیکن کسے دماغ کہ یہ دردسر کرے

مانگی شب وصال مین یہ صبح تک دعا
یارب طلوع مہر بشکل قمر کرے

ہوتے ہین اُسکو دیکھکے قاصد کہ ہوش گم
جو آپ بیخبر ہو وہ کسکو خبر کرے

وہ چال چل کہ آنکھین بچھین تیرے زیرپا
وہ بات کر کہ دل مین کسی کے اثر کرے

پھولونکو اور کرتی ہی خندان نسیم صبح
مغموم کیا اُسے مری آہِ سحر کرے

جسوقت چاہے رخسے ہٹاوے وہ زلف کو
منظور جب ہو شام سے پیدا سحر کرے

رکھے وہ بڑھکے معرکۂ عشق مین قدم
پیدا جو زخم اُٹھانے کے قابل جگر کرے

ہو اپنی مغفرت کی جسے واسطی تلاش
وہ اتباع سنت خیر البشر کرے

۲۹۴

اُس رُخ پہ کوئی سوختہ جان کیا نظر کرے
تار نظر نہ جبتلک اشکون سے تر کرے

نخل جنون کو میرے خدا بارور کرے
داغون سے برگ چھالون سے پیدا ثمر کرے

دیکھے اگر سیاہی رُخ لے کے آئینہ
خورشید کا قبول نہ احسان قمر کرے

اس چشم اشکبار سا پھر کون ہو سخی
تقسیم صبح و شام جو گنجِ گہر کرے

منھ پھیرتا ہی یار کا ہی زندگی کی شکل — محشر ہو آفتاب اگر رخ ادھر کرے

اتنا ہجوم حشر مین ہمکو خیال ہی — میدان کہین نہ صاف وہ تیغ نظر کرے

تنگی جہانکی دیکھ کے گھبرا رہا ہی دل — اس تنگنا مین کوئی کہان کا سفر کرے

اس سنگدل کے سامنے جائے وہ عشقباز — پتھر کا آئنہ کی طرح جو جگر کرے

سینہ بشکل شانہ ہو جسکا کہ چاک چاک — کوچے مین زلف کے وہ پریشان گذر کرے

کثرت ہو دشمنونکی تو انسانکو چاہیے — کانٹون مین گھر کے پھول کی صورت بسر کرے

مرتا ہو نمین بندھا ہی مجھے اور ہی خیال — وہ اختلاط غیر سے دل کھولکر کرے

بیکس وہ ہون جو آئے شب ہجر میری موت — ماتم مین میرے چاک گریبان سحر کرے

یاقوت و لعل جسکی نظر مین ہون سنگ و خشت — کیونکر جہان مین وہ ہوس سیم و زر کرے

قاصد تو ڈر سے جا نہین سکتے ہین واسطی — دیکھین کہ اسکو کون ہماری خبر کرے

۲۹۵

چاہیے تیرا ہی دلمین غم رہے — جبتلک دم مین ہمارے دم رہی

فرقت جانان نہین کیا کیا غم رہے — رنج و غم درد و الم ہر دم رہی

چونک ای غافل گیا عہد شباب — زندگی کے دن بہت اب کم رہی

روبرو محراب تیغ یار کے — چاہیے ہر وقت گردن خم رہی

یہ گوارا ہی نہ ملیے مجھسے بھی — صحبت اغیار لیکن کم رہی

وقت گریہ سامنے کون آگیا — گرتے گرتے اپنے آنسو تھم رہی

ہم ہو تمکو مبارک قطع راہ — پانوئین طاقت نہین اب ہم رہی

چھو لیا گیسو کہ اس تقصیر پر — ہمسے ساری رات وہ برہم رہی

برف امید وصل مین بھیجین اسے — چاہیے پہلے سے نقشہ جم رہی

تو اگر ہو مہربان کچھ غم نہین — دشمن جان میرا اک عالم رہی

موت کا ہر روز چکھا ذائقہ — جبتلک دنیا مین جیتے ہم رہا کی

۲۹۶

داغ ہو جائے جو تن سر تا قدم
واسطی کیا خواہش مرہم رہی

نشان آہ لیکر فوج غم کے ساتھ ہم سے نکلے — اُٹھی یہ دھوم گلیون مین محرم کے علم نکلے
ہمارا نقد ایمان لیکے یہ کافر مکرتے ہین — بتونکو سادہ دل سمجھے تھے کتنے ہٹ دھرم نکلے
بتونکے شوق نے پہنچا نچھوڑا راہ ایمان مین — چلے کعبے بہک کر جانب بیت الصنم نکلے
الٰہی موت آجائے نہ افشائے راز اُلفت ہو — زبان سے اُف نہ نکلے پہلے ہی قالب سے دم نکلے
دوئی کا اُٹھ گیا پردہ جو اپنے دل کی آنکھون سے — جسے ہم دیکھنے نکلے اُسے دیکھا تو ہم نکلے
ملو مین نیک و بد سے جھک کے تا دل کی کجی جائے — کسا کون دونون بانکون تیغ کو شاید کہ خم نکلے
یہ حسرت ہی بس مردن ترے کوچے مین چلنے کی — شجر کوئی ہماری خاک پر بوئین قدم نکلے
ہوئی مد نظر جب اُس خط پر نور کی مدحت — نئے مضمون طبیعت سے ہماری یک قلم نکلے
نظارے کی ہوس دل مین نہ وقت نزع رہجائے — الٰہی یار بالین پر مری آئے تو دم نکلے

۲۹۷

رہے کونین مین کوئی نہ پھر اے واسطی باقی
سر میدان اگر اُس ترک کی تیغ دو دم نکلے

ہر چند کہ دل مائل فریاد و فغان ہی — دل کھو لکے روؤن مین کہان تنگ جہان ہی
جھیلون غم فرقت یہ مجھے تاب کہان ہی — مین ایک پر کاہ ہون وہ کوہ گران ہی
صبح شب فرقت نہین ہوتی نہین ہوتی — آواز گجر کی نہ مؤذن کی اذان ہی
مجھ پیر سے کہدو کہ کرے جنگ نہ گردون — تیر آہ رسا ہی قد خم گشتہ کمان ہی
کیا بات ہی کوہ غم فرقت کا اُٹھانا — کمزور نہین مین کہ ابھی تاب و توان ہی
دنیا مین سبھے تشنگی حرص تو کیونکر — پانی کا نہین نام کہ اندھا یہ کنوان ہی
سب سمجھے ہین جسے اہل زمین خیمہ گردون — کچھ روے ہوا پر مرے نالونکا دھوان ہی

قاتل کو دکھاتا ہون دمِ ذبح کرامت
گردن پہ مری آبِ دمِ تیغ روان ہی

کیسے یہ حسین جب نہ ہی جان ہی تن مین
مشہور ہی یہ بات کہ جی ہی تو جہان ہی

ہی پیش نظر جیسے اُس ابرو کا مہ نو
ہر روز مجھے عشرت عید رمضان ہی

کہتے ہین وہ ہوتا ہون جو مین وصل کا طالب
سودائی ہی دیوانہ ہی تجکو خفقان ہی

دیکھینگے کبھی حال وہ باتین بھی کرینگے
نرگس نہ وہ آنکھین ہین نہ غنچہ نہ دہان ہی

جو کہتے ہو مجکو وہی کہ بیٹھونگا مین بھی
کھولونگا زبانکو مرے مُنھ مین بھی زبان ہی

اے واسطی اُس گل کی مگر لائی ہی نکہت
کچھ آج نسیم سحری عطر فشان ہی

اظہر ہی من الشمس کہ تو چشم نہان ہی
ہی آنکھ کا ڈورا کہ ترا موے میان ہی

روشن صفتِ عارضِ جانا نمین بیان ہی
ہی طور کا شعلہ کہ مرے مُنھ مین زبان ہی

ظاہر ہی اسی سے مرے قاتل کی رکاوٹ
رُک رُک کے جو خنجر مری گردن پہ روان ہی

پیری مین وہ عارض نظر آتا نہین ہمکو
ہی صبح مگر مہر جہانتاب نہان ہی

کیا پوچھتے ہو مجھسے کہ کیون زرد ہی رنگت
جو بات عیان ہی نہین محتاج بیان ہی

ممکن نہین بھولے سخن سخت کسی کا
مرہم سے جو بھرتا نہین وہ زخم دہان ہی

دل وادی وحشت مین کیا کرتا ہی نالے
شاید جرس قافلۂ ریگ روان ہی

بانکا ہی جو اس عہد مین مجنون اُسے کہیئے
بانا ہی نہین پاؤنمین زنجیر گران ہی

کرتا ہون جو اُس چہرۂ گلرنگ کی تعریف
برگ گل شاداب مرے مُنھ مین زبان ہی

بیجا نہین کہیے تری دربانکو جو رضوان
تو حور ہی کاشانہ ترا باغ جنان ہی

جب سے نظر آیا ہی ترا خنجر ابرو
بسمل کیطرح دل مرے سینے مین طپان ہی

دل مجکو پھنساتا ہی محبت کی بلا مین
سمجھا ہون جسے دوست وہی دشمن جان ہی

گلشن مین جو آمد نہین اُس غیرت گل کی
کیون جانب در دیدۂ نرگس نگران ہی

اس باغ مین اچھا نہین کچھ سر کا اٹھانا
سبزہ یہی باعث ہی جو پامال خزان ہی

۲۹۹

ای واسطی سمجھانے کو سمجھاتا ہی ناصح
اتنا نہین واقف کہ مجھے صبر کہان ہی

ہوے ہین پیر اجل بالاے سر ہی
ظہور صبح ہی وقتِ سفر ہی

عجب شیرین اَدائی کا اثر ہی
چھری ہاتھون مین اُسکے نیشکر ہی

وہ اس باغ جہا نمین نامور ہی
گرہ مین جسکے مثل غنچہ زر ہی

رخ روشن پہ اُسکے خط ہی پیدا
گمان ہوتا ہی ہالے مین قمر ہی

مٹے کیا صندلی رنگونکی اُلفت
کہ سر کے ساتھ اپنا درد سر ہی

بشکل آئنہ ہون صاف باطن
جو صورت ہی وہ منظور نظر ہی

نہین کچھ خانہ بربادی کا شکوہ
بحمد اللہ کہ اُسکے دلمین گھر ہی

نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون شب ہجر
نہ اشکو نمین نہ نالونمین اثر ہی

پھر آئے چارہ حد مین شش جہت مین
ہوا اتنا نہ ثابت تو کدھر ہی

تن نازک ہی گل کیطرح نازک
رگِ گل یار کی پتلی کمر ہی

کمر کا بندھ گیا مضمون ہم سے
عدم کی ہمکو ہستی مین خبر ہی

فریبِ غیر کافر مین نہ آئے
کہ سیدھا سا مسلمان نامہ بر ہی

۳۰۰

حذف نافہم اسے سمجھے تو سمجھے
سخن ای واسطی اپنا گہر ہی

گانے مین لے رہے ہین وہ تانین نئی نئی
سیکھی ہین مطربونکی زبانین نئی نئی

فصل بہار آئی ہی شاید کہ شہر مین
رکھتے ہین میفروش دکانین نئی نئی

تکیونمین کشتے ہین جو ترے ابرونکے دفن
چڑھتی ہین تربتونپہ کمانین نئی نئی

کرتے ہووزگریمین کبھی فرفرہین بات
آتی ہین آپکو بھی زبانین نئی نئی

کیا کیا تڑپ رہا ہونمین صبح شب وصال
سنکر موذنونکی اذانین نئی نئی

صدقہ اُتارنیکی اجازت اگر وہ دین	پیدا کرو نمین جسم مین جانین نئی نئی

۳۰۱

سنتا ہون کوے یار مین میلا ہی واسطی
آراستہ ہوئی ہین دکانین نئی نئی

تیرے آگے حسین کوئی کیا ہی	حور کیا چیز ہی پری کیا ہی
ہنکڑی جان لے کے چھوڑیگی	ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی
زاہدو دیکھ لو وہ نرگس مست	پھر یہ پوچھو کہ بیخودی کیا ہی
جان جاوے تو جاوے الفت یار	نہ نبھے جو وہ دوستی کیا ہی
غنچہ سب اُس دہن کو کہتے ہین	شاعرو بات یہ نئی کیا ہی
عشق مین جان کوہکن کی گئی	دل لگانا بھی دل لگی کیا ہی
آگے آگے نرے دکھلائے گا	مضطرا ای دل نہوا ابھی کیا ہی
انقلاب جہان سے کیا معلوم	کہ کبھی کیا ہی اور کبھی کیا ہی
ہین خریدار اُسکے شمس و قمر	زہرہ کیا مال مشتری کیا ہی
مرگیا ہوگا کوئی عاشق زار	سچ بتاؤ کہ پھر خوشی کیا ہی
لے کے دل بوسہ بھی نہین دیتے	کچھ سمجھتے ہو واجبی کیا ہی
آگیا دل کسی حسین پہ اگر	تب یہ سمجھوگے عاشقی کیا ہی
کہہ چکا تم پہ جان دیتا ہون	پھر وہی کہتے ہو اجی کیا ہی
دوستی غیر سے جو کرتے ہو	آپکو مجھسے دشمنی کیا ہی
حق تو یہ بات ہی کہ پیش اسیر	قدر سلمان ساوجی کیا ہی

۳۰۲

دوڑے جاتے ہو بے حواس کہان
خیر ہے آج واسطی کیا ہے

دیکھکر منھ کو جو اپنے وہ شکر خند کیے	خانہ آئنہ کو شہر سمرقند کرے

شرم عریان بدنی مرگ سے بدتر ہی مجھے
آسمان کاش زمین کا مجھے پیوند کرے

شعر سے اپنے محبت ہی بجا شاعر کو
قطع کسطرح کوئی اُلفت فرزند کرے

کام نامرد کا ہی خلق کو دینا آزار
ہی وہی مرد کسی دلکو جو خرسند کرے

دوست واعظ نہین ہوتا کبھی بے ترک شراب
آپ مٹ جاے تو حاسد کو رضامند کرے

چاہیئے صاف طبیعت کو کہ ہر دل ہو عزیز
بزم ہستی مین بسر آئنہ مانند کرے

شعر دزدیدہ سے ہوجاتا ہی شاعر بدنام
کیون کوئی غیر کے فرزند کو فرزند کرے

اک جہان جان کا دشمن ہی جنون مین اپنا
فصد فصاد جو کھولے نہ لہو بند کرے

ارتکاب عمل زشت کو کہتے ہین جنون
کام کیون قابل الزام خردمند کرے

واسطی حاکم ظالم کے عمل مین نہین
کون فرعون کو تحریر خداوند کرے

۳۰۳

تیز رفتاری مین یہ وہم وگمان سے تیز ہی
توسن عمر روان کب طالب مہمیز ہی

رشک کنعان ہی عزیز و سرزمین لکھنؤ
ہر گلی ہر کوچہ اس کشور کا یوسف خیز ہی

رات دن ہنتا ہی شیون کا ہتو ہمسایون کے گھر
شور نالون کا ہمارے بسکہ درد انگیز ہی

سرخ دینا چاہیئے مجکو کفن بھی بعد مرگ
کشتۂ دست حنائی کو یہ دست آویز ہی

سنتے ہین پیتا ہی وہ ہمراہ غیرون کے شراب
ساقیا ساغر ہماری عمر کا لبریز ہی

رنج فرقت سے زیادہ وصل کی شب مین ہا
گفتگو اُس شوخ کی بتک ملال انگیز ہی

مدحت رنگ طلائی مین رقم کرتا ہون شعر
کیا تعجب ہی زمین شعر اگر زرریز ہی

کوچہ گیسو سے اُسکے ہوکے آئی ہی مگر
دامن باد بہاری آج عنبر بیز ہی

کیون نہون سر رہروونکے پاؤن رکھتے ہی قلم
جادۂ اُلفت دم شمشیر سے بھی تیز ہی

دھیان ہی صبح ومسا خونریزی عشاق کا
وہ شہ خوبی بھی اپنے وقت کا چنگیز ہی

باد صرصر سے بڑھا رہتا ہی ہر دم دو قدم
اپنے اسپ شوق کو کب حاجت مہمیز ہی

جو سنے اپنا گریبان چاک کرڈالے ابھی
بسکہ افسانہ مری اُلفت کا وحشت خیز ہی

ہجر ساقی مین پر آب آنکھین مری ہین مثل جام
کیا صدائے قلقل مینا ملال انگیز ہی

جب نہو ہمراہ وہ گلرو تو کیا باغ ارم
وادیٔ مین سے بڑھکر دشت وحشت خیز ہی

۳۰۴

کچھ نہین ہی واسطی جام و سبو کی احتیاج
بادۂ عشق بتان سے جام دل لبریز ہی

اُلٰہی باغ مین کس کشتۂ قامت کی تربت ہی
اُگا ہی خاک سے جو گل وہ خورشید قیامت ہی

بلاتے گر نہین وہ پاس اپنے کیا شکایت ہی
ابھی تو ہمسے اُنسے دور کی صاحب سلامت ہی

طلوع صبح ہی پہلو مین وہ خورشید طلعت ہی
دکھائے شام ہجران منہ ہمین کیا اُسکی شامت ہی

لڑکپن کھیل مین گذرا جوانی بادہ خواری مین
بس اب پیری مین دھونا ہاتھ دنیا سے عبادت ہی

برنگ کاہ ہین پر کوہ غم سر پر اُٹھائے ہین
نقاہت مین بھی اپنے جسم لاغر مین طاقت ہی

تصور مین جو اُسکے سرنگون ہین سجدہ کرتے ہین
گریبان کا ہمارے دور محراب عبادت ہی

دلیل مفلسی ہی سیم و زر کی جستجو کرنا
یہ بنیا ہی یہان ترک تعلق مین فراغت ہی

جو اُنکے سینے پر عکس دُر دندان کا مالا ہی
لچکتی ہی کمر اُنکی نزاکت سے نزاکت ہی

تنفر سے عبث پھیرے ہی منہ تو اے سگ جانان
ہما کھائے جو میرے استخوان اُسکی سعادت ہی

صدا اسکی دم رفتار مردے زندہ ہوتے ہین
مگر خلخال پائے یار بھی صور قیامت ہی

بوقت ذبح مجھسے تیغ قاتل نے بھی منہ موڑا
کہان ایسا زمانے مین کوئی برگشتہ قسمت ہی

ہوا ہی ابر ہی صحن چمن ہی اور ساقی ہی
کرو ای میکشو عشرت کہ یہ صحبت غنیمت ہی

کبھی آنے نہین پاتا ہی شکوہ یار کا لب تک
مرے سر پر ترا احسان نہایت ای نقاہت ہی

۳۰۵

جو آنسو ہی وہ طوفان خیز ہی ای واسطی تیرا
نہ ڈوبے کشتی گردون کہین ہمکو یہ دہشت ہی

تری تلوار نے موڑا اگر منہ کیا قباحت ہی
ملینگے سیکڑون قاتل جو اپنا سر سلامت ہی

فغان مین شور محشر ہی وفور عشق قامت ہی
جو داغ دل ہی سینے مین وہ خورشید قیامت ہی

مبارک واعظو سجدہ تمھین محراب مسجد مین
خم ابروے جانان ہمکو محراب عبادت ہی

بقدر حال ہی شاہ وگدا کو رنج دنیا مین
اسے فکر جہان ہی اور اسے فکر معیشت ہی

دہان تنگ سے اسکے نہین غنچہ کو کچھ نسبت
رگ گل مین بھلا موے کمر کی کیا نزاکت ہی

جو شبنم سبحہ گردان ہی تو سجدہ کرتی ہی نرگس
گلستان مین جسے دیکھا وہ مصروف عبادت ہی

فروغ حسن مین کیونکر مقابل ہو سکے کوئی
ترے کوچے مین جو ذرہ ہی وہ خورشید طلعت ہی

ہر اک داغ جنون ہی اشرفی ہر اشک گوہر ہی
ہمارے پاس بھی ای منعمو دولتسے دولت ہی

صدای صور ہی شیشے کی قلقل بزم ساقی مین
بیاض پنبۂ مینا نہین صبح قیامت ہی

شرار آہ کے تن سے بجاے مو نکلتے ہین
بسان سرو آتشباز ہون ایسی حرارت ہی

ہمارے زخم خندان دیکھکر روتے جو اشک خون
تو ہم کہتے مقرر چشم سوزن مین بصارت ہی

تمنا نعمت الوان کی منعم کو مبارک ہو
ہمین تو واسطی نان جوین بھی نان نعمت ہی

۳۰۶

استعارے سے نہ کوئی شعر خالی چاہیے
شاعرون کے واسطے نازک خیالی چاہیے

عالم وحشت مین کسکو فرش قالی چاہیے
سایۂ اشجار کی ہمکو نہالی چاہیے

وصل کا وعدہ کسی طفل فرنگی سے ہوا
آج محفل مین شراب پرتگالی چاہیے

ای صبا دعوی کیا کرتا ہی روے یار سے
گوش گل کو بوستان مین گوشمالی چاہیے

خانۂ مفلس ہی جسمین ایک بھی دانہ نہو
خال کی الفت سے کوئی دل نہ خالی چاہیے

کیون شب فرقت ہنو ظلمات سے تاریک تر
اہل ماتم کے لیے پوشاک کالی چاہیے

کشور دل مین نہ کیونکر عشق ہو فرمانروا
بندوبست سلطنت کو کوئی والی چاہیے

بیت ابرو کے تصور مین نہین لگتا ہی جی
دل لگی کو سیر دیوان ہلالی چاہیے

نامناسب گفتگوے تلخ ہی عاشق کے ساتھ
تجکو ای شیرین دہن شیرین مقالی چاہیے

ہم فقیرونکو تکلف سے غرض کیا ساقیا
جام زرین کے عوض جام سفالی چاہیئے

کہیئے موزون جو وصف قدجانا نمین غزل
باندھنا ہر شعر مین مضمون عالی چاہیئے

کیون نہین کرتا ہی سینے کو مشبک تیر آہ
خانۂ تن مین ہوا آنے کو جالی چاہیئے

ہی خلاف عقل خود آرائش گلزار دہر
ہر چمن کو بہر زینت کوئی مالی چاہیئے

۳۰۷

دل مین اُسکے چشم میگون کا رہی ہر دم خیال
واسطی مے سے کبھی شیشہ نہ خالی چاہیئے

چمن مین لیکے جو اُس گل کی بو صبا آئی
دہن سے غنچونکے آواز مرحبا آئی

نہین ثبوت یہ کس مست کی قضا آئی
سیاہ پوش جو روتی ہوئی گھٹا آئی

جو میکدے مین کوئی محتسب نے توڑا جام
شکست شیشۂ دل کی مجھے صدا آئی

شب فراق مین مر مرکے روز جیتا ہون
چھٹا عذاب سے اچھا ہوا قضا آئی

ادھر گناہ مین جلدی اُدھر عذاب مین دیر
مجھے تو شرم نہ آئی اُسے حیا آئی

کرون پسند نہ کیونکر لباس عریانی
یہی تو ٹھیک مرے جسم پر قضا آئی

تھکے پکارکے ہم کشور خموشان مین
کسی مکان سے کسی کی نہ کچھ صدا آئی

بندھا خیال ہمین زلف وروے جانان کا
چمن مین گھر کے جو کالی کوئی گھٹا آئی

وہ ناتوان تھا کہ پایا کبھی نہ بستر پر
ہزار بار مجھے ڈھونڈھنے قضا آئی

سنی جو صحن چمن مین صداے خندۂ گل
ہمارے کان مین آواز آشنا آئی

خیال زلف مین ہمنے جو سیر دریا کی
تو موج موج سے زنجیر کی صدا آئی

مین وہ مریض ہون بگڑا مزاج اور مرا
جو میرے سامنے بنکر کوئی دوا آئی

اگر اثر نہوا اُسکے دل مین کیا حاصل
جو پایہ عرش کا ای آہ تو ہلا آئی

اُنہین تو کام ہی ہر وقت کنگھی چوٹی سے
بلا سے اُنکے جو سر پھر مرے بلا آئی

پڑی تھی کوچۂ جانان مین واسطی مری خاک
ستم کیا کہ اُڑا لے اُسے ہوا آئی

باعث گریہ جو عشق لب جانان ہو جاے
دامن کوہ بدخشان مرا دامان ہو جاے

پہونچے افشان اگر اُس ماہ کی پیشانی پر
ذرے ذرے سے خجل مہر درخشان ہو جاے

کیا عجب ہی جو نہین خال لب جانا نپر
کسطرح جیسے حبشی شاہ بدخشان ہو جاے

روشنی دیکھون دیوالی کی اگر مین بسیار
نخل ماتم مجھے ہر سرو چراغان ہو جاے

یون ہی صحبت ہو حسینونکی میسر ای چرخ
کاش مدفن مرا بازیچۂ طفلان ہو جاے

اک پریرو کی محبت مین ہوئی ہو گرم مزاج
سر پہ پتھر جو لگاؤن شرر افشان ہو جاے

عکس پڑ جاے جو دانتون کا ترے دریا مین
آب خجلت سے صدف مین دُر غلطان ہو جاے

عاشق زلف کا لکھتے ہین فرشتے احوال
ڈر ہی مجکو کہین دفتر نہ پریشان ہو جاے

زلف جانان کا تصور نہین زنجیر سہی
کوئی تو وحشیون کا سلسلہ جنبان ہو جاے

تم نہ آؤ تو تصور ہی کو اپنے بھیجو ✥ ✥
کبھی آباد مرا خانۂ ویران ہو جاے

جاے گا پیک تصور تری محفل مین ضرور
روک سکتا نہین جبرئیل جو دربان ہو جاے

اپنے کشتونکو جو وہ سیم بدن دفن کرے
گنج پرویز ابھی گنج شہیدان ہو جاے

روشنی ہو شب غربت مین جو درکار مجھے
مشغل افروز ہر اک غول بیابان ہو جاے

اُلفت چاہِ ذقن مین جو بھر آئی مری آنکھ
ای خضر اور عیان چشمۂ حیوان ہو جاے

شیخ کعبے کو گیا پوجنے اسود کو عبث
سنگ در پوجے ترا صاحب ایمان ہو جاے

تر جو ہو اشک ندامت سے ہمارا دامن
ابر کا نیچہ مژگان مین گریبان ہو جاے

واسطی دے جو فلک فکر کی فرصت مجکو
مجمع مین میر سے بڑھکر مرا دیوان ہو جاے

۳۰۹

وہ دم نزع جو آجائین تماشا ہو جاے
ملک الموت مرے حق مین مسیحا ہو جاے

وصف اُس چہرۂ روشن کا جو انشا ہو جاے
صفحۂ قرطاس کا رشک ید بیضا ہو جاے

خط مین وصف دہن یار جو انشا ہو جاے
کیا عجب ہی کہ کبوتر مرا عنقا ہو جاے

صبح تک ہمکو شبِ وصل مین کھٹکا یہ رہا	راز افشا نہو لوگونمین نہ چرچا ہو جاے
کاٹ لے کاٹ لے سر دبر نہ گراے جلاد	بوجھ بھاری ہی ذرا تن مرا ہلکا ہو جاے
آب شمشیر نگہ سے جو کرے وہ سیراب	پیاس بجھ جاے کلیجا مرا ٹھنڈا ہو جاے
خوف اتنا ہی ترے عشق مین ای پردہ نشین	تو مبادا مری بدنامی سے رسوا ہو جاے
خوف ہی فرط نزاکت سے مری بار ہی تک	بار خنجر سے ترا ہاتھ نہ جھوٹا ہو جاے
دیکھکر مین یہ رقیبونکو دعا کرتا ہون	نظر بد سے جو دیکھے تجھے اندھا ہو جاے
نالے کرتا ہوا مین کنج لحد سے جو اٹھون	ہی یقین عرصۂ محشر تہ و بالا ہو جاے
ہوکے خورشید ہی بیفائدہ چھپنے کا خیال	سات پردونمین جو تو ہو تو ہویدا ہو جاے
ہو نہین عشق کمر یار مین اک مور ضعیف	قطرۂ اشک نہ کیونکر مجھے دریا ہو جاے
محو دیدار ہون سب گرد تمھارے ہو ہجوم	تم تماشے کو جو نکلو تو تماشا ہو جاے

۳۱۰

تیرے محبوب کا ہی واسطی زار غلام
مغفرت اسکی پس مرگ خدایا ہو جاے

محو اُسکا دہن تو ہم ہی	عقل تعریف کیا کرے گم ہی
عشق ہر آدمی کو ہی لازم	عود مین بو نہو تو ہیزم ہی
دیکھ رونا ہماری آنکھون کا	بحر زخار کا تلاطم ہے
کیون نہ لذت اٹھائین زخم جگر	نمک افشان ترا تبسم ہی
ہم فقیرونکو خاک کوے صنم	فرش مخمل ہی فرش قاقم ہی

۳۱۱

عشق مین واسطی کی حالت زار
آج کل قابل ترحم ہے

بنانا چاہتا ہی تو جو سب سے اپنا گھر پہلے	مناسب ہی کہ کرلے طاق کسری پر نظر پہلے
شرارِ تیشہ دکھلایا میری نالون نے اثر پہلے	یہ وہ ہی نخل لاے پھول سے بھی جو ثمر پہلے

جہان مین ہی خرابی سب سے بڑھکر اہل رفعت کی
ہمیشہ معرکے مین کاٹتے ہین تیشے سر پہلے

سفر کا نام کیون لیتے ہو میرے سامنے صاحب
کہین ایسا نہو دُنیا سے میرا ہو سفر پہلے

گلی سے یار کی جب نامہ بر مایوس پھرتا ہی
دل بیتاب میرا مجکو دیتا ہی خبر پہلے

بہت نازک ہو ڈرتا ہون لچک جائے نہ لنگر سے
اُٹھاؤ تیغ پیچھے ہاتھ مین باندھکر پہلے

وہ فرماتے ہین خود دیدار کے طالب جو ہوتے ہین
کرین پیدا مرے مشتاق بہار اے نظر پہلے

ارادہ مسجد و میخانہ دونو نمین ہی جانیکا
تردد ہی دوراہے مین مگر جاؤن کدھر پہلے

پہونچکر کوچۂ جانان مین تب نامہ اُسے دینا
دیے ہین جو تنے جب پوچھ لینا نامہ بر پہلے

ابھی ہین نیند مین پر منتظر ہین وہ شب وصلت
سحر کی توپ چلتی ہی کہ بجتا ہی گجر پہلے

بلاتے ہین اگر معمار کو منعم وہ کہتا ہے
بناؤن مقبرہ مین یا کرون تعمیر گھر پہلے

کہو شداد سے باغ ارم ناحق بناتا ہی
در شہر عدم پر اس سے تیرا ہی گذر پہلے

چڑھی رہتی ہی تیوری بل نہین جاتا ہی ابرو کا
یہ عادت تھی نہ تیری ای بُت بیدادگر پہلے

ہوے وہ دودھ کی مکھی کیصورت شکر ہی باہر
جو سفلے تھے بہت اُس شوخسے شیر و شکر پہلے

اُٹھائے داغ جو اُلفت مین لذت اُسکو حاصل ہو
ثمر ہوتے ہین پیچھے پھول لاتا ہی شجر پہلے

۳۱۲
پہونچکر واسطی اُس در پہ سجدہ کچھ نہین آسان
نہایت دوسری رستہ بڑا ہی درد سر پہلے

دیکھتے ہین ہم تماشاے بہار زندگی
ہین گل رعنا ہمین لیل و نہار زندگی

سیر عالم مین ہی لطف روزگار زندگی
ہی مقرر نبض کی جنبش مدار زندگی

خاک کے پتلے کو آخر کو ہی ملنا خاک مین
چار دنکی ہی یہ دُنیا مین بہار زندگی

جسقدر ہو روز کم آرام ہی مزدور کو
عمر اگر کم ہو اُٹھا سکتے ہین بار زندگی

جانتا ہی ہر بشر آخر کو مرنا ہی ضرور
پردۂ غفلت ہی آنکھون پر حصار زندگی

خضر اگر ملتے تو اتنی پوچھتے ہم اُنسے بات
کیا ہی تنہائی مین لطف تو بہار زندگی

اجل آ جلد کہ اس ننگ سے ہمکو رہا — بار ہی تن پر لباس مستعار زندگی

صاف آنکھیں اپنی دیکھیں نور خورشید ضیا — درمیان سے کاش اٹھ جائے غبار زندگی

دم ہی دم ہی وہ بھی آیا یا نہ آیا کوئی دم — ایک رشتہ پر فقط ٹھہرا مدار زندگی

۲۱۳

یکہ تاز عرصۂ فقر و فنا ہو واسطی
ہاتھ میں آئی عنان اختیار زندگی

دختر رز کی شب و روز دلاتا کہ رہی — پاک طینت ہوں طبیعت بھی مری پاک رہی

ہاتھ سے چھوٹ گیا ایک پری کا دامن — کیوں نہ وحشت سے گریبان مرا چاک رہی

کیسے کیسے تری رفتار سے ای حشر خرام — فتنہ برپا نہ تہ گنبد افلاک رہی

ہر گھڑی خوف خدا سے ہو جو پانی پانی — کیوں نہ دریا کی طرح دامن دل پاک رہی

آنکھ کھلتے ہی کہا دل نے جو دنیا دیکھی — گھر پرانا ہی کوئی اسمیں بھلا خاک رہی

حشر میں کھتی ہی جاروب مرے نالوں کی — صاف میدان ہو نہ باقی خس و خاشاک رہی

حرص دنیا مرے دلمیں نہ کرے اپنی جگہ — دور مسجد سے کہو یہ سگ ناپاک رہی

کبھی حمام میں آیا نہ لیے غسل وہ بت — منتظر ہاتھ میں کیسے لیے دلاک رہی

دلمیں ہر وقت ہی خال رخ جاناں کا خیال — روز و شب کیوں نہ مجھے نشۂ تریاک رہی

کسی غنچے کا کدورت سے نہیں دل خالی — باغبان تیرے گلستاں میں کوئی خاک رہی

شیخ مستوں میں جو آیا ہی تو کیسو ہو جائے — جام و مینار ہیں یا شانہ و مسواک رہی

در پہ احباب جو تابوت لیے بیٹھے ہیں — اٹھ کے ہم چلتے ہیں طیار کھو ڈاک رہی

پیچ اک یہ بھی ترے گیسوے پر پیچ کا ہی — مسکن مار نہ کیوں شانۂ ضحاک رہی

سیر مقتل کی مبارک تجھے ای شاہ سوار — سر ہمارا بھی مگر زینت فتراک رہی

۲۱۴

واسطی ناصح و واعظ اگر اسکو دیکھیں
ہوش غائب ہوں ابھی فہم نہ ادراک رہی

مرکے راحت کا آسرا تو ہی
کوئی اپنا نہین خدا تو ہی

شربت وصل سے ہوئی صحت
مرض عشق کی دوا تو ہی

عفو کیجئے مری خطا صاحب
آدمی مورد خطا تو ہے

سلسلہ دوستی کا قایم ہی
گر نہین ہی وفا جفا تو ہے

اسی صورت کی تھی اذیت ہجر
موت کچھ صورت آشنا تو ہے

پاس اونکے اگر نہین خنجر
قتل کو خنجر ادا تو ہے

مہربان ہجر یار ہین اپنا
اور کوئی نہین قضا تو ہے

استخوان ہونگے اپنے کیون برباد
سگ جانان نہین ہما تو ہی

کب ہی اندوہ خانہ بربادی
گھر نہین خانۂ خدا تو ہے

تخت شاہی اگر نہین تو نہو
بیٹھ رہنے کو بوریا تو ہے

واسطی کیا فشار گور کا غم
بچ رہو چل کے کربلا تو ہی

۳۱۵

بنی ہی چین شکن زلف عنبرین کے لیے
نہ ای قمر ترے آئینۂ جبین کے لیے

مریض ہجر سے وعدہ خلافیان کب تک
کوئی علاج بھی آخر ہی اس نہین کے لیے

کسی کا کام نہین ہی جہان مین بے مطلب
نماز پڑھتے ہین زاہد بھی حور عین کے لیے

گلے مین طوق پڑا بڑھ گئی یہ وحشت دل
اُٹھائے پیچ بڑے زلف عنبرین کے لیے

ہمارے دل سے نجائے گا عمر بھر غم عشق
یہی مکان مناسب ہی اس مکین کے لیے

جگہ نہ قبر کی دی اُسنے اپنے کوچے مین
اڑائی خاک بہت چار گز زمین کے لیے

فہیم فیض اُٹھائینگے میرے دیوان سے
کیا ہی جمع یہ خرمن تو خوشہ چین کے لیے

نماز کیون نہو اہل سجود کی مقبول
جو سنگ در ہو ترا سجدہ گہ جبین کے لیے

نیا جنون ہی جو دامن کو ہمنے سلوایا
تو تار اپنے گریبان و آستین کے لیے

ملا مزے پہ مزہ خوبی مقدر سے ۔ کبھی تو چہرے کی بوسے کبھی جبین کے لیے
مقام طعن نہین ہی کسی کی زشتی شکل ۔ سبب ہی نام کا روے سیہ نگین کے لیے
جو لوگ حاضر و غائب مین رہتے ہین یکسان ۔ جزاے خیر عمل ہی رقم انھین کے لیے

۳۱۶

لڑاؤ ذہن کہو واسطی وہ شعر بلند
کہ آسمان کا رتبہ ہو اس زمین کے لیے

ہی کون حسین جسکی خبر ہم نہین رکھتے ۔ کس بزم مین کس گھر مین گذر ہم نہین رکھتے
تشریف وہ لائینگے تو کیا نذر کرینگے ۔ دل ہم نہین رکھتے ہین جگر ہم نہین رکھتے
بے پردہ رخ یار ہی ای حسرت دیدار ۔ افسوس کہ یاراے نظر ہم نہین رکھتے
تشریف نہ لائین وہ کبھی پوچھ تو جائین ۔ اتنا بھی تو نالو مین اثر ہم نہین رکھتے
گھر اپنا لٹا یا ہی رہ عشق مین اس پر ۔ دل مین کسی محبوب کے گھر ہم نہین رکھتے
جب تجکو ہو منظور تن و جان کو جدا کر ۔ ای تیغ قضا تیری سپر ہم نہین رکھتے
سو بار موے ہجر مین سو بار جیے ہم ۔ ہرگز ملک الموت کا ڈر ہم نہین رکھتے
کب تیغ پڑی کب ہوئی دونو مین جدائی ۔ کچھ اپنے سر و تن کی خبر ہم نہین رکھتے
پروانہ ہی محفل مین گلستا نہین ہی بلبل ۔ اک آپکی صحبت مین گذر ہم نہین رکھتے
جو داغ ہی سینے کا ضیا مین وہ قمر ہی ۔ پروا تری ای رشک قمر ہم نہین رکھتے

۳۱۷

کچھ روز قیامت سے نہین کم شب فرقت
ای واسطی امید سحر ہم نہین رکھتے

وہان شتاب یہان خاطر انتشار مین ہی ۔ جنون کا جوش ہے مجھے موسم بہار مین ہی
تمام عشوہ تری چشم پر خمار مین ہی ۔ مقام فتنہ تری زلف تابدار مین ہی
وقار کیا مرے دل کا نگاہ یار مین ہی ۔ یہ کس شمار مین ہی اور کس قطار مین ہی
اگی ہی بعد فنا خاک گور سے نرگس ۔ ہنوز طالب دیدار انتظار مین ہے

نہ پوچھ حال غم ہجر یار میں ہمدم
مکان میں ہم ہیں کہ مردہ کوئی مزار میں ہے

کہو کہ اپنے مریضونکی کچھ تمھیں ہی خبر
کوئی ہی عالم غشی میں کوئی بخار میں ہے

دو نیم دل ہیں ہزارون خیال ابرو میں
یہ کاٹ کب کسی شمشیر آبدار میں ہے

تمھارے ہونٹھونکی مسی میں پانکی سُرخی
زیادہ تر شفق شام سے بہار میں ہے

خیال زلف پریشان کبھی نہیں جاتا
کمال خاطر شوریدہ انتشار میں ہے

نہ منع کر مجھے رونے سے دیکھ ای ناصح
عنان گریہ کب اپنا نکے اختیار میں ہے

چمن چمن ہیں گل داغ میرے سینے میں
جو اسمین ہی وہ کہان سیر لالہ زار میں ہے

ہوا ہون خاک جو اُلفت مین نازنینونکی
شمیم گل کی نزاکت مرے غبار میں ہے

فراقِ یار میں ای واسطی جو زندہ ہیں
سبب یہ ہی کہ نہیں موت اختیار میں ہے

۳۱۸

خط نکلنے پہ بھی ہی حسن رُخ یار وہی
موسم دے میں ہی شادابی گلزار وہی

گرچہ سو بار ہوئی دید رُخ یار نصیب
اپنی آنکھونکو ہی پر حسرتِ دیدار وہی

لاکھ تعلیم کرے لاکھ کوئی سمجھائے
چال اُسکی ہی وہی خو وہی کردار وہی

اپنے مشتاق سے تو آج جو کرتا ہی سلوک
پیش آئیگا کسیدن تجھے ای یار وہی

اُس سوا غیر سے رکھنا ہی توقع بیجا
سب کا ہنگام مصیبت ہی مددگار وہی

ترک کرنے کا نہیں تیری جفاؤنسے وفا
جو کہا مُنھ سے کرونگا مین گنہگار وہی

گلشن حسن حسینانکو خزا نسے کیا کام
نرگس چشم وہی ہی گل رخسار وہی

مین تو انجام کو ڈرتا ہون خدا خیر کرے
دل وہی درد وہی عہد وہی یار وہی

کسطرح اُس سے کرون قطع محبت ناصح
ابتلک حسن وہی عشق وہی یار وہی

کل تلک مسجد جامع میں جو تھا پیش امام
آج ہی معتقدِ حضرتِ خمار وہی

خاک جل جلکے ہوے وامق و مجنو نسے ہزار
ابتلک عشق کی ہی گرمی بازار وہی

۳۱۹	واسطی قائل کثرت ہین جو یہ کہتے ہین گل وہی خار وہی نور وہی نار وہی	

زاہدونکو اندنون جو دعوی توحید ہی
سوچتا ہون گھر مین بیٹھون یا بیابانمین پھرون
سختی دوران ہی لازم پھر اہل اتحاد
شیعہ وسنی وہندو ومسلمان ہین خلاف
گرم جوشی سے زمانے کے ہوے بیمار رہم
منزل مقصود تک آخر پہونچ جائینگے ہم
شکل آئینہ سراپا چشم ہی اپنا بدن
ہمکو اس عشق مجازی سے حقیقی ہی مراد
ماہ نو شمشیر قاتل کا جو آیا ہی نظر

حال تو ظاہر ہی لیکن ظاہری تقلید ہی
وہ تقاضا عقل کا وحشت کی یہ تاکید ہی
جس جگہ دو حرف مدغم ہین وہان تشدید ہی
ایک کو مد نظر یان ایک کی تردید ہی
سرد مہری اسکی اپنے واسطے تبرید ہی
رہنما اپنی اگر اللہ کی تائید ہی
ماہ رخسارون کا ایسا اشتیاق دید ہی
اصل مطلب وہ قصیدہ کا ہی یہ تمہید ہی
قتل کی شب شام سے قربانیوین عید ہی

۳۲۰	واسطی اسکو گذرتی ہی تری اوقات خوب رات دن تکبیر ہی تسبیح ہی تحمید ہے	

سیر عالم جوش مستی مین کرون اُمید ہی
عرصۂ آفاق مین چشم بصیرت چاہیئے
ہی مگر شمشیر تیری چشمۂ آب بقا
ای فلک بزم غنا سے قیدخانہ کم نہین
پھولتا پھلتا نہین یہ آئی ہی کیسی بہار
کچھ اگر کہتا تو ہوتا سب یہ افشار از غیب

ساغری مجکو ساقی ساغر جمشید ہے
ذرہ ذرہ سے نمایان جلوۂ خورشید ہے
جو ترا کشتہ ہی قاتل زندۂ جاوید ہے
نالۂ زنجیر مجکو نغمۂ ناہید ہے
سرو ہی اپنا درخت آرزو یا بید ہی
کوئی کیا جانے جو میری خامشی مین بھید ہی

۳۲۱	واسطی غربال تیرون سے ہوا اپنا بدن ہر جگہ سوراخ ہی ہر ایک جا اک چھید ہی	

محیط دھر مین کب ہر و ملک فنا ٹھہرے
حباب آسا کوئی ساعت جو ٹھہرے بھی تو کیا ٹھہرے

مشام جان معطر ہو دل مضطر ذرا ٹھہرے
شمیم یار لائی ہی تو کوئی دم صبا ٹھہرے

کوئی کیا امتحان یار مین میرے سوا ٹھہرے
جو ہو ثابت قدم اُسکا قدم روز وغا ٹھہرے

جو بوسہ مانگتے ہین ہم تو وہ کہتے ہین پھر مانگا
خدا کی شان ہی عاشق نہ ٹھہرے ہم گدا ٹھہرے

تہ ہر نخل کانٹے فرش ہین صحراے وحشت مین
کوئی بیٹھے تو کیا بیٹھے کوئی ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

ہمارے استخوانون تک جو پہونچا ہی تو جلدی کیا
سگ محبوب بھی آئے ذرا کہدو ہما ٹھہرے

سیہ خانیمین اپنے مین جو دم دیکر اُنھین لایا
کہا کچھ دم اُلجھتا ہی یہان میری بلا ٹھہرے

بجا ہی بیقراری سینۂ پرسوز مین دل کو
سر مجمر بھلا سیماب آتش دیدہ کیا ٹھہرے

کہا یہ سانحہ ہونسے ہم جو پہونچے اُسکے کوچےمین
ٹھہرتے ہین یہین ہمتو نٹھہرے کوئی یا ٹھہرے

دل مردم شکستہ ہین تو دور چرخ گردانسے
پسین کا ہیکو یہ دانے اگر یہ آسیا ٹھہرے

عجب دور فلک ہی واہ کیا اُلٹا زمانہ ہی
ہوے بیگانے اپنے آشنا نا آشنا ٹھہرے

صفا ہی اسقدر پاے نگہ اسپر پھسلتا ہی
کسی کی آنکھ تیرے چہرۂ روشن پہ کیا ٹھہرے

دل مردہ جلایا اُسکی آنکھون نے اشارون سے
فرنگی میرے حق مین عیسی معجز نما ٹھہرے

مرے کشتے کو خوف غرق ہی بحر محبت مین
خداوندا ہین موجین قہر کی کچھ تو ہوا ٹھہرے

عبادت بے حضور قلب کیا کام آئے اے زاہد
بنا جسکی نہو مضبوط وہ تعمیر کیا ٹھہرے

کبھی مشک ختن کہتا نہین اُس زلف مشکین کو
یہی اندیشہ ہی ایسا نہو کوئی خطا ٹھہرے

ملے آرام کیونکر ساکنان ملک ہستی کو
نہین ممکن کہین عمر روان کا قافلا ٹھہرے

سر و گردن مین جھگڑا ہو رہا ہی دیر سے قاتل
پڑے خنجر جو تیرا درمیان تو فیصلا ٹھہرے

۳۲۲
بہے اے واسطی جو ماتم شبیر مین آنسو
وہ موتی روز بازار قیامت بے بہا ٹھہرے

اب وہ آنے مین جو دم بھر بھی توقف کرتے
ہاتھ ملتے مرے ماتم مین تاسف کرتے

قدر ان سیم تنون کو جو ذرا بھی ہوتی
دوسرے روز ملاقات کے عرفہ ہوتا
تیرے کوچے مین اگر انکی رسائی ہوتی
یان دلین جو جہان گذران کا ہوتا
سہل تھا راز محبت کا نہ افشا اے دل
خانۂ دلین غم دوست جو کرتا تکلیف
ای پریچہرہ اگر زندہ سلیمان ہوتے
نقد دل کو مرے بیجا نہ تصرف کرتے
جا کے اُس ترک سے پیدا جو تعارف کرتے
پھر نہ پھرتے مہ و خورشید تو قف کرتے
فوت مطلب پہ کبھی ہم نہ تاسف کرتے
قطع کرتا وہ زبان کو جو ذرا اُف کرتے
ہم بھی سامان ضیافت مین تکلف کرتے
تیرے فرمائشے سر مو نہ تخلف کرتے
فقر مین ہمت مردانہ خدا نے بخشی
عاشقو نپر تمھین بیداد گرو لازم تھا
لوگ عاشق جو حسینون کا سمجھتے دم نزع
مال دنیا جو نظر آتی ہمین تف کرتے
لطف و اشفاق و عنایات و تلطف کرتے
ختم لیسین کی جگہ سورۂ یوسف کرتے

۳۲۳

واسطی آپ کے دلمین جو نہوتا کچھ درد
ہوکے بیتاب نہ اسطرح سے اُہ اُف کرتے

جو خال گوشۂ ابروے یار دیکھین گے
تمام عمر رہ انتظار دیکھین گے
تمھارے آئینۂ رخ پہ خط جب نکلے گا
کرینگے پھر نہ کبھی لالہ زار کی گلگشت
نگاہ کب رخ خورشید پر ٹھہرتی ہے
تمام ہوگا کسی دن نہ وعدۂ فردا
چھڑک کے اشک کا پانی مٹائینگے اُسکو
شہید ناز کا ملجائیگا پتا اُن کو
سفر مین سایۂ دیوار یار آئیگا یاد
نیا ستارۂ دنبالہ دار دیکھین گے
کبھی تو تجکو ہم اے شہسوار دیکھین گے
حلب کو دیکھکے ہم سبزوار دیکھین گے
جو آپ میرا دل داغدار دیکھین گے
نظر نہ آئینگے وہ ہم ہزار دیکھین گے
کہان امید کہ رخسار یار دیکھین گے
ذرا جو دلمین کسی کے غبار دیکھین گے
گلی مین اپنی جو تازہ مزار دیکھین گے
کبھی اگر شجر سایہ دار دیکھین گے

۳۲۴

خوشی ہی نزع کی ہمکو تو واسطی اتنی
علی کا چہرہ دم احتضار دیکھین گے

شراب پیتے ہی رنج خمار دیکھین گے
چلینگے پھول تو اڑاے غبار دیکھین گے

جو تیری بزم کو اک گلعذار دیکھین گے
وہ زندگی مین جنان کی بہار دیکھینگے

جو دید یار مین حائل ہی زیست کا پردہ
ہم اپنا جامۂ ہستی و تار دیکھین گے

رفوگرون کا جگر چاک چاک ہوگا ضرور
جو پیرہن کو مرے تار تار دیکھین گے

امان شکنجۂ غم سے نہین مرے بھی دشوار
لحد مین جاکے عذاب فشار دیکھینگے

یہ رشک ہوگا کہ کھائینگے داغ سرتاپا
گلے مین اُسکے جو پھولون کا ہار دیکھینگے

تمھاری آنکھ کا سودا ابھر لئے گا در دل
ہمیشہ گردش لیل و نہار دیکھینگے

پھرینگے دشت جنون مین جو صورت مجنون
جمال لیلی محمل سوار دیکھین گے

ان ابروؤن کا تصور بندھا ہی شام سے آج
یقین ہی خواب مین ہم ذوالفقار دیکھین گے

جو پہنچے یار کے گھر تک کرینگے دلمین اچکہ
نہین ہین طفل کہ نقش و نگار دیکھینگے

نہین زمانہ کہ باطل مین حق شناس کی قدر
جو حق کہینگے وہ آخر کو دار دیکھینگے

جواب گور غریبان نے کسکو دیتا ہے
یقین نہوگا تو اونکو پکار دیکھینگے

۳۲۵

قریب طبع ہی دیوان واسطی اپنا
اچھل پڑینگے جو اہل دیار دیکھینگے

خیال اُس رشک لیلی کا یہان ہمراہ ہی دل کے
نہین مجنون کہ دوڑے جائین پیچھے محمل کے

رہی حسرت دم بسمل نہ نکلے حوصلے دل کے
جو ہوتا دسترس تو چوم لیتے ہاتھ قاتل کے

نیا دیکھا تماشا رقص مین اُس ماہ کامل کے
برنگ ہالۂ مہتاب سب حلقے ہین محفل کے

صدا دیتے ہین اب تک فرشتے چاہ بابل کے
بشر عاشق نہون یارب کسی زہرہ شمائل کے

یہ وحشت تھی تہ خنجر کہ میرا ہاتھ پڑتا تھا
کبھی اپنے گریبان پر کبھی دامن پہ قاتل کے

بشر کیا جانور کیا سب ہین طالب حسن کے یکسان
ترے بلبل ہین ہم ای گل پتنگے شمع محفل کے

چھڑایا زیست کے جھگڑے سے مجکو عشق ابرو نے
رہے احسان مری گردن پہ کیا کیا تیغ قاتل کے

پہونچ جائینگے ہم بھی کعبۂ مقصود تک اک دن
سر منزل پہونچ رہتے ہین بھولے چوکے منزل کے

زبانسے اپنی وحشت مین انا لیلی نکلتا ہی
نہین مانند مجنون پھرتے ہین مشتاق محمل کے

یہ روزن ہین جنسے سیر ہم عالم کی دیکھینگے
گریگی گرد غم کیا بند رخنے خانۂ دل کے

بجا رہے صبیح یار پر ہی خال کا ہونا
حفاظت ہوتی ہی کافور کی ہمراہ فلفل کے

جو لکھا وصف اُسمین ہمنے تیری زلف پیچان کا
پریشان ہوگئے اوراق سب مجموعۂ دل کے

نہ سمجھے کب کٹی گردن نہ سمجھے جان کب نکلی
بوقتِ ذبح ایسے محو تھے ہم روے قاتل کے

ترے چھلو نسے حلقہ حلقہ گل کھائے ہین اعضا پر
ہمارے عضو تن پابند ہین گویا سلاسل کے

ہی واجب سجدۂ محراب ابروے بتان ہمکو
عبادت سے ہوا کرتے ہین روشن آئنے دل کے

عذاب گور سے دی مخلصی ای واسطی ہمکو
علی مشکل کشا تھے کام آئے وقت مشکل کے

۳۲۶

نہین ممکن جو بیٹھین چار دن آپسمین مل جلکے
بشر پتلے ہین آتش کے ہوا کے آب کے گل کے

چمن مین ہر سحر گل کسقدر ہنستے ہین کھل کھلکے
نہین پروا کہ دل صد چاک ہوتے ہین عنادل کے

چھپا پائینگے جو آئے جلوے اُس لیلی شمائل کے
ہماری آنکھ کے پردے نہین کیا پردے محمل کے

مقدر مین لکھی ہی جانکنی اِس نیم بسمل کے
رگ گردن کٹے گیا کانپتے ہین ہاتھ قاتل کے

وہان گانا بجانا ناچنا ہی ساز عشرت ہی
یہان گھنگھرو گلے مین بولتا ہی نیم بسمل کے

سمجھکر چشم عاشق اُسنے اپنی آرسی توڑی
خدا حافظ بچینگے کسطرح سے آئنے دل کے

ادا و ناز و شوخی و شرارت عشوہ و غمزہ
ہمین تو مار ڈالا ہی انھین دو چار نے مل کے

بوقت ذبح ایسی لذتِ دیدار پائی ہی
فدا ہر روز سر دیتا تو کھتے نذر قاتل کے

کشاکش مثل آرہ ہی نفس کی آمد و شد مین
ہوے ہین زخم تازے سینۂ مجروح چھل چھل کے

نہین ممکن وہ دے بوسے دہان تنگ کے ہمکو
کہ ممسک کب سخی ہوتا ہی گھبرانے سے سائل کے

جو اُس گلرو کے دل مین خار گذرا غیر کا آنا
بحمد اللہ ہمارے آج پھوٹے آبلے دل کے

بہت پیش نظر ہین دانہاے اشک کے خرمن
ہوے ہین ہم بھی مالک ایک ملک سیر حاصل کے

ہوا ہی علم حاجب فہم رمز عشق کو اکثر
کبھی عالم سے رتبے بڑھ گئے ہین مرد جاہل کے

حجاب و شرم کیا کم ہین محافظ حسن عارض کے
یہ حد زلفین پیشانی نہین قابل حمائل کے

قدم کیا کوئی رکھے آگ پر لیکن خیال اُسکا
رہا کرتا ہی ہر دم پاس میرے آتش دل کے

رہا کرتا ہی ہر دم جگھٹا رندان میکش کا
مرے ساقی کے دم تک ہین یہ سارے جلسے محفل کے

عبث ذات و صفات حق مین ہندو بحث کرتے ہین
کہ ہم سیدھے مسلمان ہین نہین طالب دلائل کے

ادب کمبخت نے فرصت نہ دی روز جزا ہمکو
وگرنہ ڈال دیتے ہاتھ تو دامن پہ قاتل کے

۳۲۷

چمک جاتی ہی اب تقدیر کسکی واسطی دیکھین
مقابل اُسکے لاتے ہین ہزارون آئنے دل کے

یہ اُسکی بزم مین عالم ہی اب بیتابی دل کے
دکھاتی ہی تماشے شمع کشتہ رقص بسمل کے

کھنچا جاتا ہی دل کیا کیا اثر سے عشق کامل کے
مقرر تابع فرمان ہین سب معمول عامل کے

کبھی ہنس بول کر ہم دو گھڑی دل خوش تو کرتے ہین
رہین آباد جلسے حشر تک یاران یکدل کے

چلن ہی سکۂ عشق گرانمایہ کا جس جا پر
برابر ہین وہان دُر یتیم اور آبلے دل کے

حواس و عقل و صبر و ہوش جتنے دوست تھے میرے
انہین سبکو نکالا گھر سے دل نے عشق سے مل کے

نہوتے زندۂ جاوید پیر ایسے کیونکر + +
خضر بھی کشتہ ہین تیغ نگاہ ناز قاتل کے

جلین کیونکر نہ غیر ایسے جو اُسکی بزم سے ہمکو
نکالین صورت شمع سحر ارباب محفل کے

کدورت کیون نہو روح روانکو جسم خاکی سے
قدم کیچڑ سے بھر جاتے ہین اکثر رہرو گل کے

رہیگا خانہ پرور نبض کی صورت روان گھر مین
کہ پاے خواب آلودہ کہان قابل ہی منزل کے

ہمارے خون کی دیگا گواہی کون محشر مین
دہان زخم دم مین آگئے ہین تیغ قاتل کے

نظر آیا ہمین جب حقیقت تب یہ سب سمجھے ہم
مجازی عشق مین جو پاتے تھے ہم اک نقش باطل کے

برنگ رشتۂ تسبیح ہو ہموار تو کوئی
کہ حل ہو جاتے ہین دم مین جو سو عقدے ہین مشکل کے

فرشتوں سے بھی بڑھ ڈالینگے قصہ اپنی وحشت کا
ذرا دم مین دم آجائے تھکے ماندے ہین منزل کے

تمھارے باغ کے دھوکے مین ہم پہونچے باغ جنت مین
پشیمانی ہوئی کیا کیا نہ ہم کو حور سے مل کے

نکلنا بحر الفت سے شناور کو نہین اچھا
کہ مٹ جاتی ہین موجین پاس جب آتی ہین ساحل کے

ضیا ہر ایک کو اس سے حسب استعداد دیتا ہے
منور جسکے رخ سے ہین ہزارون آئینے دل کے

۳۲۸

بھلا انجم مضامین کیون نہ چمکین چاند کی صورت
کہ ہم بھی واسطی شاگرد ہین اُستاد کامل کے

محبت مین ہوگا اثر ہوتے ہوتے
ثمر لائیگا یہ شجر ہوتے ہوتے

اجل آکے دیگی نہ دم بھر کی فرصت
مسیحا کو ہوگی خبر ہوتے ہوتے

بچا کون یارو نہین تیغ قضا سے
چھنا سینہ اپنا سپر ہوتے ہوتے

یہ قبل شروع وصل ڈالونگا جھگڑے
کہ جائینگے وہ دوپہر ہوتے ہوتے

خرابی سے الفت مین گھبرا نہ اے دل
دل یار مین ہوگا گھر ہوتے ہوتے

اگر آبرو ہی تو دولت بھی ہوگی
کہ ہوتا ہی قطرہ گہر ہوتے ہوتے

چھپالی شام سے رات بھر جو مسافر
وہ منزل پہ پہونچا سحر ہوتے ہوتے

لگائین غضب یاد ابرو نے تیغین
ہوا قیمہ ٹکڑے جگر ہوتے ہوتے

ترے غم مین ہی کیا یہ پیر فلک بھی
ہوا حلقہ دہری کمر ہوتے ہوتے

بہت دور ہی میرے گھر سے در اسکا
گذر جائیگا دن گذر ہوتے ہوتے

جو دل کی تڑپ ہجر کی شب یہی ہے
قیامت کریگی سحر ہوتے ہوتے

مزہ وصل کا تمکو ہونا ہی حاصل
جیوگے اگر دن بسر ہوتے ہوتے

۳۲۹

کیا واسطی یار نے شب کا وعدہ
نہ دو جان اب نوحہ گر ہوتے ہوتے

یہ نہ ٹھہرے گا جو ہم تا لامکان لیجائینگے
اس دل وحشی کو پھر دیکھیں کہان لیجائینگے

جب سمند شوق کو آتش عنان لیجائینگے
برق کا اہل نظر پھر گمان لیجائینگے

گور مین ساتھ اپنے داغ دلستان لیجائینگے
بے تکلف حاصل کون و مکان لیجائینگے

اور کیا دنیا سے تیرے خستہ جان لیجائینگے
سینہ بریان آہ سوزان دل طپان لیجائینگے

مرتے مرتے چاک دل اپنا نہان لیجائینگے
شل خرما ہم شگوفے استخوان لیجائینگے

دیدۂ حیران کریگا آپ عرض آرزو
سر پہ ہم کیون بار احسان زبان لیجائینگے

رشتۂ جان سے کمر کا ناپنا منظور رہی
ہاتھ اس حیلے سے تا موے میان لیجائینگے

جمع آمال حسن کی فکر آزادونکو کیا
کیا یہان لائے تھے جو ہم پھر وہان لیجائینگے

پڑگئی مجھپر جو اُس خورشید طلعت کی نظر
چاند کا سب میرے داغونپر گمان لیجائینگے

فصل گل مین چاردن رہنے دے مجکو باغبان
ہم خزانمین خود اٹھاکر آشیان لیجائینگے

گر فرشتے آئے ہین لینے تو اتنا پوچھ لو
کسکے گھر لیجائینگے کسکے یہان لیجائینگے

جائینگے ہم چشم پوشیدہ مکان یار مین
حسرت دیدار در پردہ نہان لیجائینگے

ہمکو اے دل دیکھنا ہی ایکدن تیرا جگر
کوچۂ قاتل مین پھر امتحان لیجائینگے

ہم فرشتونکی سنینگے بات کب اے ناصحو
گر لحد مین بھی یہی شغل فغان لیجائینگے

جسم سارا لاغری سے مٹتے مٹتے مٹ گیا
روح کو رکھینگے ہم کس جا کہان لیجائینگے

روز محشر ظلمت عصیان نظر آئیگی کیا
ساتھ اپنے ہم جو آہونکا دھوان لیجائینگے

کیا رسائی ہوگی مشکل ہمکو بام یار تک
ساتھ ہم آہ رسا کے نردبان لیجائینگے

رنج و غم کی آمد و شد گر یہی دلمین رہی
جان میری ایکدن یہ میہمان لیجائینگے

ظاہری سامان شوکت گر نہین ہے وقت کوچ
لشکر غم کو جلو مین ہمعنان لیجائینگے

۳۳۰	دینگے کیا داد سخن اے واسطی نافہم لوگ شوق سے اشعار تیرے قدردان لیجائینگے	

عجب کیا ہی جو عاقل گردشِ ایام مین آئے
کہ دانہ دیکھکر آدم سے دانا دام مین آئے

عدم سے ہم عبث اس دہرِ نافرجام مین آئے
چھٹا گلزار راحت کشمکش کے دام مین آئے

ملالِ وصل و رنج کا ہی سامنا آغاز الفت مین
خیال آتا ہی دیکھین پیش کیا انجام مین آئے

برنگِ ریگ مردمِ آسمان ہی شیشۂ ساعت
قدم کیونکر کسی کا خانۂ آرام مین آئے

یہ نازک ہی جو انگشت نظر کا بھی اشارہ ہو
نظر خطِ کبود اُسکے لطیف اندام مین آئے

رہے محفوظ میری استخوان سر باد ہونیسے
سگ جانان نے کھائے یا ہما کے کام مین آئے

یہ پھیلا نور وحدت عالمِ کثرت ہوا پیدا
مقام خاص سے جسدن وہ بارِ عام مین آئے

علاقہ کیا ہی مقصد سے کہ مین ہون عاشق صادق
ہوس کیا ذکر جو میرے دلِ ناکام مین آئے

نہین ممکن تصور اُسکا میرے دل سے ہٹ جائے
جدا کسطرح جیسے ہو حرف جو ادغام مین آئے

صفت پردہ نشینونکی مناسب کب ہی بے پردہ
سخن لب پر جو آئے صنعتِ ایہام مین آئے

پھنسا کر مرغِ دلکو زلف مین ہنسکر یہ فرمایا
بہت اُڑتے پھرے ابتو ہمارے دام مین آئے

نہ یان خوف ملامت ہی نہ یان رنج نصیحت ہی
لحد مین آلیے کیا ہم خانۂ آرام مین آئے

محبت مین بتونکی صرف نقد جان غنیمت ہی
وہ مال اچھا ہی جو خلق خدا کے کام مین آئے

بھلا بے درکِ کامل کب کسی کی آنکھ کھلتی ہی
بصارت کحل سے کیا دیدۂ بادام مین آئے

شراب عشق پیکر خام طبعونکی یہ حالت ہی
کہ جیسے بادۂ گلگون سبوے خام مین آئے

نہین نام آورونکو غم زوال جاہ و دولت سے
نگین کے ٹوٹنے سے نقص کیونکر نام مین آئے

محبت اندنون ہی واسطی مصحف عذاروں سے
بحمد اللہ نکلکر کفر سے اسلام مین آئے

۱۳۳۱

باعث وحشت مرے پاؤنکی آہٹ ہو گئی
جاگ اُٹھا وہ جنگجو بیوجہ کھٹ پٹ ہو گئی

زلف شبگون سے جو پہونچی روے انور پر نگاہ
مین یہ سمجھا رات گذری صبح جھٹ پٹ ہو گئی

یون نکلتا رگ سے گردن پر مری خنجر کبھی
صاف ظاہر اس سے قاتل کی رکاوٹ ہو گئی

ملک حسن اُسکو ملا اور ہمکو کشور عشق کا
اب ہمارا کیا اجارہ جبکہ پھوٹ ہو گئی

وہ جھڑکتا ہی رہا اور شانہ مین کرتا رہا
کشمکش مین مفت اُس بدخو سے جھنجھٹ ہو گئی

ہی کدورت دلمین اُسکے کیا کرین اب ہار
جو مے بیدرد تھی ساغر مین تلچھٹ ہو گئی

بستا ہون دشت گرد مین عجب کھٹراگ ہی
راگ کیا کیا لائی وحشت کیسی نٹ کھٹ ہو گئی

رات کو سویا جو مین یاد رخ گلفام مین
چارپائی میری پھولونکا چھپر کھٹ ہو گئی

جب لب لعلین پہ اُسکے عکس کاکل کا پڑا
پان کی سرخی پہ مسی کی اُداہٹ ہو گئی

مشق خط نے واسطی کیا حسن خط پیدا کیا
سطر جو ہمنے لکھی اُس زلف کی لٹ ہو گئی

متفرقات

دیدن رخ تو باعث حیرانی نظر
زلف شکستہ وجہ پریشانی نظر

شہر نماز عید روے چون بعید گاہ
گردد ہزار دل شدہ قربانی نظر

از بسکہ شد بکعبۂ روے تو سرنگون
پیداست داغ سجدہ بہ پیشانی نظر

در جلوہ گاہ حسن تو مبر دار میکشند
آئینہ را بجرم پریشانی نظر

نگذاشتہ ست در دو جہان ہیچ زندہ
تیر نگاہ و تیغ صفاہانی نظر

ای واسطی فتادہ معرا بیاض چشم
تا حک شدہ است مصرع لاثانی نظر

چہ زیبا نرگس مستانہ داری
شراب طرفہ در پیمانہ داری

شدی تا آشنائے دیدۂ من
مرا از خویشتن بیگانہ داری

نہادی پاے در بزم رقیبان
حسرت کردم سر با ما نداری

بہ گیسو بستۂ دلہاے عشاق
بیک زنجیر صد دیوانہ داری

بیفشان نقد دل را در رہ او
دلا گر ہمت مردانہ داری

جدا ای بت نگردی از دل من | حریم کعبہ را بتخانہ داری
بہ تیغ غمزہ کشتی عالمی را | ہمانا شیوۂ ترکانہ داری
ز دست این آتش شوقت کہ در دل | کہ سوز ای چشم چون پروانہ داری
ز صاد چشم از طغرای ابرو | مزین حسن را پروانہ داری
ندارد ہیچ پیمان استواری | بجز پیمان کہ با پیمانہ داری
بیا یش سر بنہ ای زلف چون من | سر گر با سر جانانہ داری

چہ دیدی واسطی از چشم مستش
کہ ہر دم نالۂ مستانہ داری

کی روم پیش شفیق لطف فرمای دگر | جز در ت چشم کشایش نیست از جای دگر
میکشد سر ہر دم از خاطر تمنای دگر | دل بجای دیگر ست و چشم من جای دگر
انتظارم تا قیامت میکشد آخر کہ او | میگذارد وعدۂ فردا بفردای دگر
مید ہد آن ماہ سیما گر چنین داغ فراق | میکنم من ہم تلاش ماہ سیمای دگر
برد خضر شوق دل تا منزل مقصد مرا | سایہ آسا قطع این رہ کردم از پای دگر
نار پادر مثل شمع و ہمچو برق آتش قدم | چون من سرگشتہ نبود دشت پیمای دگر
چشمۂ چشم تر ما را بچشم کم مبین | جوشد از ہر قطرۂ این بحر دریای دگر
رفتی از میخانہ و از بی قراریہا فتاد | جام بر جام دگر مینا بمینای دگر
نیستم مجنون کہ در یک دشت ماتم خاک بیز | میروم ہر دم ز صحرای بصحرای دگر
حیرت چشمم بجا باشد کہ شکل آئینہ | در تماشای رخش کردم تماشای دگر
منکہ اعجاز مسیحا دیدم از لعل لبش | کی شوم قائل بہ اعجاز مسیحای دگر
گو ہلال ای بدر گردیدی مشو غرہ کہ ہست | مثل تو بر آستانش صد جبین سای دگر
گاہ عناب لبش بوسید و گہ سیب ذقن | ہر دم از خامی دل من پخت سودای دگر

چون سپاس رزق بے منت سنازم واسطی
از کباب ومی کہ دارم من وسلوای دگر

مخمس بر غزل حضرت شیخ سعد خیرآبادی قدس سرہ العزیز

ازل سے گرچہ حسن وعشق مین تھا رابطہ باہم
نہ عالم کا مرقع تھا نہ تھا تصویر کا عالم
ولیکن حسن کو قصد تماشا تھا نہ کچھ جبتک ہم
نشان بر تختۂ ہستی نبود از عالم و آدم
کہ دل در مکتب عشق از تمنای تو می زد دم

وہ گلگون اب سمایا ہے رگ جان مین برنگ بو
نکالا بیخودی نے اُس سے ملنے کا نیا پہلو
خودی کا تھا جو پردہ بیچ مین وہ ہوگیا یکسو
بروای عقل نامحرم کہ امشب با خیال او
چنان خوش خلوتے دارم کہ من ہم نیستم محرم

وہ میکش ہون نہین رکھتا ہون کچھ پروای جام جم
نیا عالم ہے میری بزم عشرت کا ہی کچھ عالم
جو شیشہ ہے دل پُر خون تو ساغر دیدۂ پُر نم
کہ دارد اینچنین عیشے کہ در عشق تو من دارم
شرابم خون کبابم دل ندیمم درد نقلم غم

ہوئی تھی سعد پیرای واسطی حالت عجب طاری
سنا تھا مین نے فرماتے تھے با صد گریہ وزاری
کہ تھے دل ریش اور سینے مین صدہا زخم تھے کاری
اگر پرسند سعدا از عشق او حاصل چہا داری
ملامتہا ہے گوناگون جراحتہا ہے بے مرہم

مخمس بر غزل تدبیر الدولہ منشی مظفر علیخان بہادر متخلص بہ اسیر

عاشق زار نے فرقت مین بلا پیدا دیکھی
سچ کہو آئے ہو کیا لوگون کی دیکھا دیکھی
دل نے مرنے کی روش شکل تمنا دیکھی
نبض بیمار جو ای رشک مسیحا دیکھی
آج کیا آپنے جاتے ہوے دُنیا دیکھی

وہم سان قاف سے تا قاف سبک سیر ہے
حال نیرنگی عالم کوئی پوچھے ہم سے
کبھی مشرق مین در آئے کبھی مغرب مین سے گئے
ہر جگہ وضع نئی چال نئی لوگ نئے

ہم تو جس شہر مین پہونچے نئی دنیا دیکھی

کوئی آئین نہین ہی کوئی دستور نہین
کون کہتا ہی وہان جانے کا مقدور نہین
اسلیے شہر مین رہنا ہمین منظور نہین
سب چلے جاتے ہین کچھ ملک عدم دور نہین
دیکھنا ہم بھی پہونچ جاتے ہین دیکھا دیکھی

فرش سبزہ کا کہین سایۂ سنبل ہی کہین
سرو رعنا ہی کہین قمریونکا غل ہی کہین
نہر کا دور تو موجونکا تسلسل ہی کہین
خندۂ گل ہی کہین نالۂ بلبل ہی کہین
سیر اس گلشن ایجاد مین کیا کیا دیکھی

برہمن مست مسلمان ہی ہر اک تشنہ دہان
جاے عبرت ہی حقیقت مین خرابات جہان
واہ ای دور فلک عقل یہان ہی حیران
ہم تو پیاسے رہین مے غیر کو دے پیر مغان
الٹی اس شہر مین بہتے ہوے گنگا دیکھی

عشوہ و ناز کی کھایا کیے ہم اکثر چوٹ
جب سے پیدا ہوے دنیا مین ہی یہ سر چوٹ
سنگ کی چوٹ سے بھی بڑھکے اٹھائی ہر چوٹ
عشقبازی کی یہ خو ہی کہ لگی دلپر چوٹ
چلتے پھرتے جو کوئی صورت زیبا دیکھی

وار نیزون کے ہون پہلو پہ جگر پر او بت
محو سو جانسے رہین حسن بشر پر او بت
زخم تلوار کے سینے کی سپر پر او بت
دین برباد کرین ایک نظر پر او بت
ایسے نادان نہین ہمنے بھی ہی دنیا دیکھی

وہ نہ خورشید جہانتاب ہی نے بدر منیر
واسطی خوب یہ استاد کو سوجھی تدبیر
چشم ظاہر سے ہی سو پردونمین مخفی تنویر
دیدۂ دل سے نظر کی رخ روشن پہ اسیر
چشم موسیٰ سے صفائی ید بیضا دیکھی

ولہ

خلق و اشفاق و کرم لطف و عنایات نہین
لب پہ گالی کے سوا اور کوئی بات نہین

ایسی ذلت تو گوارا ہمین دن رات نہین | نہ سہی تمکو جو منظور ملاقات نہین
کعبہ گھر آپ کا ای قبلۂ حاجات نہین

چاہتا ہون کہ ترے دل مین ہو پیدا مرا گھر | ایک صورت ہو صفائی کی ادھر اور ادھر
ظاہری ربط سے کیا فائدہ ای رشک قمر | شکل آئینۂ بے زنگ مین آتی ہی نظر
صاف جبتک نہو دل لطف ملاقات نہین

کج ادائی جو یہی ہی تو نہ غم کھاؤن گا | تاب اس بخشش بیہودہ کی کب لاؤن گا
نہ ہونگا مین توجہ نہ اگر پاؤن گا | پھیر کر منھ کو نہ بیٹھو ابھی اٹھ جاؤن گا
دور کعبہ بہت ای اہل خرابات نہین

ہی عبث مانع گلگشت نکر ہمکو ملول | بوے نخوت سے فقط رنگ ندامت ہی حصول
ہی بہار آج خزان کل ہی یہ قصہ نہین طول | باغبان خوبی گلزار پہ اتنا بھی نہ پھول
کشف گل مین نہین غنچہ مین کرامات نہین

فرقت یار مین ہی داغ سے بدتر گل تر | نخل ماتم مرے نزدیک ہی ہر ایک شجر
نے نہ ترغیب مجھے سیر کی ای باد سحر | پاؤن کس طرح سے رکھون روش گلشن پر
ہاتھ اس گل کا مرے ہاتھ مین ہیہات نہین

کہو غافل سے فلک سر پہ مصیبت لایا | عمر غفلت مین تری کٹ گئی دھوکا کھایا
سخت ہی راہ عدم چاہیے کچھ سرمایا | دن جوانی کے گئے موسم پیری آیا
کھول آنکھین کہ عیان صبح ہوئی رات نہین

بخت غربت مین ہمین لائے ہین دل اول | تنگدستی سے حواس اپنے ہین اسپر مختل
ہم تو شاعر ہین ہمارا ہی یہی حسن عمل | بھر یاران وطن بھیجے لکھ لکھ کے غزل
اس سے بہتر کوئی تحفہ کوئی سوغات نہین

جب سے رکھا ہی رہ مہر و محبت مین قدم | دین و ایمان کا نہین ہوش بجز یاد صنم

راست کہتے ہین سر عشق کی کہاتے ہین قسم | زاہد و معتکفِ کعبۂ ابرو ہین ہم
زیر محراب حرم شوق مناجات نہین

دونون آنکھین ہین شب و روز مری اشک فشان | آج یہ بہادون ہی وہ ساون ہی نہ شک ہی نہ گمان
چاہیئے شکر کرین سب ہمہ تن ہو کے زبان | ساقیا بادہ کشون پر ہی ہمارا احسان
بارش اشک سے کس فصل مین برسات نہین

ایکدل ہی اسے دو کعبۂ ابرو مین جگہ | ایکدل ہی اسے دو تکیۂ پہلو مین جگہ
ایکدل ہی اسے دو جوشن بازو مین جگہ | ایکدل ہی اسے دو کوچۂ گیسو مین جگہ
دو نہین تین نہین پانچ نہین سات نہین

صاف ہوتے نہین تم ہمسے ہزارون ہین شکوک | دل دیا تمکو حقیقت مین ہوئی ہمسے چوک
دیکہیے دیتے ہین گنجینے فقیرونکو ملوک | اور کچھ تمسے نہین چاہتے عشاق سلوک
کیجیئے بوسہ عنایت یہ بڑی بات نہین

فکر اثبات دہن ہی تمہین بیکار اسیر | بات یہ سارے زمانے پہ ہی اظہار اسیر
واسطی کی بھی رہے یاد یہ گفتار اسیر | صاف ظاہر ہی سخن سے دہن یار اسیر
یہ وہ دعوی ہی جسے حاجت اثبات نہین

تخمیس بہ غزل حاجی الحرمین الشریفین منشی مداد حسین فرخ آبادی متخلص بہ صفیر

صفت لکھنا ہی مشکل اس بت بے پیر گردنکی | قلم سے میرے ہو سکتی نہین تفسیر گردنکی
نہین ممکن ہی اسکی صورت تحریر گردنکی | کھنچے کیا مانی و بہزاد سے تصویر گردنکی
کہ شمع طور کی ہی روشنی تنویر گردن کی

کہین کیا حال ہمسے ہند موا نے مقدر کا | نہین ہی ہوش ہمکو عشق مین ہرگز تن و سر کا
رہا کرتا ہی ایسا پاس ہمکو اس ستمگر کا | کہا جب آپ نے ہمکو امتحان کرنا ہی خنجر کا
تو ہمنے نذر قاتل سنکے یہ تقریر گردنکی

بنایا کیا سراپا نور حق نے اپنی قدرت سے
نہ آئے مشعل مہتاب بھی آگے ندامت سے
ثریا منہ چھپائے ابر کے پردے مین خجلت سے
صراحی سر جھکائے شمع ہو خاموش حیرت سے
لکھون تعریف جسدم ای بت بے پیر گردن کی

نظارہ کیا کرے کوئی ترے حسن صباحت کا
خدا کی شان ہی ای حور نقشہ تیری صنعت کا
کہ پردہ سامنے آنکھون کے پڑ جاتا ہی حیرت کا
رخ پر نور مین جلوہ عیان ہی اسکی قدرت کا
برنگ شاخ نخل طور ہی تصویر گردن کی

کہانتک صبر آئے دیکھتا ہون راہ ای قاتل
تری آنکھین تو ہین خونریز عالم واہ ای قاتل
کہین جلدی ہو رشتہ عمر کا کوتاہ ای قاتل
مجھے تیغ نگہ سے ذبح کر للہ اے قاتل
بہت مدت سے ہی مشتاق یہ شمشیر گردن کی

مصیبت مین پڑا ہون کوہ غم سر سے مرے ٹالو
عبث چھلے کے سانچے مین مجھ مہجور کو ڈھالو
چھڑائے قید ہستی سے کوئی جلاد بلوالو
کرون گردنکشی اب مین تو پھانسی زلف کی ڈالو
نہین اس سے زیادہ ای صنم تعزیر گردن کی

قیامت لائیگا حسن اس بت بیباک کا اکدن
دکھائیگی محبت مجکو بستر خاک کا اکدن
عیان ہو جائیگا حال اس دل صد چاک کا اکدن
کریگا قتل زیور اس بت سفاک کا اکدن
چھری پھیرے گی گردن پر مرے زنجیر گردن کی

کمند شوق مین نظارہ بازونکے کھنچے جب دل
تعالی اللہ ایسی شکل ہی نظارہ کے قابل
زمانے بھر کی آنکھین کیون نہو عین دیدار کی سائل
تری زلفونکی صورت ہی شب قدر ای مہ کامل
برنگ شمع روشن کیون نہو تصویر گردن کی

دم زینت مجھے کرتا ہی مضطر وہ بت پرفن
ہر اک زیور ہوا ہی واسطی کی جان کا دشمن
نہوگا اب کسی صورت سے ضبط گریہ و شیون
جلانیکے لیے صبر دل عشاق کا خرمن
صفیر اک برق رخشان ہنسلی زنجیر گردن کی

رباعیات

مضمون یہ مشکل سے ہوا ہی معلوم
اس ہستی فانی کا یہی ہی مفہوم
مابین ہی دو عدم کے ہستی کا وجود
خطین میں جسطرح ہو نقطہ موہوم

رباعی

یا رب مری تسلیم کی عادت ہو جاے
دل میں مرے جاگزین قناعت ہو جاے
غم ہو نہ ترے غم کے سوا اور کوئی
جو رنج کہ درپیش ہو راحت ہو جاے

رباعی

عاشق میں ہوا ہوں ایک بت کا ناگاہ
کچھ کام نہیں ہی مجکو جز نالہ و آہ
اب کفر سے مطلب ہی نہ اسلام سے کام
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

رباعی

کام آیا نہ مال نہ گنج و دُر شہوار
رومال و دوشالہ و قبا و دستار
دُنیا سے گئے ہم تو گئے خالی ہاتھ
جو کچھ کہ کیا تھا جمع چھوڑا ناچار

رباعی

رہتا ہی یہ دھیان میرے دلمین اکثر
ہی شرک بڑا گناہ سب سے بدتر
قرآن میں اللہ یہ فرماتا ہی
لاتدع مع اللہ الہا آخر

رباعی

اول جو ہی سب سے اور ورای اول
سمجھے نہیں اسکو انبیا و مرسل
آخر کہا بیچگون ہی بیچون ہی وہ
جب حل نہوا عقدۂ مالاینحل

رباعی

گر کچھ ہوسِ جاہ و تجمل ہوتی
طاقت نہ ہمارے دلکو بالکل ہوتی
گرتے سو بار ضعف طالع سے ہم
تکیہ جو نہ دیوارِ توکل ہوتی

رباعی

ماتم کا ہی شور ناتوانی کا ہے زور | چھائی ہی گھٹا رنج والم کی گھنگھور
جو صبح ہماری ہی وہ ہی شامِ فراق | جو شب ہی ہماری وہ شبِ اول گور

رباعی

جو وارد کوے بتِ بے پیر ہوا | افراطِ نقاہت سے زمین گیر ہوا
یہ غم مین پھنسا کہ اُٹھکے چلنا کیسا | ہر نقشِ قدم حلقۂ زنجیر ہوا

رباعی

ہین اہل جہان غم مین گرفتار تمام | صحت مین بھی ہین صاحب آزار تمام
جو سبزہ ہی دام ہی جو غنچہ ہی قفس | ہی خانۂ صیاد یہ گلزار تمام

رباعی

جس شی کی ہو احتیاج رب دیتا ہی | جو مانگتے ہین لوگ وہ سب دیتا ہی
ہنگام طلب نہ دے گا ہمکو کیونکر | جو سارے جہانکو بے طلب دیتا ہی

رباعی

ہی پیاس تجھے میری گوارا ساقی | اتنا بھی بچا ہیئے گذارا ساقی
تو مئی نہین دیتا ہی اگر خیر نہ دے | اللہ کریم ہے ہمارا ساقی

رباعی

دیتا ہے جسے وہ کبریا دیتا ہے | بے حکم کسی کو کوئی کیا دیتا ہے
ہی دستِ کریم تابعِ دستِ خدا | دیتے ہین یہ منعم جو خدا دیتا ہے

رباعی

مرغانِ قفس کو دے نہ دھوکا صیاد | اللہ رے تجھے دشمنی ہی بیجا صیاد
آئی ہی بہار تو بتاتا ہے خزان | بے پر کی اُڑانا نہین اچھا صیاد

رباعی

جبتک کہ ہی زیست حب حیدر ہو نصیب
اور مرگ کے بعد جام کوثر ہو نصیب
ہر وقت یہ واسطی دعا ہی اپنی
محشر مین شفاعت پیمبرؐ ہو نصیب

رباعی

آیا ہی جو مانگنے گدائے مسکین
ہان خواہ زبان سے وہ کہے خواہ نہین
کیون مثل تفنگ گرم ہوتا ہی بخیل
ڈر ہے نہ لگے آگ خزانہ مین کہین

رباعی

جو کوئی فقیر ونکو کرے گا خرسند
پائیگا بہشت مین وہی قصر بلند
دیتا ہی اگر تو کو وہ زر دے منعم
عالی ہمت بنائے پستی نہ کنند

رباعی

پھر گرم ہوئی شعر و سخن کی محفل
جانا ہی ضرور پر تردد مین ہی دل
مشتاقون کے ساتھ معترض بھی ہین وہان
گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

رباعی

ای چرخ مجھے تو نے ستایا تو کیا
ہون خود مین مٹا ہوا مٹایا تو کیا
اک ہیزم خشک کو جلایا تو کیا
اک مشت غبار کو اڑایا تو کیا

رباعی

دنیا کا تکلف ہمین بھاتا نہین کچھ
نظرون مین یہ سامان سماتا نہین کچھ
اس بزم مین آئینہ بنایا ہی ہمین
سب دیکھتے ہین پر نظر آتا نہین کچھ

رباعی

لغزش کی جگہ دیکھ کے ٹل جاتا ہون
جب دام مین پھنستا ہون نکل جاتا ہون
نظرون سے جہان کے یا علی کہہ کر
ہر مرتبہ گر گر کے سنبھل جاتا ہون

رباعی

جب تک رہا دولت نے پھنسایا مجکو
درویش ہوا تو معرفت حاصل کی
مقصود کا جلوہ نہ دکھایا مجکو
ویرانے مین گنج ہاتھ آیا مجکو

رباعی

یارب یارب امیدوار آیا ہون
مجرم مجرم پکارتا ہے ہر مو
العفو العفو گناہگار آیا ہون
رحمت رحمت کہ شرمسار آیا ہون

رباعی

ای یاس ہوئی امیدواری تجھسے
اصرار گناہ مین ٹھکانا ہی کہان
ای رنج ہی چشم غمگساری تجھسے
ای شرم ہوئی تو رستگاری تجھسے

رباعی

آخر کو تھکے گناہ کرتے کرتے
کیون آئے تھے ایسی زندگی کے لیے
عاجز ہوے جام بادہ بھرتے بھرتے
افسوس رہا یہ ہمکو مرتے مرتے

رباعی

دنیا کا سب انقلاب دیکھا ہمنے
پرجا کی لحد مین چشم عبرت جو کھلی
نیرنگ وہ خراب دیکھا ہم نے
معلوم ہوا کہ خواب دیکھا ہمنے

رباعی

کیا مردم دنیا ہین خدا کی ہی پناہ
ابلیس کا کام آدمی ہوکے کرین
رہتے ہین گرفتار معاصی گمراہ
لا حول ولا قوۃ الا باللہ

رباعی

ہے واعظ شہر بھی نہایت بدخو
کہدو کوئی اس سے کہ نہین منھ مین لگام
رندونکو برا کہتا ہی وہ عربدہ جو
ای اشتر بے مہار پہلو پہلو

رباعی

ہین اہل جہان کے بھی نرالے دستور　　مرنا بھی نہین انکا تکلف سے ہی دور
دنیا سے گذر کے بھی تعلق ہی وہی　　تابوت کفن سدر جدیدہ کافور

رباعی

پیغام طرب بہار لائی ساقی　　بدلے رندی سے پارسائی ساقی
بھر ساغر مے چمن مین چٹکے غنچے　　آوازِ شکستِ توبہ آئی ساقی

رباعی

ارباب جہان کا کچھ نرالا ہی طور　　ہر وقت تلون ہی اگر کیجے غور
رو پشت نہین آئینہ آسا یکسان　　منھ پر کچھ اور پیٹھ پیچھے کچھ اور

تاریخ قدوم میمنت لزوم شاہزادۂ عالم پناہ ڈیوک آف ایڈنبرا صاحب بہادر دام اقبالہ کہ معرفت صاحب چیف کمشنر بہادر گذرانی گئی

آمدِ شہزادہ ہی گلشن ہی سارا لکھنؤ　　سبز ہین بارانِ رحمت سے نہالِ آرزو
مثلِ گل خندان ہی شادی سے ہر اک پیر و جوان　　عید ہی ملتے ہین سب بجتے ہین باجے کو بکو
ہین جوانانِ چمن بھی بادۂ عشرت سے مست　　جھومتے ہین سروِ گلشن مین کنارِ آبجو
جو سڑک ہی روشنی مین کہکشان سے کم نہین　　منزلِ مہتاب تابان ہین دکانین چارسو
کیا چمک ہی کیا صفائی ہی در و دیوار مین　　ہر قدم پر آئنے ہین رہرو کے روبرو
ہی رعایا شاد آیا مالک اقلیم ہند　　کرتے ہین رہرو یہ خوش ہو ہو کے باہم گفتگو
واہ کیا اقبال ہی کیا جاہ ہی کیا عز و شان　　کیا حقیقت قیصر و خاقان کی اسکے روبرو
ہو در دولت کا دربان ہی یہ دارا کو ہوس　　آئنہ داری کی رکھتا ہی سکندر آرزو
تخت سے اسکے جواہر کا ہوا پایہ بلند　　تاج سے اسکے دُرِ یکتا نے پائی آبرو
عدل مین نوشیروان کیا اس سے ہمسر ہو سکے　　غیر ممکن ہی کہ ہو ہمچشم دریا آبجو

علم اسدرجہ کیا ہی حق تعالے نے عطا — عالم و فاضل کی کیا طاقت کرے جو گفتگو

زندہ ہوتے اندنون بقراط و افلاطون اگر — بے تکلف دلسے شاگردی کی کرتے آرزو

بحث حکمت مین کرے اُس سے ارسطو کیا مجال — بند دو بات تو نمین ہو جائے زبان بے گفتگو

موشگافی پر اگر آئے کبھی فکر دقیق — کاسۂ خورشید تابانمین نکل سکتے ہین مو

کیا اولوالعزمی ہی راہ بحر و بر دو گام ہی — ملک دیکھے ہین پھرے ہین شش جہت مین چار سو

ہر جگہ ہر ملک مین جا جا کے کھیلا ہی شکار — دشت و دریا کا تماشا ہی نگہ کے روبرو

کی سکندر نے سیاحت پر نہ ایسی ہر مین — فخر سیاحان عالم ہی یہی بے گفتگو

حکم ہی عاجز نوازی کا کہ باغ دہر مین — تار جیب گل ہو تار اشک بلبل سے رفو

اسقدر عالم مین ست فیض ہی گوہر فشان — پانی پانی ابر نیسان بھی ہی جسکے روبرو

اسقدر میخانہ ہی اُسکی سخاوت کا وسیع — جام ہی خورشید جسمین آسمان ہی اکسبو

ذکر قمری نے اگر اُسکی سخاوت کا کیا — واہ ری تاثیر زرین ہو گیا طوق گلو

خلق عالی آشکارا ہی تمام آفاق پر — مشک نافے کی چھپائے سے کہین چھپتی ہی بو

بھیجو نکو دے اگر طاقت وہ بزم دہر مین — پائے خم چلنے لگے اُٹھنے لگے دست سبو

صورت رنجش کرے وہ باغ عالم سے جو دور — پیچ و تاب موج مٹ جائے میانِ آبجو

لائے جب لب پر نمازی ذکر اُسکے فیض کا — موتیونکی آب سے بھر بھر گئے ظرف وضو

دیکھکر آئینۂ الطاف مخلص رو سفید — خون دشمن سے ہی تیغ قہر اُسکی سرخرو

کیا شجاعت ہی تمام آفاق پر چھایا ہی رعب — کانپتے ہین خواب مین بھی بید کیصورت عدو

تیغ وہ بران کہ روز جنگ ہی برندہ تر — چاٹکر افراسیاب و گیو و رستم کا لہو

توسن چالاک مین وہ تیز رفتاری کہ برق — ٹھوکرین کھاتی ہوئی پھرتی ہی جسکے دو بدو

فیل کا رتبہ کہین ہی آسمانسے بھی بلند — مہر ہی زرین عماری کیا ہی اسمین گفتگو

گفتگو سے کر سکے کیا کوئی تعریفونکا حصر — کسطرح گنجائش دریا ہو مابین سبو

واسطی وقت دعا ہی کہ یہ خالق سے دعا	سلطنے ممدوح ہی استادہ ہی تو روبرو
رنگ و بوے گلشن حشمت ترقی پہ رہے	جبتلک ہی گلشن عالم مین جوش رنگ و بو
کالعدم ہو جائین جو بدخواہ ہون سرکار کے	خیرخواہ ہون کو ملے ہر دم زیادہ آبرو
مصرع تاریخ آمد فارسی مین یون ہوا	کردہ فیض مقدم شہزادہ لندن لکھنو

تاریخ طبع دیوان تدبیر الدولہ منشی مظفر علی خان بہادر متخلص بہ اسیر

ہوا طبع نادر کلام اسیر	یہ دیوان ہی بے شبہہ باغ سخن
کہی اوسکی تاریخ یون واسطی	چھپا خوب دیوان استاد فن

ایضاً

دیوان اسیر کا ہی مطبوع اہل عالم	الفاظ چست بالکل مضمون تمام مرغوب
تاریخ طبع اوسکی یون واسطی نے لکھی	اُستاد واسطی کا دیوان چھپ چکا خوب

ایضاً

چھپ گیا خوب یہ دیوان فصاحت بنیان	لعل قیمت مین صفا مین دُر مکنون ہی یہ
واسطی سال مسیحی مین ہوئی یون تاریخ	بلبل فکر کا گلدستۂ مضمون ہے یہ

تاریخ عربی

اعطاہ الجنۃ بعد الموت	احسان اللہ الحی علیہ
قال لنا ہاتف لہ تاریخ	رضوان اللہ الحی علیہ

غزل

حبذا مایہ دار دولت عشق	دلش آگاہ از حقیقت عشق
بود چون این معنی کرد ظاہر	از کتابے بخشش کرامت عشق
بر سر بیرانت از کرم اندر اخت	چون ہما سایہ سعادت عشق
شاد خادم صفی تعشق خدا	زین جہان رفت در طریقت عشق

در غم و رنج واسطی دل من	گفت ای واشہید دعوتِ عشق

تاریخ فارسی

شاہ خادم صفی ولی خدا	بفلک شد بہ طی ہفت طبق
واسطی داشت اعتقاد تمام	شد گرفتار رنج درد و قلق
من چہ گویم غم فراقش را	خون ہمین گرید آسمان زشفق
گفت تاریخ رحلتش ہاتف	شاہ خادم صفی ولی بحق
	۱۲ ۸۷ ہجری

دیگر

رونق افزای خانوادۂ چشت	پیر و دو نائب حفیظ اللہ
شاہ خادم صفی عارفِ وقت	بود از اسرار سرمدی آگاہ
رخت ہستی بہ بست زین عالم	سوی دار البقا بیک ناگاہ
خبر رحلتش بگو شم خورد	شد لبم آشنا بنالہ و آہ
نرسیدم بخدمتش افسوس	کہ رسید این مصیبتے جانکاہ
سال تاریخ گفت ہاتف غیب	تا دم مرگ گفتہ یا اللہ
	۱۲ ۸۷ ہجری

دیگر

شاہ خادم صفی عارفِ وقت	ذکر حق داشت در خفی و جلی
داشت با پنجتن ولای تمام	رفت در خدمت علی رض ولی
جان بحق داد چون بعشق خدا	عمر جاوید یافت لم یزلی
سال تاریخ گفت ہاتف غیب	شاہ خادم صفی ولی علی رض
	۱۲ ۸۷ ہجری

دیگر

شاہ خادم صفی ولی کامل	بانکیرین گفت عشق اللہ
سال تاریخ واسطی می جست	کرد او راسروش غیب آگاہ

سیزدہ مرتبہ اگر اے دل	کلمۂ حق بگو تو الا اللہ
میشود سال فوت او ظاہر	گر بگیری تو سیزدہ ہمراہ

قطعات تاریخ اردو

گل تازہ بوستان خدا	شہ دو جہان خادم مصطفےٰ
رہ معرفت کے وہ رہبر ہوے	جو تھے مرحلے اُنسے سب سر ہوے
زمانے مین اُنکی غنیمت تھی ذات	کسی مین نہ تھے جو تھے اُنمین صفات
رہ راست سبکو وہ بتلا گئے	نکات حقیقت وہ سمجھا گئے
عدم کو سفر کر گئے ابکی سال	ہوا سارے عالم کو اسکا ملال
دل سال گم ہو کے ای واسطی	ہے تاریخ خادم صفی جنتی ۱۲ ہجری

دیگر

خلق مین بادشاہ تخت فقر	یعنے خادم صفی والا جاہ
کام کوئی کیا نہ جز رہ حق	مالک ملک فقر دین کی پناہ
طے جو کی ابکی سال راہ وفات	واسطی سب ہین صرف نالہ و آہ
سر ہر شعر لیکے ہی تاریخ	لاہیو تون اولیای اللہ ۱۲۸۷ ہجری

دیگر

شاہ خادم صفی عارف نے	جان دی اپنی عشق احمدؐ مین
سال فصلی مین یون ہوئی تاریخ	وہ گیا خدمت محمدؐ مین ۱۲۸۷ ہجری

دیگر

شاہ خادم صفی نے رحلت کی	ہوا ابتر جہان مین دفتر فقر
سال فصلی مین یون ہوئی تاریخ	بادشاہ جہان کشور فقر ۱۲۸۷ ہجری

دیگر

شاہ خادم صفی نے رحلت کی ۔ واسطی کو کمال رنج ہوا
عیسوی سال مین کہ دل نے ۔ کہا یہ کیا غضب ہوا ہی بپا

دیگر

شاہ خادم صفی عارف کو ۔ سوے جنت جو قصد سیر ہوا
شدت درد و رنج فرقت سے ۔ سب مریدونکا حال غیر ہوا
عیسوے سال مین یہ ہاتف نے ۔ کہہ دیا خاتمہ بخیر ہوا

دیگر

بیک گردش چرخ نیلوفری ۔ ہوئی دفتر دہر کی ابتری
مٹے نامیونکے نشان سیکڑون ۔ تہے بے مکین یان مکان سیکڑون
چلی گلشن دہر مین وہ ہوا ۔ کہ نام انکو یان نہ باقی رہا
صفی پور کا حال برہم ہوا ۔ دل اہل عالم کو ماتم ہوا
وہ گھر جو خوشی سے تھے کل باغ باغ ۔ وہ سب آج دنیا مین ہین بے چراغ
کوئی ساتھ مرقد مین جاتا نہین ۔ کبھی فاتحہ کو بھی آتا نہین
فنا ہی فنا ہی یہ سب کائنات ۔ ثبات حبابی ہی اسکی ثبات
رجب کے مہینے کی تھی تیرھوین ۔ اور اتوار کا روز تھا بالیقین
کہ دنیاے فانی سے وقت سحر ۔ کیا شاہ خادم صفی نے سفر
ہوا گوش زد جب مفصل یہ حال ۔ کہون کیا ہوا کسطرحکا ملال
کئی دن یہی رنج سبکو رہا ۔ پکارا اک دوست نے یون کہا
کہ اے واسطی تو ہی اختر شناس ۔ تجھے صبر لازم ہی کیون ہی اداس
کہ حضرت کا تھا آخری یہ سفر ۔ ذرا دیکھ تو زائچہ کھینچ کر

غم و رنج مین سخت مشکل پڑی — مگر عاقبت لیکے ساعت گھڑی
لکھا زائچہ پھر بصد اضطرار — کہ معلوم ہو جس سے انجام کار
بیوت اب لکھے اور کیا تسویہ — تو اس شک کا دل سے ہوا تصفیہ
ستارے ہین فضل خدا سے قوی — نحوست سے بیٹھے ہین سارے بری

زائچہ

عطارد و زہرہ شمس
مریخ
مشتری
راس
زحل
ذنب
قمر
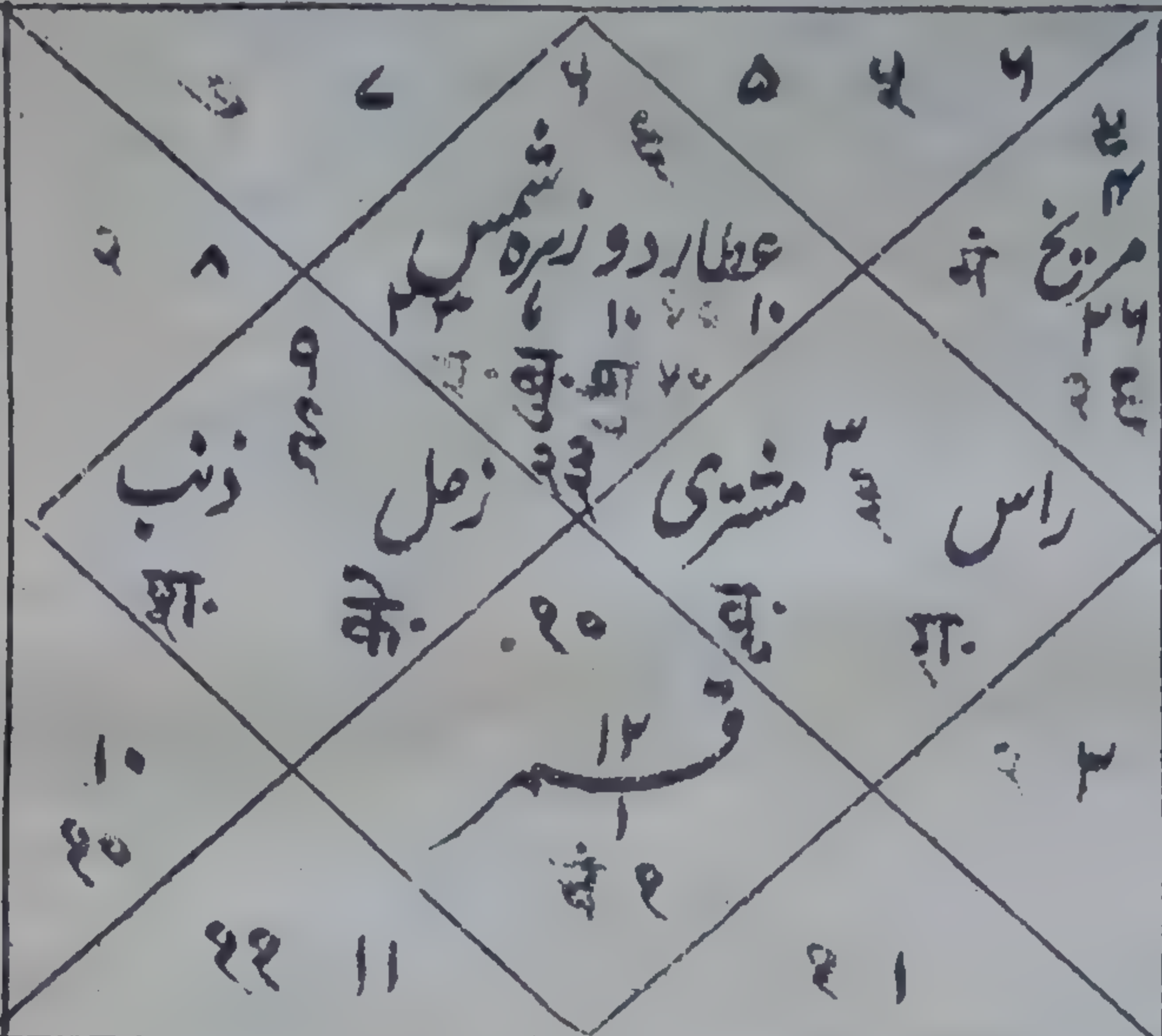
ستارے ہین اوتاد مین سب تمام — سعادت پہ ہین دال یہ لاکلام
کہ اس طرح جسے ہون ستارے بہم — کہ ملتا ہی ایسا بہت وقت کم
اسے شکل اقبال کہتے ہین سب — کواکب کو ہوتی ہی قوت عجب
جو طالع کی جانب کو پہونچے نظر — تو بس سنبلہ ہی عطارد کا گھر
وہین صاحب خانہ موجود ہی — شرف کے سبب سے وہ مسعود ہی
تو ان گھر سفر کا ہی دیکھا بغور — وہ گھر سعد اصغر کا ہی برج ثور
ہوا ابکے طالع مین اسکا صدور — سفر اہل طالع کو ہووے ضرور
ہوئی غور سے بات یہ بھی عیان — عطارد سے زہرہ کا پایا قران

سفر مین سعادت ہو ہر طور کی
نہین اسمین حاجت ہی کچھ غور کی

مگر دل مین اسکے تعشق رہے
یہی اسکو ہر دم تعلق رہے

جو دیکھا سما کی وتد کی طرف
مقرر ہی اسکا بعز و شرف

اسے جا ملا مشتری کا مقام
ہوئی اس سے حاصل سعادت تمام

جو رجعت مین ہی مشتری ندنون
سے دار باقی روان کیون نہون

گئی برج غارب پہ جسدم نظر
تو دیکھا کہ بیٹھا ہی اسمین قمر

کہ بیت الرجا کا ہی مالک وہی
خبر دیتا ہی خانۂ دوست کی

رہے دوست کا انکو ہر دم خیال
نہ اسکے سوا اور کچھ ہو ملال

زحل مشتری اور زہرہ سبھی
وہ ہر ایک سے متصل ہی ابھی

جو کرتا ہی وہ نور ہر یک کا جمع
نہین اسکو مریخ کرتا ہی منع

عطارد سے کرتا ہی پھر اتصال
تو ہوتا ہی انوار کا انتقال

قبول اسکو کہتے ہین اہل نجوم
سمجھتا ہے نیک اسکو ہر ہی علوم

نتیجہ ہی اسکا یہ بے قیل و قال
ہمیشہ رہے دوست سے اتصال

وتد ارض کا جسکو کہتے ہین سب
اسے غور سے مین نے دیکھا ہی اب

کہ وہ قوس ہی خانہ مشتری
کہ عاشر مین ہی مشتری کو یہی

نظر اسپہ رکھتا ہی ہر دم قمر
بلا شک ہوا اسکا اب یہ اثر

بر آئی دلی انکی ہر اک امید
ملے انکو جنت مین قصر سفید

کہ الماس گون سب ہون دیوار و در
جڑے اسمین موتی رہین سر بسر

جو رابع مین ہی اب حمل کا مقام
زبرجد سے ہو وہ منقش تمام

ملے انکو اک بوستان قدیم
کہ کہتے ہین سب جسکو باغ نعیم

لطف سے جب نئی کرین منزلین
تو ہون جا کے رونق فزا باغ مین

روان اُسمین نہرین ہون بہشتیہ کی
یہ تاثیر ہی کوکب تیر کی

ہبوط اندنون ہی جو بہرام کو
اُسے آٹھوین گھر کا مالک کہو

ہوا و ہوس کو کرے وہ فنا
مجرد رہے روح سب سے جدا

رہے نسبتِ روح یون پُر اثر
مرید اُنکے ہوتے رہین بہرہ ور

جو یان زائچہ مین پڑا نقل جوگ
تو تاثیر اُسکی یہ کہتے ہین لوگ

کہ پہونچین بہر حال مقصود کو
مگر وہ کسی کے ذریعہ سے ہو

جو عاشر مین ہی مشتری بیگمان
پیمبر کا اُس سے وسیلہ عیان

ہمیشہ رہین خادم مصطفیٰ
رہین اُنسے مسرور شیر خدا

جو ہی زہرہ اب سنبلہ مین مقیم
عطارد کا جا کر ہوا ہی ندیم

اُنھین حلۂ جنتی جو ملے
مشابہ ہو وہ رنگ شنجرف کے

کسی وقت پوشاک ریحانی ہے
سفید اور کبھی آسمانی رہے

ہمیشہ رہے فضل رب غفور
رہین اُنکی خدمت مین غلمان و حور

ہون اُنکی خدمت مین غلمان جو
تو ہو سرخ پوشاک بر مین ضرور

لکھون زائچہ کا جو مین سب احوال
تو ہو طول سے سامعین کو ملال

لکھون سب کو اک ایک کی نسبت اگر
تو ہو جائے دفتر سے بھی بیشتر

اسیواسطے مین نے تفصیل کی
فضیلت مفصل پہ مجمل کو دی

لکھا جو ارادہ عقبیٰ کا سبب
کرون حال دنیا کا مرقوم اب

بنیگی جو جنت نشان اک مقبرا
رہیگی وہان جمع خلق خدا

رہیگا کھلا فیض رحمت کا باب
ہمیشہ رہین معتقد کامیاب

لکھی مین نے آخر یہ تاریخ سال
سفر عمدہ ہی ہو خدا سے وصال

دیگر

ہمیشہ زمانے کو ہی انقلاب | فنا کا کشادہ ہی ہر شی پہ باب
نہین ہی کسی چیز کو بھی ثبات | فنا ہی فنا ہی یہ سب کائنات
زمین آسمان سب ہین اک دن فنا | فقط ذات واحد کو ہوگی بقا
فنا کا نہ کیونکر ہو ہمکو یقین | کہ شب کو ستارے ہین دن کو نہین
فنا کیسے کیسے جوان ہو گئے | کہان تھے کہا لنے کہان ہو گئے
نہ وہ تن نہ وہ روح وجان رہ گئی | فقط روح ورد زبان رہ گئی
شب و روز چلتی ہے راہ عدم | یہ دنیا نہین کچھ سرا ہے ہی کم
رہے کوچ کا اسمین ہر دم خیال | قیام اسمین ہی ایک امر محال
ہوے پیر عمر اب بسر ہو گئی | اُٹھو سونے والو سحر ہو گئی
فناے جہانکا ہی ہر دم خیال | کہ خادم صفی کا ہوا انتقال
نہین چھوڑتی جب ولیونکو موت | ہمین پہلے لازم ہوا خوف موت
عجب ہی وفات انکی صاحب کمال | کرے مدح انکی کوئی کیا مجال
وہ رخسار روشن جو پر نور تھا | تجلی شمع سر طور تھا
جو موزون تھا وہ دست گوہر فشان | تو اشعار خمسہ تھین پانچ انگلیان
وہ آنکھین جو تھین چشمہ راہ دین | دو لب لائق صد ہزار آفرین
نہین چشمہ ہو نہین کچھ انکے شک | کہ تھے غوطہ خور انکے دو مردمک
جہان نقش پاے مبارک پڑا | سر اولیا اُس زمین سے بنا
عجب صاحب لطف و الطاف تھے | خلاصہ خدائی کا وہ ذات تھے
سر قبر لائے جو لاشہ مرید | زمین کو بھی حسرت ہوئی اپنی عید
زمین مانے شادی کے تھی باغ باغ | کہ ہاتھ آگیا گوہر شب چراغ
جہان غم سے سب تیرہ و تار تھا | کہ خورشید زیر زمین چھپ گیا

بہت کی جو تاریخ مین جد و کد	زمین بولی لائی چراغ لحد ۱۲

دیگر

شد بآن سلطان چنین فرمان عشق	از خودی بگذر کہ باشی جان عشق
عاشق صادق شہ خادم صفی	کرد جان خویشتن قربان عشق
کشتۂ عشقش نبی میر دلبہو	جان تازہ میرسد از جان عشق
از وجودش آرزوے نفع داشت	عشق را در دل بانداز مان عشق
کے رسد با عشق او عشق کسے	از ازل آوردہ بود ایان عشق
شد ز یکرنگی دوئی از ہمہ گر	عشق جانش گشت او شد جان عشق
مثل دیگر مردگان از کار رفت	از وفات او برون شد جان عشق
کرد روشن شمع دین را زین سبب	داشت در دل آتش پنہان عشق
سال تاریخش بہ فصلی واسطی	گفت ہاتف کشتۂ پیکان عشق ۱۲

تاریخ ہندی دوہا

حضرت شاہ خادم صفی چھانڈو جگ سنسار	ہندوی سمت فصل تہاوت ترتے سوچ بچار
اسوج سدی پورنماسی آج دن اتوار	بھور بھیے بچھڑ گیا اب ہی پیا ہمار سمت ۱۹۲۳

خاتمۃ الطبع منقول از مطبوعۂ بار دوم

مطبوع سپہر طبع رخینہ خامہ رشک خاقانی منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی

بعد حمد خالق انس و جان و نعت سید کون و مکان و منقبت آل اطہار و مدحت اصحاب کبار رسالک مسالک ہیچمدانی تسلیم سہسوانی بر سر گفتار آتا ہی اور عاشقان معنی رنگین و دلدادگان خیالات باریک کو مژدہ سناتا ہی کہ دفتر فصاحت مخبر بلاغت مخزن سلاست معدن متانت کرشمۂ فکر رسا جلوۂ طبع ذکا جریدہ خوش مقالی طومار نازک خیالی بہار باغ سخنوری موج دریاے

معنی پروری یعنی دیوان شاعر رنگین کلام حضرت واسطی منشی فضل رسول خان نام صاحب اشعار جزیلہ ونبیلہ تعلقدار ملک اودھ متوطن قصبۂ سندیلہ استاد اجلہ شعراء عطارد ضمیر شاگرد رشید دبیر خبیر منشی مظفر علی اسیر کا کہ جسکا ہر مصرع ریختہ محسود زلف دلاویز حسینان ہی ہر بیت سادہ رشک ابروے نازنینان شوخی مضمون گرمجوشی ہی محبوبونکی ربط جہر عین ہم آغوشی ہی خوبون کے کنائے عین اشارے اچھی آنکھون والونکے گریز شاعرانہ مین سنوارے کی ڈھنگ غزلونکی ترکیب درست بندش چست مطبع مین عالی ہمم فرخندہ شیم ددة التاج افتخار و اقتدار مالک مطبع اودھ اخبار بانی مبانی جود وعطا مرجع بندگان خدا سامی الاخلاق عمیم الاشفاق منشی نولکشور ستودہ آفاق کے دوسری بار واقع ماہ اپریل ۱۸۸۱ء مطابق ماہ صفر المظفر ۲۹ سنہ ۱۲۹۸ ہجری مطبوع ہوا اور پری کی تصویر ہو کر مطبع سے باہر نکلا

قطعات تاریخ مطبوعۂ سابق منقول از ایڈیشن اول

چھپا جب یہ دیوان بلغ و بہار ۱۲۸۸ھ | کلی دل کی ہر ایک کی تب کھلی
سن طبع کی خبر ت واسطی ۱۲۸۸ھ | دم فکر تاریخ مجکو ملی

نتیجۂ طبع وقاد سخنور بیمثال شاعر نازک خیال مرحمت الدولہ مولوی سید غضنفر علی خان متخلص بہ حکیم ابن مدبر الدولہ تدبیر الملک منشی سید مظفر علیخان متخلص باسیر

کیا خوب چھپا ہی واسطی کا دیوان | ہر دل کو حکیم یہ سخن ہی مقبول
مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع | مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع
پوچھا جسوقت مجھسے ہاتف نے کہی | تاریخ چھپا دیوان فضل رسول ۱۲۸۸ھ
مفعولن فاعلن مفاعیل فعیل | مفعول مفاعیلن مفعول فعول

نتیجۂ فکر سخندان یکتاے زمان نواب احمد حسن خانصاحب متخلص بجوش خلف نواب محمد مقیم خان مرحوم

طبع شد چون کلیات واسطی | شاعر شیرین زبان خوشگو فصیح

واضح ہو کہ قطعات تاریخ سنہ ... قطعات تکمیل ... ترتیب دیوان ... قطعات تکمیل طبع بار اول یعنی سال ... سنہ ۱۲۸۸ ہجری اور سال طبع بار اول سنہ ۱۲۸۸ ہجری ماہ ... مطبع

سال طبعش جو شد با تف ناگہان	گفت گلزار مضامین مسجع ۱۲۸۷

ریختہ خامہ شاعر یکتا شیخ رضا حسین صاحب متخلص بہ رضا

رضا بلبل فکر تاریخ گفت	بہ گلزار مطبع گل نو شگفت ۱۲۸۷ھ

ولہ

شدہ طبع دیوان فضل رسول	مضامین عجائب عجیب فکر نیک
رضا بہر تاریخ کردم چو فکر	ندا آمد از دل خوشا فکر نیک ۱۲۸۷ھ

ولہ

کلام واسطی چون طبع گشتہ	مضامین غیرت ماہِ تمام ست
رضا کلکم چنین تاریخ طبعش	رقم زد اعتبار این کلام ست ۱۲۸۷ھ

ولہ

کلام واسطی چون طبع گشتہ	بہار عشق سوز دل نوشتم
رضا برجستہ این تاریخ فصلی	شرار عشق سوز دل نوشتم ۱۲۸۷ف

ولہ

مطبع مین اند نون وہ دیوان چھپا ہی	الفاظ جسکے عمدہ ہین شعر جسکے رنگین
تم بھی رضا یہ لکھو تاریخ طبع اسکی	دیوان واسطی کا ہی مجمع مضامین ۱۲۸۷ھ

ولہ

مژدہ اے شاعران ہندوستان	طبع دیوان واسطی کا ہوا
فکر تاریخ کی ہوئی جو رضا	غنچۂ آرزو ہی دل نے کہا ۱۲۸۷ھ

ولہ

ہوا طبع دیوان فضل رسول	ضیا مین ہی رشک تجلی طور
لکھا مصرع طبع ہنگام فکر	قلم نے لکھے ہین مضامین نور ۱۲۸۷ھ

قطعۂ تاریخ نادر مترشحہ خامہ شیخ نادر حسین صاحب متخلص بہ نادر

طبع دیوان واسطی کا ہوا	کارنامے ہین یہ تمام اوراق
دفتر عشق ہی ہر ایک ورق	جانتے ہین جو ہین بڑے مشاق
کلک نادر نے یہ لکھی تاریخ	ہو گئی طبع دفتر عشاق ۱۲۹۷ھ

ولہ

چھپا واسطی کا جو نادر کلام	بجا ہی جہانتک کرونمین ثنا
ہوئی دلکو جب فکر تاریخ کی	گل باغ مقصد قلم نے لکھا

جودت طبیعت شاعر با زیب وزین محمد مظہر حسین صاحب متخلص بہ شفق ہمشیرہ زادہ آفتاب الدولہ بہادر

وہ افصح الفصحا واسطی زبان دان ہی	کہ آج ہند مین مشہور رشک سحبان ہی
دیا ہی رتبۂ عالی وہ اسکو خالق نے	کہ آج اپنی رعیت پہ ظل سبحان ہی
وہ فن شعر مین یکتا ہی اس زمانے مین	جو ہمسری کا کرے قصد کیا تہی دامان ہی
وہ اسکا بلبل خامہ ہی زمزمہ پیرا	کہ جسکے فیض سے سارا جہان گلستان ہی
کلام مین یہ مزہ عشق کا ٹپکتا ہی	کہ روح سعدی بھی سو جانسے ثناخوان ہی
وہ رنگ اسکی طبیعت نے خود کیا پیدا	کہ جسسے ناسخ و آتش کی روح حیران ہی
بلاغت ایسی ہی سامع کا دم پھڑک جائے	زبان پاک فصاحت مین تیغ بران ہی
ہوا ہی جمع وہ دیوان لاجواب اسکا	کہ جسکا مطلع ہر اک آفتاب تابان ہی
چھپا ہی مطبع منشی نولکشور مین وہ	کہ جسکا سارے زمانے پہ آج احسان ہی
شفق نے بھیجدی تاریخ آپ سے لکھکر	بہار گلشن ہندوستان یہ دیوان ہی ۱۲۹۹ھ

ایضاً تاریخ ترتیب دیوان در صنعت منقوط

یہ فن شعر مین ہی واسطی کو آج کمال	ہر ایک کو سامنے منھ کھولنا ہی اسکے محال

دیا اُنھون نے جو دیوان ولین ترتیب
تو آیا لکھنے کا تاریخ کے مجھے بھی خیال
پکارا ہاتف غیبی کہ لکھ شفق منقوط
چھپی وہ نظم جو ہی شمع بزم اہل کمال

ایضاً تاریخ فصلی در صنعت غیر منقوط ۱۲۸۷ھ

ہوا مطبوع وہ دیوان کہ اسکے شوق سے جو
تو اسکا طوطی خامہ بھی بلبل کیطرح بولے
نہین دیوان لکھا واسطی نے طبع رنگین سے
دُرِ گنج معانی شاعرونکے واسطے کھولے
شفق تاریخ فصلی بے نقط لکھنے کو جب بیٹھا
ہُما ئی فکر رسا مین طائر مضمون نے پر کھولے

قطعہ تاریخ طبعزاد شاعر خوش بیان منشی برکت علی خان صاحب متخلص بہ ساغر نبیرہ منشی عبد الکریم صاحب سابق میر منشی گورنری

چھپا اختر واسطی خوب دیوان
بہت بہتر و عمدہ مطبوع سلطان
مصنف جو ہین اسکے فضل رسول
وہ بزم سخن مین ہین شمع درخشان
خبر سال ہجری یہ شاعر نے دی
دل گوش سے سن تو تاریخ دیوان ۱۲۸۸ھ

قطعہ تاریخ منفکر ناظم صاحب طبیعت محمد علی خانصاحب متخلص بہ نگہت

رہے عروج یہ باجاہ و فرد ماغ ہند
بھرا پڑا رہے یارب سدا ایاغ ہند
ہوا ہی طبع یہ دیوان واسطی اختر
وحید عصر ہین فضل رسول باغ ہند
مقابل اُنکے نہ خاقانی و نہ فیضی ہی
اُنھین سے عرش معلی یہ ہی دماغ ہند
یہ زور طبع ہی اُنکو کہ ہی کلام فصیح
ہین شمع بزم سخن اور ہین چراغ ہند
نہ ہم سخن کوئی اُنکا ہی اور نہ ہمسر ہی
بہ رنگ لالہ جگر پہ ہی سبکے داغ ہند
پڑا تھا خواب سے غفلت مین آگیا یہ خیال
تو دیکھیا مجھے تعبیر سیر یہ زاغ ہند
تو اُسکی فکر مین نگہت پڑا ہوا ہی عبث
جو پوچھے سال طبع تجھسے کہہ چراغ ہند ۱۲۸۸ھ

قطعہ تاریخ از جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک سید منشی مظفر علیخان بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ اسیر سلمہ اللہ القدیر استاد مصنف دیوان

رقم شد چہ دیوان نادر اسیر — مضامین آن جان اہل سخن
بتاریخ او بلبل طبع من — صدا زد گلستان اہل سخن ۱۲۸۷ھ

قطعہ تاریخ از مصنف سلمہ اللہ القدیر

کیا واسطی نے یہ دیوان رقم — عیان اس سے ہین جوہر واسطی
ہوئی فکر جب دلکو تاریخ کی — فلک نے کہا اختر واسطی ۱۲۸۷ھ

از نتایج افکار شیخ شوکت علیصاحب متخلص بہ شوکت سندیلوی شاگرد مصنف دیوان

واسطی استاد من چون نظم کرد — منتخب دیوان شوق عاشقی
بہر سال طبع شد شوکت رقم — مصرعۂ تاریخ ذوق عاشقی ۱۲۸۷ھ

نتیجہ فکر یعنی تاریخ از شاعر یکتا مرحمت الدولہ سید غضنفر علیخانصاحب صولت جنگ متخلص بہ حکیم خلف اکبر منشی مظفر علیخانصاحب اسیر

حکیم از فضل رب چون طبع گردید — برنگ باغ دیوان خوش آئین
بنودم فکر در تاریخ سالش — نوشتم انجمن آرا مضامین ۱۲۸۷ھ

از نتیجہ فکر افضل الدولہ مظفر الملک سید افضل علی خان بہادر شوکت جنگ متخلص بہ افضل خلف اصغر منشی مظفر علیخان اسیر

کیا خوب ہی یہ دیوان کیا خوب ہی یہ دیوان — بیشک جواب ناسخ بیشک جواب ناسخ
افضل کہے یہ تاریخ مرقوم کی مکرر — رشک جناب ناسخ رشک جناب ناسخ ۱۲۸۷ھ ۱۲۸۷ھ

تاریخ ترتیب دیوان طبعزاد شیخ احمد علیصاحب متخلص بہ شوق خلف شیخ کاظم علیصاحب مرحوم شاگرد تدبیر الدولہ منشی مظفر علیخان اسیر

کیا فضل خدا سے ہوا دیوان مرتب — رنگینی اشعار سے ہر صفحہ چمن ہی

ہاتف نے کہا مصرعۂ تاریخ یہ ای شوق — دیوان ہی یا ایک گہر بحر سخن ہی ۱۲۸۷ھ

ایضاً

دیوان چھپا واسطی اہل سخن کا — انداز نرالا ہی نیا رنگ سخن ہی
تاریخ کہی طبع کی ای شوق یہ مین نے — مضمون ہین گل پھول یہ دیوان چمن ہی ۱۲۸۷ھ

از نتیجۂ افکار شاعر یکتا شیخ ظہور حسن صاحب متخلص بہ ظہور شاگرد تدبیر الدولہ منشی سید مظفر علی خان صاحب اسیر

از فضل خدا چو طبع گردید — منشور فصاحت و بلاغت
مرقوم ظہور کرد تاریخ — گلدستۂ عنفوان الفت

قطعۂ تاریخ از لالہ خیراتی لال صاحب جمع خرچ نویس انجمن ہند متخلص بہ طاہر

پئے قبول دل شاعران لوذعی و فن — چہ داد داد سخن واسطی بہ نظم کلام
ز روے آب گہر لفظ معنیش طاہر — دہد فروغ پئے سال آن حساب تمام ۱۲۸۷ھ

طبعزاد سید باقر علی صاحب رضوی شاگرد مصنف دیوان سلمہ متخلص بہ حیرت

خان ممدوح کے اوصاف رقم کیا کیجیے — آج اس عہد مین خلاق معانی ہی یہ
ایسا دیوان کیا نظم خلائق مرغوب — جسنے دیکھا یہ کہا سحر بیانی ہی یہ
کہنہ مشاقونکے عالم مین قلم توڑ دیے — کیون نہو فکرت ایام جوانی ہی یہ
فی الحقیقت کہ عجب نغمہ سرائی کی ہی — یادگار اس چمنستان مین نشانی ہی یہ
فکر غواص سے پوچھا تو کہا ای حیرت — بحر انوار طبیعت کی نشانی ہی یہ ۱۲۸۷ھ

خاتمۃ الطبع حال از کارپردازان مطبع

الملنتہ للہ کہ دیوان براعت عنوان معروف بہ دیوان واسطی جسکی توصیف مع مختصر حالات مصنف شیوا زبان مطبوعات اول و دوم کی تقریظ اور خاتمۃ الطبع مین کسیقدر تفصیل کے ساتھ درج ہی اور اس تقریظ و خاتمۃ الطبع کی نقل حرف بحرف شائقین حالات مصنف مرحوم کی آگاہی کے لیے بدستور اس ایڈیشن مین بھی نقل کر دی گئی ہی بماہ فروری ۱۹۰۸ء مطابق ماہ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ ہجری بحسب ایماے مرجع ارباب علم و فن جناب منشی پراگ نارائن صاحب مالک مطبع زیدت حشمتہ تیسری مرتبہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین زیور طبع سے آراستہ ہوا

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گلدستۂ ازہار فصاحت و دستنبوی ریاحین بلاغت معدن انواع مضامین فضل و ہنر

یعنی

کلیات واسطی

حصۂ دوم

از طبعزاد منشی سید فضل رسول خان صاحب بہادر متخلص بہ واسطی رئیس سندیلہ متعلقہ اضلاع اودھ خیرخواہ سرکار انگلشیہ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں مزین بہ طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو ذکرِ قل ہو اللہ احد مینخانہ ہو میرا
تو اللہ الصمد یارب خطِ پیمانہ ہو میرا

زبان کو لم یلد کا ورد دل میں نقش لم یولد
پریخانہ فروغِ حمد سے کاشانہ ہو میرا

لبِ جان سے یہی نکلے نہیں کوئی کفو تیرا
ہو اللہ صدق دل سے نعرۂ مستانہ ہو میرا

زبان کو آشنا کر ایسی لذت سے خداوندا
قبولِ اہلِ معنی معنی بیگانہ ہو میرا

رہے دل میں نہ باقی دردِ دنیا و مافیہا
لبالب بادۂ توحید سے پیمانہ ہو میرا

دکھا وہ اپنی بزمِ معرفت میں شمع نورانی
کہ دل پھر پھر کے قربان صورتِ پروانہ ہو میرا

مزہ تفرید کا پیدا ہوا ایسا ہر رباعی میں
کہ مملو چار سو اس گنج سے ویرانہ ہو میرا

کروں جو بیت موزوں وہ دکھائے نور کا عالم
چمک کر معنیِ وحدت چراغِ خانہ ہو میرا

سنے جو گوشِ دل سے اسکو جان تازہ حاصل ہو
دمِ عیسیٰ سے بڑھکر ہر جگہ افسانہ ہو میرا

جنابِ مصطفےٰ کی دید سے آنکھیں ہوں نورانی
تجلی گاہ نورِ پاک سے کاشانہ ہو میرا

رہوں ثابت قدم الفت میں پنج و چار کے یارب
یہی بس زندگی بھر شیوۂ مردانہ ہو میرا

انہیں کا وصف ہو لب پر انہیں کا دھیان ہو دل میں
یہی تسبیح ہر دم سبحۂ صد دانہ ہو میرا

ترے محبوب کی ہو دستگیری حشر میں حاصل
زمانے میں کوئی فریادرس ہو یا نہ ہو میرا

یہ وحشت خیز میرے شعر اگر ای واسطی سن لے

۲	یقین ہے دل سے قائل تھا سم دیوانہ ہو میرا	۱۶

وہی ہے خاص بندہ فی الحقیقت رب سرمد کا — کہ گوش دل میں جس کے حلقہ ہے میم محمدؐ کا
حسین سے وہ ضم وابستہ ہین ملک و ملک اس سے — شرف دل جانتا ہے میم مضموم و مشدد کا
چھپایا اسکو ایسا رحمت رب نے تہ دامن — ملک ڈھونڈھا کئے پایا نہ سایہ آپکے قد کا
نبی گذرے بہت ہر چند آدم سے مسیحا تک — ہوا ہمسر نہ اک اس واقف اسرار سرمد کا
معمے حل کئے تحریک لب سے آپ نے کیا کیا — کلید جنبش ابرو سے کھولا قفل ابجد کا
کرے اُس قد یکتا سے اگر دعواے یکتائی — الف کے سر پہ ارّہ کلک قدرت کھینچدے مد کا
جو اُنکی راے محکم کا نہ ہوتا سایہ پشتی بان — ٹھہرنا ایکدم مشکل تھا ذوالقرنین کی سد کا
اگر دست مبارک سے نہ حضرت اُسکو مس کرتے — مزہ دیتا نہ بوسہ حاجیون کو سنگ اسود کا
ہوا اظہار خوان نعمت اسرار رب جسدم — بنا سر پوش گنبد اُس حبیب حق کے مرقد کا
لگائے اُسکی خاک پاے انور کا اگر سرمہ — نظر آجائے چہرہ دیدۂ اعمے کو مقصد کا
جو یوسف چاہ سے چھوٹے تو یونس بطن ماہی سے — رہا کرنا حضور اُنکے تھا کیا مشکل مقید کا
شیاطین جس طرح تیر شہاب چرخ سے شبکو — معاند بھاگ نکلے سُنکے شہرہ اُنکی آمد کا
نہ کیونکر بندگان حق فدا ہون نام نامی پر — خدا خود عاشق و شیدا ہے ذات پاک احمدؐ کا
خط و عارض کے مضمون میں اگر کاغذ پہ لکھتا ہون — زمین بلور کی بنجاتی ہے تختہ زبرجد کا
گدائی وہ کہ تازہ مغز شاہی جسکی خوشبو سے — اُٹھایا بورے نے رنگ ہر گلزار سند کا

۳	جہان کیا برہم و درہم ہو بندونکے معاصی سے قسم ای واسطی ہے درمیان ہر دم محمدؐ کا	۱۴

دھیان ہے دلمین جو اُس کے عارض پر نور کا — ہے گمان تن پر مرے فانوس شمع طور کا
شغل زاہد کے طاعت کیون ہے عین طالب حور کا — عاشق صادق ہو نہین پیشہ نہین مزدور کا
پاس آکر پھینکیے تیر نظر میری طرف — چوک جاتے ہین خدنگ افگن نشانہ دور کا

پنبہ دامن کھینچتا ہی داغ مرہم سوز سے
ہی بجا پر کالۂ آتش لقب ناسور کا

ای طبیبو چاہیے تجویز کرنا درد مے
درد سر جائیگا ان چھینٹون سے مجھ مخمور کا

ہجر کی شب ہر ستارہ چرخ کا ہی نیش زن
یا خدا اجل جلئے یہ چھتا کہین زنبور کا

واعظو دیتے ہو کیا ترغیب ہمکو خلد کی
ناتوان ہین غمزہ اٹھیگا نہ ہمسے حور کا

نالہ آہستہ کرون پاس ادب سے اس پہ بھی
ہی قیامت ہو اٹھین دھوکا صدا صور کا

لن ترانی کی صدا تھی یا انا الحق کی صدا
دار پر کیونکر گمان ہوتا نہ نخل طور کا

خال زنگی بنگیا جب سامنے آیا چراغ
بخت ہی کیسا سیہ میری شب دیجور کا

سوزش غم سے ہی خود سینہ مرا آتشکدہ
کیا سپند آسا چٹک کر ہو ارادہ دور کا

دھیان مین اُس برق وش کے مجھکو آتا ہی نظر
ہر طرف جلوہ تجلی زار کوہ طور کا

۴ — ۱۴

لب سر سو فرق ہی شاہ و گدا مین واسطی
جو گدا کا کاسہ ہی وہ تاج سر فغفور کا

تا نظر آجائے جلوہ اُس رخ پر نور کا
آنکھ مین سرمہ لگایا مین نے سنگ طور کا

داغ سوزاں سے ہی سینہ گرم مجھ رنجور کا
دل ہین عالم کیون نہ ہو خلوت سرا طور کا

جو جلا ہی آگ سے ہوتا ہی اچھا آگ سے
زخم پر لازم ہی پھاہا برگ نخل طور کا

بے تکلف جام می ہی ساقی رشک آفتاب
بڑھ گیا انجم سے رتبہ دانۂ انگور کا

کیون نہ روشن انجمن ہو بات کرنے سے ترے
نور کے لب ہین زبان ہی نور کی منھ نور کا

قامت جانان کو ہم تشبیہ دین طوبی کی ساتھ
آج سوجھا ہی یہ مضمون طرفہ ہمکو دور کا

رات دن رہتے ہین چہرہ پر مرے آنسو رواں
دیدۂ تر پر گمان کیون کر نہ ہو ناسور کا

مر گیا ہون دیکھکر اک برق وش محجوب کو
تختہ ہی تابوت کو درکار نخل طور کا

سخت حیران ہون کہ زاہد مجھپہ کیون کرتی ہین طعن
وہ تو کھاتی ہین مین پیتا ہون عرق انگور کا

جمع دولت ہی جہان مین خانہ بربادی کی شکل
شہد ہی سیلاب ہی کاشانۂ زنبور کا

داغ دل اچھے ہوئے جب ملگیا وہ مہوش
صبح وصلت مین اثر تھا مرہم کافور کا

بڑھ گئی اپنی سیہ کاری ہوئے جب مو سفید
ہی تماشا مشک ہی کف چشمۂ کافور کا

ہی شرک سیدھی عدم کی قافلے جاتی ہین روز
رہرو ونکو ہوگیا ہی سہل رستہ دور کا

۵

واسطی جب سے پڑی ہی روے جانان پر نظر
آنکھ کی پتلی ہی نقطہ خال روے حور کا

بھول کر اُس کی زبان پر مرا نام آہی گیا
ولولۂ عشق کا آخر مرے کام آہی گیا

دل ترے زلف کے پھندے مین پھنسا آخر کار
مرغ زیرک تھا مگر یہ تہ دام آہی گیا

کون معشوق ہی انکار کی خو جسکو نہین
طور پر حضرت موسیٰ سے کلام آہی گیا

صبح اُس کوچہ مین بھیجا تھا جو ہمنے قاصد
تھی نہ امید مگر وہ سر شام آہی گیا

عاقبت گور تلک اپنا جنازہ پہونچا
دور سمجھے تھے جسے ہم وہ مقام آہی گیا

مجلس مے مین جو مین بیٹھ رہا خوب ہوا
پھرتے پھرتے مرے حصہ مین بھی جام آہی گیا

کبک و طاؤس چلے چال پہ تیری جو بہت
کچھ تو آخر انھین انداز خرام آہی گیا

چین سے گور مین دو روز نہ سونے پائے
اک ذرا آنکھ لگی روز قیام آہی گیا

داغ غم سے ہوئی بازار قیامت مین نجات
پاس پیسہ جو ہمارے تھا وہ کام آہی گیا

غیر بزدل تھا بہت بھاگ تو نکلا تھا مگر
کیا کرے کھینچ کے وہ سر پہ حسام آہی گیا

۶

خط مین لکھا ہے مجھے اُس قاتل عالم نے سلام
واسطی موت کا لے تجھکو پیام آہی گیا

اس درجہ محو جلوۂ حسن بتان رہا
معلوم خود نہین یہ مجھے مین کہان رہا

مہمان شب کی شب جو وہ جان جہان رہا
ہم پر کبھی غضب تو کبھی مہربان رہا

آوارہ کب نہ دہشت صیاد سے پھرا
دو دن نہ اک شجر پہ مرا آشیان رہا

جب میرے اُسکے بادہ کشی کا تھا مشغلہ
اے ہوش اسقدر تو بتا تو کہان رہا

آیا کبھی نہ فاتحہ خوانی کا انکو دھیان — باقی ہماری قبر کا جب تک نشان رہا
ذلت جہان کی باعث عزت ہی دین مین — اچھا رہا وہ سب سے بُرا جو یہان رہا
پایا نہ چین دل کی تڑپ سے کسی جگہ — زیر زمین رہا کہ سر آسمان رہا
منزل کی شکل مجھکو دکھائی نہ بخت نے — آوارہ مثل گرد پس کاروان رہا
دیر وحرم کے پھیر مین گذری تمام عمر — دو دن یہان رہا تو مین دو دن وہان رہا
ملتے تھے ہمسے کیسے وہ جبتک تھی تنگدست — وا موسم خزان مین در بوستان رہا
صد شکر وقت نزع نہ بھولا مین یاد دوست — نام اُسکا وقت نزع بھی ورد زبان رہا
یہ وجہ تھی کہ دل نے ہمیشہ کیا خراب — دشمن پر اپنے دوست کا مجکو گمان رہا
جوش جنون جو مثل مہر تھا دستگیر — شل ہوگئے پاؤن فلک کیصورت رواں رہا
بخت جوان پہ اپنے نہ منعم کرین غرور — آخر جوان پیر ہوا کب جوان رہا
فرہاد و قیس و وامق و نل سب نکل گئے — میرے ہی ہاتھ معرکہ امتحان رہا

مٹی ہوئی خراب ضرور اُسکی واسطی
دو دن جو کوئی آکے تہِ آسمان رہا

۷

قتل عشاق کام ہی تیرا — قاتل خلق نام ہی تیرا
التجا مین کرون یہ کام مرا — نگہ لطف کام ہی تیرا
زندے مرتے ہین مرے جیتے ہین — کیا قیامت خرام ہی تیرا
حکم دے ہم بھی آئین مجرے کو — آج دربار عام ہی تیرا
دل چھوٹے گا قید گیسو سے — یہ گرفتار دام ہی تیرا
کعبہ اسکو کہین کہ عرش کہین — دل ہمارا مقام ہی تیرا
ہم سر آستان ہین بزم مین غیر — واہ کیا انتظام ہی تیرا
جان آتی ہی سنکے باتون کو — دم عیسیٰ کلام ہی تیرا

کیا غرض مہر و ماہ سے ہمکو   دھیان ہر صبح و شام ہی تیرا
مدتین گذرین ایک بات نہ کی   گم دہن لا کلام ہی تیرا
اک نظر مین یہ چرا لیا دل کو   جانتا ہون یہ کام ہی تیرا
تجھسے نسبت بھلا ایاز کو کیا   بے تکلف غلام ہی تیرا

وسطی دل کی قدر لازم ہی
جام جمشید جام ہی تیرا

تھا جو سر کارِ جنون سے سلسلہ جاتا رہا   بادیہ گردی کا دل سے حوصلہ جاتا رہا
ہم کہان اب اور نظارہ حسینونکا کہان   تھا جو دلمین پیش ازین وہ حوصلہ جاتا رہا
ہون مین وہ دیوانۂ غم دوستا سر دُکھنے لگا   پانو سے میرے جو کوئی آبلہ جاتا رہا
آئی بالونمین سفیدی کیسی پیری مین حواس   گرد اُڑتی رہگئی وہ قافلہ جاتا رہا
اُٹھ گیا پردہ دوئی کا ایک دونون ہوگئے   شکر ہی اب میرے انکے فاصلہ جاتا رہا
پانون آب اپنے مین اور دشتِ جنونکی ٹھوکرین   ہاتھ سے اُن گیسوون کا سلسلہ جاتا رہا
روبرو جبتک نہ تھے وہ دلمین کیا کیا تھے گلے   سامنا جب ہوگیا سارا گلہ جاتا رہا
اب نہ معشوقونکی پروا ہی نہ شوقِ میکشی   نوجوانی کیا گئی سب ولولہ جاتا رہا
ابروے پیوستہ اُنکے دیکھکر سمجھا یہ دل   درمیان بیت جو تھا فاصلہ جاتا رہا

وصل کی شب بوسہ دیکر مجھسے وہ کہنے لگے
وسطی بتلا کہ اب تو سب گلہ جاتا رہا

اخگر کی طرح پر دم مجھے سوزِ تن ہوا   جتنا کہ جسم جل کے بجھا پیرہن ہوا
سودائے رخ سے خشک یہ گل کا بدن ہوا   رنگ اُس کا گرد ریختہ پیرہن ہوا
پیوند سے یہ حال لباسِ بدن ہوا   چیتے کے تن کا پوست مرا پیرہن ہوا
شاعر نہ ہوگا غیر کے مضمون سے نامور   کب ٹھیک تن پہ عاریتی پیرہن ہوا

دیدِ صفاے جسم کی حسرت ہی رہ گئی
وارد وہ خواب مین بھی مع پیرہن ہوا

تارِ نگاہ خلق کا ہی گرد ازدحام
حاصل جنون مین ہمکو نیا پیرہن ہوا

وہ راہرو تھا مین کہ مرے خون مین ڈوب کر
یوسف کی طرح گرگ بھی گل پیرہن ہوا

کیون خارزار دہر مین آیا جنان سے مین
کانٹو نسے پرزے پرزے مرا پیرہن ہوا

اے فربہی یہ تو نے کیا مجکو شرمسار
کیا کیا نہ مجھسے تنگ مرا پیرہن ہوا

آنکھین کھلین کبھی جو وہ یوسف لباس دے
یعقوب کو علاج بصر پیرہن ہوا

آبی لباس ہمکو ملا لاغری مین خوب
جب آنسوؤنکا تار بندھا پیرہن ہوا

وہ مہر حسن مین شفق چرخ عشق ہون
نکلا جو وہ تو سرخ مرا پیرہن ہوا

بوٹا سا قد یار گلستان مین چھپ گیا
پھولون کا غنچہ اُس کے لیئے پیرہن ہوا

دلمین بھڑک رہی تھی ترے عشق کی جو آگ
خاکستری تمام مرا پیرہن ہوا

۱۰ کیا احتیاج رشتہ وسوزن کی واسطی
جب خاک اپنے تن پہ ملی پیرہن ہوا

افروختہ جو ساقی پیمان شکن ہوا
مرغِ کباب طائر رنگ چمن ہوا

پامال روزگار نہ اپنا سخن ہوا
واقف خزان سے کب یہ شگفتہ چمن ہوا

راہی چمن سے جب وہ بتِ گلبدن ہوا
غم سے سمٹ کے صورتِ غنچہ چمن ہوا

نظمِ زمانہ ہستی خالق پہ ہی دلیل
بے باغبان درست نہ کوئی چمن ہوا

بولے وہ دیکھکر مری آنکھونمین لختِ دل
پھولو نسے روے آب شگفتہ چمن ہوا

کرتا ہی شوق دوست کو ہمرنگ دوست کا
طاؤس داغہاے بدن سے چمن ہوا

دیکھا شگاف دلسے تماشاے روی یار
چاک قفس بھی رخنۂ باب چمن ہوا

اُس گل کی دوستی نے بنایا مجھے خلیل
کودا جو آگ مین تو شگفتہ چمن ہوا

صد شکر وہ جوان ہوے جوبن پہ حسن ہی
فصل بہار آئی تماشا چمن ہوا

نالوں سے میرے بڑھ گئی تیری بہارِ حُسن
بلبل جو مین بنا ترا کوچہ چمن ہوا

وہ زار ہون گیا جو کبھی سیرِ باغ کو
بہار ہی بدن پہ سایۂ مرغِ چمن ہوا

توڑا جو ایک گل تو ہوا باغبان کو خار
پامال کیا خزان مین چمن کا چمن ہوا

بیجا نہین صبا سے جو آتی ہی بوی خون
بلبل کوئی تو ذبح میانِ چمن ہوا

حبس راہ تم چلے وہ ہوئی کوچہ چمن
حبس گھر مین آپ آئے وہ صحنِ چمن ہوا

طائر وہ ہین قفس سے نہ چھوٹے تمام عمر
کیا جانین ہم شگفتہ کہ ویران چمن ہوا

عاشق کے کام آتی ہین معشوق بعد مرگ
قمری کو تختۂ قبر کا سرو چمن ہوا

جاتے ہین اب تو ہم طرفِ خانہ باغبان
آجائین گے جو وقتِ بہارِ چمن ہوا

نکلین گے جائے گل سر مجروح شاخ سے
قاتل جو آب تیغ سے تازہ چمن ہوا

مجھکو اسیرِ دام کیا عندلیب نے
میرے حساب آج ہی ویران چمن ہوا

مانند لالہ غم سے جگر داغ داغ ہی
کیا فائدہ ہی گھر جو ہمارا چمن ہوا

کہتے ہین دیکھکر وہ مرے داغہائے دل
اچھا خدا کے گھر مین شگفتہ چمن ہوا

اے وسطی ہی ایک ہی مصرع کی شاعری
مصراع سرو سے نہ سخنور چمن ہوا

۱۱

ٹانکے اُدھڑ گئے وا مرا زخم بدن ہوا
شکرِ خدا کہ شکر کے قابل دہن ہوا

کب اُس زبان تیغ سے مین ہم سخن ہوا
تن پر لگا جو زخم تو ہمنبہ دہن ہوا

اے گل ترا جو ذکر سرِ انجمن ہوا
خوشبو برنگِ غنچۂ گل ہر دہن ہوا

کرتا یہ کچھ تو مجھسے مرا حالِ دل بیان
پیدا یہ طفلِ اشک عبث بے دہن ہوا

سُننے کو بات یار کی کرنے کو ذکرِ یار
گل شکلِ گوش بنگئے غنچہ دہن ہوا

مضمون لکھے جو گو ہرِ دندانِ یار کے
لبریزِ دُر شگافِ قلم کا دہن ہوا

ثابت ہی دل کو ذرِ دہن نے چرا لیا
روپوش کیون کمر ہوئی کیون گم دہن ہوا

اظہار کب کسی سے کیا مین نے حال وصل
بوسہ تمہارے خال کا قفلِ دہن ہوا

عنقا کیطرح دونون کا ملتا نہین نشان
عاشق کا دل ہوا کہ تمہارا دہن ہوا

کرتا ہون شکر ناخنِ ابروئے یار کا
عقدہ جو میرے دلمین تھا کھُل کر دہن ہوا

تاثیر رنگ عشق تو دیکھو کہ یار نے
کھایا جو پان سُرخ ہمارا دہن ہوا

حاجت مسی کی اُنکو شب وصل کیا رہی
بوسے لیے یہ ہمنے کہ نیلا دہن ہوا

عاشق سے بخت نے مجھے معشوق کر دیا
تیرے دہن کی وصف سے شیرین دہن ہوا

غرقِ محیط عشق کو لازم ہی خامشی
ماہی کا بے زبان اسی سے دہن ہوا

مین جلگیا کہی جو کوئی بات غیر نے
شعلہ سخن عدو کا تو مجمر دہن ہوا

لب پر جو ذکر اُسکے لطافت کا آگیا
جوشِ صفا سے چشمۂ کوثر دہن ہوا

حال شب فراق کے کہتے ہی مثلِ زخم
لبریز خون سے وقتِ تکلم دہن ہوا

گم گشتگی سے میرے ہین عشاق طعنہ زن
معلوم ہو گا گر کبھی عشق دہن ہوا

کرتے ہین عاشقون سے اشارے ہین وہ کلام
اعجاز ہی کہ گوشۂ ابرو دہن ہوا

ھنسکر کیا ہی نقطۂ موہوم کو دونیم
کیا ناقص کلام سلیمان دہن ہوا

کہدو مصورون سے نہ کھینچین شبیہ یار
مشکین کسی کی زلف جو غائب دہن ہوا

۱۲	ابرو کی تیغ کا جو کیا ذکر واسطی تھوکا یہ خون کہ زخم سے بدتر دہن ہوا

مر کر بھی ہین یہ کشتۂ تیغ محن ہوا
لالہ اُگا جو خاک سے خونی کفن ہوا

احباب رو ئے میرے جنازے پہ رکھکے منھ
پانی کی چادرون کا یکسر کفن ہوا

رختِ کہن بچا تھا جو رہزن کی ہاتھ سے
وہ بعد مرگ حصۂ دزدِ کفن ہوا

کیا کیا نہ جامہ زیب ہوئے دفن زیر خاک
رنگین جو پیرہن تھا بدن پر کفن ہوا

کیا چرخ مین ہی بجل کہ پھولا شفق سے اور
مدفون کوئی شہید اگر بے کفن ہوا

وہ زار ہون بچا جو کوئی تار پیرہن
کافی وہ میرے واسطے بہرِ کفن ہوا

عریان تنی سے تنگ جو تا زندگی رہا
لاشے کو بھی مرے نہ میسر کفن ہوا

بعد فنا بھی تھا جو کسی ماہرو سے عشق
ٹکڑے کفن کی طرح ہمارا کفن ہوا

اچھا ہوا کہ کچھ نہ رہا پاس مالِ غیر
ٹکڑے تمام دستِ جنون سے کفن ہوا

آئے وہ قبر پہ مین ہوا زندہ مردہ غیر
میرا کفن جو تھا وہی اُس کا کفن ہوا

چرخِ دنی کو غم نہین مرگِ فقیر سے
حیران ہی کہان سے میسر کفن ہوا

موت آئی مردمک کو جو دیکھی نہ شکلِ یار
حلقہ لحد تو آنکھ کا پردہ کفن ہوا

۱۳

ہین بعد مرگ شاہ و گدا ایک واسطی
حاصل ہر ایک کو یہی دو گز کفن ہوا

تقدیر سے علاج مرا جزو تن ہوا
جو استخوان تھا پنبۂ داغِ بدن ہوا

برقِ نگاہِ غیر پہ ڈالی جو یار نے
تربت مین جل کے داغ ہمارا بدن ہوا

پردہ ہماری چشم کا پردہ تھا یار کا
آنکھین کھلین تو اور نہان وہ بدن ہوا

جاتا ہی تیرا خال سیہ دیکھکر زحل
سر تا قدم سیاہ اسی سے بدن ہوا

ای آہِ عندلیب کہان ہین وہ گرمیان
داغی نہ گل کا ایک بھی عضوِ بدن ہوا

اللہ ری صفائی تنِ نازنینِ یار کی
نکلا جو چاندنی مین تو میلا بدن ہوا

لاغر کیا یہ صدمۂ غمہائے یار نے
لیٹے تو چین فرش ہمارا بدن ہوا

آنکھون مین دی جگہ اُسے پردے کی واسطے
مردم سے اس جگہ بھی نہ مخفی بدن ہوا

ہر جا قدم سے ہون مین سیکرو لگا ہوا
سایہ تمہارے جسم کا میرا بدن ہوا

لتّے لیے یہ وصل کی شب دستِ شوق نے
ملبوس یار نُچ گیا عریان بدن ہوا

جلاد تجھ سا ای ملک الموت کون ہے
تو باعثِ جدائیِ روح و بدن ہوا

معشوق سے چھٹے کوئی عاشق نہ ای خدا
بے روح کیا خراب جہا نین بدن ہوا

لازم حذر رہی صاف دلونکو کثیف سے
اُڑکر پڑا غبار تو میلا بدن ہوا

اللہ ری لاغری نظر آتا نہین ہی اب
کیا رفتہ رفتہ روح ہمارا بدن ہوا

محفل سے اٹھکے گھر جو وہ جانِ جہان گیا
سمجھے یہ ہم کہ روح سے خالی بدن ہوا

آنے لگے وہ پاس جو اکروز درمیان
باری کی تپ سے گرم ہمارا بدن ہوا

صد شکر میرے عکس کو رہنے کی جا ملی
جوشِ صفا سے آئنہ اُسکا بدن ہوا

۱۴
اے وسطی زمین سے اُٹھنا محال ہی
اسد رجہ بحر بار مین ضعفِ بدن ہوا

کیون رہ نوردِ منزلِ رنج و محن ہوا
ارمان نکل کے دل سے غریب الوطن ہوا

پھرتا ہی کالے کوسون پریشان شکستہ حال
گیسو سے دل نکل کے غریب الوطن ہوا

سینے مین اپنے داغِ غریبی تھا لاعلاج
چھاپا ہوا تو نامۂ اہلِ وطن ہوا

واماندگی سے منزلِ مقصود مل گئی
شل ہو کے پانؤن ہادیِ راہِ وطن ہوا

رہبر ہو میرا کیا کہ تری راہِ عشق مین
بیچارہ خضر آپ غریب الوطن ہوا

میدان مگر یہ وادیِ غربت ہی حشر کا
ہمکو صراط جادۂ اہلِ وطن ہوا

راہِ سفر مین ضعف نے کیا کیا دی تکان
جس جا پہ تھک کے بیٹھ گئے وہ وطن ہوا

غربت مین بھی رہے مرا احباب میرے ساتھ
اکدم جدا نہ دل سے خیالِ وطن ہوا

تسکین ہی جادہ وادیِ غربت مین دیکھکر
غربت مین یہ نمونۂ راہ وطن ہوا

مانندِ موج رنجِ سفر جانتے نہین
ساحل پہ جب گئے وہی اپنا وطن ہوا

مانی نہ میری بات جو دل نے ملی سزا
در در پھرا خراب ہوا بیوطن ہوا

نکلا جو گھر سے وہ مرے سینے سے دل چلا
اُسنے سفر کیا یہ غریب الوطن ہوا

۱۵
دل میرا اُسکے ساتھ رہا کب نہ وسطی
ہمراہ اُسکے یہ بھی غریب الوطن ہوا

فرقت مین بحر اشک اگر موج زن ہوا — شکل حباب گنبد چرخ کہن ہوا

آب آب اسکے دانتون سے دُرِّ عدن ہوا — یاقوت لب سے خون عقیق یمن ہوا

آفاق مین کسی کا نہ خاطر شکن ہوا — کعبے مین شیخ دیر مین مین برہمن ہوا

شرمندگی سے لعل لب یار کے حضور — پکھراج زرد ہوکے عقیق یمن ہوا

حرف سیاہ مدحت گیسو مین مشک ہی — گویا مرے سخن کا قلم و ختن ہوا

سر پھوڑتا ہی سنگ صنم سے وہ آپ ہی — دیوانہ ہاتھ دیکھکے یہ برہمن ہوا

مومن وہ رحم دل ہون کہ مسجد مین دل دُکھا — ناقوس دیر مین جو کوئی نعرہ زن ہوا

پیدا اثشی ہی حسن تری چشم شوخ مین — خوشبو سے آپ مست غزال ختن ہوا

کچھ سامنے نہ اس رخ روشن کے چل سکی — شمعون کو عذر لنگ سا سر انجمن ہوا

خیبر کی طرح قلعۂ گردون گرادیا — نالہ ہمارا بازوے خیبر شکن ہوا

ہردم شکست پر جو اٹھاتا ہی دل شکست — کیون مبتلاے زلف شکن در شکن ہوا

مضمون جو کلک صنع سے پیچیدہ رہگیا — کاکل مین اسکے پیچ جبین پر شکن ہوا

بادام کا درخت اُگا وان کہ سیب کا — جس جا کہ دفن کشتۂ چشم و ذقن ہوا

گلمین اُگے کچھ بھی آخر سن مین نہ سبزہ رنگ — فیروزہ اور تیز ہوا جب کہن ہوا

مجنون کے جذب عشق نے کیسا پھنسا لیا — کیون بھاگ کر نہ ناقۂ لیلےٰ ہرن ہوا

ہوتے ہین اسکے ذکر مین اعضا شریک دل — خلوت کا راز مشورۂ انجمن ہوا

ظلمت ہی گرد چشمۂ حیوان ہوا گمان — خط مین نہان جو یار کا چاہ ذقن ہوا

شورش جہان کی اہل جہان کو پسند ہی — ناقوس کی صدا سے نہ کُڑ برہمن ہوا

اندھے کنوین مین دلکو پھنسایا نصیب نے — گورانہ جاکے قیدی چاہ ذقن ہوا

اللہ رے عشق زلف کہ اُڑکر غبار قبر — عنبر بنا کہین کہین مشک ختن ہوا

دیکھا جو بتکدے مین ترا روے آتشین — منہ پھونک کر بتون کا وان برہمن ہوا

اسفل کو عشق مین کوئی ملتا ہی مرتبہ
نجار تیشے سے نہ کبھی کوہکن ہوا

کیون شمع کو پتنگ نے پر سے بجھا دیا
نامرد تھا کہ زن پہ یہ شمشیر زن ہوا

۱۶

ہم شاعری کو سہل سمجھتے تھے واسطی
لیکن پڑھی جو مشق تو مشکل یہ فن ہوا

ہندو جو عاشق بت شیرین دہن ہوا
قشقہ جبین کا زخم سر کوہکن ہوا

عشق اپنا وجہ حسن بت گلبدن ہوا
قسمت کا پیچ زلف مین جا کر شکن ہوا

ضائع گئے نہ سکۂ داغ جگر مرے
بازار عاشقی مین انھین کا چلن ہوا

شیرین وہ تو ہی شاہ ترے در کے ہین فقیر
خسرو نے تجکو دیکھ لیا کوہکن ہوا

الانسان کا ذکر کیا کہ فرشتے ہوئے اسیر
بابل کا چاہ یار کا چاہ ذقن ہوا

قیمت مین بڑھ گیا مرے ساقی کا لعل لب
کوڑی کے مول جام عقیق یمن ہوا

منصور اب نہین تو ہین منصور سیکڑون
کس روز ختم سلسلۂ ماؤمن ہوا

کہنے لگا شکستہ دلی کا جو حال مین
سو سو جگہ زبانیہ شکستہ سخن ہوا

پڑتا کہین ہی پانون کو رکھتے ہین یہ کہین
مستون کی چال کجروشون کا چلن ہوا

آیا کبھی نہ گھر مرے وہ ماہ نوجوان
اک روز مہربان نہ سپہر کہن ہوا

کیا ہمرہ سفر تھا بجز نان داغ دل
لوٹنے کو میرے لیکے خجل راہزن ہوا

تعریف زلف یار کی لکھی جو کلک نے
کھا کھا کے پیچ شاخ غزال ختن ہوا

پہنون بجائے خلعت ہستی گلیم فقر
تبدیل ہی ضرور کہ جامہ کہن ہوا

اے بت خدا کا شکر ہی خال سیہ نہین
واقف نہ داغ سے ترا سیب ذقن ہوا

صحرا مین لوٹتا ہی جو بسمل کی طرح سے
تیر نگہ کا کس کے نشانہ ہرن ہوا

ایذا رسانی دل عاشق مین طاق ہین
گیسو ہوے نگہ ہوئی چاہ ذقن ہوا

توبہ خزان مین کی تو ہی ساقی عبث خفا
فصل بہار مین توبہ شکن ہوا

کیا پوچھتے ہو عاشقِ گمنام کا نشان
مدت ہوئی کہ خاک ہر اک عضوِ تن ہوا

ای دل عبث ہی بوسہ نہ ملنے سے تجکو رنج
کیون ایسی بات کی کہ جو ضائع سخن ہوا

کہدو سپہر ہمکو رولائے نہ چھیڑ کر
طوفان ہی بحرِ اشک اگر موجزن ہوا

گلشن مین گل فلک پہ قمر محفلو مین شمع
تیرا ہی نور زینتِ ہر انجمن ہوا

بانا ہین کے آئے جو وہ دم نکل گیا
پیغامِ مرگ اپنے لئے بانکپن ہوا

کس طرح واسطی نکرون ہر جگہ ثنا
شاگردی آسیر سے اُستادِ فن ہوا

17

یہ گرم سوزِ عشق سے اپنا سخن ہوا
دیوان چراغ روشن ہر انجمن ہوا

حاصل یہ اجرِ نعتِ رسولِ زمن ہوا
مقبول خود خدا کو ہمارا سخن ہوا

ہم حُسن مین ہو لیلی و شیرین کی یادگار
مین عاشقی مین قیس بنا کوہکن ہوا

یون پھیرے بدل کے نکر دل کو پائمال
کیا ختم اک مجھی پہ ترا بانکپن ہوا

شیرین کے دلمین گھر جو بنا تا تو جان دے
فرہاد فخر کیا ہی اگر کوہکن ہوا

ای آہ دیکھ لی تری تیزی شبِ فراق
ان گرمیو نپہ نرم نہ وہ دل شکن ہوا

اظہارِ حق پہ قصۂ یوسف دلیل ہی
اک طفلِ شیر خوار گواہِ سخن ہوا

ہم چھو سکین نہ پانؤن وہ دیکھی صنم کی شکل
شانِ خدا یہ مرتبۂ برہمن ہوا

پروانہ کو جلا کے جلی شمع آپ بھی
ہیزم بنا کسی پہ جو آتش فگن ہوا

دیوانہ کسکے لب کا تھا میری کھلی جو فصد
قطرہ تھا جو لہو کا عقیقِ یمن ہوا

آتا کنارِ شوق مین ہر ماہ ایک ماہ
ایسا نہ دورِ گنبدِ چرخِ کہن ہوا

جمعیتون کو توڑ دیا عشقِ زلف نے
تا تار تار تار پریشان ختن ہوا

بیڑا ہی پار تیرے شہیدانِ عشق کا
دریائے آبِ تیغ اگر موجزن ہوا

نلم پہ چڑھیگا کیا کوئی اُس شوخ چشم کے
شیرون کا جبن سے نشۂ جرات ہرن ہوا

آئینہ مین پڑا انہین چہرے کا اُنکے عکس
پانی مین آفتاب پہ پرتو فگن ہوا

عاشق کو اپنے آپ ہی پہلو مین دی جگہ
پروانہ تک مصاحبِ شمعِ لگن ہوا

کیا آفتابِ داغِ جگر سے ہون مین خجل
گرمی سے اُسکے خشک وہ چاہِ ذقن ہوا

دل نے پھنسا دیا مجھے پھندے مین زلف کے
رہبر جو واسطی تھا مجھے راہزن ہوا

۱۸

اے بت ترا کلام دلیلِ دہن ہوا
گم تھا اگر کہان سے یہ پیدا سخن ہوا

محشر مین اپنے ہاتھون بلا اپنے سر پڑی
گویا ہمارے حال کا ہر عضو تن ہوا

زلفِ سیاہ چہرے پہ ڈالی جو یار نے
عالم سیاہ ہو گیا سورج گہن ہوا

مشکل تھا اسکے گوہرِ دندان کا سامنا
بے آبرو جہان مین دُرِ عدن ہوا

ای رہروانِ ملکِ عدم تم تو چل بسے
کچھ بھی تمھین خبر ہی کہ کسکو محن ہوا

دے دے کے جان کسبِ کمال و ہنر کیا
ہم مر مٹے تو زندہ ہمارا سخن ہوا

عشاق لاکھون جنبشِ مژگان سے مر مٹے
اے ترک ایک تیر ترا صف شکن ہوا

بتخانے مین جو یار کی تصویر دیکھ لی
بُت آپ آپ ہوگئے بُت برہمن ہوا

الٹا جو پردہ یار نے چہرے سے باغ مین
لالہ سپید ہو گیا گل یاسمن ہوا

عریان تنی سے بھی کوئی بہتر ہی پیرہن
میلا کبھی ہوا نہ کبھی یہ کہن ہوا

اللہ رے اشتیاق جو بیٹھے وہ بزم مین
ہر خلوتی شریکِ صفِ انجمن ہوا

چاہے جو زیست مکر سے دنیا مین کر حذر
افسونِ پیر زنِ اجل کو ہکن ہوا

گیسو کی مدح مین ہی روان کلکِ مشکبار
قبضہ مین اپنے ملکِ خطا و ختن ہوا

ہے ابر پھر رہیگی نہ کچھ تیری آبرو
دریا جو میرے آنسوؤنکا موجزن ہوا

حیران ہی اک جہان ترے لاشے کو دیکھکر
شاید کہ آب آئنہ سے غسلِ تن ہوا

سوئے وہ رخ پہ پردۂ گیسو کو ڈال کر
اندھیرا یہ ہوا کہ قمر کو گہن ہوا

١٩

ای واسطی نجات مین میری ہی کیا کلام
روز ازل سے معتقد پنجتن ہوا

اکدن بھی مہربان نہ یہ چرخ کہن ہوا
دار السرور کب مرا بیت الحزن ہوا

دشمن کی دشمنی تہی جو دلکو مرے پسند
زاہد کے دل جلانے کو مین برہمن ہوا

بوسہ لیا تو عمر ابد مجکو مل گئی
آب حیات آپ کا چاہ ذقن ہوا

پھرتا ہی آسمان بھی جو ہم دلجلونکے ساتھ
عاشق مگر کسی کا یہ پیر کہن ہوا

کرتا تھا چشم یار سے دعوائے ہمسری
دیکھا اُسے تو نشۂ آہو ہرن ہوا

لی تونے ایسی مفتی و قاضی کی آبرو
لبریز اے صنم ترا چاہ ذقن ہوا

بار سخن کا بھی متحمل نہ تھا دہن
یہ وجہ ہو گئی کہ وہ بت بے دہن ہوا

تھا ناگوار طبع کو فرقت مین سازعیش
تلوار پڑ گئی جو کوئی خندہ زن ہوا

اٹھتا نہین ہی صحبت اغیار کا بھی بار
ایسا مریض عشق کو اب ضعف تن ہوا

مانند شیر ہین دل عشاق نعرہ زن
جائے شکار سبزۂ چاہ ذقن ہوا

کاٹے شب فراق مین کیا کیا نہ کوہ غم
عاشق بھی اپنے وقت کا اک کوہکن ہوا

٢٠

کیا خوف مجکو آتش دوزخ سے واسطی
مین تو غلام حضرت شاہ زمن ہوا

ثابت تجلیات سے وہ بے دہن ہوا
حرفون سے لفظ لفظ سے ملکر سخن ہوا

پنہاں ہی اصل مایۂ انواع مختلف
خلعت کہین بنا تو کہیں جا کفن ہوا

ہی روح جسکا نام وہ میرا ہی نام ہی
اپنے ظہور کے لئے مین خود بدن ہوا

تھا اصل مین اُدھر سے تو موسیٰ کا مین سوال
در پردہ اسطرف سے جواب سخن ہوا

دریا بہائے ہو کے ہوا پر کبھی سحاب
بنکر کبھی مین بحر روان موجزن ہوا

مٹی سے چاک چاک سے پیمانہ بنگیا
پنبہ سے تار تار سے مین پیرہن ہوا

خارا کے پیرہن مین بنا جا کے سخت کوش
اگر لباس گل مین مین نازک بدن ہوا

کہتا ہی کوئی مست مجھے کوئی محتسب
پیمانہ کش بنا کبھی ساغر شکن ہوا

نسرین ہو نہین گلاب ہو نہین نسترن ہو مین
نیرنگیان دکھانے کو مین چمن ہوا

مجھ سے ظہور حسن ہی مجھ سے ظہور عشق
خود شمع خود پتنگ سر انجمن ہوا

موج و حباب بحر نظر آئے ایک سے
مین راہ معرفت مین اگر موجزن ہوا

۲۱
ظاہر مین واسطی کو کیا مین نے واسطہ
مشہور آ کے خلق مین صاحب سخن ہوا

سیۂ تحریر حمد رب جو اٹھے گا قلم میرا
اڑے گا لشکر اسلام مین پڑھ کر علم میرا

جو یاد روئے روشن مین نکل جائیگا دم میرا
چمک کر غیرت خورشید ہوگا داغ غم میرا

وہ آوارہ ہون رکھونگا قدم جب دست وحشت مین
پھرے گا چشم آہو بنکے ہر نقش قدم میرا

مین وہ نخچیر ہون تیر نگاہ ناز قاتل کا
کہ حیران ہو کے منہ تکتے ہین آہوئے حرم میرا

تماشا گرمی رفتار ہی صحرا نوردی مین
زمین پر برق ساں پڑتا نہین نقش قدم میرا

نہین ہی نزع مین کچھ غم اگر غم ہی تو اتنا ہی
پھریگا ہو کے بیکس در بدر آوارہ غم میرا

مین بیگانہ ہون دل سے عشق مین دل مجھ سے بیگانہ
نہ مجکو ہی الم اسکا نہ اسکو ہی الم میرا

جو اسمین سنگ اسود ہی تو اسمین بھی سویدا ہی
خدا کا شکر ہی دل ثانی بیت الحرم میرا

وہ ہدہد مین ترا دیوانہ وہ بلقیس کا عاشق
سلیمان سے محبت مین نہین رتبہ ہی کم میرا

کوئی خم دوش پر لاتا ہی کوئی جام ہاتھو مین
وہ میکش ہون کہ دم بھرتی ہین افلاطون و جم میرا

شب فرقت کرونگا جب سفر مین بزم ہستی سے
چلے گی شمع لیکر ہاتھ مین روشن علم میرا

کسی کے دیکھنے کی مجکو وقت نزع ہی حسرت
تعجب کچھ نہین آنکھون مین اٹکا ہی جو دم میرا

پڑا ہون سر پٹکتا ای ترک سو تیغین جو آفت کی
نہین ممکن کہ نکلے تیرے کوچہ سے قدم میرا

جو لکھتا ہون اسے ای واسطی مشکور کاوش

۲۲ — سر قرطاس پہ رک رک کے چلتا ہی قلم میرا

فلک کیا سامنا کرتا ہی اُس ترکِ جفا جو کا
کہ فوج نجم پر بھاری ہی اکہ ادسکے بازو کا

یہ ادنیٰ معجزہ دیکھو مرے ترکِ جفا جو کا
کہ مثل ماہ نو بڑھتا ہی کشتہ تیغ ابرو کا +

نمازین کیا سجود سہو وہ مسجد مین کرتا ہی
کیا ہی ترک سجدہ جسنے اُس محراب ابرو کا

شہید چشم جانان ہم ہین وحشت اپنی ظاہر ہی
ہمارا گنبد مدفن نہین گنبد ہی آہو کا ؛

یہ کسکی زلف کے پر تو نے دریا کو کیا خوشبو
گمان ہر حلقۂ گرداب پر ہی ناف آہو کا

میسر وصل کی شادی نہین تو غم غنیمت ہی
اُٹھے پہلو سے وہ پہلو مین اب ہی درد پہلو کا

ہوے حیران جو دیکھا ہمنے وہ خال تہ ابرو
خداوندا گذر کیونکر ہوا کعبے مین ہندو کا

چلے کیا کوہکن کی عشق مین پرویز کے آگے
مقابل اہل زر کے کام کیا ہی زور بازو کا

دو موزون طبع ہین ہمکو جو ذوق بیت رستی ہی
ترشوائین صنم آو رسے ہم سنگ ترازو کا

تصور رہا کسی کی آنکھ کے دم تن سے نکلا ہی
کفن مین میرے لازم ہی جریدہ شاخ آہو کا

سر مژگان پہ آنسو دیکھکر وہ ہنسکے کہتے ہین
عجب ہی شاخ نرگس سے ہی پیدا پھول شبو کا

ترقی حسن کی ہر مرتبہ یہ قصد رکھتی ہی
چمک کر بدر بنجائے مہ نو اسکے ابرو کا

دو نیمہ تن کے ہونے مین عجب دلکو مزہ اُٹھے
ہمارے سر پہ آرہ ہی جو سایہ اُسکے گیسو کا

کیا جب رات دعویٰ عارض نگرنگ کا تیرے
سحر کو آکے شبنم نے رخ گلزار پر تھو کا

۲۳ — خدا کا فضل ہی حج ہمکو گھر بیٹھے میسر ہی
تصور واسطی رہتا ہی اسکے کعبۂ رو کا

ہوا ہی عشق ایسے مہروش کی چشم جادو کا
فلک ہی شیشۂ افتادہ جسکے طاق ابرو کا

ہنر سے کم نہین ہی عیب محبوب پریرو کا
مقام شک نہین ہی بال جوہر تیغ ابرو کا

زمانے مین کیا ساحر اُو تیری چشم ساحر نے
حقیقت مین قضا کا ہاتھ چل جاتا ہی جادو کا

میسر خواب راحت ہو نکیونکر ہمکو محشر تک
کہ وقت نزع تکیہ ملگیا ہی اُسکے زانو کا

سخندانون نے اسمین فکر کی ہر چند بہتیری
سمجھ مین آجتک آیا نہ مضمون ہیئت ابرو کا

خدا کیا ہے صنم زاہد کہ چلا کر پکارو ہمین
زبان دلسے یان رہتا ہے ہر دم ذکر یا ہو کا

حنائی ہاتھ سلگانے پر جو رکھا یہ بھی حیلہ تھا
جلایا آگ مین تعویذ اسنے میرے بازو کا

جنون عشق کامل ہے تو کوئی حسن دکھلائے
کبھی تو طوق گردن مین ہو حلقہ اُسکے گیسو کا

خیال زیب اہل زیب کو کیا بعد مرنے کے
نہ وہ شانہ ہے مژگان کا نہ وہ آئینہ زانو کا

محبت ہوگئی اک کودک بقال سے ہمکو
ہوا ہے طائر دل صید شاہین ترازو کا

بحمد اللہ کیا بے تیغ جوہر دور سے اُسنے
ہوا کچھ پانون کا احسان نہ مجھپر دست و بازو کا

ہوا بیدم لگایا ہاتھ جسنے زلف و مژگانکو
مقرر سانپ کا تھا زہر اسمین نیش اسمین بچھو کا

کیا ہے آتش دل نے کباب سوختہ ہمکو
وہی ہے داغ سینے کا وہی ہے داغ پہلو کا

وہ دیوانہ ہون میرے پیچھے سب دوڑے بیابان مین
گرے کھا کھا کے غش دم چڑھ گیا ہر ایک آہو کا

۲۴
جو دشمن جان کا ہوا اُسکو دل دینے سے کیا حاصل
نکرنی تھی محبت بیوفا سے **وسطی** چوکا

قصۂ زیست ہی تمام کیا
اپنی ناکامیون نے کام کیا

ابھی در تک نہ پہونچے تھے
دور سے کعبہ کو سلام کیا

ہجر نے سوز غم یہ چمکایا
داغ دل کو چراغ شام کیا

میکشی کی کبھی جو قاتل نے
کاسۂ سر کو میرے جام کیا

گر کے زیر زمین فلک پہ گئے
پست ہوکر بلند نام کیا

عشق شیرین مین بیستون کاٹا
سچ ہے فرہاد نے بھی کام کیا

منہ جو کھولا تو ہمکو گالی دی
کچھ وہ بولا تو یہ کلام کیا

وعلیک السلام بھی نہ کہا
ہمنے اُسکو اگر سلام کیا

صبح گیسو جو کھل گئے اُسکے
سب نے قصد نماز شام کیا

	بھیج اُٹھا تڑپ کے کیا صیاد اس جنون نے نہ کام کا رکھا	ہمنے نالہ جو زیر دام کیا لاکھ کا مونکا ایک کام کیا
۲۵	چاند سا منھ دکھا کے اُسنے تو ہمکو اے واسطی تمام کیا	

جسے پسند تھا جو حق نے وہ مذاق دیا	مجھے وفاق دیا غیر کو نفاق دیا
جو دختِ رز نے مجھے صدمۂ فراق دیا	تو جل کے مین نے بھی غدار کو طلاق دیا
کہا وہ کون ہین پہچانتا نہین ہین انھین	جو نامہ بر نے مرا خطِ اشتیاق دیا
عنایت انکی تو ایسی نتھی مگر صد شکر	کہ اذن بوسہ مجھے حسب اتفاق دیا
گداے خاک نشین نے نزے کبھی نہ لیا	فلک نے لاکھ فریدون کا اُسکو طاق دیا
مرے گناہ نکیو نکر ہون خارج دفتر	حساب کاتبِ عصیان نے بے سیاق دیا
یہ بیت نعت نبیؐ کا ملا صلا مجھکو	کہ خلد مین مجھے اللہ نے رواق دیا
جواب خط مین جو قاصد نے کی عرق ریزی	تو ہمنے بھی اُسے جاگیر مین عراق دیا
کمال مردم دنیا سے تنگ تھا صد شکر	اجل نے آکے مجھے مژدۂ فراق دیا
فلک کے ہاتھ سے چھوٹا نہ کوئی اہل کمال	غریب ماہ کو بھی صدمۂ محاق دیا

۲۶	ہمارے شعر کو اے واسطی وہی سمجھے خدا نے اپنے کرم سے جسے مذاق دیا

غضب خدا کا ہوا ہی عاشق یہ ایک معشوق بے نشان کا
مجھے تو خانہ خراب دل نے زمین کا رکھا نہ آسمان کا
اِدھر ہی کانٹونکو فکر دامن اُدھر گریبان بہ دست گلچین
چمن مین آکر ہی سخت مشکل خیال رکھین کہان کہان کا
سراے ہستی کو گھر مین سمجھا ہون کوئی دیکھے تو میری غفلت

پھنسا ہون آکر قفس مین لیکن ابھی تصور ہی آشیان کا
ادھر مین ہون مجھسے کعبہ چھوٹا صنم کدے کا ہی بند رستا
نہ مین اِدھر کا نہ مین اُدھر کا نہ مین یہان کا نہ مین وہان کا
اِدھر ہی خورشید کو خجالت اُدھر ہی مہتاب کو ندامت
نشان سجدہ مرے جبین پر چمک رہا ہی کس آستان کا
یہ جسم خاکی جو ہی بشر کا ہی جام جمشید سے بھی بڑھکر
اگر حقیقت کو اپنی دیکھے تو حال کھل جائے دو جہان کا
مرے تو گم ہین حواس خمسہ کدھر کو ڈھونڈھون کدھر کو جاؤن
کہ اُسکا گھر جس سے پوچھتا ہون پتا بتا ہی لامکان کا
بہار کہتے ہین جس کو وہ ہی رخِ کتابی کا ایک نسخہ
خزان کو سمجھو مسودہ ہی اُڑے ہوئے رنگِ عاشقان کا
چلا جو سوے عدم مسافر بوقتِ رخصت بہت حزین تھا
مگر عجب تھا وہان تماشا کہ پھر اِدھر کو نہ آکے جھانکا
یہ غش کا ہی مجھپہ بار منت وہ دوڑے آئے پے عیادت
جو شکل مُردے کی دیکھی صورت تو منھ کو دامن سے اپنے ڈھانکا
گیا تو کوچے مین اُس کے قاصد مگر یہان گنگ ہو کے آیا
ہزار پوچھو بیان کرتا نہین ہی احوال کچھ وہان کا
بہت حبابون نے گھر بنائے ہزار موجون نے جوش مارے
بڑھا گھٹا کب رہا بدستور حال اُس بحر بیکران کا
ہمارے داغ دل و جگر سے جہان سب واسطی ہی روشن
کہ جیسے خورشید و ماہ سے ہی فروغ ہر ایک آسمان کا

۲۷
خط کا پشتِ لبِ محبوب پہ آنا کیسا
دامِ صیاد مین یاقوت کا دانا کیسا

پوچھتا کوئی نہین درد بٹانا کیسا
نہین معلوم یہ آیا ہی زمانا کیسا

قہر مین تیر کماندار تری پلکون کے
شکلِ غربال مرے سینہ کو چھانا کیسا

مین نہ موسیٰ نہ وہ قوال پسِ شعلۂ طور
لن ترانی کا سناتا ہی ترانا کیسا

غور سے دیکھ ذرا یہ کہین حربہ تو نہین
دمبدم رنگ بدلتا ہی زمانا کیسا

ہی غنیمت جو حوادث سے بچین گھر بیٹھے
کہین اس عہد مین آنا کہین جانا کیسا

سو مرض ہون تو کرون ایک کی ہرگز نہ دوا
دردِ سر کسکو ہی صندل کا لگانا کیسا

نگہِ ناز سے تیرے نہ بچا طائرِ دل
تیر بے پر نے اڑایا ہی نشانا کیسا

خانہ بر دوش بگولے کیطرح پھرتا ہی
جنگلون مین ترے وحشی کا ٹھکانا کیسا

نامہ بر پڑھ کے مرا خط جو وہ بگڑا بگڑا
صاف کہتا نہین باتون کا بنانا کیسا

نہین معلوم کہ یہ دستِ کرم کس کا ہی
روز فوارہ لٹاتا ہی خزانا کیسا

عاجزو نکو تری تلوار کیا کرتی ہی قتل
سوے پستی ہی یہ سیلاب روانا کیسا

غیر سے لوٹتے ہو ہاتھون مین لگا دے مہندی
تمکو آتا ہی مرے جی کا جلانا کیسا

۲۸
واسطی جسکو بندھی اس رخِ گلگون کا خیال
باغ کو رخ نکرے سیر کو جانا کیسا

رات کو کوچہ و بازار مین جانا کیسا
کچھ سمجھتے ہو یہ نازک ہی زمانا کیسا

چٹکیون مین اُسے ای شوخ اڑانا کیسا
ماہ کو کرمکِ شب تاب بنانا کیسا

پوچھتا کوئی نہین بات بھی انکی افسوس
قبل اس عہد کے جنکا تھا زمانا کیسا

ابھی سویا ہون ای شورِ قیامت تہِ خاک
آکے بالین پہ مرے شور مچانا کیسا

شوق سے قتل کرو تہمتین کیا کرتے ہو
خون بہانا ہی جو تمکو تو بہانا کیسا

میرے مرتے ہی ہوا تارکِ زینت وہ حسین
سرمہ آنکھون مین کہان زلف مین شانا کیسا

جلد اس منزلِ ہستی سے چلو ہمسفرو — چھاؤنی راہ خطرناک مین چھانا کیسا

بوسہ ابرو کا مجھے دو کہ ہوش ہور سخی — کچھ بھی ہمت ہی اگر انکو چرانا کیسا

رخت عریان بدنی مر کے ہوا ہمکو نصیب — کام آیا ہی یہ ملبوس پرانا کیسا

خاکساری ہی تو انسان کو ثمر دیتی ہی — ہو کے پیوند زمین سبز ہی دانا کیسا

ضعف مین پہونچون جو کعبہ کو تو ہون صرف دعا — پانون اٹھتے نہین ہاتھون کا اٹھانا کیسا

سو جھتا کچھ بھی نہین شوق مین ہنگام وصال — پائنتی کیسی مری جان سرہانا کیسا

۲۹	واسطی سامنے آیا دم ناوک فگنی دیکھین اسوقت اُڑاتے ہو نشانا کیسا

یاد آتا ہی کہ بے پردہ جنون ایسا نہ تھا — خانۂ زنجیر سے باہر قدم اپنا نہ تھا

تھی شکستِ شیشۂ دل کی صدا آواز صور — اسکے سنگِ آستان پر حشر کب برپا نہ تھا

حالِ دل سنکر ہمارا اُس پریرو نے کہا — بات ہی کل کی کہ ایسا اپکو سودا نہ تھا

اُسنے آنیکو کہا کل آج ہی مین مر گیا — تھا مری حق مین قیامت وعدۂ فردا نہ تھا

طاق تھا وحشت کی فن مین گو نہایت قیس بھی — سامنا کرتا مرا ایسا تو دل گردا نہ تھا

پر وہ در آنکھو نسے نقدِ دل مرا چوری گیا — دوسرا اُنکے سوا بھیدی کوئی گھر کا نہ تھا

حسن مین گو یوسف کنعان کا تھا شہرہ بہت — تیرے منہ چڑھتا کبھی اگر یہ منہ اُسکا نہ تھا

عہد طفلی مین بھی ایسے پیچ اُسکو یاد تھے — بھولکر بھی داؤن پر میرے کبھی چڑھتا نہ تھا

شب تھا اُسکے پاس پر غفلت سے یہ ثابت نہین — اسکی محفل مین خدا جانے کہ مین تھا یا نہ تھا

جبتلک دیکھا نہ تھا اُس بحر خوبی کا جمال — صورتِ گرداب پانی منہ مین بھر آیا نہ تھا

۳۰	جل گیا برق جمال یار سے نور نظر واسطی اس مین مقدر دیدۂ بینا نہ تھا

دیر سے اُٹھ کے جو کعبہ مین وہ بت جا بیٹھا — برہمن روئے یہان تک کہ کلیسا بیٹھا

ہون وہ لاغر کہ جہان ضعف سے بیٹھا بیٹھا
نہ اُٹھا جب صفت نقش کفِ پا بیٹھا

کون سامان تھا صحت کا شفا کیا ہوتی
پاس بیمار کے دم بھر نہ مسیحا بیٹھا

کوچہٗ یار مین پہونچا تو بڑی مشکل سے
ہر جگہ ضعف سے مین راہ مین اُٹھا بیٹھا

وقفہ اُس قلزم ہستی مین فقط تھا کوئی دم
سر اُٹھاتے ہی حباب لبِ دریا بیٹھا

درم داغ نہ کیونکر ہون مرے دلکو عزیز
کشورِ عشق مین ان سے مر اسکا بیٹھا

میکدے مین جو مجھے دیکھا نہ گھبرا واعظ
تھی جو دلچسپ جگہ مین بھی یہان آبیٹھا

فائدہ دیگی نہ زاہد کو ریائی طاعت
کیون پڑھین ایسی نمازین عبث اُٹھا بیٹھا

وصل مین دیر اگر ہی تو نگھبرا اے دل
دیکھ انجام کو کیا نقش زلیخا بیٹھا

کسکے رونے سے یہ طوفان اُٹھا کیا جانے
کچھ نہ پوچھو کہ مکان شہر مین کیا کیا بیٹھا

کھینچنا تھا نہ تجھے الفتِ گل مین اتنا
لے گلا بھی ترا اے بلبل شیدا بیٹھا

۱۳۱

واسطی عاشقِ قامت ہی یہ تم سب سمجھے بھی
جا کے یہ سایۂ شمشاد مین کیسا بیٹھا

تھا رند عجب کیا ہی یہان مین اگر آیا
اے شیخ تبامے کدے مین تو کدہر آیا

مطلب کوئی اپنا نہ شب وصل بر آیا
رخ سے جو ہٹی زلف تو سورج نظر آیا

آتا ہی تو ہی کوچۂ محبوب سے قاصد
کچھ دیر نہین شام نہ آیا سحر آیا

بیتابی دل سے جو گیا گھر مین مین اُسکے
بولا کہ تو ہی کون کہان سے ادھر آیا

سب کہتے تھے موقوف قیامت پہ ہی دیدار
دیکھا تو بہت ہمنے نہ کچھ بھی نظر آیا

بیدار ہو بند آنکھ نہ کر خواب کہا تک
نقارہ بجا کوچ کا وقتِ سفر آیا

ہر اشک گل سُرخ سے ہی سُرخ زیادہ
شاید مری آنکھون سے یہ خونِ جگر آیا

پتا کوئی کھٹر کا جو ہوا سے تو مین سمجھا
مایوس دبے پا لو مرا نامہ بر آیا

دنیا سے اُٹھونگا تو یہ خالق سے کہونگا
جس کام کو بھیجا تھا مین وہ کام کر آیا

صبح شب وصلت نہ کھلا یار کا جاتا
کیا خوب ہوا غش مجھے پچھلے پہر آیا

کچھ ملک عدم کا نہ کھلا حال کسیکو
کوئی نہ کبھی جا کے اُدھر سے ادھر آیا

بھر کر جو دیا غیر کو اُس نے قدح مے
غصے سے لہو آنکھوں مین میری اُتر آیا

آرام تہِ خاک کیا عاقبتِ کار
بھٹکا ہوا بھولا ہوا مین اپنے گھر آیا

مرجھائے ہوئے ہونٹھ تو اترا ہوا چہرا
وہ آج نئی شکل سے وقت سحر آیا

۳۲

مین مستیِ عشق جو پہونچا تو وہ بولے
پوچھو تو کدھر واسطی بے خبر آیا

قدم پر اُسکے تو ای سایہ مین غریب جدا
ترا نصیب جدا ہی مرا نصیب جدا

الگ جو عضو ہوا تن سے ہو گیا بیکار
حبیب سے ہو نہ یارب کوئی حبیب جدا

مریض غم جو ترا اُٹھ گیا ہی دنیا سے
دوا فروش جدا روتے ہین طبیب جدا

سفر سے پھر کے وطن سے یہ حال ہی میرا
وطن سے اپنے ہو جیسے کوئی غریب جدا

محبت زن و فرزند مین نہو غافل
بہت قریب ہین وہ دن کہ ہون قریب جدا

پس فنا بھی ہی یان شاق صحبتِ ناجنس
مرے مزار سے ہو مرقدِ رقیب جدا

بسر ہو کوچۂ جانا نہین عمرِ عاشق کی
نہ اس چمن سے ہو یارب یہ عندلیب جدا

مری زبان کو ہی ہر وقت نام یار کی رٹ
یہ خطبہ ہی ترے خطبے سے ای خطیب جدا

مین نالہ کش بھی ہون ہمراہ گر اجازت ہو
کہین سنا ہی سواری سے ہو نقیب جدا

یہ کون گور مین بیٹھا ہی پانؤن لٹکا کر
اگر ہاتھ ملتے ہین عیسیٰ جدا طبیب جدا

۳۳

جدائی احمد و حیدر مین واسطی کیسی
کسی طرح نہین نائب سے یہ منیب جدا

دل نشین کسکو نہین ہی قد موزون تیرا
سرو بھی بید کے مانند ہی مجنون تیرا

خوب واقف مرا دل تجھسے ہی ای نرگس یار
سامری سے بھی کہین بڑھ کے ہی افسون تیرا

استخوان میری غذا کے لیے ملتے تجھے کیا
ای ہما بخت کب ایسا ہی ہمایون تیرا

تو وہ شیرین ہی کہ فرہاد ہی تیرا عالم
تو وہ لیلی ہی کہ آفاق ہی مجنون تیرا

بھیجے دوزخ مین کہ فردوس مین مختار ہی تو
بد ہون یا نیک ہون ہر ایک طرح ہون تیرا

جائے تو کوچۂ قاتل مین یہ امید نہین
نامہ بر حال ابھی سے ہی دگرگون تیرا

سلسلہ کیون نہ مری وحشت دل کا ہو دراز
بڑھ گیا حد سے سوا گیسوے شبگون تیرا

تنگ ہون اہل زمین کیون نہ ستم سے تیری
طرز بیداد مین شاگرد ہی گردون تیرا

ہاتھ کیا میکدۂ دہر مین آئے مے عیش
غور کر کاسۂ سر دیکھ ہی واژون تیرا

گل پہ بلبل ہی فدا سرو پہ قمری قربان
ہر دو ای سرو و گل اندام ہی مفتون تیرا

۳۴
واسطی پائے خم سے یہ ترا سر ہی مدام
میکشو نہین ہو لقب کیون نہ فلاطون تیرا

دو بھی گالی ہمین جو ہو دینا
کچھ کہین ہم تو پھر نہ رو دینا

یاد مژگان کی چھیڑ تو دیکھو
دل مین نشتر اسے ڈبو دینا

کچھ تو ملجائے بوسہ یا دشنام
دیجئے بھی مجھے جو ہو دینا

زردی عشق مرکے بھی نہ مٹی
قبر پہ زعفران بو دینا

دل و دین نذر بوسہ کرتے ہین
ایک لینا ہی ہمکو دو دینا

دم غنیمت ہی سعی کر ای دل
ہاتھ سے وقت کو نہ کھو دینا

بحر غم کے شناور آتے ہین
نا خدا کشتیان ڈبو دینا

چاہیے کچھ اثر بھی ای اشکو
دیکھنا آبرو نہ کھو دینا

گل سے ہمکو غرض نہ شبنم سے
اس پہ ہنسنا نہ اس پہ رو دینا

چشم تر ہی تو دل مین داغ کہان
خوب آتا ہی اسکو دھو دینا

واسطی اسکے سامنے تو چلو

۳۵ — کچھ نہ کہتے بنے تو رو دینا

آہ کا بھی اُسکی فرقت مین اثر جاتا رہا — جسمین آتے تھے ثمر وہ شجر جاتا رہا

آکے مضمون ذہن شاعر مین اگر جاتا رہا — اسقدر صدمہ ہوا گویا پسر جاتا رہا

چار حد مین ڈھونڈھتا پھرتا ہون ملتا نہین — یہ دل وحشی خدا جانے کدھر جاتا رہا

دل جگر دونون نہین کیا لیکے جاؤن یار تک — ہو سفر کیونکر کہ سامان سفر جاتا رہا

دل سے ملنا تو کہان اب آنکھ بھی ملتی نہین — دہر سے آئین الفت کسقدر جاتا رہا

کیا کہون کیا بخیہ زخم جگر سے تنگ ہون — اب تحمل درد کا اے بخیہ گر جاتا رہا

بے طلب اب میرے گھر مین خود چلے آتے ہین وہ — کون کہتا ہے کہ الفت کا اثر جاتا رہا

ہو گیا مین بھی مثل یعقوب ایک یوسف سے جدا — روتے روتے آنکھ سے نور نظر جاتا رہا

گوشہ تربت مین پہونچے ہم مسافر شکر ہے — دربدر پھرنا چھٹا رنج سفر جاتا رہا

مر گیا غم مین تو پائی سب بلاؤن سے نجات — شدت تپ درد دل درد جگر جاتا رہا

میری بیتابی سے تھا آگاہ پھر کیون دیر کی — رحم تیرے دل سے بھی اے نامہ بر جاتا رہا

دل نے ایذائین شب فرقت اُٹھائین اسقدر — واعظو روز قیامت کا بھی ڈر جاتا رہا

سر گیا اُن سے جو اے قاتل تو کچھ پروا نہین — روز کا جھگڑا مٹا سب درد سر جاتا رہا

کیا اثر اُسکو کہین غصہ سے جو بنجائے جن — زر جو کشتہ ہو گیا اطلاق زر جاتا رہا

صبح پیری مین کہان اب وہ جوانی کا غرور — صبح جب پیدا ہوئی نور قمر جاتا رہا

پوچھتا ہے روز میرے دل سے جوش درد عشق — صبر اب کتنا رہا اور کسقدر جاتا رہا

مہمان سے بڑھکر ہے مجکو خاطر مہمان عزیز — اور غمگین ہون گا دل سے غم اگر جاتا رہا

۳۶

الفت و مہر و وفا جسکے ثمر تھے واسطی
گلشن عالم سے شاید وہ شجر جاتا رہا

جگر بھی جلا بھنا وہ جو خنجر آپ کا — سیخ کباب کیون نہ بنے تیر آپ کا

ہر زخم تن سے آتی ہی بوے گل جنان
چھپتا ہی کوئی کشتۂ شمشیر آپ کا

روشن ہوا سپہر پہ دیکھی جو کہکشان
یہ بھی ہی ایک قیدی زنجیر آپ کا

ناحق چڑھے تھے حضرت عیسیٰ تم اسکے منھ
دم بند کر دیا دم تقریر آپ کا

لکھنے کبھی نہ دیگی نزاکت جواب خط
اُٹھتا نہین قلم دم تحریر آپ کا

ثابت ہی مرغ قبلہ نما کی طپش سے صاف
میری طرح سے یہ بھی ہی نخچیر آپ کا

گردن وہی ہی جس پہ چلے آپکی حسام
سینہ وہ ہی جو ہو ہدف تیر آپ کا

رکھا سر سنان سر عاشق کو کاٹ کر
چمکے زیادہ کوکب تقدیر آپ کا

حیران رہین جو حضرت یوسفؑ بھی دیکھ لین
چہرہ ہی مہوشو نین وہ تصویر آپ کا

۳۷

عاشق نہین جو رُخ گلگون کی واسطی
پھر وجہ کیا جو رنگ ہی تغیر آپ کا

آنکھون سے میرے ابر کو کیا کام پڑ گیا
رونے مین یہ گھٹا کہ گھٹا نام پڑ گیا

گیسو یکا یک اُسکا نظر آگیا مجھے
آفت کے دام مین دل ناکام پڑ گیا

لوٹا خیال زلف نے اسباب صبر دل
ڈاکا ہمارے گھر مین سر شام پڑ گیا

آتے ہی قید مجلس دنیا مین ہم ہوے
گردن مین طوق گردش ایام پڑ گیا

وہ گرم خون ہون مین کہ لیا جسنے میرا نام
چھالا زبان پہ صورت صمصام پڑ گیا

مین محو یاد حق مین تھا زاہد معاف رکھ
غفلت مین ہاتھ اگر طرف جام پڑ گیا

دعوے کیا تھا کیا کسی خوش چشم کے حضور
چالا جو تیری آنکھ مین بادام پڑ گیا

نالش نہ محکمے مین بھی اسکی سنی گئی
تاوان عبث خرید کے اسٹام پڑ گیا

محفل مین آئینہ جو ہوا غیرت چمن
کس کا یہ عکس چہرۂ گلفام پڑ گیا

زلف بتان سے چھوٹ کے بھی قید ہم رہے
پیچھے ہمارے سایہ صفت دام پڑ گیا

تالو سے کیون زبان نہین لگتی ہی واسطی

۳۸ — کس شوخ بیوفا سے تجھے کام پڑا گیا

چل بسے سب کون ہمدم رہ گیا
آشنائے دل فقط غم رہ گیا

یاد اس عیسیٰ کی آئی وقت نزع
غیر کی اللہ نے دم رہ گیا

پھول پژمردہ ہوئے شمعین بجھین
کس کا جوبن کس کا عالم رہ گیا

جان مجھ لاغر کی ای غم اب تو چھوڑ
دیکھ تو تن مین لہو کم رہ گیا

دل مرا تھا یا کوئی مہمان سرا
گاہ عیش آیا کبھی غم رہ گیا

شرم سے اس دیدۂ تر کے حضور
یہ گھٹا دریا کہ شبنم رہ گیا

چھپ گئی شکل سکندر خاک مین
دیدۂ آئینہ پر نم رہ گیا

نام گل مرغ قفس نے جب سنا
لوٹ کر کیسا اسیر رہ گیا

تم بھی بوسہ دو اگر چاہو نمود
حاتمی سے نام حاتم رہ گیا

۳۹ — ہو چکی سیر جہان ای واسطی
گھر کو چلیے دن بہت کم رہ گیا

در سے سر پھوڑا اسے رسوا کیا
ہاتھ ملتے ہین کہ ہمنے کیا کیا

لیچلا مجکو جوانی کو ہے سے بخت
دور تک منھ پھیر کر دیکھا کیا

ہون وہ مجنون ایک نالے نے مرے
دونون عالم کو تہ و بالا کیا

سینۂ مریخ توڑا چرخ پر
کیا تمھارے تیر نے بالا کیا

چشم تر رو دی تو کیا حاصل ہوا
محو کب تقدیر کا لکھا گیا

تھے پیام مرگ طرز اختلاط
گرمجوشی نے تری ٹھنڈا کیا

شکل آئینہ سرا پا نے ترے
غرق حیرت مجکو سر تا پا کیا

لاش تک تو نے نہ گڑوائی مری
واہ ای قاتل سلوک اچھا کیا

۴۰ — غیر سے جو دور بیٹھا ہے بزم مین

اسنے پاس ای واسطی میرا کیا

جس نے کر اک نظر مین مرا دل چھپا لیا
کہتا ہی آنکھین پھیر کے وہ مین نے کیا لیا

ان سنگدل بتون نے بلایا نہ جب ہمین
آخر کو اپنے پاس خدا نے بلا لیا

اب احتیاج اُسے کسی ایوان کی کیا رہی
رہنے کو جھونپڑا تو گدا نے بنا لیا

جو بوجھہ عشق کا نہ ملائک سے اُٹھ سکا
اس خاکسار نے اسے سر پہ اُٹھا لیا

دیکھا نہ ایک نے مرے سینہ کے داغ کو
یون اس چراغ کو تہِ دامن چھپا لیا

ہونے لگا ہی اُنکے مکان تک گذر مرا
کچھ دے کے پاسبان کو جب سے ملا لیا

ملک عدم کی راہ بھی کتنی تھی شاہراہ
سیدھے گئے نہ ساتھ کوئی رہنما لیا

اُٹھکر وہ میرے پاس سے کیسے خفا ہوے
دامن کو مین نے جب تہِ زانو دبا لیا

دنیا مین کانون کان کسی کو خبر نہین
کیا جانے ہمنے کس کو دیا کس سے کیا لیا

یا بوسہ دیجئے مجھے یا بوسہ لیجئے
سوچو کہ کام آئے گا اکدن دیا لیا

دنیا مین بیٹھنے کو جگہ امن کی نہ تھی
اچھا ہوا کہ ہمکو خدا نے اُٹھا لیا

اُن گلرخون مین نام کو بوئے وفا نہین
سو سو طرح سے ہمنے انھین آزما لیا

دونگا متاع صبر و دل و جان مین سب انھین
کچھ بد معاملہ ہون نہ کوئی دِوا لیا

ام

جتنی تھین مشکلین ہوئین آسان وہ واسطی
جسوقت نام نامی مشکلکشا لیا

دفعتاً منھ کو کلیجہ دمِ فریاد آیا
یاد تیرا ہو برا کیون وہ مجھے یاد آیا

بے طلب یاد جو لو تازہ ستم ایجاد آیا
کیا کوئی اور بھی تجھے تازہ ستم یاد آیا

قتل کرنیکو جو مقتل مین وہ جلاد آیا
شکر کی جا ہی کہ بھولے مین اُسے یاد آیا

ہون وہ بلبل کہ نہ جی بھر کے گلونکو دیکھا
اڑ کے گلزار مین آیا تھا کہ صیاد آیا

جوشش وحشت مین ہر اک مو بدن ہی نشتر
فصد کے واسطے بیفائدہ فصاد آیا

ہون وہ مجنون مجھے اندیشۂ ابلیس نہین — پاس سایہ کے نہ ڈر کر کبھی ہمزاد آیا
تیوری بدلے ہوے لال آنکھین کیے تیغ بکف — قتل کو میری نئی شان سے جلاد آیا
شکل گل وضع چمن کیسی ہی ہم کیا جانین — آنکھ کھولی تو نظر خانۂ صیاد آیا
ہوئی عبرت مجھے دیکھی جو سحر کو شبنم — مٹ گیا جو طرف گلشن ایجاد آیا
وائے غفلت مجھے ہر روز نئی فکر رہی — قصۂ عمر گذشتہ نہ کبھی یاد آیا
پانون پڑ پڑ کے یہ مقتل مین اُسے لائی ہی — قتل کو تیغ کے اصرار سے جلاد آیا
دادرس قافلہ مین کوئی جرس کو نہ ملا — منھ کو ہر چند کلیجہ دم فریاد آیا
تیری اِک آنکھ پہ ہی خال کا نقطہ ظاہر — اکطرف صاد نظر اکطرف ضاد آیا
وای قسمت نہ ہوئی دولتِ نظارہ نصیب — منھ چھپائے ہوے سو پردے مین جلاد آیا
واہ ای جوش جنون خانۂ احسان آباد — کہ مری فصد کو فصاد پریزاد آیا
جورِ اصنام کا ہو شکر ادا کیا مجھسے — انکے باعث سے مصیبت مین خدا یاد آیا
کون شمشاد قدِ یار کا قمری نہ بنا — ہوگیا بندہ اگر سامنے آزاد آیا
گل و بلبل کی الٰہی چمنستان مین ہو خیر — گھر مین گلچین کے پئے مشورہ صیاد آیا
دیکھی ناخن سے زبس سینہ خراشی جو مری — پھینک کر تیشہ بڑے سوچ مین فرہاد آیا

۴۲

واسطی جانبِ شیراز گذر ہو جو مرا — روحِ سعدی کہی تربت مین کہ اُستاد آیا

جو گردِ شمع کوئی بزم مین پتنگ پھرا — گلے پہ خنجرِ رشک اپنے بیدرنگ پھرا
دہن سے بات جو نکلی کہین وہ چھپتی ہی — کمان سے چل کے نہ سوی کمان خدنگ پھرا
ہوے پہ بھی مجھے تقدیر نے دیا چکر — کہ آسیا کی طرح سے لحد کا سنگ پھرا
یقین نہین ہی کہ دل پھیر دے مرا لیکن — کیا اپنے قول سے وہ لعبتِ فرنگ پھرا
خط اسکے چہرۂ گلرنگ پر نکل آیا — غضب ہی سُرخ زمین پہ سیاہ رنگ پھرا

تڑپ رہے ہین جو بسمل انھین تو رخصت کر
خدا کیو واسطے اے ترک خانہ جنگ پھرا

وہ لقمہ ہون کہ لگا یا جو بحر مین غوطہ
کہان کہان نہ مجھے ڈھونڈھتا نہنگ پھرا

سنائے مین نے وہ افسانے جوش وحشت مین
اڑا دماغ ہرن کا سر پلنگ پھرا

۴۳

حریص سے نہ گئی **واسطی** تلاش جہان
کہان کہان نہ یہ تیمور ہو کے لنگ پھرا

دھر مین جم رہا نہ جام رہا
مے کشون کا جہان مین نام رہا

صبح با تو نمین ہو گئی شب وصل
قصۂ شوق ناتمام رہا

کام آئی قضا مصیبت مین
اب ہمین کیا کسی سے کام رہا

شکل راحت نہ ایکدن دیکھی
ہجر مین خواب و خور حرام رہا

بارہا اُس سے ہمکلام ہوئے
کیا ذہن مین ہمین کلام رہا

آج اجل آئے کل اجل آئے
یہی اندیشہ صبح و شام رہا

جوش وحشت مین کیا مزے لوٹے
گرد پریون کا ازدحام رہا

ایکدن بھی نہ وصلی کی ٹھہری
مدتون نامہ و پیام رہا

عمر پھرتے گذر گئی اپنی
چار دن کب کبھی قیام رہا

اس کے گھر مین نجانے پائے ہم
وان رقیبون کا اہتمام رہا

۴۴

دھیان ابرو کا **واسطی** نہ گیا
کشتۂ تیغ بے نیام رہا

پریون پہ تصدق دل دیوانہ رہیگا
ہر شمع پہ قربان یہ پروانہ رہیگا

مجنون کی جگہ پائی ہے وحشت مین جو مین نے
خالی نہ مرے بعد بھی ویرانہ رہیگا

سر بھی نہ ہلائین گے تہِ خنجرِ قاتل
ثابت قدم ہمتِ مردانہ رہیگا

ہوش آئیگا کب خدمت واعظ مین پہونچکر
وان بھی تو خیالِ خم و پیمانہ رہیگا

دیکھیگا تجھے ایک نظر جب کوئی عاقل
وحشی کی طرح عقل سے بیگانہ رہیگا

ہین دیدہ و دل انکو اگر نذر کرونگا
دور آئنہ محفل سے الگ شانہ رہیگا

پیدائش مضمون پہ جب آجائے گی یہ فکر
باقی نہ کوئی معنیِ بیگانہ رہیگا

زندان مین جو وحشی کو تیرے قید کرینگے
منہ خواب مین بھی جانب ویرانہ رہیگا

جبتک کہ زبان کو ہے مرے نطق کی طاقت
ہر وقت لبون پر ترا افسانہ رہیگا

شمع رخ روشن پہ نظر جس کی پڑیگی
وہ گرد ترے صورت پروانہ رہیگا

۴۵
ای واسطی ایسے ہین اگر ہجر مین نالے
کاہیکو کوئی پھر ترا ہمخانہ رہیگا

کسی پر ای دل نادان تجھے عاشق نہ ہونا تھا
یہی تھا قصد اگر تو زندگی سے ہاتھ دھونا تھا

سر محفل نہ اسکے سامنے ای چشم رونا تھا
نہ کرنا تھا اسے رسوا نہ خود بدنام ہونا تھا

تجھے دی خلقت گل حق نے مجکو خلقت شبنم
تری قسمت مین ہنسنا تھا مری قسمت مین رونا تھا

غریق بحر غم الفت مین ہونا عیش ساحل ہے
شنا ور کیون ہوے منجدھار مین کشتی ڈبونا تھا

نہ پوچھو عالم وحشت مین کیسی دل کی وسعت تھی
یہ سارا عالم ایجاد اسکا ایک کونا تھا

ہوئی منعم کی کیسی عمر ضائع جمع دولت مین
کھلی جب آنکھ غفلت سے نہ جاندی تھی نہ سونا تھا

سمجھ کر عشق کرنا تھا تجھے آغاز الفت مین
عبث روتا ہے اب ای دل ہوا جو کچھ کہ ہونا تھا

ملی کب اغنیائے دل سے فرصت ہمکو وحشت مین
یہی تھا اوڑھنا اپنا یہی اپنا بچھونا تھا

جو ملی تھی موتیون کی ہار کی اس گل نے فرمائش
مجھے تار نگہ مین اشک کے موتی پرونا تھا

ہوئی کیا ہمسے نادانی کہ ناحق عمر ضائع کی
بڑی دولت ہے یہ ای دل نہ اسکو مفت کھونا تھا

لب شیرین سے اول کیون نہ بوسے خال کے لیتے
پسند طبع میٹھے سے سوا ہمکو سلونا تھا

۴۶
جو خواہش گلشن جنت کی رکھتا تھا قیامت مین
تجھے تخم عمل اے واسطی دنیا مین بونا تھا

ہوا عشق کمر مین جسم ایسا ناتوان اپنا
کہ آنکھو دہن ڈھونڈھے نہین ملتا نشان اپنا

بنایا گرد باد دشت ہمکو جوش وحشت نے
لیے پھرتے ہین اپنے دوش پر ہر جا مکان اپنا

پری سے خوبصورت دولت دنیا کو سمجھے تھے
جو دیکھا زشت رو پایا غلط نکلا گمان اپنا

نہ دیکھی سیر سبزی کی نہ کی گلگشت پھولون کی
گلستان مین ہوا آنا تو ہنگام خزان اپنا

بلانے آئی ہی کسکو ہم اسکے در پہ بیٹھے ہین
نہ اٹھین گے اٹھا رکھ غمزہ ای جور جنبان اپنا

چمن سے بڑھ کے راحت خانہ صیاد مین پائی
قفس مین یاد آئے خاک ہمکو آشیان اپنا

ترے کوچہ سے مثل نقش پا ہم اٹھ نہین سکتے
ضعیفی مین جو کام آیا تو جسم ناتوان اپنا

وہ محزون ہین کہ جائے خندہ ہمکو گریہ آتا ہی
اگر ہوتا ہی جاتا سوے کشت زعفران اپنا

میسر ہی نظارہ دخت رز کا گھر ہی میخانہ
ہوے ہین پیر لیکن بخت ہی ابتک جوان اپنا

ہماری روے گلگون سے اسے زیبا نہین دعوی
ذرا آئینہ لیکر منہ تو دیکھے زعفران اپنا

وہ رہرو ہین کہ سمجھے راہ مین مزدور رہبر کو
سر و گردن پہ اسکے رکھدیا بار گران اپنا

بڑی حیرت مین ہی تلوار پھیرے کسکی گردن پر
نظر آتا نہین قاتل کو جسم ناتوان اپنا

محبت نے تمھاری کر دیا مشہور عالم مین
ہر اکجا ذکر ہوتا ہی نہین چرچا کہان اپنا

۴۷

نمی کیا موتیون کی واسطی ہم بھی تونگر ہین
سلامت ہی اگر یہ دیدۂ گوہر فشان اپنا

بنائین اس خراب آباد مین کیا ہم مکان اپنا
زمین ہی خون کی پیاسی عدو ہی آسمان اپنا

خزان آئی تو بلبل باغ مین آکر یہ کہتی تھی
یہان غنچہ یہان گل تھا یہان تھا آشیان اپنا

حواس و ہوش مین اپنے پریشان جوش وحشت مین
بیابان گرد رہتا ہی ہمیشہ کاروان اپنا

کھلا تھا دار پر منصور کو جو راز سربستہ
مقرر دل سے ہم کہتے جو ہوتا راز دان اپنا

خفا کیون باغبان ہی طائر رنگ چمن ہین ہم
گران کچھ شاخ گلبن پر نہین ہی آشیان اپنا

محیط دہر مین راحت کہان جز خانہ بدوشی
حباب آسا ہی راہ سیل مین ہر دم مکان اپنا

دل اک برق تجلی کے قد موزون پر آیا ہی
وہ طائر ہین کہ نخل طور پر ہی آشیان اپنا

بتا کیا پوچھتے ہو مجھسے میرے جسم لاغر کا
کرو نیچی نگاہین دیکھ لو موے میان اپنا

زبان سے روز وصف روے آتش رنگ کرتے ہین
سفینہ آگ کے دریا مین رہتا ہی روان اپنا

اڑاؤ نوجوانو ہم ضعیفون سے نہ بے پر کی
کہ اس گلزار مین برسون رہا ہی آشیان اپنا

تڑپ آنا نہ پہلو مین دلا کچھ رحم کر ہم پر
مبادا لوٹ جائے بخیہ زخم نہان اپنا

ابھی منصور کے مانند مجکو دار پر کھینچین
اگر حق حق بتاؤن خلق کو نام و نشان اپنا

دہن ہی اسم اعظم مصحف رخ مین تو ظاہر ہی
کہ نقاش ازل نے یہ بنایا ہی نشان اپنا

صفت ہی کام اپنا خط و خال و زلف جانانکی
وطن مدت سے ہی اے واسطی ہندوستان اپنا

۴۹

اگر حال مرا کچھ بھی اس بت سے کہا جاتا
انسان تو ہی وہ بھی کچھ رحم ہی آجاتا

اس ضعف کے عالم مین صحرا کو مین کیا جاتا
گر پانون مدد کرتے یہ کام چلا جاتا

صد شکر عیادت کو آئے نہ دم آخر
تعظیم نہ ہو سکتی مجھسے نہ اٹھا جاتا

کیا خط مین اسے لکھتا منشی تھا عدو میرا
یان اور لکھا جاتا وان اور پڑھا جاتا

موت آئی شب وصلت کیا خوب ہوا اے دل
وہ کہتے کہ جاتے ہین یہ کس سے سنا جاتا

سامان تعیش تو حاصل نہین فرقت مین
ہوتا نہ اگر غم بھی جینے کا مزا جاتا

اے شمع رخ تو تم مین ہوتی نہ اگر گرمی
پروانے کی صورت یون مجھسے نہ جلا جاتا

تعریف جو تم کرتے غیرون کی مرے آگے
خاموش بھلا مجھسے کس طرح رہا جاتا

اس در پہ اگر جاتا کچھ پانون نہ تھک جاتے
عشاق کے زمرے مین واعظ بھی گنا جاتا

افسوس کہ غیرون نے کھدوائی مری تربت
اے کاش زمین پھٹتی مین اسمین سما جاتا

افسون نہ پڑھے جاتے جادو نہ کئے جاتے
ملتے جو نہ تم مجھسے کیا کیا نہ کیا جاتا

نہ گو رسلا سنل کیا تھا ضعف مجھ نا لغ

۹۴	ای واسطی صحرا کو زندا لسنے مین کیا جاتا	

بھرو سا عیش دنیا کا ہی کیا آخر فنا ہو گا
جو کچھ ہی آج وہ کیا ہی جو کل ہو گا وہ کیا ہو گا
خدا ہی غیب کا عالم کوئی انجام کیا جانے
نہین معلوم کس دن کس گھڑی کسوقت کیا ہو گا
حباب بحر کے مٹنے سے کچھ دریا نہین گھٹتا
مرے ہونے سے کیا حاصل نہ ہون گا مین تو کیا ہو گا
مٹا جو صفحۂ عالم سے بے نام ونشان ہو کر
گمان ہی مجھکو وہ میرا ہی حرفِ مدعا ہو گا
تمنا وصل کی ہمکو نہ صدمہ تیری فرقت کا
خوشی ہو گی تو کیا ہو گی جو غم ہو گا تو کیا ہو گا
نہ سمجھا تھا مین اس مشکل کو آغاز محبت مین
جو ہی اب اشنا انجام مین نا آشنا ہو گا
اسی امید پر ہی اب مدار زندگی اپنا
وہ کب تک جھوٹھ بولین گے کبھی وعدہ وفا ہو گا
پھنسا لے مرغ دل صیاد اگر ہی شوق آرایش
کہ تیرے ہاتھ مین یہ طائر رنگِ حنا ہو گا
دبا تا ہی فلک ناحق مرے طبع ملائم کو
یہ پانی ہی بھلا ضرب عصا سے کیا جدا ہو گا
وہ شاہ ملک خوبی مجھ گدا کے پاس آے گا
کسی دن نقش حسب آخر یہ نقش مدعا ہو گا

لب جان بخش کی الفت مین یہ عمر روان پائی
کہ میرا نقش پا بھی چشمہ آب بقا ہو گا
محبت مال کی اے غافلو بیسود ہی بالکل
جدا ہو اُس سے تم پہلے کہ جو تمسے جدا ہو گا
عروج بام دولت مجھ گدا کو کچھ نہین مشکل
اٹھیگا جب مقرر نردبان دست دعا ہو گا
نظر آئے گا ہر گل سبزۂ بیگانہ گلشن مین
دماغ دل اگر مشتاق بوئے آشنا ہو گا
مین نالان اس لیے ای واسطی مرقد مین لیٹا ہون
اٹھاؤنگا جو سر ہنگامہ محشر بپا ہو گا ۵۰

ہی تپ ہجر مین احوال بہت زار مرا
کوئی مونس ہی نہ ہمدم ہی نہ غمخوار مرا
کوے قاتل کو لہو روکے بناؤنگا چمن
رنگ دکھلائیگا یہ دیدۂ خونبار مرا
ہی بتون کے لب لعلین سے محبت دل کو
رگِ یاقوت سے ہو رشتۂ زنار مرا
تالشی بنکے چلون سامنے اُنکے شاید
آکے دھوکے مین وہ لکھ لین کبھی اظہار مرا
نام تو اپنا بتایا مجھے پر یہ بھی کہا
ذکر کرنا نہ کہین اور خبردار مرا
دختر رز سے بڑھا ربط یہان تک آخر
گھر ہی اے بادہ کشو خانۂ خمار مرا
مثل شبنم ہوا بھی رشک سے پانی پانی
داغ دیکھے جو کبھی لالۂ کہسار مرا
کیون خفا ہو مری صورت سے تم ای آزاد
مین گرفتار نہین دل ہی گرفتار مرا
خواب مین دیکھی ہی اک سیم بدن کی صورت
مین بھی منعم ہون زہے طالع بیدار مرا

واسطی کہتے ہین جھنجھلا کے وہ مجھسے اُٹھ جا
مُفت تکیہ کچھ نہین یہ سایۂ دیوار مرا ۵۱

عمر بھر ہمنے بگولے کی طرح چکر کیا
پانون سے صحرا نوردی کے مہم کو سر کیا

صبر دل کھو کر تجھے قابو مین ای دلبر کیا
گھر لٹا کر ہمنے تیرے دلمین پیدا گھر کیا

جب جدا ہونے لگا صبح شب وصلت وہ مہر
میرے نالون نے بپا ہنگامۂ محشر کیا

چھوٹتے ہی اس زلف کے گم ہوگئے ہوش و حواس
ہمنے اپنے ہاتھ سے برباد اپنا گھر کیا

بندۂ بت ہو نہین کیون کرتے ہین طعن اہل حرم
میرے حق مین جو کیا اللہ نے بہتر کیا

دیکھکر مجکو حسد سے بت برہمن ہوگیا
دی سزا حق نے اسے انسا نسے پتھر کیا

اسقدر آئینہ دکھلانے سے تو کیون ہی خفا
چھیڑنے کیواسطے پیدا ترا ہمسر کیا

مالک تقدیر نے عہدون کی جب تقسیم کی
قیس و وامق کو محرر مجکو سر دفتر کیا

مے کشی کا لطف ہمکو بجز ساقی ہین کہان
جام مے لبریز آب چشم سے ساغر کیا

ہمین دریا بنگئے ہوکر فنا مثل حباب
کھو کے ہستی اور ہی عالم مین پیدا گھر کیا

شوق طاعت کرکے پتھر سے بنائی سجدہ گاہ
کچھ بتونکا پاس ہمنے کچھ خدا کا ڈر کیا

دولت دیدار قاتل جب ہوئی ہمکو نصیب
سر جھکا کر شکر کا سجدہ تہ خنجر کیا

بند کی ہمنے زبان جب کھلگئی سبکی زبان
ذکر خاموشی کا میری خلق نے گھر گھر کیا

غیر کو مین بھی زبانی یار کے بھیجون پیام
خلق مین محبوب کو خالق نے پیغمبر کیا

۵۲

جام کوثر ہاتھ آیا واسطی فردوس مین
نقد دل ہمنے جو نذر ساقی کوثر کیا

اشک کے قطرون سے ایسا پیرہن کو تر کیا
تار تار پیرہن کو رشتۂ گوہر کیا

تھے وہ مجنون بیڑیان پہنے ہوی اٹھے جو ہم
طرفہ محشر مین بپا ہنگامۂ محشر کیا

کیا تصرف ہی کہ خنجر سے لیا صندل کا کام
سر مرا کاٹا جو اُسنے دور درد سر کیا

پیرو دل ہون ملیگی منزل مقصد مجھے
راہ کیا بھولیگا جسنے خضر کو رہبر کیا

واہ رے شوق شہادت تیغ سے جب سر کٹا
شمع کے مانند ہمنے اور پیدا سر کیا

کیا نگاہ مست ہی اُسکی کہ جب کی سیر باغ
سرو کو شیشہ بنایا پھول کو ساغر کیا

عشق کیونکر یار کے کندن سے چہرےکا چھٹے
غم کی بیماری نے چہرہ زرد مثل زر کیا

قصد مقصد کا کیا جب فرق مقصد کٹ گیا
بخت بد نے ناخن تدبیر کو خنجر کیا

تیرے دیوانے کو زندان روک سکتا ہی کوئی
ہر جگہ دیوار مین ٹکرا کے پیدا در کیا

بزم جانا مین جو دیکھا غیر کو حیران ہوا
گلشن جنت مین شیطان نے گذر کیونکر کیا

کس طرح لیجائیگا مزدور کچھ قاصد نہین
شوق کے مضمون نے نامہ کو مرے دفتر کیا

جانتی ہی ساری خلقت تم خدا ئے حسن ہو
خط دیا جس نامہ بر کو تمنے پیغمبر کیا

کیا حقیقت ماہ کی اے آفتاب اوج حسن
تو نے اکثر مثل مہرہ مہر کو ششدر کیا

۵۳

منہ مین جو آیا کہا ناصح نے آکر ہمکو کل
کچھ نہ بولے واسطی ہمنے خدا کا ڈر کیا

کس رضامندی سے نذر تیغ قاتل سر کیا
لے ترا کہنا بھی ہمنے اے دل مضطر کیا

بہ گیا یا اڑ گیا خرمن نہین پروا مجھے
کب شکایت سیل کی کب شکوہ صرصر کیا

ہین وہ طائر خانۂ صیاد مین آئی جو نیند
اپنے ہی بازو کا تکیہ ہمنے زیر سر کیا

غم اُٹھائے اسقدر غم کا نہین اب مجکو غم
سختئ ایام نے دلکو مرے پتھر کیا

منزلون سے لوگ آتے ہین زیارت کے لیے
لاغری نے تن کو میرے موئے پیغمبر کیا

ہی قیامت بزم مین اُس شوخ کا انداز رقص
ہر قدم پر اسنے برپا فتنۂ محشر کیا

گرم ایسا تھا سخن میرا کہ جب چھپنے لگا
ٹکڑے ٹکڑے اُسنے مطلع مین ہر اک مصرع کیا

خوبصورت ہی تو داخل عصیان نہین
کیا ہوا شبنم نے پھولونکا جو دامن تر کیا

آئینہ دل کا کیا مین نے کدورت سے جو صاف
حق نے مجکو صاحب اقبال اسکندر کیا

دور گردون رہنے دیتا ہی کسی کی حال پر
ماہ کو اُسنے کبھی فربہ کبھی لاغر کیا

عالمون کو پوچھتا ہی کون اب اس عہد مین
ہی وہی [illegible] جسنے خوب کسب زر کیا

اسنے آکے نزع مین آیا ہی تو اے بیوفا
تب بھری نیت جو نظارہ ترا دم بھر کیا

ہو ادا تیری ہی وہ تیغ قضا سے کم نہین
تو وہ قاتل ہی کہ جسنے قتل بے خنجر کیا

۵۴

دلین اپنے کب طمع دنیا کی آئی واسطی
فرد باطل اسکو سمجھے خارج دفتر کیا

دل کو دعوے تھا بڑا صبر و شکیبائی کا
مر گیا نام ہی سنکر شب تنہائی کا

عمر سجدے مین ہوئی گو کہ بسر مثل قلم
عیب کا ہوش نہ ملا اجر جبین سائی کا

زندہ ہو جاؤنین مرجاؤن اگر فرقت مین
مدد اے مرگ ہی یہ وقت مسیحائی کا

ہو گیا خاک جو مین خاک سے بھی خاک ہوا
مر کے سودا نہ گیا بادیہ پیمائی کا

فیض تجرید سے مین بھی ہون جہان مین مثل
جیسے ساکن ہی الف گوشہ یکتائی کا

ہی جو عاقل تجھے پرہیز ہنر لازم ہی
نافہ ہی دشمن جان آہوئے صحرائی کا

مرتے دم تک نہوا فرد سے وہ زوج کبھی
پڑ گیا جس پہ کہ سایہ مری تنہائی کا

قابل دید وہ جلوہ ہو تو کوئی دیکھے
آنکھ کا ہی نہ قصور اس مین نہ بینائی کا

آنے دیتے نہین اس شکسے کسی یار کو وہ
پردہ فاش اسمین نہو چشم تماشائی کا

کسی میکش کو نہ ہاتھ آئیگا جام دو عیش
دور یون ہی جو رہا گنبد مینائی کا

۵۵

واسطی ہند سے روضہ پہ محمد کے چلو
شوق رکھتے ہو جو اُس در پہ جبین سائی کا

یہ مجکو جشن سال گرہ سے الم ہوا
اک سال زندگی کا مرے اور کم ہوا

قاتل کا میرے قتل سے تازہ ستم ہوا
میرے ہی دم سے خنجر اسکا دو دم ہوا

ہر چند ساری عمر چلے راہ عشق مین
واقف نہ بیخودی مین قدم سے قدم ہوا

اعضا مین کیون نہ درد ہو جبین پہ جو روح
گریان ہوئی عروس تو سب گھر کو غم ہوا

رہنے لگا ہی دلمین سحر اب بتو کا دھیان
مشہور تھا جو کعبہ وہ بیت الصنم ہوا

جوشِ جنون مین داغ سر دود آہ سے — تیرا فقیر صاحب تاج و علم ہوا

وہ زلف اڑ کے رخ پہ ہوا سے جو آلگی — سمجھا یہ مین کہ رات بڑھی روز کم ہوا

تیرے دہن سے تیری ہنسی سے ہے حساب — دنیا مین اعتبار وجود و عدم ہوا

آتا تھا کب جنون مین مجھے جم کے بیٹھنا — رہبر تمھارے کوچے مین نقش قدم ہوا

دریا گہر کی گرد یتیمی نہ دھو سکا — اشکون سے کب غبار مرے دلکا کم ہوا

کھینچا نہ خار کو رہ الفت مین پانو نے — مین اپنی دشمنی مین یہ ثابت قدم ہوا

ساقی نے دھوئین دل سے ہماری کدورتین — جام شراب چشمۂ آب کرم ہوا

نکلی نہ منھ سے آہ جو ٹوٹا ہمارا دل — کھائی شکست شاہ نے واژون علم ہوا

ہنگام گریہ حال جہان مجھپہ کھل گیا — دل کی طرح سے دیدۂ تر جام جم ہوا

کیا جانین اسکی بزم مین اب کیا ہین رنگ ڈھنگ — اپنا تو اتفاق مہینون سے کم ہوا

پائی کہین نہ عالم امکان مین جاے امن
کیا کیا نہ واسطی دل غمگین کو غم ہوا

۵۶

خالی کبھی نہ فیض سے دست کرم ہوا — کب نور مہر ماہ مین جانے سے کم ہوا

نالے سے دل سر آمد ارباب غم ہوا — میدان ہی اسکے ہاتھ جو صاحب علم ہوا

کسنے کیا ہی چاک گریبان صبح کو — بخیہ سے زخم کاری دل کب بہم ہوا

عارض کو اسکے سورۂ والشمس تو لکھا — پر سرنگون مین صورت واو قسم ہوا

کرتا ہے روز وعدہ کہ کل ہم کرینگے قتل — دم اسکی تیغ کا کسی کاذب کا دم ہوا

لکھا جو وصف زلف مین آشفتگی کا حال — کاغذ سیاہ خامہ پریشان رقم ہوا

لکھا گیا نہ ہم سے ذرا حال زخم عشق — جیب تنگ جگر نہ چاک برنگ قلم ہوا

سرمہ لگا کے کعبے مین آیا ہی حج کو کون — مذبوح بے چھری جو غزال حرم ہوا

اسلام و کفر کا ہو نہ عالم مین کیون رواج — گیسو صنمکدہ تو وہ ابرو حرم ہوا

احسان کا بوجھ اٹھا کے نہ کھینچا ہین ناتوان
ممسک نے دست بخل جو کھینچا ستم ہوا

موت آئی مجھکو عشق لب لعل یار مین
آب حیات طالع وارثون سے سم ہوا

دیکھو تو اسکے ابرو و چشم سیاہ کو
کعبے مین کیا غضب ہی مقام صنم ہوا

تیرے فقیر اسکو کبھی دیکھتے نہین
خجلت سے زرد اسلیے روے درم ہوا

غلبت سے کیا ملا کسی مردار خوار کو
اتنا ہوا کہ مقبرہ ناحق شکم ہوا

بیمار تیرے الفت عارض مین ہی چمن
پھولے نہین یہ پھولونکے منھ پر ورم ہوا

۵۷
بیداد کب یہ دور فلک مین ہی واسطی
گردش سے چشم یار کی پیدا ستم ہوا

شعلۂ عشق جلا دے کبھی خرمن میرا
پاک ہو خار تمنا سے تو دامن میرا

حال دل دیدۂ خونبار سے ہوتا ہی عیان
گھر کا سب حال دکھاتا ہی یہ روزن میرا

شکوہ بیفائدہ اسکا ہی شکایت بیجا
دوست کسکا ہی کہ یہ چرخ ہی دشمن میرا

شمع روشن جو نہین ہی سر مرقد تو نہو
شکر صد شکر کہ ہی نام تو روشن میرا

جوش وحشت نے یہ کپڑونکے اڑاے پرزے
آستین ہی نہ گریبان ہی نہ دامن میرا

مر گیا دیکھکے مین برق تجلاے جمال
ہی مناسب کہ سر طور ہو مدفن میرا

سان پر تیغ لگائی ہی مگر قاتل نے
جوش کھاتا ہی جو خون رگ گردن میرا

ذکر ہر جا ہی مرے عشق کا کعبہ ہو کہ دیر
شیخ واقف ہی معرف ہی برہمن میرا

مسی آلودہ لبونکی جو لکھونگا مین صفت
خامہ بنجائے گا شاخ گل سوسن میرا

کر دیا یاد خط یار نے بیہوش و خرد
آکے لوٹا سپہ مور نے خرمن میرا

وصف ابرو سی ہوا اور ہی کچھ رنگ سخن
آب شمشیر سے سیچا گیا گلشن میرا

۵۸
واسطی تا دم آخر کف افسوس ملے
آکے بیٹھے جو کبھی ہاتھ برہمن میرا

ہی غلط رسم کی ظالم سے تمنا کرنا | سخت مشکل ہی نئی بات کا پیدا کرنا
دیکھتے کیا ہو ابھی داغ ہین دلمین دوچار | آگے آگے مرے گلشن کا تماشا کرنا
کیون بلایا تھا جو منھ پھیرے ہوے بیٹھے ہو | ہی ستم بھیج کے پروانہ نہ پیدا کرنا
روز کہتے ہین یہ قاصد سے کہ کل آئین گے | خوب آتا ہی انھین وعدۂ فردا کرنا
نامہ بر کہتے ہین تجھسے کہ ہین وہ تندمزاج | پاس جانا نہ فقط دور سے مجرا کرنا
قہر ہین انکی یہ پلکونکے اشارے سوے غیر | دل مرا مد نظر ہی تہ و بالا کرنا ہی
باغبان ہوگئے نہ آزردہ تجھی پھانسی دے | نالہ اچھا نہین اے بلبل شیدا کرنا
کی شکایت جو نہ آنے کی شب وصل کہا | دیکھئے خوب نہین شکوہ بیجا کرنا

۵۹
واسطی ہمکو تو اندیشہ اسی بات کا ہی
وقفۂ زیست نہین ہی ابھی کیا کیا کرنا

اُس گل کے قرین لالہ عذارون کی چمک کیا | خورشید کے نزدیک ستارون کی چمک کیا
انجم کا نہ لو نام مرے داغ کے آگے | ہی سامنے بجلی کے شرارون کی چمک کیا
تو مہر جہانتاب ہی سب اور ہین ذرے | ذرے ہون ہزارون تو ہزارون کی چمک کیا
بندھوا کے ہین گھوڑے کے نئے نعل جو اُسنے | دکھلاتی ہی ضو راہ مین چارون کی چمک کیا
چہرے کا ترے عکس جو کشتی پہ پڑا ہی | اللہ ہی ان گوٹے کے ہارون کی چمک کیا
چھوڑے تھے انار اُسنے جو شب ہاتھ سی اپنے | سچ ہی کہ تماشا تھی انارون کی چمک کیا

۶۰
دو روز غرور اور یہ آفاق مین کرلین
ای واسطی ان ظلم شعارون کی چمک کیا

کثرتِ داغ سے گلدستہ بنا دل تو کیا | گھر مین وہ جو تماشا ہمہ محفل تو کیا
مہر کو دیدۂ شبپر کی نہین کچھ پروا | دل زاہد نہ ہوا حسن پہ مائل تو کیا
ایسی افتاد رہ عشق مین پڑتی ہی بہت | گر گیا ہاتھون سے عاشق کے اگر دل تو کیا

جمع دولت سے ہوا فائدہ کیا قارونکو
نہ ہوئی دولت دنیا ہمین حاصل تو کیا

بے نیازی کی ہی اُس قاتل عالم مین صفت
مر گیا پانون رگڑ کر کوئی بسمل تو کیا

جی لگے گا نہ پس مرگ مرا حورون مین
نہ ملا خلد مین وہ حور شمائل تو کیا

ذرے خورشید کے آگے کہین پاتے ہین فروغ
خوبرو ہونگے اگر تجھسے مقابل تو کیا

شوق دل ہی جو یہی دم مین پہونچ جائینگے ہم
گو جو اُسکا ہی اگر سیکڑون منزل تو کیا

حُسن تیرا ہی کہ برسون نہین ای یار زوال
ماہ اک شب جو ہوا چرخ پہ کامل تو کیا

۶۱
واسطی حق نہین ہوتا کسی صورت مغلوب
مدعی مجھسے کرے دعوے باطل تو کیا

دل جا کے پیش عارض جانانہ جل گیا
پہونچا قریب شمع تو پروانہ جل گیا

آیا نہ راست کفر پہ ستون کو اختلاط
گرمی یہ کی بتون نے کہ بتخانہ جل گیا

ای برق تُندخو نے سمجھا دو نگاہین تجھے
خرمن کا میرے کوئی اگر دانہ جل گیا

آتا تھا خط کب اُسکے رخ صاف پر پسند
پریون کو دیکھ کر دل دیوانہ جل گیا

وحشی وہ ہون کہ گرمی رفتار سے مری
جنگل مین آگ لگ گئی ویرانہ جل گیا

بے یار مین نے بزم طرب مین وہ آہ کی
شیشہ پگھل گیا کہین پیمانہ جل گیا

کیا پوچھتے ہو مجھسے مرے دل کا حال تم
وہ گھر ہوا خراب وہ کاشانہ جل گیا

۶۲
تھا باغبان کی جان کا جنجال واسطی
اچھا ہوا کہ سبزۂ بیگانہ جل گیا

انسان گو کہ حاکم افلاک ہو گیا
آغاز مین جو خاک تھا پھر خاک ہو گیا

اہل صفا کا جوش جنون آج سے نہین
دامان صبح روز ازل چاک ہو گیا

دو اشک یار کے جو گرے میری خاک پر
سمجھا یہ سب گناہون سے مین پاک ہو گیا

اُس شہسوار نے جو کمی کی تو کیا ہوا
سر اُٹھ کے آپ بستۂ فتراک ہو گیا

میرے لحاظ نے اسے گستاخ کر دیا — بیباک تھا وہ اور بھی بیباک ہو گیا
آفت کی چال تھی کہ چلے وہ جو دو قدم — ہنگامۂ حشر کا تہِ افلاک ہو گیا
خونِ شفق مین غرق ہوا خندۂ سحر — شادی کے بعد کون نہ غمناک ہو گیا
کانٹون نے دشت مین نہین چھینا مرا لباس — عریان مین آپ بانٹ کے پوشاک ہو گیا
شیدائے چشم مست کا کیا پوچھتے ہو حال — گذرا جہان سے دفن تہِ تاک ہو گیا
گرداب پیچ کھاتے ہین موجین تباہ ہین — دریا مین غرق کیا کوئی پیراک ہو گیا

۶۳

چمکا دیا یہ یار کی دانتون نے واسطی
تارِ شعاع ریشۂ مسواک ہو گیا

نازکی سے ہاتھ مین لیکر وہ خنجر رہگیا — اضطراب شوق سے بسمل تڑپ کر رہگیا
میرے گھر جب شب کی شب وہ ماہ پیکر رہگیا — رشک سے منہ دیکھکر میر المقدر رہگیا
پیر سکتا ہی کوئی جوشِ محیطِ عشق مین — چار ہی ہاتھون مین بازوے شناور رہگیا
کسنے رکھا پانوٗن قعرِ گور مین میرے سوا — ساتھ جو مجمع تھا وہ باہر کا باہر رہگیا
گیا پیمبر کو ملا معراج مین قربِ خدا — فاصلہ قوسین کا اللہ واکبر رہگیا
لوگ پہونچے بزمِ جانانین زہی بخت رسا — حلقۂ بیرون در بنکر مین لاغر رہگیا
کوہکن نے دیکھ لی سینہ خراشی جیب دری — شرم سے مانند تیشہ سر جھکا کر رہگیا
پرتوِ رحمت سی تیرے اک جہان ہی سرفراز — مین فقط ای آفتاب ذرہ پرور رہگیا
عشقِ چشمِ یار مین ایسا ہوا لاغر یہ جسم — گھٹتے گھٹتے موے مژگان کے برابر رہگیا
مین یہ سمجھا آج چمکا اخترِ طالع مرا — شب کی شب وہ ماہ مہمان جب مرے گھر رہگیا
پڑ گیا پستانیہ سکا ہاتھ جب ہنگامِ رقص — تھام کر ہاتھون سے دل مین بھی برابر رہگیا
خاک مین تن ملگیا پر دلکی سوزش ہی وہی — چھپ کے خاکستر کے پردے مین یہ اخگر رہگیا
مٹ گئے اعضائے تن پر نالۂ دل ہی بلند — لٹ گیا سارا گلستان یہ صنوبر رہگیا

داخل جنت کیا رحمت نے اُسکی بے حساب — پردہ ہم سے مجرمونکا روز محشر رہگیا

تھی تجلی برق کی اس آئنہ رو کا جمال — آئنہ حیران ہوا ششدر سکندر رہگیا

ایک ساعت پاس بٹھلا کر اٹھایا یار نے — اختر طالع مرا دم بھر چمک کر رہگیا

منزل مقصد پہ پہونچے رہروان راہ عشق — ٹھوکرین کھاتا مین برگشتہ مقدر رہگیا

جب نہ ہو تقدیر یاور فائدہ محنت سے کیا — خضر پہونچے آبحیوان تک سکندر رہگیا

اہل غم کو بھی ترقی و تنزل ہے ضرور — آہ پہونچی عرش پر آنسو زمین پر رہگیا

جستجو مین اُسکے پھرتے پھرتے ماہ چاردہ — گھٹتے گھٹتے ناخن پا کے برابر رہگیا

۶۴	واسطی بھیجون مین کسکو قاصدی کیواسطے کم ہے عنقا راہ مین تھک کر کبوتر رہگیا	

دشت وحشت مین جو مین دیوانہ گرم نالہ تھا — گرد باد اُٹھتا تھا جو وہ شعلہ جوالہ تھا

رات کو پردہ جو لب پر ہمارے نالہ تھا — سرمۂ چشم سیاہ یار کا دنبالہ تھا

بے رخ جانان ہماری دل جلانیکے لیے — آسمان پر ماہ بھی اک آگ کا پرکالہ تھا

تم نہ آئے تھے تو یہ باغ اپنی نالو لئے تھا گرم — قطرۂ شبنم لب ہر برگ پر تبخالہ تھا

تھا حسینون کا جو حلقہ بزم مین گرد آپکے — تم نگاہو مین مری مہتاب تھے وہ ہالہ تھا

طرفہ دیکھی سیر ہمنے آپکے جانیکے بعد — پھول تھا جو باغ مین پرداغ مثل لالہ تھا

جلوہ دکھلا کر مجھے اک بت نے دیوانہ کیا — ساحر بابل تھا یا جادوگر بنگالہ تھا

منہ برسا ہجر جانان مین یہ تھا دل پر گران — تھا مری چھاتی پہ سل برسات مین جو ژالہ تھا

آپ کی پازیب کی جھنکار تھی یا صور حشر — جی اُٹھا زیر زمین جو مردہ صد سالہ تھا

مغبچہ کو قیمت صہبا مین زاہد نے دیا — جو گرہ مین نقد اجر طاعت صد سالہ تھا

۶۵	جن دنون زور و رنیہ تھی وحشت ہماری واسطی شیر صحرائی بھی اپنے سامنے بزغالہ تھا	

کس حسین پر دل سودازدہ مفتون نہوا
نظم اس دستِ حنابستہ کا مضمون نہوا

دل وہ کیا دل ہے کہ جو خاک مین گر کر پس مرگ
کون لیلیٰ نظر آئی کہ مین مجنون نہوا

عشق اور حسن کا قصہ کبھی ہوتا ہی تمام
عمر بہر فیصلۂ لیلیٰ و مجنون نہوا

دشتِ وحشت مین تعلی سے تعلی پائی
آبلہ پا لو کا ہمتا کون جو گردون نہوا

وصفِ رخسارۂ جانان نے کیا تازہ سخن
کب گلِ سرسبد اپنا گلِ مضمون نہوا

ہم ائن عالمِ وحشت مین رہی عریانی
سایۂ بید لباسِ تنِ مجنون نہوا

وصف ابرو کا جو لکھا تو بڑھی قدر سخن
دائرہ کون تھا جو طاقِ فریدون نہوا

تھا وہ سرگشتہ کہ گنبد بھی مرے مدفن کا
کبھی ساکن صفت گنبد گردون نہوا

وادی نجد مین کب ناقۂ لیلیٰ ٹھہرا
کچھ بھی ظاہر اثرِ نالۂ مجنون نہوا

زندہ درگور مجھے ضعف نے وحشت مین کیا
تن پہ کیس رو پڑی گرد کہ مدفون نہوا

تیرے بیارِ محبت کی شفا مشکل ہے
کب حجل اسکی دوا کر کے فلاطون نہوا

تیرے چھالون نے کیا لوٹ کے طوفان برپا
ای جنون کون وہ ہامون تھا جو جیحون نہوا

عین شاہی مین چھٹا مجھسے وہ درویش پسر
سایۂ بالِ ہما مجکو ہمایون نہوا

کیا ترے مصرعِ قامت کو کہون مصرعِ سرو
یہ وہ مضمون ہے جو تقطیع مین موزون نہوا

۶۶

واسطی چاہیے اربابِ دُوَل کو غزلت
حصہ چہرو کا ہوا لیج جو مدفون نہوا

ایسی شوخی نہ تھی غمزہ نہ تھا یہ ناز نہ تھا
ہمنے یوسف کو بھی دیکھا تو یہ انداز نہ تھا

ادل عشق مین تھا مشورہ دینا لازم
تجھسے ایدل کوئی پوشیدہ مرا راز نہ تھا

آگیا آمنے پہ اگر دل تو تعجب کیا ہی
ایسا دنیا مین کوئی شاہد طناز نہ تھا

تیغ پہ تیغ پڑی خم سرِ تسلیم رہا
مجھسا دنیا مین کوئی عاشقِ جانباز نہ تھا

مر کے مقتول وہ دیتے ہین حیاتِ جاوید — اس طرح کا تو مسیحا مین بھی اعجاز نہ تھا
تخلیہ اُس سے رہا یہ کہ شبِ وصلت مین — عقل کیسی مرا دل بھی مرا دمساز نہ تھا
گذر اُسکے درِ دولت پہ مرا کیا ہوتا — کیا وہان کوئی بھی دربان در انداز نہ تھا
خاکساری ترے کوچہ کی ہوئی ہمکو نصیب — قیس کو بادیہ گردی مین کچھ اعزاز نہ تھا
تو وہ لیلیٰ ہی کہ ہین سیکڑون مجنون تیرے — جو کہ تجھمین ہی وہ لیلیٰ مین بھی انداز نہ تھا
اور اعضا کی شبِ وصل شکایت ہی عبث — دمِ آخر کی طرح دم بھی تو دمساز نہ تھا
وہی عالم ہی جوانی مین جو تھا طفلی مین — حسن بیساختہ کب اُسکا خدا ساز نہ تھا

واسطی تو وہ ہی شاعر کہ مقابل تیرا
طوطیِ ہند نہ تھا بلبلِ شیراز نہ تھا

ردیف بائے موحدہ ٦٧

جو بعد مرگ ہوئی مجکو جستجوئے شراب — دکھائی خلد مین رضوان نے مجکو جوئے شراب
وہ مست ہون ستم محتسب سے خوف نہین — کئی ہون جام جو ٹوٹے کوئی سبوئے شراب
شراب اتنی پلا نا ضرور ہی ساقی — کہ مست ہون مرے رگ رگ سے آئے بوئے شراب
سنبھل گیا مین اگر پانون نشہ مین کانپے — زمین پہ گر کے گرائی نہ آبروئے شراب
وہ بادہ خوار ہین نازک دماغ ہون ساقی — کہ شل مرے مجھے کرتی ہی مست بوئے شراب
ہماری توبہ بھی توبہ ہے کوئی اے زاہد — کہ دل ہی جانب مینا نگاہ سوئے شراب
مزے سے صحبتِ رندان کبھی نہین خالی — نہین شراب تو رہتی ہی گفتگوئے شراب
دکھائے اب تو مجھے سبز باغ بادہ فروش — خدا کرے کہ عنایت کرے سبوئے شراب
رقم کیے ہین یہ اُس چشمِ مست کے مضمون — کہ سطر سطر ہی دیوان مین مرے جوئے شراب
نماز سجدۂ مستی ہی میکدہ مسجد — وضوئے آب ہی ساقی مجھے وضوئے شراب

بہار آتے ہی یہ مست ہو گیا زاہد	کہ جام ہاتھ مین ہی دوش پہ سبوے شراب

۶۸
وہ بادہ خوار ہون ای واسطی کہ روز مجھے
نکل کے میکدے سے ڈھونڈھتی ہی بوے شراب

کچھ غم نہین کہ بعد مرے ہوگا گھر خراب	غم ہی کہ درد دل نہ پھرے دربدر خراب
شاعر ہی بیوقار ہی مضمون اگر خراب	فرزند ناخلف سے ہی نام پدر خراب
کوچہ مین تیرے جمع ہین سب شیخ و برہمن	ویران اُدھر ہی دیر حرم ہی ادھر خراب
ملتا نہین ہی جو مرے محبوب کا پتا	پھرتا ہی شہر شہر مرا نامہ بر خراب
جاے امان کہان ہی خرابات دہر مین	آیا جو اس خرابے مین ہی کسقدر خراب
ملنے کی تیرے کوئی نکلتی نہین ہی راہ	مٹی ہی رہروونکی سر رہگذر خراب
بدطینتون سے نیک عمل کی نہ رکھو امید	جو ہی شجر خراب ہی اُس کا ثمر خراب
رونا دلاہٹ نہ محبت مین چاہیے	پانی پڑے زیادہ تو ہون گھر کے گھر خراب
عبث سے ہین اشک گرم سوز جگر سی خشک	آنکھین ہین صورت صدف بے گہر خراب
صیاد نے پھنسا کے بھی لینے دیا نہ چین	کیسے کتر کتر کے کیئے بال و پر خراب
کیا دہر مین ہی گردش گردوں سے انقلاب	آباد تھا جو کل ہی وہی آج گھر خراب
عالم مین کاملونکا کوئی قدردان نہین	برباد اہل علم ہین اہل ہنر خراب
وعدہ کیا ہی ہمسے تو دعوت مین آ ضرور	سامان ورنہ جائیگا اے بےخبر خراب

۶۹
اللہ کا خزانہ یہ دولت ہی واسطی
سرف کرین نہ مصرف بیجا مین زر خراب

سوتا ہی میرے ساتھ مرا یار روز و شب	طالع ہی اندنون مرا بیدار روز و شب
ہی گرم اُسکے حسن کا بازار روز و شب	آتے ہین ہر طرف سے خریدار روز و شب
کیونکر نظارۂ رخ محبوب ہو نصیب	حیرت مری ہی بیچ کی دیوار روز و شب

مہتاب سے غرض نہ مجھے آفتاب سے	پیش نظر ہی یار کا رخسار روز و شب
ڈوبے ہمارے خون مین ای کاش تیر یار	ہین خشک پیاس سے لب سوفار روز و شب
جرأت جو ہو تو چل صف مژگان کے روبرو	کہتا ہی یہ جگر سے دل زار روز و شب
رکھتا ہون بند آنکھین تمھارے خیال مین	حاصل ہی مجکو دولت دیدار روز و شب
مسجد مین کون جائے نماز و نکے واسطے	ہون میہمان خانۂ خمار روز و شب
کیونکر نہ اُس حسین کا فلک پر دماغ ہو	ہون مہر و ماہ جسکے طلبگار روز و شب
کم کوہکن سے فرقت محبوب مین نہین	ہم بھی تو کاٹتے ہین یہ کہسار روز و شب
کہدو یہ باغبان سے کہ ہم خود نہ آئین گے	رکھتا ہی بند کیون در گلزار روز و شب
باندھی ہی اُسنے ایسی مرے قتل پر کمر	چھٹتی نہین ہی ہاتھ سے تلوار روز و شب
صحت کسی مریض کو ہوتی نصیب کیا	آنکھین تمھاری آپ ہین بیمار روز و شب
وہ دن گئے کہ زانوے جانان تھا زیر سر	اب زیر سر ہی پشتۂ دیوار روز و شب

روشن ہی مہر و مہ کی ضیا سے یہ واسطی
ہی آئین اُسکا پر تو رخسار روز و شب

لوث دوئی سے پاک ہی کیا دامن حباب	جو ہی تن حباب وہ پیراہن حباب
گردن کشی سے اہل صفا کو ہی احتراز	نکلی سوائے سر نہ کبھی گردن حباب
سرکش کو کبر خانہ خرابی کا ہی سبب	سر مین جو ہی ہوا وہی ہی دشمن حباب
گھُل کر مُوا ہون اس یم خوبی کے عشق مین	تجویز بہر دفن کرو مدفن حباب
پھولے نہ پیرہن مین سماتا وہ زار ہون	ملتا جو مجکو خانۂ بے روزن حباب
پلکین بوقت گریہ نہین گرد چشم تر	دریا مین خس یہ جمع ہی پیرامن حباب
غالب جو حرص ہو تو نہ کیون بیٹھ جاے دل	موج ہوائے تند ہی برہم زن حباب
یون دہر بے ثبات مین اپنا قیام ہی	دریا مین جس طرح کوئی دم مسکن حباب

۱۷

ای واسطی ہی خنجر قاتل کی نالشی
ہی دست موج مین جو سر بے تن حباب

رخ جو اُس بت کا ہی زلف پرشکن مین آفتاب ـ برہمن کہتے ہین آیا ہی گہن مین آفتاب

کانپتا ہی خوف کے مارے سیاہی دیکھکر ـ آ نہین سکتا مرے بیت الحزن مین آفتاب

دو قدم کاندھا جو تم تابوت کو دیکر چلو ـ چہرہ مری دیکھا چمک کر ہو کفن مین آفتاب

گیسوؤنکا تمکو دھونا ہو اگر مد نظر ـ آفتابہ بن کے آئے انجمن مین آفتاب

کون آیا سیر کو جو پرتو رخسار سے ـ پتا پتا بوٹا بوٹا ہی چمن مین آفتاب

پھول ہاتھ آئین اگر باسی تمھارے ہار کے ـ ہو بے رشتہ کے ابھی گوندھے کرن مین آفتاب

چاہ نخشب مین اگر تھا ماہ روشن جلوہ گر ـ خال روشن ہی ترے چاہ ذقن مین آفتاب

اہل محفل کی تمنائے دلی یہ ہی کہ ہو ـ جام دست ساقی پیمان شکن مین آفتاب

طرز اُڑائے ہین مگر اُسنے تری رفتار کے ـ گرم ہی سارے ستاروںسے چلن مین آفتاب

پوچھتا ہی ہر سحر طالع طمع کی راہ سے ـ بت ہی اک سونیکا چشم برہمن مین آفتاب

وصل کی شب یو ہین یارب جلوہ گر انجم رہین ـ تفرقہ ڈالے نہ انکی انجمن مین آفتاب

داغ غم ہی اسطرح میرے دل پر داغ مین ـ جس طرح ہو جوت گردونکے دہن مین آفتاب

کوچہ گردی کی ہی تا شہر زلیخا اختیار ـ ہی تلاش یوسف گلپیرہن مین آفتاب

نیک مردون سی ہی روشن دل کو ربط ای واسطی
آ گیا اعجاز حیدر سے سخن مین آفتاب

۲

ردیف تاے فوقانی

مریخ ہی رخ اُس بانی بیداد کی صورت ـ لال آنکھین نظر آتی ہین جلاد کی صورت

اُس طفل کی آنکھین ہین اگر صاد کی صورت ـ مد ابروؤ کی خلعت اُستاد کی صورت

ہوتا ہی ہمین خال کے نقطے سے یہ روشن
ہی صاد تری چشم مگر ضاد کی صورت

دربان کو ہی یہ حکم کوئی آنے نپائے
ظالم نے نکالی نئی بیداد کی صورت

بیوجہ نہین مجکو تمنائے شہادت
دیکھونگا دمِ ذبح تو جلّاد کی صورت

بیوجہ تڑپتا نہین یہ مرغِ دل اپنا
آئی ہی نظر صید کو صیّاد کی صورت

سر پھوڑیئے سنگِ درِ محبوب پہ جا کر
کیون کوہ کنی کیجیئے فرہاد کی صورت

بیوجہ یہ ہر وقت نہین جوشِ جنون کا
آئی ہی نظر ایک پریزاد کی صورت

لگتا ہی نہین اُس قدِ موزون سے کسیطرح
دیکھی نہین کیا باغ مین شمشاد کی صورت

اللہ ہی کیا جوش مرے دیدۂ تر کا
یہ بحر بھی ہی دجلۂ بغداد کی صورت

ہم کھینچتے ہین صفحۂ دل پر تری تصویر
قرطاس کے خواہان نہین بہزاد کی صورت

ای تیغ روان ہو نہ ابھی حلق پہ تھم جا
جی بھر کے تو ہم دیکھ لین جلّاد کی صورت

۶۲

ای واسطی اللہ ری افلاک کی گردش
ہر دم ہی نئی عالمِ ایجاد کی صورت

وہ پریزاد خفا ہو جو کہون حور کی بات
چپ رہون اب یہی سوجھی ہی مجھے دور کی بات

کیون نہ دے دلکو ضیا اُس بتِ مغرور کی بات
کہ زبان نور کی ہی نور کا مُنھ نور کی بات

ذکر ہم یار کی محفل کا کیا کرتے ہین
لبِ موسیٰ پہ ہی خلوتکدۂ طور کی بات

نہ خفا ہو جو مین ہر صبح کرون تجھکو سلام
ای شہِ کشورِ خوبی یہ ہی دستور کی بات

کشورِ حسن مین سلطانِ جنون کا ہی عمل
کون سنتا ہی یہان قیصر و فغفور کی بات

زیرِ لب تم مجھے کہتے ہو خدا جانے کیا
پاس آکر کہو سنتا نہین مین دور کی بات

جاہلون سے مین کہون کلمۂ حق کیا حاصل
پیش ازین بھی تو نہ سمجھا کوئی منصور کی بات

پھٹ گئے زخم کے انگور خوشی کے مارے
تیرے زخمی نے سنی جب مئے انگور کی بات

لبِ جان بخش کے بوسے کے طلبگار ہین ہم
آپ عیسیٰ ہین تو سُنیے کسی رنجور کی بات

آپ سمجھیں مری تقریر کو موسیٰ کا کلام | بات اغیار کی ہی بلعم باعور کی بات

واسطی جشن کا سامان ہو کہ ہی آمد یار
صرف جو چاہو کرو یہ تو ہی مقدور کی بات

ردیف ثا سے مثلثہ

۷۴

اب تلک تو نہ کچھ کھلا باعث | آپ خاموش کیوں ہیں کیا باعث
لے گئے ہمکو جرم رحمت تک | مغفرت کی ہوئی خطا باعث
بخت وارثون کی دیکھنا تاثیر | درد دل کی ہوئی دوا باعث
سلسلہ آہ کا جو ہی جاری + | ہی ترا گیسوے رسا باعث
نہیں رہتے وہ بے نقاب کبھی | منھ چھپانے کی ہی حیا باعث
آگیا ہین جو بزم مین بے اذن | کون آزردگی کا تھا باعث
ہی مرے عجز سے غرور اُن کا | ہی جفا کی فقط وفا باعث
ہو گئے خود بخود وہ بیگانے | پوچھتے کیا ہین آشنا باعث

واسطی کسکی ہی تلاش تمھین
پھرتے ہو شہر شہر کیا باعث

۷۵

ردیف جیم عربی

درد فراق کا نہ کسی نے کیا علاج | سمجھے ہین اس مرض کو اطبا بھی لا علاج
کس طرح ہو امید کہ جائیگا درد دل | جز شربت وصال نہیں ہی دوا علاج
تجویز زہر کرتے ہین جتنے حکیم ہین + | تیرے مریض غم کا ہی سب سے جدا علاج
جاتا نہیں مرض مجھے ہوتی نہیں شفا | ہر چند ابتدا سے ہین بے انتہا علاج

قوت سی آگئی جو ملا بوسۂ ذقن
گویا کہ آبِ سیب پیا مِلگیا علاج

بیمارِ عشق کا نزے جینا محال ہی
بیکار سب دعائین ہین ناحق دوا علاج

کہتا ہی ہر طبیب مری نبض دیکھ کر
شاید کہ یہ بچے جو کرے خود خدا علاج

اب کیا مجھے مرض مین شفا کی رہی امید
آئے مسیح بھی نہ مرا ہو سکا علاج

۷۶
ہی واسطی دماغ طبیبون کا عرش پر
مین ہون غریب کون کریگا مرا علاج

عہد مین تیرے ہوا یہ بیوفائی کا رواج
مٹ گیا سارے جہان سے آشنائی کا رواج

یہ سمجھتا تو سکندر کیون بناتا آئنہ
ہوگا یون سارے جہان مین خودنمائی کا رواج

انقلابِ دہر سے کیا قلبِ ماہیت ہوئی
اب کدورت کا ہی تھا پہلے صفائی کا رواج

وا نہین کرتا کسیکے دل کی اب کوئی گرہ
مرتضیٰ تک تھا فقط مشکلکشائی کا رواج

چھا گیا ہی کفر کعبہ کو کوئی جاتا نہین
ہی بتون مین بسکہ دعوائے خدائی کا رواج

حکمِ حق سے سجدہ آدمؑ کو فرشتون نے کیا
روزِ پیدائش سے پہلا جبہہ سائی کا رواج

جانتا ہون تجکو مین ای گیسوِ خمدارِ یار
تجھسے عالم مین ہوا ہی کج ادائی کا رواج

ملتے ہین دو وقت تو اب مجکو ہوتا ہی عجب
ہو گیا ہی یہ زمانے مین جدائی کا رواج

۷۷
لکھنؤ مفلس ہوا بعد زوالِ سلطنت
واسطی پہلے نہ تھا ایسا گدائی کا رواج

لایا ہمین قفس کی طرف آب و دانہ آج
کیسا چمن کسے خبرِ آشیانہ آج

لاشے پہ میرے جمع ہی سارا زمانہ آج
کثرت یہ ہی کہ شانے سے چھلتا ہی شانہ آج

کس کی ہوئی سفر سے یہ آمد کہ عید ہی
گھر گھر خوشی ہی عیش و طرب خانہ خانہ آج

سجدے مین سر ہین سارے جہان کے جھکے ہوئے
کعبے سے کم نہین ہی ترا آستانہ آج

کم ہم بھی قیس و وامق و فرہاد سے نہین
اُنکا زمانہ کل تھا ہی اپنا زمانہ آج

ہنگام رقص طائر دل صید ہو گیا
کیا اُسنے چٹکیوں مین اُڑایا نشانہ آج

امید ہی قوی کہ وہ آجائین کل تلک
خط لکھ کے نامہ بر تو کیا ہی روانہ آج

اب ہم کہان کہ نزع مین آنکھین اُلٹ گئین
اُلٹا ہوا ہی اپنی نظر مین زمانہ آج

امید ہی کہ ختم ہو فردائے حشر تک
اُس زلف کا شروع ہوا ہی فسانہ آج

کل انقلاب دہر سے ماتم کا ہوگا شور
جس محفل نشاط مین ہی شادیانہ آج

کیسا زمانہ مجکو نہ اپنی خبر رہے
مطرب سنا خدا کے لیے وہ ترانہ آج

ہی صبح عید تم بھی چلو سیر کے لیے
ہی جمع عید گاہ مین سارا زمانہ آج

سج کیجئے کس کی بزم مین جانیکا قصد ہی
کیٹرے بدل کے زلف مین ہوتا ہی شانہ آج

آیا ہی بزم یار سے آزردہ جو رقیب
کچھ تو ہوا ہی ذکر مرا غائبانہ آج

مدت کے بعد آئی طبیعت جو رنگ پر
اے واسطی کہی غزل عاشقانہ آج

۷۸ ردیف جیم فارسی

دیکھے ہین جب سے تری زلف گرہ گیر کے پیچ
خوب سمجھا ہون کہ یہ ہین مری تقدیر کے پیچ

وہ ہی باتون مین فلاطون ہو تو پھنس جاتا ہی
کون ایسا ہی جو سمجھے تری تقریر کے پیچ

دست و پا ڈھیلے ہوئے رہگئے جتنے تھے بکیت
نہ چلا ایک بھی آگے تری شمشیر کے پیچ

صاف لکھیے جو مرے حق مین ہو منظور نظر
دیکھیئے دیکھیئے اچھے نہین تحریر کے پیچ

عاشق زلف یہ کہتا ہی کہ ہی مار سیاہ

دیکھتا ہی جو مرے پانون مین زنجیر کے پیچ
تمکو معلوم ابھی مکر و فریب اس کے نہین
جانتا ہون مین جو الو فلک پیر کے پیچ
کبھی ٹلتی ہی بگولے کی طرح یہ گردش
عمر بھر ساتھ ہین میرے مری تقدیر کے پیچ
تیرے دیوانہ کا کیا خاک لگے باغ مین جی
عشق پیچے نے کہان پائے ہین زنجیر کے پیچ
کوئی دنیا کے فریبون سے نکل سکتا ہی
کیسے اس بھول بھلیان مین ہین تعمیر کے پیچ
واہ اے ترک عجب حسن سے باندھی ہی کمر
تیرے ٹپکے مین نظر آتے ہین تصویر کے پیچ
واسطی ہند مین ہی انکا مکان حیران ہون
کیونکر آتے ہین انھین مردم کشمیر کے پیچ

۷۹	ردیف حائے مہملہ

ہاتھ سے اُسکے جو کل ہمنے کیا نوش قدح
عمر بھر ہوگا نہ وہ ہمکو فراموش قدح

وصف جو انمین ہین پوچھے کوئی ہم رندون سے
فی الحقیقت ہی عطا پاش خطا پوش قدح

وہ مسیحا جو تجھے منھ سے لگائے اپنے
بول اُٹھین ابھی تیرے لب خاموش قدح

جلد ای دختر رز پردۂ مینا سے نکل
ہی ترے شوق مین کھولے ہوئے آغوش قدح

طرز اڑائے ہین تری چشم کے اُسنے ای ترک
کیون نہ ہو رہزن عقل و خرد و ہوش قدح

دخت رز کو نہین میخانہ مین گھونگھٹ درکار
کہو ساقی سے نہ ہو طالب سرپوش قدح

ہی شب وصل اُٹھے نشۂ مے مین لذت
ہمنے بھی نوش کیا تم بھی کرو نوش قدح

شوق دیدار سے ہی طالب گفتار ای مست ہمہ تن چشم تھا اب ہی ہمہ تن گوش قلح

۸۰

واسطی لیکے فلک سے مین کرون مہر کو کیا
سچ ہی کوڑی کا ہی بے بادۂ سر جوش قلح

مدت ہوئی کہ وردِ زبان ہی دعائے صبح
اُس گل کی بو مگر نہین لاتی ہوائے صبح

دورِ زمانہ درہم و برہم ہی کس قدر
ہی صبح جائے شام تو ہی شام جائے صبح

مہتاب و آفتاب گریزان ہین خوف سے
میرے سیاہ خانہ مین کیا خاک آئے صبح

آخر کسی طرح نہین ہوتی شب فراق
گم ہو گئی ہی صبح مگر اے خدائے صبح

روے صبیح یار جو دیکھے یہ ہو خجل
تار درحشر سایہ نہ اپنا دکھائے صبح

پیری ہین اب کہان وہ جوانی کی گرمیان
گل کر گئی چراغ سحر کو ہوائے صبح

عاشق رخ حبیب کا کیا کوئی مرگیا
ماتم مین کس کے چاک ہی جیب قبائے صبح

دونون بہارِ فرقتِ جانانہ ہین مجھے
قصہ کہون مین شام کا یا ماجرائے صبح

پی شام ہی کو جتنی میسر ہوئی شراب
رکھی نہ ایک بوند بھی باقی برائے صبح

ساقی چلے شراب کہ بزم چمن ہو گرم
ہی سیر سبزہ سرد چلی ہی ہوائے صبح

عارض کے بدلے بوسہ لیا اُسکی زلف کا
شب کو ادا کرے کوئی جیسے قضائے صبح

۸۱

دولت ہی کون جسکو جہان مین نہین زوال
ای واسطی ہی شام ہمیشہ قفائے صبح

خونین جگر ہی دیدۂ خونبار کی طرح
دونون ہین سرخ لالۂ کہسار کی طرح

بیت الحرم مین جاؤن جو دیندار کی طرح
استادہ آگے بت ہون گنہگار کی طرح

آمد ہی اُسکی چاہیئے در بھی کھلا رہے
تا صبح میرے دیدۂ بیدار کی طرح

ہی پستی نصیب سے رفعت کہان نصیب
پامال خلق ہون سرِ بازار کی طرح

بختِ سیہ ایک ہین فرقت مین روز و شب
تاریک روز بھی ہی شب تار کی طرح

ایسا ہوا ہون زار کہ مجھکو عجب نہین
قطرہ ڈبوئے قلزم زخار کی طرح

داغ جنون نے سر کو کیا ہی جو سرفراز
کیا خوشنما ہی طرۂ دستار کی طرح

کھڑا ہوا ہی اپنا خطِ شوق نامہ بر
سر پہ لپیٹ لے اِسے دستار کی طرح

تن بنگیا ہی نالہ کشی سے جوار غنون
رگ رگ سے آرہی ہی صدا تار کی طرح

چلتا ہی فرشِ گل پہ وہ نازک بدن اگر
چُبھتے ہین پانوئین رگِ گل خار کی طرح

اُس بت کے دردِ عشق مین اتنا تو زار ہون
لپٹون گلے سے اُسکے مین زنار کی طرح

دلچسپ عکس بھی ہی خطِ سبز یار کا
ہم بیٹھے آئنہ مین نہ زنگار کی طرح

مشتاق ہوکے در پہ تمھارے گئے تو ہم
حیران مگر کھڑے رہے دیوار کی طرح

عالم کے دائرے مین ہو کیا سیر ضعف مین
ہون پاشکستہ نقطۂ پرکار کی طرح

۸۲
پیر و قلندر و نکے بھے ہو جو واسطی
کردار راست چاہیے گفتار کی طرح

ردیف خاے معجمہ

آئینہ کو کہان یہ میسر صفائے رخ
مقدور ہی کہ رخ سے تمھارے ملائے رخ

قائم رہے ہمیشہ الٰہی صفاے رخ
ہو عمر بھر نہ خطِ سیہ آشنائے رخ

روشن ہین آسمان پہ خورشید و ماہ بھی
ایسی تو وہ مگر نہین رکھتے ضیاے رخ

لیتے ہین یہ بلائین جو دونون بڑھا کے ہاتھ
میری طرح ہین کیا ترے گیسو فداے رخ

وہ راست باز ہو نہین کہ آتا نہین پسند
شطرنج مین مجھے کوئی مہرہ سواے رخ

بلبل بہت اُداس ہی گلشن مین باغبان
پھولے نہ پھر سمائے اگر گل کا پاے رخ

طوبیٰ ہی قد تو چشمہ کوثر ہی ذقن
جنت سے کم نہین چمنِ دلکشاے رخ

سینے مین دل مرا ورقِ آفتاب ہو
لکھون جو کلکِ فکر سے اسپر ثناے رخ

اللہ ری حیا جو مین آجاؤن سامنے
پردہ مین گیسوؤنکے وہ مجھسے چھپاے رخ

خورشید کو جو سایہ دکھاتا نہ ہو کبھی ☆
کب چشم وحشت ہی کہ وہ مجکو دکھائے رخ

سائل ہین جمع دولت دیدار کے لیے
کہدو ذرا کہ حسن کی دولت لٹائے رخ

٨٣

مرنے کے بعد اپنی لحد پر چڑھائیے گل
ای واسطی ہی سر مین ہمارے ہوائے رخ

کیونکر تری طرف سے پھرے مبتلا کا رخ
ہٹتا نہین ہی قبلہ سے قبلہ نما کا رخ

کیا جانے کس رقیب نے کان اُسکے بھر دیے
مجھسے پھرا ہوا ہی جو اُس بیوفا کا رخ

شاید ہی منفعل رُخ پر نور یار سے
ہوتا نہین ادھر کو جو مہر سما کا رخ

کیا جانتا نہین یہ سگ یار کا ہی حق
کیون ہی مرے استخوان کیطرف ہی ہما کا رخ

چمکے اب اور اختر طالع یقین ہی ☆
اُٹھتا ہون صبح دیکھکے اُس مہ لقا کا رخ

پہلے ہی لیکے جام و سبو گھر سے ہم چلے
دیکھا جو ہمنے جانب گلشن گھٹا کا رخ

ہو سیر روز حشر جو اُلٹی ہوا چلے
ہو رند کا سپید سیہ پارسا کا رخ

پوچھو نہ کچھ تلاطم دریاے غم کا حال
ڈوبا سفینہ زرد ہوا ناخدا کا رخ

نفرت ہی اسکا نام جو اُسنے سفر کیا
دیکھا نہ راہ بھر کہین مردم گیا کا رخ

گرمی سے بوستان ہین بہت بادہ کش ہین تنگ
ابر آئے یا خدا کہین بدلے ہوا کا رخ

دفتر کہی رقیب کا شاید کہ چل گیا
کچھ اور ہی ہی آج مرے آشنا کا رخ

اسکو بھی کوہ غم ہوئی کاہیدگی مری
یہ وجہ ہی کہ زرد ہوا کہربا کا رخ

شام شب فراق کی آمد ہی میرے گھر
ڈرتا ہون اسطرف کو ہی کالی بلا کا رخ

٨٤

شطرنج کیون عزیز ہی منعم کو واسطی
چاندی کا ہی پیادہ نہ کوئی طلا کا رخ

ردیف دال مہملہ

جاے وان کس نشان سے قاصد
نابلد ہی مکان سے قاصد

اس لیے تا وہ پڑھ کے خوش نہین خط لکھون زعفران سے قاصد

نامہ شوق کا جواب لکھے ہی بعید اسکی شان سے قاصد

ایک قائل ہی خط لکھا ہی جسے ہاتھ دھو اپنی جان سے قاصد

ڈرتے ہین قاصدی سے اہل زمین آئے کیا آسمان سے قاصد

جب گیا ہی وہان پھر آیا ہی تو بار ہا درمیان سے قاصد

آنکھین روشن ہوئین کہ مژدہ وصل سنکے آیا ہی کان سے قاصد

نامہ لکھنا ہی تو ہی لا کاغذ کاغذی کی دکان سے قاصد

وہ سنائین ہزار دیکھ کے خط کچھ نہ کہنا زبان سے قاصد

کوچہ یار کا نشان نہین ہا جائے وان کس نشان سے قاصد

ہی ملو کا نہ یار کا دربار ہا جائیو آن بان سے قاصد

کوچہ یار کا پتا رکھ یاد تو نہ اتر جائے دھیان سے قاصد

ورنہ کیا فائدہ جو آیا تو پھر کے سارے جہان سے قاصد

۸۵ خاک پہونچے گا وسطی اس تک نہین واقف مکان سے قاصد

پاؤن ہین فوج غم پہ ظفر یا علی مدد جلدی کہین یہ جنگ ہو سر یا علی مدد

ہوتا چلا ہی غم کے تلاطم سے دل لہو آتا چلا ہی منہ کو جگر یا علی مدد

تلوارین کھینچ کھینچ کے آئے ہین جنگ جو کرتا ہون مین بھی چست کمر یا علی مدد

سلمان کو تم نے شیر کے منہ سے بچا لیا مجکو بھی دو بلا سے مفر یا علی مدد

کالی بلا سے کم نہین کچھ رنج و غم کی رات پیدا ہو جلد اس کی سحر یا علی مدد

لاکھ اس طرف ہین دشمن جانی قوی قوی تنہا مین ناتوان ہون ادھر یا علی مدد

اچھا ہون یا برا ہون تمہارا ہون ہر طرح لازم ہی تمکو میری خبر یا علی مدد

ممکن نہین گرائے نظر سے مجھے کوئی
ہین آپ دستگیر اگر یا علیؑ مدد

کچھ خوف تیغ حادثۂ دہر سے نہین
دستِ امان اگر ہی سپر یا علیؑ مدد

۸۶
بھولے یہ نام پاک کسی دم نہ واسطی
وردِ زبان ہو اُٹھو پہر یا علیؑ مدد

کیا عجب جو ہو وصلت فرقت صنم کے بعد
ہوتی ہی خوشی اکثر آدمی کو غم کے بعد

مشکلو لسے طی کی راہ ہمنے صورت سوزن
اک کنوان ہوا درپیش ہمکو ہر قدم کے بعد

ہو کے صاحب دین ہم کیا ہون طالب دنیا
بت کو کس طرح پوجین سجدہ حرم کے بعد

خارزارہستی کا پرخطر ہی کیا رستہ
امتحان رہروی ہی یہان قدم قدم کے بعد

وعدہ کرچکے ہین وہ آئین گے مرے گھر مین
ہی یقین نہ بولین گے جھوٹ اب قسم کے بعد

جس طرح ہی دریا موج موج کے پیچھے
ہی ہجوم دل مین یہان ہجوم غم کے بعد

۸۷
خوف کچھ بھی مرنے کا واسطی نہین مجکو
پھر بھی ہست ہونگے ہم عاقبت عدم کے بعد

ردیف ذال معجمہ

ہمین تو قند کے شربت سے ہی شراب لذیذ
ہر اک نعمتِ الوان سے ہی کباب لذیذ

طعام خوان فلک کی عیان ہی بیمزگی
پنیر ماہ نہ ہی نانِ آفتاب لذیذ

جنان کا شوق ہی مرنے کے بعد اتنے لیے
سُنا ہی خُلد مین ہو گی بہت شراب لذیذ

اگرچہ خوان جہان مین ہین لذتین لاکھون
کمال لقمۂ غم ہی مرے حساب لذیذ

ضرور ہی دل سوزان مین اُسکے خال کا دھیان
سنا نہین ہی کہین بے نمک کباب لذیذ

جو اُس سے ہو کے کسی رات بے نمک سوئے
تو مل گیا ہمین حلوا میان خواب لذیذ

نہ بھیج بہر سزا مجکو پاس قاضی کے
کہ تیرے ہاتھ سے البتہ ہی عذاب لذیذ

اگرچہ چشمۂ حیوان کی دھوم ہی قاتل
زیادہ اس سے تری تیغ کا ہی آب لذیذ

۸۸

لیئے ہین سیب زنخدان کے واسطی بوسے
ثمر ملا ہمین قسمت سے انتخاب لذیذ

ردیف رائے مہملہ

کیا کہون صدمے ہین کیا میرے دلِ غمناک کو
پھٹ پڑے ہین آسمان لو ایک مشتِ خاک پر

پانوُن اس انداز سے رکھتے ہین وہ کچھ خاک کو
دل فرشتونکے بلے جاتے ہین ہفت افلاک پر

ہون وہ بیکس دانۂ انگور ہین آنسو مرے
فوق ہے مژگانِ ترکو داربستِ تاک پر

کچھ نہ سمجھا کی عبث چاہِ زنخدان کی صفت
پڑ گیا پانی مرے آئینۂ ادراک پر

تنگدرونین بوشِ عصیانسے رہا دامن بچا
ناز ہو کیونکر نہ آنکھونکو نگاہِ پاک پر

مثلِ گل کچھ تنگدستی کی ہمین پروا نہین
ہنستے ہین ہم آپ اپنے جامۂ صد چاک پر

جی مین ہی آنسو بہاتا جاؤن مین اُسکے حضور
استخارہ دیکھکر تسبیح خاکِ پاک پر

میرے اشکونکے تلاطم سے جو سب ڈوبا جہان
پڑ گئے لاکھون گھڑے پانی کے ہر پیراک پر

جلد تھی بدنظر اے دل اگر اُسکی طلب
نامہ بر بھیجا عبث خط بھیجنا تھا ڈاک پر

تیرے دیوانون نے خاک ایسی اُڑائی دشت مین
گردبادونکا گمان ہے سبکو ہفت افلاک پر

تھے جو دامانِ گو جب اسنے کیا پیوندِ خاک
پس گیا دل آسیائے گردشِ افلاک پر

۸۹

واسطی دنیا و ما فیہا سے کیا مطلب ہمین
بیٹھے ہین ہم آستانِ سیّدِ لولاک پر

رشک آیا یہ مرے داغِ دلِ غمناک پر
لالۂ صحرا نے پٹکا اپنا ساغر خاک پر

دیکھتے ہین جب مہ و خورشید کو افلاک پر
جانتے ہین دو پیالے پھر رہے ہین چاک پر

بامِ جانان پر کبھی اپنا گذر ہوتا نہین
عیسیٰ و ادریس پہونچے کسطرح افلاک پر

ہے یہ بعدِ مرگ بھی رنگین بیانی کا اثر
داغ ہو طاؤس اگر لوٹے ہماری خاک پر

لوٹتے ہین دور ہم وہ تمسے ہے اتنا قریب
رشک آتا ہے تمھارے بستۂ فتراک پر

پادشاہ وقت ہین سایہ مین اُسکے مے پرست — سپرِ شاہی کا گمان ہی دارِ بست تاک پر
کیا دکھاؤن داغ دل اُس آفتابِ حُسن کو — دن کو آتے ہین ستارے کب نظر افلاک پر
یار کو لکھتا نہین مین حال دل اسواسطے — چھین لینگے غیر خط ڈاکا پڑیگا ڈاک پر
ہون بشکل نقطۂ پرکار لیکن دل مرا — سیر کرتا ہی ہمیشہ مرکزِ افلاک پر
برق سان ہی گرم پھاہا اپنے دلکے داغکا — ابر سے بڑھکر ہی دامن دیدۂ نمناک پر
ڈالتا ہی تیرے لاغر پر حوادث آسمان — اسقدر بارانِ آفت ایک مشتِ خاک پر

۹۰
واسطی میرے لہو کی چھینٹ تک اُسپر نہین
باندھنون بندھتے ہین کیون اُس تُرک کی پوشاک پر

اعضاے تن ہین نور رخِ لالہ فام نور — وہ گل ہی آفتاب کی صورت تمام نور
شکر خدا کہ دل ہی ہمارا تمام نور — کعبہ کے جس طرح درو دیوار و بام نور
اُس حور کے حضور حقیقت پری کی کیا — بیدا لشون نے یار کا رکھا ہی نام نور
نکلا ہی خط کہان رخِ جانا نہین اب چمک — ہوتا ہی آفتاب کا کم وقتِ شام نور
موسیٰ بجائین پھر طرفِ طور ہی یقین + — دیکھین جو تیرے چہرہ کا بالاے بام نور
اُس چہرہ پر نقاب اگر ہی تو کیا ہوا — ابرِ تنک مین دیتا ہی ماہِ تمام نور
ہی برقِ طور چہرۂ ساقی جو پیش چشم — ہم مست دیکھتے ہین عجب ہیکے جام نور
محروم عمر بھر تو نظارہ سے ہم رہے — دیکھین تو دیکھین یار کا روزِ قیام نور
آے وہ زلفِ یار تو چمکیگا دل کا داغ — دیگا کبھی چراغ نہ بے وقتِ شام نور
نظارہ یار دیکھ لین نزدیک و دور سے — اُلٹو نقاب رخ سے کہ ہو جائے عام نور
گورے بدن کا اُسکے اگر وصف مین لکھون — چھپکے مرے کلام مین پھر لا کلام نور

۹۱
مر کے نہ یاد اُس رخِ روشن کی جائیگی
اے واسطی رہیگا لحد مین مدام نور

غم کسی کو ہو ہی صدمہ اس دلِ ناکام پر
لوٹتا ہون نالۂ مرغان زیر دام پر

مست ہون صدمہ نہین غم مین بھی مجھ ناکام پر
دور ساغر کا گمان ہی گردش ایام پر

بوسہ ہو جائے عطا کوئی کہ تم ہو سیم تن
چاہئے منعم کو دینا کچھ خدا کے نام پر

پھول کوئی اس طرح کا باغ عالم مین نہین
قطع زیبائی کا جامہ ہی ترے اندام پر

الفت چشم و ذقن مین مر گیا ہی یہ غریب
فاتحہ ہو سیب پر عاشق کا یا بادام پر

شام کو بہر طلب جاؤن تو کہتے ہین کہ صبح
جب بلاتا ہون سحر کو رکھتے ہین وہ شام پر

نالۂ پر درد ہی اور سینہ پہ داغ ہی
یا دھوان چھایا ہی آتش خانہ حمام پر

ای موذن وصل کی شب تو نے دی تھی اذان
تھرتھری ٹوٹے تری آواز بے ہنگام پر

خیر ہو یارب کہ نکلا عارض جانان پہ خط
ہندوونکی ہی چڑھائی کعبۂ اسلام پر

میکدے سے جب گیا وہ مست جھنجھلائے یہ ہم
شیشے سے شیشے کو توڑا جام پٹکا جام پر

وائے غفلت یاد اتنا بھی نہین ہی اب ہمین
آئے تھے مامور ہو کر دہر مین کس کام پر

ہاتھ ساقی سے جو آیا ساغر مے گر پڑا
بخت نافرجام یا روؤن شکستِ جام پر

خوبصورت ہو بہت پریونکے سایہ کا ہی خوف
بال کھولے شام کو دیکھو نہ آؤ بام پر

۹۲

واسطی اللہ دکھلائے جوارِ کربلا
جان دیتا ہون حسینؑ ابن علیؑ کے نام پر

آج جامے سے ہی وہ ترک ستمگر باہر
خیر یارب کہ ہوا میان سے خنجر باہر

جاؤن اِس عالم امکان سے نکل کر یارب
وان رہون جاکے برابر ہون جہان گھر باہر

شمع وہ چہرۂ پر نور ہی فانوس مکان
روشنی ایک سی رہتی ہی اندر باہر

کیا توقع مجھے احباب سے ہو مرگ کے بعد
قبر تک آکے چلے جائینگے باہر باہر

الفتِ کاکل پر پیچ سے مشکل ہی نجات
نکلون اس بھول بھلیان سے مین کیونکر باہر

گردشِ چرخ مجھ آوارہ کی ہی زیست تلک
کیا چلے گی وہ گھڑی جسکا ہو چکر باہر

کون آتا ہی چمن مین صفت باد بہار
کہ ہوے جاتے ہین جامے سے گل تر باہر

اب وطن مین نہ شناسا ہی نہ غربت مین کوئی
ہون وہ بیکس کہ برابر ہی مجھے گھر باہر

انکو آب دم شمشیر ہی پیاسو نسے عزیز
ہی زبان منھ سے یہان واے مقدر باہر

باغ مین جانیکا بے یار جو کرتا ہون مین قصد
غنچے کہتے ہین چٹک کر بجھے باہر باہر

ایک تم ہو کہ نہین تمکو عنایت مجھ پر
گل ہی بلبل سے نہ قمری سے صنوبر باہر

نامہ اُس ترک کو لکھو نہین تو قاصد نہ ملے
چاہ سے ڈر کے نہوا ایک کبوتر باہر

اُس شہ حسن کے در پر ہو نہین کیا خاک مقیم
روز پھکوائے وہ جو کوچہ سے بستر باہر

پانون رکھے جو رہ مدحت گیسو مین قلم
چاہیے حد سے نہ ہو بال برابر باہر

ابر جب چاہیے ہو اس دیدۂ تر سے بچشم
کبھی چشمہ سے نہ ہوگا یہ سمندر باہر

طالب رتبہ اگر ہی تو قدم گھر سے نکال
تاج تک پہونچے صدف سے ہو جو گوہر باہر

تنگی گردون کا تقاضا ہی کہ میخانے مین
خم سے مے ہونے نپائے کوئی ساغر باہر

۹۳	واسطی دولت دنیا کا بھروسا کیا ہی کہ کفن سے تھا ہی دست سکندر باہر

ہو جو عرفے سے تمھارا رخ انور باہر
پھینکے آئینہ کو محفل سے سکندر باہر

نکلے سینے سے نہ کیونکر دل مضطر باہر
کہ سپند آگ سے جاتا ہی اچھل کر باہر

داغ دل قبر مین روشن ہ تربت مین شمع
روشنی رہتی ہی یان رات کو اندر باہر

دیکھو موجو ہمارا کہ سٹ جاتی ہین ساحل کے قریب
نکلین کیا بحر محبت سے شناور باہر

کیا حرارت ہ کہ آنسو نے لگے ہین تک
برج آبی سے گیا نجم مقدر باہر

یہ شب وصل وہ ہمسے سے مگر گھر آئے
شب کو سو بار گئے گھر سے نکلکر باہر

نجد مین قیس کو غم ہی تو فقط اتنا ہی
لیگیا کوچۂ لیلے سے مقدر باہر

دیکھو سمجھو مرے اشکونکو نہ جھوٹے موتی
خون دل پیکے نکالے ہین یہ گوہر باہر

کلمہ گو یونکو تردد ہی عبث حشر کے دن
کہ شفاعت سے علی ہین نہ پیمبر باہر

لامکان دور نہین وادی ولسے ہی قریب
سفت پھرتا ہی ترا واہمہ باہر باہر

کیا کرونمین تپ فرقت کی حرارت کا بیان
آگ سی جلتی ہی تن مین مرے اندر باہر

سمجھے ہم خط جو ترے چاہ ذقن پر دیکھا
نکلی ہی جو رہ یہ روزن سے برابر باہر

ہیون وہ غم دوست کہ رکھتا ہون تمناے فصد
چبھ گئے نکلے نہ رگو نسے مری نشتر باہر

کھولتا بھی ہی جو دروازہ قفس کا صیاد
پانون رکھتا نہین ہین طائر بے پر باہر

قطب آفاق ہون مین نقطۂ پرکار کی طرح
دائرہ بگڑے اگر جاؤن نکل کر باہر

۹۴
غم نہین قدر نہ ہو میری جو سندیلہ مین
واسطی داد سخن دینگے سخنور باہر

جو دل آزار ہین خوش ہین وہ دل آزاری پر
کیسے گل ہنستے ہین بلبل کی گرفتاری پر

دیکھکر نبض جو سمجھا ہی کہ ہی عالم یاس
ہاتھ ملتا ہی مسیحا مری بیماری پر

دل یہ ہر وقت جو غفلت کا پڑا ہی پردہ
رشک آتا ہی اسے آنکھونکی بیداری پر

منعمون نے کھوا کدن ہی مکان زیر زمین
پھولے بیٹھے ہین عبث قصر کی گلکاری پر

دیکھکر شکل تری اب نہین لیتے کبھی نام
جان دیتے تھے جو یوسف کی خریداری پر

ہیون وہ میکش مرا کاشانہ بھی ہی میخانہ
بوتلین مے کی چنی رہتی ہین الماری پر

ہو کے سینے سے مرا نالۂ پرسوز بلند
بنگیا ہی کلس اس گنبد زنگاری پر

سیر کو آئے وہ یوسف یہ توقع ہی کہان
کیا ہو تسکین خبر مردم بازاری پر

ابر روتا ہی کبھی برق کبھی ہنستی ہی
ہو رہا ہی یہ تماشا مری میخواری پر

۹۵
واسطی بولیگا کاہیکو کوئی میری طرف
مرتے ہین اہل جہان اُسکی طرفداری پر

کیا ہی بخت نے اس شوخ سبزہ رنگ سے دور
ہمارا آئینۂ دل ہو خاک زنگ سے دور

جو حُسن و عشق مین ہی اتحاد ظاہر ہی
نہ بو سے رنگ جدا ہی نہ بو ہی رنگ سے دور

لڑائی رہتی ہی ہر وقت ہمسے اور دل سے
بنا ہی معرکہ اس ترک خانہ جنگ سے دور

کہان ہی اُسکا مداوا مرض جو خلقی ہی
کرے نہ داغ کو مرحم تن پلنگ سے دور

مژہ سے اُسکے نہ ہو دل کا سامنا یارب
خدا کرے یہ نشانہ رہے خدنگ سے دور

عجب ہی ہجر مین اُس بت کے چور چور ہی دل
شکست شیشے نے کھائی ہی کیسی سنگ سے دور

کمال تنگی عالم سے تنگ آیا ہون +
نکل کے جاؤن کہان اس مکان تنگ سے دور

وہ بیٹھتے نہین ہرگز ہمارے پہلو مین
ہر اک بزم مین رہتے ہین عار و ننگ سے دور

۹۶	گرو نہین ہند سے ای واسطی ارادہ کیا مکان یار کا ہی کشور فرنگ سے دور	

نیند آئے فرقت جانا مین کیونکر رات بھر
نیزونکی انیان ہون جب آنکھو نمین اختر رات بھر

حال فرقت کا کہون کیا دلکی بیتابی سے مین
گاہ گھر مین گاہ دروازے کے باہر رات بھر

نامہ بر کہنا کہ ہی تسبیح تیرے نام کی +
صبح تک گنتے ہین ہم گردونپہ اختر رات بھر

چھت گری دیوار بیٹھی صحن دریا ہو گیا
لائے کیسے کیسے طوفان دیدۂ تر رات بھر

پاسے جانان سے نہ اُٹھا ایکدم بھی اپنا سر
صبح تک سجدے کیے ہمنے برابر رات بھر

پاسبانونکے سہارے سے ہوئی کچھ شکل زیست
کان مین آئی صدائے حکم حیدر رات بھر

واے قسمت شام سے تا صبح لڑتے ہی رہے
بعد مدت کے جو وہ ٹھہرے مرے گھر رات بھر

چشم مست یار کا جاتا نہین دل سے خیال
اپنے محفل مین ہی ساقی دور ساغر رات بھر

یاد کرتے ہین ہمین وہ کب کہ ہین بھولے ہوے
کب جو ہچکیان آئین برابر رات بھر

ابرو و مژگان جانان کا تصور کب نہین
سر پہ شمشیر ہی گردنپہ خنجر رات بھر

۹۷	اُسکے گھر مین تو گذارا تھا کہان ای واسطی گرد کوچے کے لگائے ہمنے چکر رات بھر	

تیرے گھر مین ہے بھلا اپنا گزارا کیونکر
یار و اغیار کا آنا ہو گوارا کیونکر

گھر کیان چھوڑی گئین روزن و در بند ہوے
دیکھین اب انکا میسر ہو نظارا کیونکر

پھیر تے دل نہین قابو مین جو اپنے لاکر
یہ تو کہئے کہ ہوا مال تمھارا کیونکر

لفرت اقرار سے انگوٹھی مگر اکبی بار
ہاتھ پہ ہاتھ خدا جانے کہ مارا کیونکر

برہمن دشمنِ جان شیخ عدوے قلبی
کعبہ و دیر مین اپنا ہو گذارا کیونکر

گالیان دین ہمین اتنا تو بتا ای قاصد
سُن تھی انکو لیا نام ہمارا کیونکر

قید آفت سے چھڑایا ہی جنون نے ہمکو
ایسے محسن سے کرے کوئی کنارا کیونکر

خال رخ دیکھکے اس مہر کا حیران ہوئین
دنکو نکلا ہی الہی یہ ستارا کیونکر

صبر کا نام نہ دل مین مرے غمنے چھوڑا
اڑکے بارود تک آیا یہ شرارا کیونکر

گر پڑا راہ مین غش ہوکے نہ پھر ہوش آیا
نہین معلوم مجھے اسنے پکارا کیونکر

۹۸ سوز غم دلکو گوارا ہی یہ حیرت ہی مجھے
واسطی آگ پہ ٹھہرا ہی یہ پارا کیونکر

توصیف حور کی تو نہ اتنا ملال کر
عاشق ترا ہون اور نہ کچھ احتمال کر

قاتل یہ روز عید ہی کچھ تو ثواب لے
ذبح کے بدلے مجھکو چھری سے حلال کر

صیاد نے قفس مین مری پھر نہ لی خبر
ظالم کہان گیا مجھے آفت مین ڈال کر

غنچے ہی منہ پھلائے نہین مجھسے باغ مین
نرگس بھی دیکھتی ہی تو آنکھین نکال کر

دل نے کہان کہان مری مٹی خراب کی
نادم ہوا بغل مین مین دشمن کو پال کر

ناصح بھی اُسکے ساعد سیمین جو دیکھ لے
رہجائے دونون ہاتھو نسے دلکو سنبھال کر

تاثیر جذب عشق زلیخا سے پوچھیے
یوسف کو لائی مصر مین گھر سے نکال کر

دل مین جگر مین سینے مین ہی درد آپکا
برچھی لگائیے تو ذرا دیکھ بھال کر

وہ نا قبول ہون کہ نہ دریا کرے قبول
ساحل پہ پھینکدے مری کشتی اچھال کر

آیا ہی تو جو تیر و کمان لیکے دشت مین | صید پلنگ کر کہ شکار غزال کر

۹۹ کی چشم التفات اگر اُس نے غیر پر
جانے دے واسطی نہ کچھ اسکا خیال کر

شب وصل صنم گذری کچھ ایسی مختصر ہو کر | کہ گویا گھر مین میرے شام آئی تھی سحر ہو کر
پڑا رہتا ہون نقش پا کیصورت اُسکے کوچہ مین | سراپا چشم ہون شاید کہین نکلین ادھر ہو کر
عجب کیا ہی ہوا جو ناتوان مین ضعف پیری سے | یہ روشن ہی زوال آتا ہی دنکو دوپہر ہو کر
تواضع چاہئے انسانکو جب حاصل فراغت ہو | شجر آخر کو جھکتا ہی زمین پر بارور ہو کر
رہیگی کب ہوائے زلف مین جمعیت اعضا | ملینگے خاک مین آخر کسی دن منتشر ہو کر
ہوا عشق کمر مین رفتہ رفتہ زار مین ایسا | تن لاغر نظر سے چھپ گیا تار نظر ہو کر
قدم رکھا ہی کوے عشق مین لیکن نہین واقف | کدھر سے مین ادھر آیا ہون اب جاؤن کدھر ہو کر
ملا ہون خاک مین لیکن تعلی ہی وہی باقی | پہونچتا ہون فلک پر دم مین مین مد نظر ہو کر
مرے گھر وقت شب وہ مہر وش آیا تو کیا آیا | جو جلوہ بھی دکھایا اُسنے تو نور سحر ہو کر
نہال سرکشی کیا ہی یہ پوچھے سرو سے کوئی | اکڑنا اسقدر اچھا نہین ہی بے ثمر ہو کر
یہی ہی ضعف مین مجکو جو شوق بوسۂ عارض | پہونچ جاؤنگا اُس تک ذرۂ گرد نظر ہو کر
چلون خط لیکے اپنا مین بھی اُس محبوب کے آگے | سکندر پیش نوشابہ گیا خود نامہ بر ہو کر

۱۰۰ ہوئی ایام پیری مین یہ نفرت ہرزہ گردی سے
کہ آخر گھر مین بیٹھے واسطی ہم دربدر ہو کر

تمنا ہی جو وہ شمشاد قد گذرے ادھر ہو کر | جھکاؤن سر قدم پر اسکی شاخ پر ثمر ہو کر
نہین ہی کرکے خط تحریر دو مجکو قاصد کی | تقاضا شوق کا ہی خود چلون مین نامہ بر ہو کر
نگین کا وہ ہوا طالب جو مجھسے بہر انگشتر | دو پلکا نگیا آنکھون مین دو ٹکڑے جگر ہو کر
فروغ شعر گوئی خاک ہوا ایام پیری مین | دل روشن ہمارا بجھ گیا شمع سحر ہو کر

میانِ یار کے بوسے کا گر ہی اشتیاق ایسا
دہن میرا وہین رہجائیگا میم کمر ہوکر

زوالِ عہد پیری یاد آئے نوجوانون کو
گھٹا اوج فلک پر اسلیے پورا قمر ہوکر

حوادث سے اگر چاہے حفاظت بھاگ دولت سے
کہ قطرے کو ہی دہشت ٹوٹ جاینگے گہر ہوکر

برنگ بوے گل رفتار ہی اُس سرو رعنا کی
معطر وہ گلی ہوجائیگی نکلا جدھر ہوکر

سوا اُس شکل کے دیکھون اگر مین اور کیصورت
معطل پاے مردم کو کرے رشتہ نظر ہوکر

جو خطِ شوق مین اُس غیرتِ بلقیس کو بھیجون
سلیمان جائین خود ہُدہُد کے بدلے نامہ بر ہوکر

وہ مجرم ہون جو کھچکر سامنے تیغ غضب آئی
بچایا مجکو میری روسیاہی نے سپر ہوکر

عجب اُس غنچہ نے اسلحہ مین حسن دکھلایا
ہوا ہی پیش سب مین مرکز کاف کمر ہوکر

۱۰۱

جنون کے جوش مین سر وسطی اُس در سے جب پٹکا
وہین سوے پریشان رہگئے زنجیر در ہوکر

کھوٹے ہوے جو پھرتے ہین سر آسمان پر
کیا نالشی ہین شمس و قمر آسمان پر

کب ہین یہ آفتاب و قمر آسمان پر
دو نون ہین میرے داغ جگر آسمان پر

پہونچون ہین بام یار پہ یارب شتاب یون
جاتی ہی جسطرح کہ نظر آسمان پر

پھونکی ہی آپ قالب خاکی مین حق نے روح
کیونکر نہ ہو دماغ بشر آسمان پر

قاتل نشان ہی ترے کشتون کے خون کا
کب ہی شفق یہ شام و سحر آسمان پر

اعجاز ہی علاج وہ بیمار غم ہون مین
کیونکر مسیح کو ہو خبر آسمان پر

کیا تیری جستجو مین یہ انجم تباہ ہین
پھرتے ہین جو ادھر سے اُدھر آسمان پر

دیکھون شب فراق کی ہوتی ہی کب سحر
کرتا ہون بار بار نظر آسمان پر

اس بام تک رسائی عاشق ہو کسطرح
ممکن نہین کسی کا گذر آسمان پر

آتی نہ زور شور سے چل ای ہواے آہ
طوبےٰ کا گر پڑے نہ شجر آسمان پر

فرقت مین شور نارہ یہ اتنا ہوا بلند
گوشِ ملائکہ ہوے کر آسمان پر

۱۰۲

باہر چلی جو روح مرے تن سے واسطی
باغِ جنان کے کھل گئے در آسمان پر

ہی خون فشان جو یہ مژہ کا تر زمین پر — لالہ اُگا ہوا ہی برابر زمین پر
ہنگام رقص آپ کی ٹھوکر زمین پر — برپا کرے نہ فتنۂ محشر زمین پر
اعضا کا اُنکے خاک کے نیچے نہین نشان — رکھتے نہ تھے قدم جو تو نگر زمین پر
اُس مہروش کو دیکھکے کہتا ہی سب جہان — اترا ہی آفتاب یہ کیونکر زمین پر
میخانے مین اگر گذر محتسب ہوا — ٹوٹے پڑے ہین شیشہ و ساغر زمین پر
بیجا نہین جو اُسکو کہون آفتاب حسن — ہین جس کے نقش پا مہ و اختر زمین پر
نالو لسنے میرے گر گئے ہر باغ کے شجر — گویا بچھا ہی فرش مشجر زمین پر
بد اصل ہین جو لوگ اونھین تعلیم ہی عبث — کھیتی ہری نہ ہو کبھی بنجر زمین پر
دیبا و خز کا فرش مبارک ہو شاہ کو — مردِ گدا ہون ہی مرا بستر زمین پر
ذرے نہین شرار پڑے پانون جس جگہ — تقدیر لائی ہی مجھے کس سر زمین پر
سقف فلک شگاف ہین یہ نالہ ہائے دل — ڈرتا ہون گر پڑے نہ یہ پھٹکر زمین پر

۱۰۳

حق نے کیا مجھے ملکِ کشور سخن
اے واسطی ہی غل مرا ہر سر زمین پر

سوزش دل نے کیا نالہ بلند آخر کار — کہ اُچھل جاتا ہی مجمر سے سپند آخر کار
شربتِ وصل علاجِ دلِ شیدا نہ ہوا — مرضِ ہجر ہوا بڑھ کے دوچند آخر کار
بے ثباتی ہوئی عالم کی جو ثابت مجھکو — ترک دنیا کو کیا دل نے پسند آخر کار
خانۂ عشق عجب بھول بھلیان کی ہی جا — ہو گیا دل اسی در بند مین بند آخر کار
اپنے اعضا سے بھی بیجا ہی رفاقت کی امید — ایکدن ہونگے جدا بند سے بند آخر کار
عاشقِ زار سے بھاگیگا کہانتک وہ شوخ — کھینچ لائے گی کشش بنکے کمند آخر کار

دل سمجھتا ہی جو ای مشق ریاضت مین مزا
صاف ہوتا ہی جو رس بنتا ہی قند آخر کار

مار گیسو سے نہ کرنی تھی محبت ای دل
مین نہ کہتا تھا کہ پہونچیگا گزند آخر کار

امن کی جا کوئی دنیا مین جو مجکو نہ ملی
خانۂ گور کیا مین نے پسند آخر کار

شانہ اُس زلف کا ہو گا دل صد چاک مرا
بام مقصود پہ پہونچے گی کمند آخر کار

۱۰۴
واسطی چرخ ستمگر نے بقول صائب
ہر چہ برداشت نخست از چہ فگند آخر کار

ہو گا دل سلسلۂ زلف مین بند آخر کار
میری گردن مین پڑیگی یہ کمند آخر کار

حسن تا چند کبھی خط کا نکلنا ہی ضرور
آتش رخ سے دھوان ہو گا بلند آخر کار

عشق وہ ہی کہ جھنکاتا ہی کنوین عاشق کو
چاہ بابل مین فرشتے ہوے بند آخر کار

آکے رندون مین ملا ساغر مے پینے لگا
یہی مشرب ہوا زاہد کو پسند آخر کار

حسن چمکیگا تمھارا کہ ہی جوبن پہ شباب
دن چڑھے ہوتا ہی خورشید بلند آخر کار

سوزش دل یہ ہی تو دل کا ٹھکانا ہی کہان
خاک ہو جائیگا جل کر یہ سپند آخر کار

دیکھتے دیکھتے ہو جائیگی دونی جو نگاہ
حسن جانان نظر آئیگا دوچند آخر کار

مہربان ہو کے وہ گل دیگا کبھی بوسۂ لب
اپنے حصہ مین بھی آئیگا یہ قند آخر کار

ہو گی جب عفو کی بازار کی گرمی منظور
جنس عصیان کو کرینگے وہ پسند آخر کار

پستی بخت نے مر کر بھی نہ چھوڑا +۱
قید خانے مین ہوے گور کے بند آخر کار

۱۰۵
واسطی واہ عجب فکر سخن کام آئی
شعر کرنے لگے میرے وہ پسند آخر کار

کیا حق شفاعت اس طرح ثابت پیمبر پہ
دل و جان سے ہوا قربان مین شبیر و شبر پر

علی و مصطفیٰ شبیر و شبر میرے حامی ہین
یقین ہی ہو گئین مُہرین مرے بخشش کے محضر پہ

آثار ینگے کبھی شمشلہ شاد دست مبارک سے
گناہون کا جو بھاری بوجھ رکھا ہی مرے سر پہ

یقین ہی جام کوثر ساقی کوثر سے پاؤن گا
عطش مین شوق لیجائیگا جسدن مجکو کوثر پر

محب وہ ہون کہ جب چلتا ہون مین راہ محبت مین
قدم پڑتا ہی میرا پاے سلمان و ابا ذر پر

نہین کچھ خوف میزان و صراط و حشر سے مجکو
کہ نازان ہون ولاے آل و اصحاب پیمبر پر

گدائے کوچۂ مولا کیا جب سے مقدر نے
تفوق ہی مجھے سب طرح سے خاقان و قیصر پر

مرے کشکول کا وہ مرتبہ ہی ہو شرف حاصل
بجائے تاج رکھدو مین اگر فرق سکندر پر

نہین ہی وطیان کچھ دلمین مرے اپنی سیادت کا
رگڑتا ہون سر تسلیم کو مین پاے قنبر پر

حسین ابن علی کے ساتھ سید المنین اگر ہوتا
گلا اپنا عوض حضرت کے رکھدیتا مین خنجر پر

تمنا دلمین رہتی ہی مرے ہر لحظہ ہر ساعت
مدینے مین کرو مین جبہ سائی جاکے اُس در پر

۱۰۶	مرض سے وسطی دل تنگ ہی یا احمد مرسل کبھی تو ہاتھ رکھیے آکے اسکے سینہ و سر پر

انسان کو زندگی مین ہی خوف خدا ضرور
ہی وعدۂ الست کی سب کو وفا ضرور

قرآن مین امر و نہی کے احکام ہین عیان
بد جانتا ہی جسکو وہ ہی کام کیا ضرور

نیکی کی کیا امید ہو مجکو رقیب سے
طینت ہے جس کی بد وہ کریگا دغا ضرور

ہر چند ہی و خالق عالم بڑا کریم
انسان کو چاہیے کہ کرے التجا ضرور

آئے تو آئے بہر عیادت کھڑے کھڑے
کرنی تھی ایسی آپکو تکلیف کیا ضرور

ہر چند آج ہجر مین ہون مبتلائے غم
ٹل جائیگی کبھی مرے سر سے بلا ضرور

اُن کی زبان سے کلمۂ آمین نکل گیا
مقبول آج ہو گی ہماری دعا ضرور

منھ سے لگا کے یار نے ہمکو دیا ہی جام
کچھ تو اثر کرے گی مرض مین دوا ضرور

مطلب نہین ہی کچھ مجھے تاثیر ہو نہ ہو
جائے گی عرش تک مری آہ رسا ضرور

مہمان جسنے مجکو بلایا ہی بزم مین
تجویز تخلیہ کا مکان ہو جدا ضرور

جو چاہین آج ہمپہ کرین ظلم اہل ظلم
محشر کے روز انکو ملے گی سزا ضرور

طفل و جوان و پیر یہ جتنے ہین آدمی — آئے گی اپنے وقت پہ اُنکی قضا ضرور
سب پر تو آپکی ہی عنایت بڑی بڑی — لازم مری طرف بھی ہی چشمِ عطا ضرور
غوطے لگا رہے ہین جو دریاے فکر مین — ہاتھ آئینگے اُنھین گہرِ مدعا ضرور

۱۰۷
بیٹھے ہین آ کے روضۂ احمد پہ واسطی
جنت یہین کرے گا عنایت خدا ضرور

پایا ہی اوج مین نے جو بامِ حبیب پر — کیا چھٹ کے آسمان گرا ہی رقیب پر
تیرا مریضِ عشق تھا کب قابلِ علاج — الزام لوگ رکھتے ہین ناحق طبیب پر
پیچھے ہمارے داغون کے پھولون کی بو کرو — بھیجو درود پہلے خدا کے حبیب پر
سب پر نگاہِ مہر ہی اُنکی برنگِ مہر — موقوف کچھ نہین ہی بعید و قریب پر
چوری سی بوسہ آپکا عاشق نے کب لیا — تہمت نہین ہی تمکو مناسب غریب پر
لٹکا دے شاخِ گل سے قفس جا کے باغ مین — صیاد مہربان ہو کبھی عندلیب پر
مر بھی گیا وہ پر وہی باقی رہی خلش — کانٹے چڑھائے ہمنے مزارِ رقیب پر

۱۰۸
کس درجہ بد مزاج ہی وہ طفل واسطی
مُلّا یہ روزِ قہر ہی آفت ادیب پر

پیدا کیے سب جسنے وہ پنہان نہین ظاہر — روشن ہی جہان مہرِ درخشان نہین ظاہر
تن پر اثرِ نشترِ مژگان نہین ظاہر — زخمی ہون مگر زخمِ رگِ جان نہین ظاہر
سالک ہون پر ابتک رہِ عرفان نہین ظاہر — ہم مین ہو کہین دل سے مگر ایمان نہین ظاہر
صد شکر ہی پردے مین ابھی رازِ محبت — کچھ داغ جو ہین زیرِ گریبان نہین ظاہر
جو رزق مقدر ہی پہونچتا ہی وہ سب کو — ممنون ہی جہان صاحبِ احسان نہین ظاہر
زخمِ دل و جان کسکے تبسم سے ہین خندان — پر شور زمانہ ہی نمکدان نہین ظاہر
گلخن سے سوا سینۂ سوزان مین ہی گرمی — دکھلاؤن کسے آتشِ سوزان نہین ظاہر

چکر مین ہین سب ارض و سما گو کیطرح سے
یہ طرفہ تماشہ ہی کہ چوگان نہین ظاہر

پوشیدہ وہ ہی چاہ ذقن خطِ سیہ مین
ظلمات تو ہی چشمۂ حیوان نہین ظاہر

سینے مین چھپائے کوئی کیا داغ محبت
کیا نور چراغ تہ دامان نہین ظاہر

درویش ریائی سے حذر تجکو ہی لازم
یہ دام تہِ خاک ہی پنہان نہین ظاہر

باطن مین تو ہی سلسلۂ الفت گیسو
ظاہر مین مرا حال پریشان نہین ظاہر

عالم کو تجسس ہی پڑے پھرتے ہین رہرو
ہمدر گنج کہان خاک مین پنہان نہین ظاہر

چاہیے جو نمود اپنی مرے دل پہ لگا زخم
جوہر ترے ای خنجر مژگان نہین ظاہر

۱۰۹ ای واسطی احوال مرا سب سے ہی پنہان
کافر ہون مین یا مرد مسلمان نہین ظاہر

ردیف زائے معجمہ

پیتے ہین ماہ صوم مین میکش شراب روز
الٹا یہ رند لوٹ رہے ہین ثواب روز

غیرون کے ساتھ اُنکو ہی شغل شراب روز
سینے مین سوزِ غم سے ہی یان دل کباب روز

آنکھون مین خاک جھونکتے ہین سارے راہ رو
مٹی ہی کوئے یار مین اپنی خراب روز

بوسے وہ روز دیتے ہین لیکن گنے ہوے
ناصح مرے حساب ہی روزِ حساب روز

مدت ہوئی کہ ہی شب فرقت کا سامنا
کب تک رہیگا مجھپہ یہ نازل عذاب روز

دیدار روے یار کا مشتاق اگر نہ ہو
نکلے نہ آسمان پہ یہ آفتاب روز

ملتی نہین ہی بھیک درِ یار سے کبھی
دیتے ہین سائلون کو وہ اپنے جواب روز

گرمی کی فصل آئی ہی دن بڑھ گئے ہین کچھ
کرتا ہی دوپہر کو وہ خورشید خواب روز

منعم فقیر ہوتے ہین درویش بادشاہ
دور فلک سے دیکھتے ہین انقلاب روز

تا مہربان وہ ہمپہ ہین غیرون پہ مہربان
اُنپر تو لطف رہتا ہی ہمپر عتاب روز

کہتے ہین وہ کہ اپنی اگر چاہتے ہو قدر
آیا کرو نہ گھر مین مرے تم جناب روز

آج ایک کل ہین دو پسِ فردِ القاب تین — ہمسے زیادہ ہوتا ہی اُنکا حجاب روز
سارے یہ شہسوار ہین آمادۂ سفر — پاتا ہون مین ہر ایک کو پا در رکاب روز

۱۱۰ کس دن نہین ہی ذکرِ رخِ یار واسطی
قرآن پڑھتے کرتے ہین حاصل ثواب روز

ردیف سین مہملہ

جب تک جیے رہے صنمِ بیوفا کے پاس — ڈرتے ہین مر کے جاتے ہوئے اب خدا کے پاس
بیمارِ عشق کو ہی طبیبون سے کام کیا — اس درد کا علاج فقط ہی قضا کے پاس
ہم اُمتی نہ پہونچینگے کیا بام یار تک — کیسے رسول عرش پہ پہونچے خدا کے پاس
پھنس جائین عاشقونکے نہ کسطرح مرغِ دل — آفت کا جال ہی تری زلفِ رسا کے پاس
ان عارضونکو ہمنے جو دیکھا یقین ہوا — بدرالدجیٰ کا جلوہ ہی شمس الضحیٰ کے پاس
بیمار کیون وہ چشم ہی باوصف قربِ لب — مسکن ہی اس مریض کا دار الشفا کے پاس
اسکا ہی مستحق تو سگِ کوچۂ حبیب — یا رب نہ استخوان مرے پہونچین ہما کے پاس
کس منہ سے شکرِ خنجرِ قاتل ادا کرون — دنیا سے سرخرو مجھے بھیجا خدا کے پاس
اُنکا غرور میری لگاوٹ سے بڑھ گیا — کھنچنے لگے وہ دور جو بیٹھا مین جا کے پاس
موت آگئی جو لینے لگے بوسۂ دہن — دی جان ہمنے چشمۂ آبِ بقا کے پاس
معشوقون سے امید ہی عشاق کو عبث — تکیہ گدا کا ہی درِ دولت سرا کے پاس
آیا نہ میرے گھر کبھی وہ شاہ ملکِ حسن — یون بادشاہ سیکڑون آئے گدا کے پاس

۱۱۱ اسواسطے نجف کو مین جاتا ہون واسطی
مرقد بنے تو روضۂ مشکلکشا کے پاس

باقی نہین ہی مجکو کسی بات کی ہوس — اک رہگئی ہی تیری ملاقات کی ہوس
دنیا مین پارساؤنکو ہم آزما چکے — ہی التفات پیرِ خرابات کی ہوس

پایا کوئی جواب نہ ہمنے سوال کا — اس برہمن بچہ سے رہی بات کی ہوس

میرے سلام ہی کو کیا کیجیے قبول — اس سے سوا نہین ہے مدارات کی ہوس

درگاہ ہو نہین تو مانگ چکے ہم دعاے وصل — کعبے مین رہ گئی ہے مناجات کی ہوس

بے ابر کچھ بھی بادہ کشی کا نہین مزہ — ساقی کمال ہے ہمین برسات کی ہوس

جب سے سنی ہے پیر خرابات کی صفت — زاہد کے دلمین بھی ہے ملاقات کی ہوس

پابند کب ہون چار حد و ہفت چرخ کا — وحشت مین چار کی نہ مجھے سات کی ہوس

آئے تھے کچھ نہ لیکے نہ جاتے ہین کھوکے کچھ — بیہودہ ہے تلافی مافات کی ہوس

١١٢ مانع ادھر ادب ہے ادھر شرم واسطی — رہجائے کیون نہ حرف و حکایات کی ہوس

سنئے چمن مین اگر تیری داستان نرگس — ہواے شوق مین آنکھون سے ہو روان نرگس

مگر ہے شیفتۂ نرگس بتان نرگس — جو ایسے باغ مین ہے زار و ناتوان نرگس

وہ بے بصر ہین جو تشبیہ ایسی دین ناقص — کہان وہ چشم فسون ساز اور کہان نرگس

ہواے نرگس جانان مین موت آئی ہے — یہ چڑھائیگا مری تربت پہ باغبان نرگس

ترا غلام ہے جو گل ہے صحن گلشن مین — تری کنیز ہے اے رشک بوستان نرگس

حضور چشم صنم دیکھتی ہے حسرت سے — کبھی زمین کو کبھی سوے آسمان نرگس

لگا کے آنکھون مین سرمہ ابھی تو بینا ہو — ذرا جو پاے تری خاک آستان نرگس

نکر سکے تری آنکھونکی ایک بھی توصیف — ہزار صورت سوسن ہو صد زبان نرگس

تمھاری آنکھ سے کیونکر مین دون اسے تشبیہ — خزان رسیدہ ہے نرگس یہ بےخزان نرگس

بہار حسن نے تازہ یہ گل کھلایا ہے — چمن ہے کوچہ ترا چشم پاسبان نرگس

نہین ہے حسن پسند ونکو دشت باغ سے کم — ہرن کی آنکھ یہان دلربا وہان نرگس

کہو کہ آنکھ لڑاے نہ شوخ چشمون سے — کرے نہ مفت بہار اپنی رائگان نرگس

عصا ہی ہاتھ مین ہر وقت رنگ چہرہ ہی زرد — یہ عشق چشم مین کس کے ہو ناتوان نرگس
تمھاری آنکھین بھی ہین باغ حسن مین مثل — چمن مین رکھتی ہی کیا شاخ زعفران نرگس
چمن مین کیا کسی یوسف جمال کو دیکھا — خوشی سے مثل زلیخا ہوی جوان نرگس

۱۱۳ — یہ کس کی چشم کا ای واسطی مین عاشق ہون
کہ باغبان مجھے دیتا ہی ارمغان نرگس

ردیف شین معجمہ

رہتی ہی ہمکو دید رخ یار کی تلاش — جس طرح عندلیب کو گلزار کی تلاش
پایا کہین نہ کی تو بہت یار کی تلاش — گرشتہ مفت ہم رہے بیکار کی تلاش
بیٹھے ہین پانوٗن توڑ کے ہم کوئے یار مین — بلبل نہین کہ ہمکو ہو گلزار کی تلاش
پہونچا گلی مین آپ کی آخر کو سر بکف — دیکھی حضور نے یہ گنہگار کی تلاش
دو بوسو نکے بس آپ سے ہین ہم امیدوار — دس بیس کی نہ ہمکو ہی دو چار کی تلاش
دیکھا جو غور سے وہ ہماری بغل مین تھا — رہتی تھی ہمکو جس بت عیار کی تلاش
قسمت سے چاہتے ہین سکندر کا مرتبہ — ہی ہمکو یار آئنہ رخسار کی تلاش
نفرت ہی تمکو جسسے تو خالی نہین جہان — کر لینگے ہم بھی اور طرحدار کی تلاش
پردیمین چھپ کے بیٹھے ہو کیا عاشقو نسے تم — یوسف ہو تمکو چاہیے بازار کی تلاش
ایسا ہمارے داغ کی گرمی سے جل گیا — خورشید کو ہی سایۂ دیوار کی تلاش
تنگ آ گئے ہین اپنا گلا کاٹ کر مرین — اسواسطے ہی ہجر مین تلوار کی تلاش

۱۱۴ — آنسو ہین اپنے گوہر شہوار واسطی
کسواسطے ہو گوہر شہوار کی تلاش

ہوا ہی یون دل نالان قدوم یار سے خوش — ہو جیسے مرغ چمن آمد بہار سے خوش
تمھین بھی چاہیے عشاق کی برابر قدر — کرے جو عدل رعایا ہو شہریار سے خوش

کس کر شعر اے ... دیوان واسطی

سما گیا یہ تلون مزاج مین کیسا
کبھی وہ چار سے ناخوش کبھی ہین چار سے خوش

بڑھائی قیمت مے میفروش نے ایسی
ہزار سے نہ وہ ہوتا ہی دو ہزار سے خوش

یہ مر کے بھی ہی کرامت کہ بہر فاتحہ وہ
ملول آئے تھے اُٹھے مرے مزار سے خوش

ہمارے دلکو تو نفرت ہی گرد کلفت سے
ہوا کرے ہی اگر آئنہ غبار سے خوش

وہ چشم دیکھ رہی ہی مرا دل پر داغ
شراب نوش ہی کیا سیر لالہ زار سے خوش

ہمارے فاقوں سے راضی ہین وہ تو دور نہین
سُنا یہ ہی کہ خدا بھی ہی روزہ دار سے خوش

نکل کے روح الٰہی ادھر مین رہجائے
نہ اس جوار سے خوش ہین نہ اُس دیار سے خوش

۱۱۵
وفا کرے کہ جفا اس کی کچھ نہین پروا
ہر ایک طرح ہون ای واسطی مین یار سے خوش

ردیف صاد مہملہ

خانقہ مین آکے دکھلائے جو وہ جانانہ رقص
صورتِ صوفی کرے زاہد بھی بیتابانہ رقص

شکر ہی پہونچا تہِ شمشیر قاتل آج سر
مثل بسمل چاہیے ای ہمت مردانہ رقص

راہب بتخانہ ہو ای یار یا شیخ حرم
تو جہان جائے کرے شادی سے صاحب خانہ رقص

قلقل مینائے مے اُن گھنگرؤں کی ہی صدا
مست کر دیتا ہی مثل گردش پیمانہ رقص

ای پری یوں دیکھکر دور فلک سمجھے یہ ہم
عالم وحشت مین کرتا ہی ترا دیوانہ رقص

سر بصحرا ہو گئے لاکھون جو رقص اُسنے کیا
ڈر یہ ہی دم مین نہ کر ڈے شہر کو ویرانہ رقص

شمع رو محبوب آیا کیا عجب ہو کر جو خوش
مثل فانوس خیالی اب کرے کاشانہ رقص

وارد مہمان سرا ہی وہ کہ آئی ہی بہار
صورت طاؤس کرتا ہی مسافر خانہ رقص

بیخودی چھائیگی گرم رقص ہوگے تم اگر
ہوش سے کر دیگا اہل بزم کو بیگانہ رقص

وصل جب معشوق سے ہو کیون نہ عاشق شاد ہون
گرد پھر کر شمع کے کرتا ہی ہر پروانہ رقص

واسطی بزم نشاط دہر ہی کیا بے ثبات

کیون نظر آئے نہ ہمکو بازی طفلانہ رقص

۱۱۶ — ردیف ضاد معجمہ

ماہ تابان ہی کہ خورشید درخشان عارض — بلکہ دونوں سے چمکیں ہی دو چندان عارض
دیکھے سعدی بھی ترا روے کتابی تو کہے — بوستان ایک ہی اور ایک گلستان عارض
تیرے نظارہ سے کیونکر ہو نہ ایمان کامل — کعبہ ہی ابروے خمدار تو قرآن عارض
زلف کے طالب دیدار ہین ہندو ہر شب — دیکھنے آتے ہین ہر روز مسلمان عارض
اے پری ہی مرے نزدیک مناسب یہ مثال — لشکر مور جو خط ہی تو سلیمان عارض
سرو قد غنچہ دہن نرگس میگون نرگس — زلف پرپیچ ہی سنبل گل خندان عارض
چار پردون سے ہی اے مہر عیان لمعہ مہر — کبھی پردے مین نہ ہوگا ترا پنہان عارض
رقص کرتے ہین جو وہ صاف گمان ہوتا ہی — زیر دامن ہی چراغ تہ دامان عارض
جس طرح شمع پہ پروانہ پھرین گرد ترے — اک نظر دیکھین اگر یوسف کنعان عارض
عاشق اک حور کا ہون میری نظر مین ہی خط — کوثر اسکا ہی دہن روضۂ رضوان عارض
اسنے حیران کیا اسنے پریشان کیا — قہر گیسو ہی ترا آفت دوران عارض
پرتو ماہ سے اڑتے ہین کتان کے پرزے — رکھے عاشق کو نہ کیون چاک گریبان عارض
تیرا نظارہ ہی بے شبہہ تماشاے بہشت — حور پیشانی پہ نور ہی غلمان عارض
سامنا یار اگر نور و ضیا مین ہوگا — جیت لیگا مہ و خورشید سے میدان عارض

۱۱۷
واسطی لاکھ دوائین ہون نہین فائدہ کچھ
کیا کہون کیسی ہوئی ہی تپ ہجران عارض

ردیف طاء مہملہ

ہم تو انکو روز و شب لکھتے ہین خط — انکو کیا پروا ہی کب لکھتے ہین خط
طاق نسیان پر ہی وان خط کا جواب — منتظر ہین کہ اب لکھتے ہین خط

ایک وہ پرزہ تلک لکھتے نہین
مفت کا کاغذ سیاہی مفت کی
کچھ تو لازم ہی رقیبون کو سزا
چاہیئے جاے قلم سے کے قلم
دیکھیے کس کو کرین وہ سرفراز
کاٹتے ہین سر قلم کا بار بار
اک نہ اک تحفے کی فرمائش ہی روز
بھیجیے وہ آئینہ دل کیون نہ لین
شکر ہی کچھ تو ہوے وہ ہمسے صاف

اور ہمکو دوست سب لکھتے ہین خط
ہم تو شغلاً بے سبب لکھتے ہین خط
روز تمکو بے ادب لکھتے ہین خط
جانب بنت العنب لکھتے ہین خط
ہوتے ہین قاصد طلب لکھتے ہین خط
جب مجھے وقت غضب لکھتے ہین خط
مجکو بے مطلب وہ کب لکھتے ہین خط
کس لیے سوے حلب لکھتے ہین خط
بے لکھے جب نہ تب لکھتے ہین خط

۱۱۸

نام کاتب بھی لفافہ پر نہین
واسطی وہ بھی عجب لکھتے ہین خط

ہان تیری ہی کچھ ہی کچھ ای نکتہ دان غلط
ہمکو تو دور چرخ سے ملتی نہین امان
قصہ سنو نہ غیر کا قصہ سنو مرا
کرتے ہین کب زبان سے وہ اقرار وصل کا
کیا وصف اُسکے روے کتابی کا ہو بیان
کہتے ہین لوگ دام سے بلبل رہا ہوئی
مہمان ہوا ہی آج کی شب غیر کا وہ ماہ
یوسف کے اشتیاق مین زہر چلے تو مین
کب ہی شکر مین اُس لب شیرین کا ذائقہ
شاعر وہ ہون کہ دون لسے بیشک سزا رجم

اُسکی کمر غلط ہی نہ اُسکا دہان غلط
سب ضے حکیم کہتے ہین ہی آسمان غلط
یہ داستان صحیح ہی وہ داستان غلط
قاصد مین جانتا ہون ترا ہی بیان غلط
سعدی کی جسکے سامنے ہی بوستان غلط
لیکن ہی محض یہ خبر ای باغبان غلط
ای ہمنشین نہین ہی ہمارا گمان غلط
ایسا نہ ہو کہ راہ کرے کاروان غلط
ہی از جاے طوطی شیرین بیان غلط
باندھے جو کوئی قافیہ شایگان غلط

کیا کیجیے جو آپ سے جاتا نہین پڑھا — ہمسے تو کہیے خط ہی ہمارا کہان غلط
مجھ پیر سے یہ ضد ہی کہ کرتا ہون مین جو بات — کہتا ہی چھیڑنے کو مرے وہ جوان غلط
مضمون وصل کا کبھی ملتا نہین پتا — مشہور ہی جہانمین خط توامان غلط

تھا واسطی کو مہر و وفا کا ترے خیال
بیچارہ دلمین رکھتا تھا اپنے گمان غلط

۱۱۹ ردیف ظاء معجمہ

نظر پڑے اب تجھے کیا کوئی گرم خو واعظ — کہ ایسے ہوگئے ٹھنڈے ترے وضو واعظ
سمجھ نہ پیر سبوکش کو بیوضو واعظ — غلط ہی محض جو سمجھا ہوا ہی تو واعظ
نہ دیکھ پیر مغان کیطرف حقارت سے — بڑھی ہوئی ہی کہین تجھسے آبرو واعظ
سین جو قلقل مینا کو مست ہون دونون — رہے نہ تجھکو نہ ناصح کو گفتگو واعظ
سیہ جو چہرۂ میخوار ہی نہ ہنس اتنا — یہی تو ہوگا ترا سرمۂ گلو واعظ
مرید پیر مغان ہی مین جانتا ہون تجھے — سنبھل نہ دون کی لے میرے روبرو واعظ
کبھی اگر نہین سونگھی ہی زلف دختر رز — ترے دماغ مین ہی یہ کہان کی بو واعظ
شراب خانہ مین ہین شاد رند ساغر نوش — جنان کی تجھکو مبارک ہو آرزو واعظ
بہار ایسی یہ بدلی یہ باغ یہ سبزہ — پیئے نہ مے تو پیے تو مرا لہو واعظ
اگر ہی مد نظر مے فروش تک جانا — اٹھا لے دوش پہ اپنے کوئی سبو واعظ
خدا سے ڈر نہ بتا دخت رز کو تر دامن — بہک بہک کے نکر ایسی گفتگو واعظ
یقین ہی حشر مین زنجیر پا ہون ترے لیے — یہ جسقدر کہ تری ریش مین ہین مو واعظ
وہ مست جانب مسجد کبھی جو آنکلا [illegible] — تو بیچ جوڑکے بیٹھے گا روبرو واعظ

جو واسطی ہو خرابات مین گذر اُسکا
سمجھ کے کعبہ کرے سجدہ چار سو واعظ

۱۴۰ ردیف عین مہملہ

تمام رات جو کرتی ہی اشکباری شمع
ہماری طرح سے عاشق ہی کیا تمھاری شمع

ہمیشہ کرتی ہی تا صبح اشکباری شمع
شب فراق مین ہمدرد ہی ہماری شمع

اثر ہوا ہی جو اسکو ہماری صحبت کا
ہمیشہ کرتی ہی راتو نکو اشکباری شمع

شب الم مین جو تو میرے ساتھ گریان ہی
بہت ہی تجھسے بھی شاید کہ رات بھاری شمع

عجب نہین ہی کہ زخمی کرے مجھے شب ہجر
کہ آئی شعلہ کی باندھے ہوے کٹاری شمع

یہ کسکے افعی گیسو کی بند ہو گئی ہی ہوا
کہ آج ہوتی ہی خاموش باری باری شمع

کرو جو غور تو اس سے ہی اسکو کیا نسبت
کہ چہرہ یار کا نوری ہی اور ناری شمع

ذلیل ہوتی کہ پروانوں کو جلایا تھا
سحر کو خیر ہوئی خیر سے سدھاری شمع

لحاظ وہ نہین کرتی مرا تو کیا شکوہ
کہان پتنگ کی کرتی ہی پاسداری شمع

ہمارے جلنے کا کرتے ہین ذکر پروانے
تمھارے مصحف رخسار کی ہی قاری شمع

ضیاے عارض روشن سے بزم روشن ہی
نہین اگر تو نہ ہو بزم مین تمھاری شمع

مقابلہ جو کیا تیرے روے روشن سے
اسی کی حسبتا ہوئی لاکھ بار ہاری شمع

ستم کی تیغ ہی محفل مین واسطی گلگیر
اٹھا رہی ہی عجب سر پہ زخم کاری شمع

۱۴۱ ردیف غین معجمہ

جیسے ہین سوز غم سے دل پر مجھے ہزار داغ
ایسے کہان ہین لالہ تو مین کفن مین داغ

کیا غم بیان ہین مری کے اگر پیرہن مین داغ
یارب لگے نہ قبر کے اندر کفن مین داغ

سوز الم نے سر دچراغان بنا دیا
سر سے قدم تلک ہین ہمارے بدن مین داغ

اللہ دے کسیکو نہ معشوق بیوفا
شیرین کے ہاتھ سے ہین دل کوہکن مین داغ

مضمون باندھے سینہ پہ داغ کے عبث
ناحق لگے لباس عروس سخن مین داغ

حج حرم کا جب سے کہ عازم ہی وہ صنم
ہاتھو نسے شیخ کے ہین دل برہمن مین داغ

افشاے رازِ عشق کی کھاتے ہین ہم قسم
لب بھی اگر ہلین تو زبان ہو دہن مین داغ

سامان عیش ہجر مین آتے ہین کب پسند
کی سیر لالہ زار اٹھائے چمن مین داغ

ایسی جلی ہی تیری نزاکت کو دیکھکر
لالہ کی طرح ہین جگر یاسمن مین داغ

گل ہین کہان کہ تحفۂ احباب مین کرون
غربت سے لیچلونگا مین اپنے وطن مین داغ

اس ڈر سے بوسہ مین نہین لیتا شب وصال
ایسا نہو لگے ترے سیب ذقن مین داغ

بلبل ہمارے نالۂ موزون سے یہ جلی
طاؤس کی طرح ہین سراپا بدن مین داغ

آہوے چشم یار نظر سے جو ہی نہان
چیتے سے بھی سوا ہین ہمارے بدن مین داغ

بے یار جب گئے صفتِ شمع واسطی
پائے ہمارے دل نے ہر اک انجمن مین داغ

۱۲۲

موسم پیری مین ٹھنڈا ہی جو تھا دل مین چراغ
تیرہ محفل ہی ہوا خاموش محفل مین چراغ

نجد مین مجنون کو کیا درکار شب کو روشنی
چہرۂ لیلی ہی خود فانوس محمل مین چراغ

یاد گیسو مین سر مژگان تر ہین لخت دل
جس طرح ہون رات کو دامان ساحل مین چراغ

قتل کو میرے جو آیا ہی اندھیری رات مین
ساتھ ہی تلوار کے ہی دست قاتل مین چراغ

رو برو اعلا کے اسفل کو کوئی رتبہ نہین
کب سما سکتا ہی چشم ماہ کامل مین چراغ

ہی ہجوم غم دل پر داغ مین کیسی ہی شب
قافلہ اترا ہی روشن ہین یہ منزل مین چراغ

جس جگہ معشوق ہو وان عاشقونکا ہی گذر
آتے ہین پروانے جب جلتا ہی محفل مین چراغ

یہ اک افسردہ شرارہ وہ تجلی زار حسن
کسکے منھ چڑھتا ہی سوچے تو ذرا دل مین چراغ

واہ ری قسمت اُسی سے میرا خرمن جل گیا
شبکو روشن تھا جو گشت سیر حاصل مین چراغ

کانپتا ہی واسطی ڈر سے ٹھہر سکتا نہین
جس طرح ہون رات کو دامان ساحل مین چراغ

ردیف فاء

۱۲۳

جائین الیاس و خضر چشمۂ حیوان کیطرف
ہم تو آئینگے ترے چاہ زنخدان کیطرف

جاؤن وحشت مین نہ کیون دشت و گلستان کیطرف
خار دامن کیطرف گل ہین گریبان کیطرف

پھنس کے بلبل ہے یہ باولی ہے قفس مین راحت
خواب مین منھ نہین کرتی ہے گلستان کیطرف

تا فراموش نہ ہو دل کو کبھی مرگ کی یاد
روز ہم جاتے ہین ہم گور غریبان کیطرف

ہون وہ دیوانہ جو مین شہر مین آجاتا ہون
لوگ ہوتے ہین رواں ڈرکے بیابان کیطرف

قید سے چھوٹ کے اب سوچ رہا ہون دل مین
جاؤن گلشن کیطرف یا مین بیابان کیطرف

ہے توقع کہ جلا دے وہ لگا کر ٹھوکر
لیچلو نعش مری کوچۂ جانان کیطرف

ہے یقین پھر نہ کبھی سیر چمن کو جائین
کبھی آجائین جو وہ گنج شہیدان کیطرف

بوے پیراہن یوسف کا ہے یعقوب کو شوق
اے صبا مصر سے لیجا کبھی کنعان کیطرف

قید کرکے جو نہ تم لوگے خبر کیا ہوگا
قاف سے آئینگی پریان مرے زندان کیطرف

لاکھ دکھلائے ترے ہجر مین جلوہ شب کو
آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھون کبھی غلمان کیطرف

آدمی یون ہی لگے بحث کرین کچھ باہم
تم ہو ہندو کیطرف ہم ہون مسلمان کیطرف

واہ رے شوق مری خاک بھی ہے ریگ رواں
مرکے رہتا ہون رواں کوچۂ جانان کیطرف

۱۲۴

ہے اگر شاہ خراسان کی زیارت منظور
واسطی ہند سے چل شہر خراسان کیطرف

ہر اک غیر سے ہے یگانے سے واقف
مین شہر آشنا ہون زمانے سے واقف

گیا بھول کر پھر نہ دیر و حرم مین
ہوا جو ترے آستانے سے واقف

مکان کنج عزلت ہے مدت سے میرا
نہ آنے سے واقف نہ جانے سے واقف

قفس مین پھنسا ہون کئی روز گذرے
نہ پانی سے واقف نہ دانے سے واقف

دہان و کمر کو ترے خوب سمجھے
جو ہو غیب کے کارخانے سے واقف

کہان وہ نہین پر کہین وہ نہین ہی
کوئی کس طرح ہو ٹھکانے سے واقف

الٰہی مری آہ پہونچے اثر تک
یہ ناوک کبھی ہو نشانے سے واقف

وہ چالاک رہوار عمر رواں ہی
کہ اب تک نہین تازیانے سے واقف

مین دیوانہ تب سے ہون آشفتہ اُسکا
کہ جب تھے وہ گیسو نہ شانے سے واقف

زمانے کی چالین کوئی مجھسے پوچھے
کہ مین خوب ہون اِس زمانے سے واقف

دہن اُس صنم کا تھا معلوم کسکو
ہوے واسطی مُسکرانے سے واقف

۱۲۵ ردیف قاف

نہین پڑھتا وہ دلبر نامۂ شوق
لکھین گے ہم برابر نامۂ شوق

کیا کیا نامہ بر نے مجکو رسوا
لیے پھرتا ہی گھر گھر نامۂ شوق

لفافہ کھل گیا پہونچا جو اُس تک
ہوا جامے سے باہر نامۂ شوق

لکھے مین شوق کے مضمون جو ہمنے
ہوا ہی ایک دفتر نامۂ شوق

ہم اپنا حال دل یہ لکھکے روے
سراپا ہو گیا تر نامۂ شوق

نہ پوچھو گرمی مضمون کا احوال
ہوا بال سمندر نامۂ شوق

پسینا اُسکا پڑھتے وقت ٹپکا
ہوا کیسا معطر نامۂ شوق

پڑھیگا کیا کہ وہ بت سنگدل ہی
لکھون مین خاک پتھر نامۂ شوق

گلی تک یار کی خود اُڑ کے پہونچا
تھا ہدہد یا کبوتر نامۂ شوق

کبوتر ہی نہ قاصد ہی نہ ہدہد
وہا تنک پہونچے کیونکر نامۂ شوق

کوئی جھوکا ہوا کا کاش آجائے
اُڑا لیجائے صرصر نامۂ شوق

وہ نو خط خوشنویسی مین ہی یکتا
لکھون بہتر سے بہتر نامۂ شوق

زیادہ طاقت پرواز بخشی
کبوتر کو ہی شہپر نامۂ شوق

۱۲۶

نہین ہی واسطی کوئی جو قاصد
چلو تم آپ لیکر نامۂ شوق

جب کھلے منصور پر اسرار حق ۔ کرکے جانبازی کیا اظہار حق
ہی مرا سینہ تجلی زار حق ۔ دل مین آتے ہین نظر انوار حق
ہی شنید و دید مین فرق صریح ۔ جانتے ہین طالب دیدار حق
ہی نہان اُسکا دہن اُسکی کمر ۔ ہون عیان کیونکر یہ ہین اسرار حق
نالہ کرتے آئین گے جب سر فروش ۔ اور ہوگی گرمی بازار حق
نعرۂ ہو کرتے تھے جو رات بھر ۔ ہین وہ نالان بلبل گلزار حق
دیکھتے ہین چارسو وہ ایک نور ۔ صدق دل سے ہی جنھین اقرار حق
رب عالم کون ہی اُسکے سوا ۔ پرورش سب خلق کی ہی کار حق
ہیچ دیکھین کیون نہ وہ حق حق کہین ۔ ہین جو مست ساغر سرشار حق
ہیچ سمجھین کیون نہ وہ کونین کو ۔ جنکے ہونٹھون پر چڑھے تکرار حق
صرف تبلیغ رسالت تھے نبی ۔ کس سے ہو سکتے ہین ایسے کار حق
مل سکے کس طرح بے اُنکے خدا ۔ مصطفےٰ ہین مالک سرکار حق

گر اُٹھے پردہ دوئی کا واسطی
پھر نہ کوئی کر سکے انکار حق

۱۲۷ ردیف کاف عربی

کوئی کیا پہونچے اُس دالامکان تک ۔ پہونچ جائے جو دم مین لامکان تک
پھری رستے سے جب سے میری قسمت ۔ نہ آئے وہ کرم فرما مکان تک
جو کچھ تھا صرف سے نوشی کیا سب ۔ ہوا بے خان ومان پہونچا مکان تک
نگاہ و داپسین تھے ہم مسافر ۔ نہ آئے پھرکے پھر اصلا مکان تک

اُٹھایون ہی اگر رونے کا طوفان — یقین ہی بیٹھ جائے گا مکان تک
اُٹھا بستر سے جب مین بے لگاوٹ — لگا لایا حسین کیا کیا امکان تک

۱۲۸

بلاتا ہی کہسان نا فہم اوسکو
نہین اے واسطی تیرا مکان تک

بوالہوس اور عشق گیسو واہ اے پیر فلک — ہاتھ مین جھوٹیکے خاک لے گی زنجیر فلک
اے قمر طلعت ترا دیوانہ ہی پیر فلک — کہکشان و ہالۂ مہ طوق و زنجیر فلک
خاکساری مین بھی رفعت سے تعلق ہو وہی — تن ہی خاکی دل کے آئینہ مین تصویر فلک
سمجھے دیکھا سایۂ ایوان جو کوے یار مین — کھینچ گئی ہی خاک کے صفحے پہ تصویر فلک
ماہ نو کو دیکھکر آئیگا اُس ابرو کا دھیان — ایک دن جوہر کریگی مجکو شمشیر فلک
کسب کرتا ہی وہ مہرو لندنو ق علم نجوم — آج کل چمکا ہوا ہی نجم تقدیر فلک
دل جو روشن ہو تو پائے رتبۂ عالی بشر — خسرو خاور کو کیا مشکل ہی تسخیر فلک
آفتاب داغ کھوئیگا سیہ کاری مری — شب سے ہوتی ہی زیادہ دنکو تنویر فلک

فکر عالی سے ہوے مضمون عالی واسطی
کیون زمین شعر ہمیر پائے نہ توقیر فلک

۱۲۹ ردیف کاف فارسی

اُس خط سیہ سے نہین گیسو کا جدا رنگ — اللہ کی قدرت سے ملا رنگ مین کیا رنگ
سچ ہی کہ فقیر الفت عارض مین نہین کون — صد برگ بھی گلشن مین ہی درویش سدا رنگ
چین آئے شب فرقت جانا نین مجھے خاک — جو پھول ہی بستر پہ وہ مکھی کوئی سا رنگ
ہم تا بقدم زرد ہین وہ تا بقدم سُرخ — اُنکا ہی جدا رنگ ہمارا ہی جدا رنگ
ہم خوب سمجھتے ہین کہ خون ہونگے ہزارون — پہونچی جو ترے ہاتھ تو لائے گی حنا رنگ
معلوم ہوا ہمکو کہ حسرباہم زمانہ — ہر وقت بدلتا ہی یہ کمبخت نیا رنگ

بےجرم نکر قتل ڈر اللہ سے قاتل
لائیگا کسی روز یہ خون شہیدا رنگ

گلشن مین ہی اس دیدۂ خونبار سے ہولی
ہر پھول سے کہتی ہی یہ بلبل کہ قبا رنگ

جس صبح ہوا اس رخ روشن سے مقابل
خورشید بنا ماہ یہ چہرے سے اڑا رنگ

۱۳۰
کس گل سے ہوا ہجر کہ اون چھا گئی زردی
چہرے کا مرے واسطی ایسا تو نہ تھا رنگ

نیرنگی جہاں کے ہین ہمکو پسند رنگ
قوس قزح کیطرح ہین اسمین بھی چند رنگ

ممکن نہین کہ پہونچے نہ بام مراد تک
باندھے گی کچھ تو نالۂ دل کی کمند رنگ

دنیا فلک کے دور سے ہر روز ہی مٹی
کیا کیا دکھا رہا ہی یہ طاق بلند رنگ

جاتا نہین تصور چشم سیاہ یار
کس طرح سرمئی نہ ہو ہمکو پسند رنگ

تمنے سوار ہو کے دکھائی نئی بہار
گلگون ہوا خوشی سے بدل کر سمند رنگ

نیرنگی جہان کا جو لکھتا ہون حال مین
حیرت باصفت بدلتا ہی کاغذ کا بند رنگ

رخ زرد ہوگا درد کی شدت سے واسطی
لائیگا کچھ نہ کچھ یہ دل دردمند رنگ

۱۳۱ ردیف لام

ہی جو شکل آئنہ لبریز شوق یار دل
دیدۂ حسرت سراپا ہی پئے دیدار دل

شکوہ ناممکن ہی اس آئینہ رو کے روبرو
مہر خاموشی ہی لب پر کیا کرے اظہار دل

یا الٰہی مجھکو وہ چشم بصیرت کر عطا
بند آنکھین کر کے لوٹے دولت دیدار دل

دیکھیے کس روز ہو دولت شہادت کی نصیب
کوچۂ قاتل مین جاتا ہی سو سو بار دل

سیر عالم دیدۂ بیدار سے ممکن نہین
بند کر لیتے ہین آنکھین اپنی جو ہین بیدار دل

پڑ گئی افتادہ ہاتھون سے گرا دل دیکھنا
پاؤن کے نیچے نہ آ جائے دم رفتار دل

دھیان رہتا ہی جو ہر دم تیری چشم مست کا
میکدہ ہی پیکر خاکی مرا میخوار دل

زخمی تیغ تغافل کے نے درپردہ کیا
غنچہ ساں رکھتا ہوں زیر پیرہن افگار دل

خوف کیا مجکو یہ گلزار دہر میں اگر دقت پسند
ہے چمن زار محبت میں گل بیخار دل

ای خیال یار جان تازہ کر آکر عطا
ہم ہیں وقت مسیحائی کہ ہے بیمار دل

عشق بت میں چھوڑ کر کعبہ دکھایا مجکو دیر
کیا کہوں ہے کیا معاذ اللہ کجرفتار دل

جان آنکھوں میں رہا کرتی ہے یا رب خیر ہو
نزع میں رکھتا ہے کیسی حسرت دیدار دل

ہے شب فرقت میں یہ وحشت کہ نیند آتی نہیں
پھاڑ کر آنکھوں کو تکتا ہے در و دیوار دل

دل دیا میں نے جو بوسے کی عوض تو خوش ہوے
کاش ہوتے پاس میرے اور بھی دو چار دل

لے لیے اُس ترک نے صبر و خرد ایمان و دیں
لٹ گیا رہزن کے ہاتھوں قافلہ سالار دل

۱۳۲	ہو گیا ہے اک پری کے عشق میں دیوانہ اب ورنہ تھا ای واسطی پہلے بڑا ہشیار دل	

عمر بھر ہوگی نہ کم بے سر و سامانی دل
کشتی نوح نہیں کشتی طوفانی دل

آئنہ کس پہ نہیں حال پریشان میرا
پوچھ لو زلف پریشان سے پریشانی دل

کھینچ مانی مری تصویر تو آئینے پر
میری صورت سے عیاں ہے مری حیرانی دل

ہاتھ اُس زلف کی زنجیر پہ اپنا نہ پڑا
کام آئی نہ کبھی سلسلہ جنبانی دل

بھول جاؤگے فروغ رُخ انور اپنا
ابھی دیکھا نہیں تمنے رخ نورانی دل

اُسکو پھر اس سے ہے ای شیخ بھلا کیا نسبت
بانی کعبہ براہیم خدا بانی دل

جان تک کعبہ ابرو پہ تمھارے ہے نثار
عید کا دن ہے کرو شوق سے قربانی دل

شہر ویران ہے کوئی ایک بھی ہمدرد نہیں
جا کے پھر کس سے کہیں قصہ ویرانی دل

۱۳۳	واسطی گو کہ جہاں میں ہیں بہت شہر وسیع دیکھو انصاف سے تو ایک نہیں ثانی دل	

کوئی لیگیا ہے ابھی مرے تن سے صبر و قرار دل

یہ بڑا عذاب ہی جان پر کر رہا طپش یہ بدار دل
جو مین خاک مین بھی ملا تو کیا کہ بگڑ کے اور بھی ننگیا
مجھے کم نہین ہی یہ مرتبا کہ ستا ترا تو غبار دل
جو ہزار مجھپہ ہون آفتین پڑین لاکھ مجھپہ مصیبتین
نہ کرونین ترک وفا کبھی یہ ہی مجھسے دار و مدار دل
ترے درد و غم مین جو مر گیا نہین رنج اسکا مجھے ذرا
کہ ترے حریم خیال ہی مین بنے گا میرا مزار دل
جو حواس خمسہ ہون گم مرے جو ہون عقل و صبر و خرد جدا
ترے عشق مین رہے مبتلا کہ ہی کیمیا یہ غبار دل
کبھی ترک حرص مین سوچنا کبھی فکر مال مین دوڑنا
یہ غضب تلون طبع ہی نہین اک روش یہ قرار دل
کبھی زلف کا اسے دھیان ہی کبھی رخ کا اسکو خیال ہی
یہی صبح و شام ہی مشغلہ یہی شغل لیل و نہار دل
کوئی پوچھے مجھسے جو مہربان ترا حال عشق مین کیا ہوا
مین کہون کسی سے تو کیا کہون کہ عذاب جان ہی فشار دل
جو عیان تجلی طور تھی جو لگی تھی آگ پہاڑ مین
وہ گیا تھا اڑ کے ہوا سے کیا کوئی اسطرف بھی شرار دل
جو وہ شوخ پاس سے اٹھ گیا تو ہوا ملال کا سامنا
جو خوشی گئی تو غم آ یہ کا ز ہا تہی یہ کنار دل
گل داغ کیسے شگفتہ ہین گل زخم کیسے ہین تازہ رو
کبھی آؤ دیکھو نظر کرو کہ ہی دیدنی یہ بہار دل

جو نظر مین اُسکے ضیا یہ تھی تو ذرا بھی ہملو شفا نہ تھی
۱۲۴ وہ پڑا معا نظر یہ جو واسطی سب اتر گئی تپ ما دل

اُسکی بیمہری سے ہی مشکل مین دل
کس طرح ڈالین کسی کے دل مین دل
قطع راہ معرفت آسان نہ تھی
تھک کے بیٹھا اس کڑی منزل مین دل
عاشق رنجور کی یارب ہو خیر
لیجلا ہی کوچہ قاتل مین دل
دیکھ قاتل ہاتھ اپنے دل پہ رکھکر
کیا نہین ہی سینۂ بسمل مین دل
وہ ہی جاذب اور مین مجذوب ہون
کیا کرون ہی قبضۂ عامل مین دل
جسمین رہتے تھے زمین و آسمان
سوت آئی لگیا وہ گل مین دل
بزم جانان سے اٹھاین ناتوان
رہگیا چھٹ کر تہ محفل مین دل
بیوفاؤن سے ہی امید وفا
ہی عبث اندیشۂ باطل مین دل
واہ رے شوق شہادت رہگیا
بنکے جوہر خنجر قاتل مین دل

عمر ہی جادہ ذقن مین واسطی
کیون نہ گرتا اس چہ بابل مین دل

۱۲۵ ردیف میم

لکھتے ہی لکھتے ہوگئے ہم ای نامہ بر تمام
ہوگا نہ خط شوق ہمارا اگر تمام
سارے جہان کو قتل کیا تیغ یار نے
ویران پڑے ہین شہر ہوئے گھر کے گھر تمام
شب اُسکو اپنا حال سنانے لگے جو ہم
بولے کہ ہوگا کا ہیکو یہ تا سحر تمام
تربت ہی کتنی دور کہ آخر ہی اپنی عمر
منزل قریب آئی ہوا اب سفر تمام
ای چشم ابتو اشک بہانے مین کر کمی
دامان و آستین و گریبان ہین تر تمام
سینہ مین اپنے دل ہی کہ جام جہان نما
آفاق وقت فکر ہی پیش نظر تمام
یاد مژہ نے کیسے چبھوئے ہین جا بجا
چھلنی ہوا ہی چھنکے ہمارا جگر تمام

ہی بعد مرگ بھی جو تپ ہجر کا اثر	ذرے ہین اپنی خاک لحد کے شرر تمام

۱۳۶

ای واسطی ہوا بھی نہ لگائی جہان کی
پیدا ہوے اُدھر تو ہوئے ہم اِدھر تمام

جلد جا تجھکو مرے سر کی قسم	تا سر بر بلکہ پیمبر کی قسم
آج مین لونگا کوئی جام ضرور	ساقیا ساقی کوثر کی قسم
اس سے بڑھ کر ہی بھلا کون طلب	کھائین کیا اپنے مقدر کی قسم
پانون کو جو نہ لگا سکتے تھے ہاتھ	اب وہ کھاتے ہین سحر کی قسم
فتنہ انگیز ہین ہاہین الحسن کی	کھائیے شورش محشر کی قسم
سب پیام اُس سے مرے کہدینا	نامہ بر تجھکو پیمبر کی قسم
سگ جانان کی بجا ہو سوگند	کھاتے ہین اپنے سے بہتر کی قسم
نہ ملینگے ترے کوچہ سے فقیر	بو علی شاہ قلندر کی قسم
زہر دو یا مجھے مقتول کرو	تمکو شبیر کی شبر کی قسم
سانپ وہ زلف ہی شک ہمین نہین	کھاؤن کعبے مین ہین حیدر کی قسم
بندۂ عشق تمھارا ہون مین	ای بتو خالق اکبر کی قسم
مجکو اُس قد کی ہی سوگند پسند	فاختہ کیا ہی صنوبر کی قسم
حشر مین مجکو بچا لیجیے گا	یا حسین اکبر و اصغر کی قسم

۱۳۷

کہتے ہین وہ نہ پڑو پاؤن عبث
واسطی تمکو مرے سر کی قسم

خط مین یہ مضمون کسی منشی سے لکھوائین گے ہم
اب نہ تو آئے گا ای ظالم تو مرجائین گے ہم
عرض مدعا سننے کی کہ میرے حق مین کچھ ارشاد ہو

بنس کے فرمایا کہ اچھا کچھ تو فرمائین گے ہم

ہے دلِ بیتاب شوقِ وصل مین بے اختیار
اب نہ سمجھے گا یہ ہرگز لاکھ سمجھائین گے ہم

خاکساری مین ہمارا ضعف کام آجائے گا
نقشِ پا بنکر ترے کوچے مین جم جائین گے ہم

یہ مثل سچ ہے نہین اپنے کیے کا کچھ علاج
دیکے دل اس بیوفا کو سخت پچھتائین گے ہم

ہے دوالی سیر کو نکلا ہے وہ رشکِ قمر
اپنے داغون کے چراغان اُسکو دکھلائین گے ہم

گر کبھی جوشِ جنون سے عقل زائل ہو گئی
راہ مین بے اختیار اُس سے لپٹ جائین گے ہم

وہ تو ہین عیار پر ہمکو بھی گھاتین یاد ہین
چل گیا فقرہ اگر گھر تک لگا لائین گے ہم

ٹھوکرین کھلوائے گی کب تک رہِ دشوارِ عشق
منزلِ مقصود تک آخر پہونچ جائین گے ہم

کیا عجب ہے موسمِ گل مین جو توبہ ٹوٹ جائے
ساغرِ لبریز جب دیکھین گے لہرائین گے ہم

اُس کمر کی اُس دہن کی گر محبت ہے یہی
دم ہی دم مین دیدۂ بلبل سے چھپ جائین گے ہم

اُس بُتِ ترسا سے جب کرتے ہین میری سعی لوگ
بنسکے کہتا ہے ابھی کچھ اور ترسائین گے ہم

خنجر و شمشیر کی حاجت نہین کچھ بہر قتل
دیکھیے ترچھی نظر سے آپ مر جائین گے ہم
مجکو سمجھاتے ہین یہ احباب کیسے ہین شفیق
یہ نہین کہتے اُسے سمجھا کے سلے آئین گے ہم
ہول روز حشر سے ہمکو ڈراتا ہی عبث ۱
ایسے دھڑکون سے تو ای واعظ نہ ڈر جائین گے ہم
کوئی یہ کہدو ابھی آئین نہ تربت مین ملک
دو گھڑی ٹھہرین تھکے ماندے ہین سستائین گے ہم
جانتے ہین راہ پر آتا ہی کب وہ شہسوار
کب تلک کاغذ کے گھوڑے روز دوڑائین گے ہم
راہ مین گھر سے وہ دیکھین کب تلک آتا نہین
واسطی قسمین اُنھین لوگو نسے دلوائین گے ہم ۱۳۸

جب سے عاشق ہین ترے ای کافر عیار ہم
اٹھ گیا ہے ننگ پہنے پھرتے ہین زنار ہم
ہین ترے ہمچشم فیض عشق سے ای یار ہم
نرگس بیمار کے مانند ہین بیمار ہم ۱
کس طرح اب دل کے دینے سے کرین انکار ہم
اپنے منھ سے کہ چکے ہین آپ ہی اقرار ہم
جب سے ہین وارفتۂ آئینہ رخسار ہم
ہل نہین سکتے جگہ سے صورت دیوار ہم
تم اگر پہنوگے دست غیر سے پھولونکے ہار
حشر کے دن دیکھنا ہونگے گلے کے ہار ہم
عشق ابرو مین یہ ہی شوق شہادت اندنون
دیکھتے ہین روز اٹھکر صبح کو تلوار ہم +
عشق مین دیکھا سیہ مستی کا بھی انجام نیک
یاد گیسو مین رہا کرتے ہین شب بیدار ہم
بنگیا وحشت مین اپنا تاج سر داغ جنون
اب نہین رکھتے ہین سر پر حاجت دستار ہم
رحم آیا عشق لیلی مین جو انکو قیس پر
کان مین ہمنے کہا کرتے ہین تمکو پیار ہم

ہمپہ جو گذری خبر اُسکی ہی تمکو یا نہین　　رات بھر رویا کیے بیٹھے پس دیوار ہم
سامنے اُس نکتہ چین کے گفتگو دشوار ہی　　سوچتے ہین دلمین اک اک بات سو سو بار ہم
وصل کی شب کچھ تکلف کی نہین ہی احتیاج　　کھُل کے باتین کیجئے ہین محرم اسرار ہم

۱۳۹
دیکھئے لے جنس دل کو کون یوسف واسطی
گھر سے اپنو لے چلے ہین جانب بازار ہم

زبان دل سے کرتا ہون مین شکوہ ذکر ہُو ہر دم　　خموشی مین بھی یون رہتی ہی اُسکی گفتگو ہر دم
وصال یار کی رہتی ہی دل کو جستجو ہر دم　　مرے دم مین ہی جبتک دم یہی ہی آرزو ہر دم
تصور سے یہ دل آئینہ ہی شکل خیالی کا　　رہا کرتا ہی اپنو یار میرے روبرو ہر دم
طہارت سی طہارت دیدۂ گریاں سے حاصل ہی　　تمھاری یاد مین کرتا ہو نمین تازہ وضو ہر دم
نہین ممکن کہ پہچانون نہ مین نیرنگیان تیری　　جو میرے سامنے آے بدل کر بھیس تو ہر دم
ہوا خواہی مری کیونکر پسند طبع ہو اُسکو　　ہوا سے بھی لڑا کرتا ہو جو بیگانہ خو ہر دم
کوئی پیدا کریگا شر دکھاتا ہی جو وہ گیسو　　دماغ جانمین عطر فتنہ کی آتی ہی بو ہر دم
صفائی کیا نہین ہی تمکو منظور نظر ہمسے　　سبب کیا ہی کہ اب الجھی ہوئی ہی گفتگو ہر دم
کہا ہی قاریون نے حرف حلقی ہاے ہوز کو　　نکلتا ہی یہان تو بوساطت دل سے ہُو ہر دم
تری زلفونپہ دست غیر سے جو کچھ گذرتی ہی　　زبان شانہ کہدیتی ہی سب مجھسے مو بمو ہر دم
اُدھر سیتا ہی وہ اور اسطرف مین چاک کرتا ہون　　رفوگر چاک دامن کو کرے کب تک رفو ہر دم
ہوا میری طرح کیا ہی پریشان عشق گیسو مین　　اڑاتی پھرتی ہی کیون خاک سر پر کو بکو ہر دم

۱۴۰
نجس ہی دامن دل واسطی جو بوئے عصیان سے
کرے اشک ندامت کاش اُسکو شست و شو ہر دم

ملکے اُس شوخ سے قاصد بادب بعد سلام　　کہیو میرا یہ پیام
غم فرقت مین مری زیست کا لبریز ہی جام　　ہو چکا کام تمام

وہ مرے حال سے واقف نہ مجھے اُسکی خبر
نہ کبھی خط نہ کتابت کوئی نامہ نہ پیام
ملک ہستی مین نہین کچھ بھی بجز درد والم
غور سے اسکو جو دیکھا تو ہی وحشت کا مقام
ساقیا سارے زمانے پہ کیا تونے کرم
رہے آغاز سے مطلب نہ ہوا انجام سے کام
صدمۂ ہجر یہ جھیلین ہین کہ ہی ناک مین دم
ای صنم بہر خدا وصل کا اب بھی ہو پیام
ڈر سے رسوائی کے اب آپ نہین ملتے ہین
خیر پوشیدہ رہے آج سے پیغام وسلام
دشت وحشت مین گریبان کے اڑ لئے پرزے
کرکے دیوانہ گیسو کیا ہر سو بدنام
عشق گیسو نے کیا ہی مجھے آوارہ وطن
باد صر صر کیطرح دشت نوردی سے ہی کام
میری صحبت مین نہ آیا کبھی وہ رشک پری
اسی امید مین آخر کو ہوئی عمر تمام
یون تو کہنے کو ہے وصل سے اکھون اقرار
مین نے جب ذکر کیا صبح کو تمنے کہا شام
لوگ آوازہ مین کہتے ہین کہ ہی اسکو جنون
ہو ... عشق کا سمجھا تھا نہ مین یہ انجام
مجکو بدنام سمجھکر جو کیا ہی یہ کرم

غم سے کیونکر ہو مفر
ایسے جینے کو سلام
اس سے بہتر ہی عدم
کیا کرین ہمین قیام
ایک باقی رہے ہم
دے ہین بھر کے وہ جام
تیرے قدمون کی قسم
تا یہ حاضر ہو غلام
مجھسے راضی تو رہین
ہی مجھے کام سے کام
خوب دکھلائے مزے
ایسی وحشت کو سلام
ای بُت عہد شکن
نہین اک جا پہ قیام
یان رہی منتظری
موت کا اب ہی پیام
بلکہ اک دمین ہزار
یون ہوئی عمر تمام
کیا مین تدبیر کرون
مفت بدنام ہی نام
اب تامل ہی ستم

لطف کی راہ سے اے ساقی نیکو فرجام　　دے اب مجھے جام پہ جام
مجکو معلوم تھا آفت ہین بت عربدہ جو　　ہین بلا وہ گیسو
طائر دل کو پھنسا رکھتے ہین پھندے ہین مدام　　دوش پہ ڈالکے دام
اس لیے آکے بسایا تھا فقط خانہ گور　　نہ چلے آپ کا زور
تھک کے سویا تھا کہ ٹھوکر مین ہوئی نیند حرام　　اے مرے فتنہ خرام
تیرے فقرون کی سماعت کا ہے مشتاق یہ دل　　نہین اب کوئی مخل
قتل کر سیف زبانی سے مجھے وقت کلام　　تا یہ قصہ ہو تمام
کسلیے بو مجھے پھولون کی سونگھاتی ہے صبا　　اس سے حاصل کہو کیا
نکہت گیسوے مشکین نے بسایا ہے مشام　　کچھ نہین عطر سے کام
بھول جانا نہ مرے قاصد فرخندہ قدم　　اُسی عیسیٰ کی قسم
یہ زبانی بھی سنا دیجیو خط دیکے پیام　　ترک ہے آب و طعام
نزع مین وصل کی تحریر کا آیا ہے جواب　　ہم تو ہین پا بر کاب
صدمۂ ہجر نے جب اپنا کیا کام تمام　　تب یہ آیا ہے پیام
یا تو ازادہی یا وصل سے دل شاد کرو　　کچھ تو ارشاد کرو
واسطی جگر افگار تمھارا ہے غلام　　کچھ نہین ہمین کلام

ردیف نون　۱۴۱

پاک کرنا آنسوؤں کا ہے جو کار آستین　　ہے تماشا چشم پر خون بہار آستین
میرے اعضا بھی مرے دشمن ہین ہجر یار مین　　ہاتھ بھی مجکو نظر آتے ہین مار آستین
یہ اڑین دست جنون سے پیرہن کی دھجیان　　اب کوئی تار گریبان ہے نہ تار آستین
یار کی دامن کشی نے کر دیا یہ ناتوان　　اٹھ نہین سکتا مرے ہاتون سے بار آستین
ہے لباس یار بھی محبوب مجکو مثل یار　　جان ہے قربان دامن دل نثار آستین

جامہ چین تیرا اگر ای گل مصور تھا کوئی ... واہ کیا تصویر ہین نقش و نگار آستین
بیکسونکو بھی فلک رکھتا نہین آفت سے باز ... صورت گل چاک ہی جیب و کنار آستین
محو ہی ہر روز شغل خاکبازی مین وہ طفل ... کب ہی فکر گرد دامان و غبار آستین +

۱۴۲
ساعد سیمین سے اُسکے واسطی جب پائے فیض
کہکشان سے کیون نہ بڑھ جائے وقار آستین

یاد مین اُسکی جھکاتا ہون جو سر سجدہ مین ... لامکان تک مجھے آتا ہی نظر سجدہ مین
یا تو مسجد مین تھا یا ملک عدم مین پہونچا ... یاد آئی جو مجھے اُسکی کمر سجدہ مین
تھی نہ اتنی بھی شب وصل کہ پڑھتا مین نماز ... شام ہوتے ہی ہوا وقت سحر سجدہ مین
پنج وقتہ جو ہی مصروف عبادت زاہد ... مست میخانہ مین ہین آٹھ پہر سجدہ مین
خار و خس جتنا ہی سب راہ فنا مین ہیجاتے ... روئے اتنا تو مرا دیدۂ تر سجدہ مین
شکر واجب ہی خدا تمکو اگر دے دولت ... پر ثمر جو ہی وہ ہی شاخ شجر سجدہ مین
ہی کسی ابروے پر خم کا تصور مجکو ... زیر محراب جھکاتا ہون جو سر سجدہ مین
بزم وحدت مین جو پہونچے تو خودی سے کیا کام ... بیخبر ہی جسے اپنی ہی خبر سجدہ مین

۱۴۳
واسطی ایک اُسی در کا جبین سا ہون مین
ہین جہان شام و سحر شمس و قمر سجدہ مین

ہمارے چھیڑنے کو سب جو تیرا نام لیتے ہین ... تو دونون ہاتھو نسے ہم دلکو اپنے تھام لیتے ہین
خموشی مین کسی پردہ نشین کا نام لیتے ہین ... وہ سالک ہین کہ ہم دلسے زبان کا کام لیتے ہین
فقط ہی حکم ہمکو پنج وقتہ سجدے کرنے کا ... بہت دیتے ہین ہمکو اور تھوڑا کام لیتے ہین
رضا ساقی کی ہی درکار سودا کچھ نہین مشکل ... ابھی نقد دو عالم دیکے ہم اک جام لیتے ہین
نمازین اپنی کیا ہین طرز طاعت سے ہین کیا واقف ... یہ کافی ہی کہ تیرا نام صبح و شام لیتے ہین
نئی غفلت ہی غفلت ہمیہ دن بھر چھائی رہتی ہی ... سحر سے سوکے کروٹ پھر نہین تا شام لیتے ہین

خطا کرتے ہین دل کو ہی پسند اُنکا جو جھنجھلانا
خوشی سے اپنی ہم تو آپ پر الزام لیتے ہین

خدا چاہے تو ہم میدان ہستی سے نکل جائین
بہت جلدی عنانِ ابلقِ ایام لیتے ہین

یقین ہوتا ہی اسدم کوئی ہمکو یاد کرتا ہی
کہ ہر دم ہچکیان ہم نزع کے ہنگام لیتے ہین

بتون سے تنگ آئے بتکدے سے ہو گئی نفرت
خدا چاہے تو راہِ کعبۂ اسلام لیتے ہین

چمن مین جاکے سرو و گل سے جی بہلا لینگے اب ہم
کہ ہمسے دو دن کی یہ سرو گل اندام لیتے ہین

تجھی پر ختم ہی سب بانکپن ان بانکے ترچھون کا
جو مجکو دیکھتے ہین میان سے صمصام لیتے ہین

کوئی دم خواب راحت کسطرح صیاد کو آئے
کہان نالون سے دم مرغان زیر دام لیتے ہین

پھنسانا ہی انھین منظور شاید عندلیبونکو
زرِ گل دیکے گلچین مول کیون گلدام لیتے ہین

۱۴۴	علی کی دستگیری کے ہین قائل واسطی ہمتو ہزارون سیکڑون گرتے ہوؤنکو تھام لیتے ہین	

اپنی آنکھون سے بجا شاکی بنیائی ہین
نظر آتا نہین وہ جسکے تماشائی ہین

قائل اس بات کے ہم ای بت ہرجائی ہین
عقل رکھتے ہین وہی جو ترے سودائی ہین

وہ اُدھر قتل پر آمادہ ہین شمشیر بکف
ہم اِدھر پانون پہ مصروف جبین سائی ہین

داغ دل سوز جگر اُس رخ روشن کا خیال
یہی دو تین مرے مونس تنہائی ہین

پنجروزہ ہی جہان گذران کا میلا
چار دن کے لیے ہم لوگ تماشائی ہین

شیخ صاحب یہ سبکے مغز اڑا یا میرا
یہ تو کچھ حضرت مجنون کے بڑے بھائی ہین

چاہیے صحبت جہال سے انسان کو گریز
جمع اس بزم مین سب مردم صحرائی ہین

خوبرویون سے خدا جوکسی مین رکھے محفوظ
یہ جو کمرو ہین ہن سب آفت بالائی ہین

شوق مین ہمنے کیا بوسۂ گیسو جو طلب
ہنسکے بولے کہ بڑے آپ بھی سودائی ہین

شام سے ہمتو سرِ راہ ہین مشتاق قدوم
اب تلک گھر مین وہ مصروف خود آرائی ہین

آنکھین انجم کی جو گردون پہ کھلی رہتی ہین
کیا مرے ماہ لقا کے یہ تماشائی ہین

۱۴۵	واسطی حال جنون میں نہ ہمارا پوچھو لاؤ بالی ہیں جہاں گرد ہیں سودائی ہیں	

جاؤں کہاں حوادثِ عالم کہاں نہیں	کس شہر کی زمیں ہی جہاں آسمان نہیں
مضمون مدعا مرا کچھ چیستان نہیں	دو بھی جواب منھ میں جو آجائے ہان نہیں
دل کی شکستگی سے ہوا زرد رخ مرا	شرمندۂ تموّج بادِ خزان نہیں
جاہی ملینگے یاروں سے ہمت ضرور ہی	کچھ اتنا دور قافلۂ رفتگان نہیں
کسدن دل و جگر سے اُبلتا نہیں لہو	بیوجہ کچھ یہ دیدۂ تر خون فشان نہیں
منبر تلک عروج تمہارا ہی واعظو	کچھ پیر میفروش سے اونچی دکان نہیں
کچھ ہجر میں کہا تمہیں جل کر تو ہو نہ تنگ	شکوے یہ دوستانہ ہیں جھگڑے کہاں نہیں
کعبہ سے کچھ غرض ہی نہ مطلب ہی دیر سے	کیا ہمکو پھر سجدہ ترا آستان نہیں
جیسی ہیں گوش یار میں سونیکی بجلیاں	ایسا تو ماہ نو ترا اے آسمان نہیں
وہ تند خو کہیگا جو مجھکو بھلا برا	میں بھی کہونگا کیا مرے منھ میں زبان نہیں
رخصت ہوئی بہار یہ کیسی ہوا چلی	گلچین نہیں چمن میں کوئی باغبان نہیں
اُٹھ جاؤنگا میں دیر سے اے بت خفا نہو	کعبے میں جا نہیں کہ خدا مہربان نہیں
رہتا ہی میرے خانۂ دل میں خیال یار	ایسا کوئی مکین نہیں ایسا مکان نہیں
ہم اُنکو دیکھکر ہوے بیخود تو یہ کہا	کیا جانئیں یہ کہاں ہیں ہمارے کہاں نہیں
پہونچونگا بام یار تلک میں ضعیف بھی	ہی آہ تو کمند اگر نردبان نہیں
امید عرضِ حال کہاں رعبِ حسن سے	گویا بدنمیں جان دہن میں زبان نہیں

۱۴۶	کیا فائدہ خضاب لگانے سے واسطی سب جانتے ہیں تجکو کہ تو نوجوان نہیں	

رتبہ ہمارے دل کا کسی پہ عیان نہیں	وہ ہی اگر مکین تو یہ کیوں لامکان نہیں

قابل بیان کے مرا سوز نہان نہین
دوزخ کی آگ مین کبھی یہ گرمیان نہین

چاہِ ذقن مین مجکو جو وہ ڈوبنے نہ دین
حاجت نہین ہی کیا مرے گھر مین کنوان نہین

تیرِ نگہ کا بھی نہ بناسے مجھے ہدف
ایسا کشیدہ مجھسے وہ ابرو کمان نہین

اب تک تو میری اُسکی محبت مین ہی یہ فرق
مین اُس سے بدگمان ہون وہ بدگمان نہین

جاتی ہی میری آہ تو ہفتم فلک سے پار
کس طرح یہ کلید درِ آسمان نہین

ایسا ہوا ہون خشک مین قاتل کے رعب سے
قطرہ بدن مین خون کا دمِ امتحان نہین

یارب کرون تجسسِ یارانِ رفتہ کیا
کوئی پتا نہین ہی کسی کا نشان نہین

لپٹے ہین جاکے یہ مرے سرخ آنسوؤنکے تار
اُنکی گلی مین پھولونکی یہ بدھیان نہین

رہجاتی ہی ہمیشہ مرے دلمین دلکی بات
اظہار حال کرنیکے قابل زبان نہین

رہیے ہمارے دلمین کہ پردہ نشین ہین آپ
پردے کا کوئی دہر مین ایسا مکان نہین

کیا کیا کیے تھے وصل مین اقرار آپ نے
کہئے تو اب وہ منھ نہین یا وہ زبان نہین

ساقی شراب کہنہ کا دے تو کوئی قدح
پھر دیکھون کون کہتا ہی مجکو جوان نہین

اے تیرِ آہ کر دے مشبک فلک کو جلد
تاریک گھر جہان ہی کوئی تابدان نہین

۱۴۷	ابرو کے عشق مین ہون دل افگار واسطی ہوا احتیاج تیر یہ ایسی کمان نہین

اعضا ہین ایسے نرم کہ جسکا بیان نہین
سارے بدن مین اُنکے کہین استخوان نہین

لازم تجھے غرور یہ اے باغبان نہین
وہ کونسا ہی باغ کہ جسکو خزان نہین

گلشن کو میرے عشق نے مقتل بنا دیا
تیرا شہید ناز ہی یہ ارغوان نہین

طائر وہ ہون کہ اڑ کے جہان سے نکل گیا
یا دلنشین وقفس و آشیان نہین

پابند عشق زلف بت سنگدل ہو مین
کٹ جائین کاٹنے سے یہ وہ بیڑیان نہین

قاشین ہین چند لخت جگر کی جو میرے پاس
بھیجون یہ اور پاس مرے ارمغان نہین

حوروں کی گردنوںمیں پڑے ہیں یہ طوق زر
گوری کلائیہ نہیں تری چوڑیاں نہیں

سنتا ہوں سب کی اپنی میں کہتا نہیں کبھی
سرتاقدم ہوں گوش دہن میں زبان نہیں

مخفی ہوں اپنی آنکھ تلے میں مثل مردمک
ہرچند کوئی میری نظر سے نہان نہیں

بھاری ہمارے پاؤں میں پھر کیوں ہیں بیڑیاں
منت کے طوق اُسکے گلے میں گران نہیں

بلبل ہوں ایک گل کا پر آزاد طبع ہوں
پرواے گل مجھے طلب بوستان نہیں

روکوں میں کس طرح کہ یہ منھ زور ہے بہت
قابو میں میرے توسنِ عمرِ روان نہیں

بند آنکھ کی تو چشم زدن میں پہنچ گئے
کچھ دور اُسکے کوچے سے باغ جنان نہیں

سُنکر ہمارا حال نہ منھ کو بنائیے
سچی ہے یہ بنائی ہوئی داستان نہیں

تازہ سخن سنے نہ سنے کوئی واسطی
دل اپنا قدردان ہے اگر قدردان نہیں

۱۴۸۹

غربت میں ہم پھنسے ہیں وطن جانتے نہیں
کنج قفس میں ذوق چمن جانتے نہیں

کرتے خیال لب میں تلاش عقیق ہم
مجبور ہیں کہ راہ یمن جانتے نہیں

پردہ نہ فاش ہوگا پس مرگ شکر ہے
میرا مزار درزد کفن جانتے نہیں

بند آنکھیں کرکے دل کو کیا اُسنے پائمال
یہ چوکڑی غزال خُتن جانتے نہیں

قند و نبات وصف لب یار میں ہیں شعر
میرا مذاق اہل سخن جانتے نہیں

کیونکر نصیب لذتِ بوس و کنار ہو
کس جا کمر کہاں ہے دہن جانتے نہیں

کیا جانیں حال عاشقِ گیسوے یار کا
جو صدمہ ہائے طوق و رسن جانتے نہیں

پامال کرکے چلتے ہو تم رہرووں کے دل
طاؤس و کبک بھی یہ چلن جانتے نہیں

غیرت کا ہے مقام نہ اوچھے لگاؤ ہاتھ
خندان ہیں کیوں یہ زخم بدن جانتے نہیں

اعضائے تن کو توڑ کے نکلیں تو کیا عجب
نالے ہمارے راہ دہن جانتے نہیں

خواہانِ آب تشنۂ دیدار ہیں عبث
اندھا کنواں ہے چاہ ذقن جانتے نہیں

۱۴۹

جو کم سواد ہین نہ سنا انکو اپنے شعر
ای واسطی وہ قدر سخن جانتے نہین

جو دلمین تھین وہ بھولے ہم وصل کی شب باتین
کچھ بھی نہ کہا ہمنے کہنے کی تھین سب باتین

ہر انکو حیا مانع کرتے ہین وہ کب باتین
کرنے نہین دیتا ہی یان پاس ادب باتین

شرماتے جھجھکتے تھے منھ ہمسے چھپاتے تھے
اب دیکھئے کیا کیا وہ کرتے ہین غضب باتین

پیغام مرا قاصد موقع سے ذرا کہنا
ہم عمر و لنسے وہ اپنے کرتے نہ ہون جب باتین

ای یار یگانون کے کہنے کو تو کیا کہیے
غیرونکی بھی سنتے ہین ہم تیرے سبب باتین

اس عشق کے رمزون کو کامل ہو تو کچھ سمجھے
باریک اشارے ہین اور غور طلب باتین

کیا عرض کرون انسے موقع تو ملے مجکو
منھ پھیر کے کرتے ہین غیرونسے وہ اب باتین

آیا ہی اگر زاہد خوش ہوگا بہت سنکر
رندونکے بھی جلسے مین ہوتی ہین عجب باتین

سو بار مین جاتا ہون کچھ کہ نہین سکتا ہون
کرنے نہین دیتا ہی کمبخت ادب باتین

سر کو نہ پھرا ناصح آہستہ نصیحت کر
کیا تجھسے نہین ہوتین بے شور و شغب باتین

۱۵۰

ای واسطی اب اسکا ہی عشق ترے دلمین
ہر بات مین گرمی ہی تیری ہین عجب باتین

وہی اگلے بکھیڑے آج ای مہرو نکلتے ہین
سمجھکر بات کیجیے جنگ کے پہلو نکلتے ہین

نقاہت نے مری ایسی ہوا گلشن مین باندھی ہی
دہن سے بے صدا نالے برنگ بو نکلتے ہین

تری مژگان و ابرو کے جو عاشق بات کرتے ہین
تو خنجر کے کنائے تیغ کے پہلو نکلتے ہین

یہان گھنگرو گلے مین بولتا ہی موت آئی ہی
وہان سامان رقاصی کا ہی گھنگرو نکلتے ہین

بنا ہون سرو آتشبار سوز عشق قامت سے
شرارے آگ کے تن سے بجاے مو نکلتے ہین

نشان خضر کی زندگی تھی جاکے ظلمت سے جو پھر آیا
کہین زندہ مقیم کوچۂ گیسو نکلتے ہین

دلا کس ماہ کے حسن صباحت کا ہین کشتہ ہون
کہ میری خاک سے نخل گل شبو نکلتے ہین

اشارہ عاشقوں کے خون کا در پردہ ہے شاید
پہنتے ہیں وہ سوہا اوڑھ کر شالو نکلتے ہیں

نہ کیونکر زلف لہرائے گل اندامون کے جوبن پہ
چمن میں سونگھنے کالے گلو کی بو نکلتے ہیں

ہوئی ہے چشم چشمہ فیض کا دانتو نکی الفت میں
زمانہ رول لے موتی مرے آنسو نکلتے ہیں

برابر حسن میں ہر عضو تن ہے یار کا میرے
کمر پتلی ہے جتنی اُتنے ہی بازو نکلتے ہیں

وہ وحشی ہون کہ میری آہ آتشبار سے شب کو
چراغ غول بنتے ہیں اگر جگنو نکلتے ہیں

ترے کشتہ کی خاکِ قبر سے ای ترک وش اب تک
کبھی خنجر کبھی چھریان کبھی چاقو نکلتے ہیں

۱۵۱	چمن میں واسطی اُسکے لبون سے شرمگین ہو کر جھروکون سے کوئی پتون کے شفتالو نکلتے ہین	

کون ذرہ ہے جو تیرے فیض سے صحرا نہین
کون قطرہ تجھسے ای بحرِ کرم دریا نہین

زخمی تیغ نگاہ شرمگین ہون اس لیے
دیدۂ سوزن کو دل کا زخم دکھلاتا نہین

چرخ نے کیون استخوان میرے ملائے خاک مین
ہے سگِ جانان جو آزردہ ہما عنقا نہین

چاک کرنے مین وہ آندھی ہے مرادستِ جنون
چیتھڑا ہے اُسکے آگے دامنِ صحرا نہین

کہتے ہین سیپارۂ گل سر پہ رکھکر باغبان
تجھسا گل گلزارِ عالم مین کوئی پھولا نہین

چشم وحدت بین کو ہے ایسی دورنگی ناپسند
نام کو بھی میرے گلشن مین گلِ رعنا نہین

ہین مکین اسمین خیالاتِ بتانِ سیم تن
بت کنشتِ دل مین میرے کوئی پتھر کا نہین

یاد چشم مست مین آنسو بہانا ہے عبث
کشتی مے کے لیے کچھ حاجتِ دریا نہین

دیدہ و دل سے ہے کیا حاصل اگر الفت نہو
شیشہ و پیمانہ ہے بیکار اگر صہبا نہین

حسن گل کو دیکھکر پھولی ہے بلبل اسقدر
صید سے صیاد باز آیا قفس مین جا نہین

۱۵۲	کون روز حشر میری سی کہیگا واسطی عضو تن اُسکے ملک اُسکے کوئی میرا نہین	

دیدۂ غور سے دیکھا تو یہان کچھ بھی نہین
نیست ہے نیست ہی ہستی کا نشان کچھ بھی نہین

کون کہتا ہے کہ وہ موے میان کچھ بھی نہین
راز پوشیدہ ہے ظاہر مین عیان کچھ بھی نہین

لامکان تک جو گئے اہل حقیقت سمجھے
وسعتِ دائرۂ کون و مکان کچھ بھی نہین

وہی کہتا ہے لب دوست سے سنتا ہون جو مین
یہ دہن کچھ بھی نہین ہے یہ زبان کچھ بھی نہین

عکس پڑ جائے جو اُسکا نظر آئے سب کچھ
فی الحقیقت مرا دل آئینہ سان کچھ بھی نہین

کیون گلے کٹتے ہین عشاق کے کوچے مین ترے
یون بظاہر تو وہان تیغ و سنان کچھ بھی نہین

یاد مین اُسکی جو دم گذرے غنیمت جانو
خوب سمجھو کہ جہان گذران کچھ بھی نہین

جن امیرونکو بڑا طبل و علم پر تھا غرور
مٹ گئے ایسے کہ اب طبل و نشان کچھ بھی نہین

شام گیسو سحرِ رخ پہ نظر کرتا ہون
شب آدینہ و روز رمضان کچھ بھی نہین

آنکھین اُس فتنۂ عالم کی ہین منظور نظر
میری آنکھو نہین یہ آشوب جہان بھی نہین

شاعرون نے فقط اک بات بنا رکھی ہے
وہ کمر کچھ بھی نہین ہے وہ دہان کچھ بھی نہین

کسطرح ہم یہ سمجھین ہین واماندہ عدم تک دیکھین
راہ مین قافلے والونکا نشان کچھ بھی نہین

۱۵۳
واسطی عشق کے بازار مین رکھا ہے قدم
جانتا ہون کہ یہان غیر زیان کچھ بھی نہین

وہ میکش ہون جو یاد آیا مجھے میخانہ تربت مین
تو حورین لیکے آئین شیشہ و پیمانہ تربت مین

جلیگا حشر تک داغِ دلِ دیوانہ تربت مین
رہیگی روشنی خود شمع کی پروانہ تربت مین

عزیز و اقربا سارے لباسی دوست تھے میرے
کفن پہنے ہوئے کوئی بھی ساتھ آیا نہ تربت مین

گدا و شاہ بعدِ مرگ زیر خاک یکسان ہین
سکندر لیگیا کب شوکتِ شاہانہ تربت مین

زمانے سے گئے ہم کام کیا ہمکو زمانے سے
نہ اپنا یاد آتا ہے نہ اب بیگانہ تربت مین

وہ شاہِ کشورِ خوبی جو بہر فاتحہ آئے
کفن ہو جائے ہمکو خلعتِ شاہانہ تربت مین

نہین جاتی مئے الفت کی بعد مرگ کیفیت
کیا کرتا ہون ہر دم نعرۂ مستانہ تربت مین

کبھی ممکن نہین ہشیار ہونا خواب غفلت سے
ہلاتے ہین عبث احباب میرا شانہ تربت مین

فقط ہین آدمی کو حاجتین دنیا کی دنیا تک
کسی دے کو کب ہی فکر آب و دانہ تربت مین

پھکے صور سرافیل اگر پروا ایک نالے مین
قیامت ہو جو اٹھ بیٹھے ترا دیوانہ تربت مین

ہوئے مدفون جو ہم اُس شمع رو کا نامہ کہوپنچا
ملا کیا خلد کی جاگیر کا پروانہ تربت مین

یہی ترغیب ہی ہر دم لحد سے قاف کو چلئے
سنا تا ہی ہمین کیا کیا دل دیوانہ تربت مین

یہان آئے تو پائی واسطی الکہ آبادی
سنا تھا زیست مین ہمنے کہی ویرانہ تربت مین

۱۵۴

نوخیز سبزہ ہون نہ گل نو دمیدہ ہون
مین اس چمن مین طائر رنگ پریدہ ہون

مشتاق تیغ ظلم ہون ایسا کہ مثل شمع
پیدا ہوا ور سر مین اگر سر بریدہ ہون

سر ٹپکین زاہدون کے جو وہ ساغر شراب
توبہ کہے مین پھر شکست آفریدہ ہون

گیسو لٹک کے کہتا ہی یون قد یار سے
تو صورت علم ہی تو مین بھی جریدہ ہون

پیری مین چشم کم سے نہ دیکھین عدو مجھے
اب بھی مین انکے واسطے تیغ خمیدہ ہون

گلشن مین اُس سے یوسف گل کا ہی یہ کلام
تیرا غلام ہون مین ترا زرخریدہ ہون

لب آشنائے خندۂ شادی ہین اب تلک
ہمرنگ گل اگرچہ گریبان دریدہ ہون

پیش نظر جو بزم طرب کا مآل ہی
جب دیکھو آئنہ کی طرح آبدیدہ ہون

پھیلے ہوئے ہین عالم غربت مین میرے پانون
ہر چند مثل جادہ بمنزل رسیدہ ہون

غیرون کو سامنے مرے مارے ہین اُسنے تیر
اسواسطے کمان کیطرح سے کشیدہ ہون

وہ رخ جو آفتاب قیامت ہی تاب مین
مین مثل صبح حشر گریبان دریدہ ہون

ملتا ہون خاک مین مین کوئی دم کی دیر ہی
اس غمکدے مین قطرۂ اشک چکیدہ ہون

ہوگئے ہو کیون خفا جو ہون اُمیدوار لطف
اس خوان بزم مین نعمت الوان چشیدہ ہون

لینے لگے چمن مین جو وہ وحشیون کے نام
گل بول اُٹھا کہ مین بھی گریبان دریدہ ہون

ہی انتخاب دہر یہ دیوان واسطی

۱۵۵ — ہر شعر کہ رہا ہی کہ مین سب مین چہیدہ ہون

شب فرقت ہم اس امید پر فریاد کرتے ہین
کوئی شاید کہے چلیے تمھین وہ یاد کرتے ہین

بتان سنگدل ایسے ستم ایجاد کرتے ہین
کہ عاشق تنگ آ آ کر خدا کو یاد کرتے ہین

کبھی چٹکی بجاتے ہین کبھی تلوے دکھاتے ہین
وہ بیٹھے بیٹھے کیا کیا شعبدے ایجاد کرتے ہین

حسین ہین سنگدل تو ہمکو کیا مانند آئینہ
تماشا دوست ہین کب شکوۂ بیداد کرتے ہین

اجل سے کہدو ٹھہرے تیغ سے کہدو ذرا دم لے
کوئی دم ہم تماشاے رخ جلاد کرتے ہین

دم آخر جو آئین ہچکیان مجکو کہا دل نے
خدا کا شکر وہ بھولے ہوؤن کو یاد کرتے ہین

تمنا ہی کہ دل پامال ہو راہ محبت مین
ہم اپنے گھر کو اپنے ہاتھ سے برباد کرتے ہین

غم و درد و الم کی دل مین کثرت ہی تو خوش ہین ہم
غنیمت ہین یہ جلسے دو گھڑی دل شاد کرتے ہین

مجھے تحریر کرتے ہین سلام اغیار کے خط مین
نئی شوخی ہی وہ تازہ ستم ایجاد کرتے ہین

۱۵۶ — غزل مین واسطی مضمون جو اُن آنکھون کے لکھے ہین
تو ہر ہر شعر پر اُستاد سو سو صاد کرتے ہین

وہ سو سو گالیان حق مین مرے ارشاد کرتے ہین
غنیمت یہ سمجھتا ہون کہ مجکو یاد کرتے ہین

قیامت ہی کہ ہم بینا نہ تمھین چشم بینا سے
ترا نظارہ تو اعماے مادر زاد کرتے ہین

لکھین عنوان خط پر کیا کہ نام اپنا بھی ہم تجدید
یہ بھولے ہین کہ پہرون سوچتے ہین یاد کرتے ہین

تصور ہی جو مرکے بھی ہمین اک سرو قامت کا
احبا دفن زیر سایہ شمشاد کرتے ہین

وہ ہین مے نوش آنکھون سے بجا لاتے ہین ہم اسکو
جو ہمکو حضرت پیر مغان ارشاد کرتے ہین

گھسیٹا ہی ہمین کانٹون مین ایسا جوش وحشت نے
کہ موے تن بھی کار نشتر فصاد کرتے ہین

برا ہو ناتوانی کا کہ ہمکو ایک مدت سے
زبان و دل تلاش طاقت فریاد کرتے ہین

زمانے مین کیا دور فلک نے قحط اب ایسا
مری تردامنی پر اب حسد زہاد کرتے ہین

عبث امید ہی اہل زمین کو آسمانون سے
مروت اپنے مقتولون سے کب جلاد کرتے ہین

۱۵۷	خدا چاہے تو انکا آدمی آئے کہے مجھسے چلو ای واسطی جلدی وہ تمکو یاد کرتے ہین	

صحبت زاہد سخت بری ہی رند کا وان کچھ کام نہین
نغمہ نہین ہی ساز نہین ہی شیشہ نہین ہی جام نہین
رسم حسینون مین یہ نئی ہی مہر و وفا کا نام نہین
عشق مین اُنکے حسن پرستو کون ہی جو بدنام نہین
حال نہین معلوم جو اُسکا چین نہین آرام نہین
ہجر مین کیونکر دل کو ہو تسکین نامہ نہین پیغام نہین
جلوۂ جانان کیا کوئی دیکھے جب وہ نگاہون سے ہو نہان
چہرۂ روشن صبح بنارس زُلف اودھ کی شام نہین
چشم حقیقت بین سے نظارہ کوئی کرے تو روشن ہو
غیر ظہور نور خدائی حسن رخ اصنام نہین
مُنھ کو بنائے بیٹھے ہو کیون باتین کرو کچھ دل تو لگے
بھول گئے کیا گرمی و شوخی لب پہ جواب دشنام نہین
فقر مین گمنامی کو تو دیکھو وقت پہ کیسی کام آئی
دیکھ لیا محشر کا بھی دفتر اُس مین ہمارا نام نہین
تیغ نظر نے قتل کیا اور زخم بدن پر کوئی نہین
عین رضا سے ہم ہوے بسمل قاتل پر الزام نہین
فاختہ عاشق سرو چمن ہر گل سے اُلفت بلبل کو
لطف ہمین کیا سیر چمن سے ساتھ جو وہ گلفام نہین
ابرو و گیسو کی اُلفت مین سارے جہاںکو کاہش جان

کون قتیلِ تیغ نہین ہی کون اسیرِ دام نہین

عرض جو کی یہ جاکے کسی نے واسطی در پہ حاضر ہی
ہنسکے کہا خلوت ہی یہان دربار ہمارا عام نہین ۱۵۸

نہ پوچھ مجھسے کہ تو کون ہی کہان ہون مین
یہی نشان ہی میرا کہ بے نشان ہون مین

جگہ مری ہی دفتر کہان کہان ہون مین
ہر ایک لفظ مین معنی صفت نہان ہون مین

شریک قافلہ ہون پر نہین ہی یہ معلوم
صدا کے زنگ ہون یا گرد کاروان ہون مین

وہ اوج ہون کہ مقابل نہین مرے پستی
زمین جسکی نہین ہی وہ آسمان ہون مین

عجب ہی کیون مری اس بزم مین نہین توقیر
جہا ئین کیا کوئی ناخواندہ میہمان ہون مین

جو پاس آؤ تو باتین کرو ہنسو بولو
خدا ہی جانے کہ پھر تم کہان کہان ہون مین

چلین گے ضعف مین کیا تیر میری آہونکے
کہ دل شکستہ ہون اتری ہوئی کمان ہون مین

دہن کا انکے نشان شاعرونکو کیا معلوم
یہ مجھسے پوچھو کہ سیاح لامکان ہون مین

عتاب و لطف مین ہی قول اسکے ابرو کا
کلید قفل دل و تیغ خونچکان ہون مین

وہ سرفروش ہوے کیا کہان گئے جانباز
بس ایک آپ ہین اور وقتِ امتحان ہون مین

کہان قیام ہی کیسے مقام کی صورت
سراے دہر مین دو دن کا میہمان ہون مین

اک اور ہاتھ لگا نیمچے کا ای قاتل
چھٹون بلا سے تڑپتا ہون نیمجان ہون مین

تم اپنے دل پہ دھرو ہاتھ فاتحے کے لیے
تمھارے دلمین ہون ہر چند بے نشان ہون مین

کسیطرح تو پہونچ جاؤن اسکی محفل مین
خدا کرے کسی عاشق کی داستان ہون مین

سنائی حالت دل انکو باتون باتون مین
دیا مغالطہ مین نے کہ قصہ خوان ہون مین

لڑے گا مجھسے تو جیتے گا خاک ترک فلک
نئی امنگ نیا زور نوجوان ہون مین

عیان ہی سب پہ کہ شاگرد مین اسیر کا ہون
ہی واسطی یہی باعث کہ خوش بیان ہون مین ۱۵۹

کمر کے عشق میں اسدرجہ ناتوان ہوں میں
کہ خود مجھے نہیں ملتا نشان کہاں ہوں میں

کلام تیرے کا ہی مہر آسمان ہوں میں
وہ مانگ کہتی ہی سب سے کہ کہکشان ہوں میں

دکھاؤ شکل مری جان کہ نیمجان ہوں میں
فراق میں کسی بسمل کی ہچکیان ہوں میں

ہزار بار نہ اٹھ اٹھ کے کس طرح بیٹھوں
کہ ضعف سے صفت گرد کاروان ہوں میں

شہید کر نہ مجھے اس میں ہی ضرر تیرا
کمر کا اور دہن کا ترے نشان ہوں میں

خیال قد میں جو قدموں پہ سرو کے میں گرا
معاف کیجیے پھسلی ہوئی زبان ہوں میں

نہیں ہی عشق فقط مجھ میں شان حسن بھی ہی
بجا ہی میں جو کہوں خط توامان ہوں میں

اگرچہ چرخ سے رتبہ بلند ہی پیدا
یہ آرزو ہی تری خاک آستان ہوں میں

زمانہ ہی جو مرے روے زرد پر خندان
ریاض دہر میں کیا شاخ زعفران ہوں میں

یہ شوق دید میں ہی آرزو مرے دل کو
کہ اڑ کے مردمک دیدۂ بتان ہوں میں

چبھے ہیں خار بیابان کے پاؤن سے سر تک
جنون کہیں نہ چڑھے سر پہ زدبان ہوں میں

فراق یار میں کیا ضعف جسم زار کہوں
اڑائے پھرتے ہیں آہیں وہ ناتوان ہوں میں

نہ کیوں ہو دل مرا صد چاک سامنے اسکے
وہ شوخ ماہ کی صورت ہی تو کتان ہوں میں

۱۶۰
خدا کرے کہ کوئی واسطی مری بھی سنے
اخیر وقت ہی ذکر گذشتگان ہوں میں

کیا دیکھیں ہم فروغ رخ یار رات دن
گرد نظر ہمارے ہی دیوار رات دن

فرقت میں ہی یہ حال تن زار رات دن
گویا پڑا ہی فرش پر اک تار رات دن

دیکھو تو سیر تم صف عشاق کی درائی
اٹھ اٹھکے بیٹھتی ہی یہ دیوار رات دن

فرقت میں کم قفس سے نہیں ہی مرا بدن
دل ہی مرا کہ مرغ گرفتار رات دن

ہمجھسے بڑھکے میرے گناہونکا مرتبہ
کرتے ہیں اس رحیم کا دربار رات دن

معدوم ہی اگر کمر یار کا نشان
پھر کس میں باندھتے ہیں وہ تلوار رات دن

سوتا ہی اب جو فتنۂ عالم ہمارے پاس
ہم مثل بخت رہتے ہین بیدار رات دن

دیکھا جو رُخ کو زلف سے مشکین کسی گئین
کس قید مین ہی طالب دیدار رات دن

جب سے کہ عفو کا اُنھین پیدا ہوا ہی شوق
کرتے ہین جستجوے گنہگار رات دن

منصور سے سوا ہو نہین تر گا نکے عشق مین
وہ ایک دن تھا مین ہون سر دار رات دن

رہتے ہین دشت مین جو پھالون کے منتظر
سوکھی زبان نکالے ہوے خار رات دن

رہ رہ کے کیا ہنساتی ہی زخمون کو مثل برق
ہی اُسکی تیغ قہقہہ دیوار رات دن

ہی قتل عاشقون کا شب و روز اُنکا کام
ہی بحر خون کی موج وہ تلوار رات دن

لیچل قفس کو باغ مین صیاد رحم کر
دینگے دعائین مرغ گرفتار رات دن

اس ماہ وش کے ہاتھ جہان بجتیا ہی دل
ہی خوب چاند گنج مین بازار رات دن

اک دن تو پھر سیر مرے دل مین آئیے
داغون سے کیا شگفتہ ہی گلزار رات دن

کچھ دشمنو نکا خوف نہین مجکو واسطی
حامی ہین میرے حیدر کرار رات دن

۱۶۱

آئینہ سے ہی اُنکو سروکار رات دن
اپنے ہین آپ طالب دیدار رات دن

دنیا مین ہجر یار ہی عقبے مین وصل یار
اِس پار دن ہی رات تو اُس پار رات دن

کیا چشم سُرمگین تری ہندو ہی ای صنم
گردن مین ڈالے رہتی ہی زنار رات دن

دلمین مکین ہی وہ مری آنکھین نہین ہین باز
واہین یہ اُسکے روزن دیوار رات دن

یان ہوش ہی نہین رُخ و گیسو کی یاد مین
کیون میرے گھر مین آتے ہین بیکار رات دن

اک نقطہ ہی یہ مرکز عالم کہ جس کے گرد
پھرتی ہی فکر صورت پرکار رات دن

کیونکر تمھارے رُخ سے اُٹھاؤن نقاب کو
ڈرتا ہون مین کہ ہو نہ کہین یار رات دن

معدوم وہ کمر ہی دہن کا نشان نہین
پھرتا ہی میرا واہمہ بیکار رات دن

سینہ ہی چاک داغ جگر کے نہان نہین
رہتا ہی اب کھلا در گلزار رات دن

ہر شب شب برات ہی ہر روز روز عید
رہتا ہو میرے گھر مین مرا یار رات دن

شاعر ہون جذب دل نے کیا کسقدر اثر
پڑھتے ہین اُنکو وہ مرے اشعار رات دن

ہین وصل و ہجر گردش ایام کے سبب
اُٹھو چلو جہان نہ ہو ای یار رات دن

گردش سے مہر و ماہ کی ثابت ہوا مجھے
پھرتے ہین تیرے طالب دیدار رات دن

آٹھون پہر نہ بند ہو ہم میکشونکی راہ
یارب کھلا رہے درِ گلزار رات دن

گھر ہو گیا ہی فرقتِ جانان مین مجکو گور
کیسے دباتے ہین در و دیوار رات دن

۱۶۲
کیا مصحفی کی روح کا ہی فیض واسطی
ہی وقت فکر شعر مددگار رات دن

وہ دہن ہون جسمین سخن نہین وہ سخن ہون جسمین صدا نہین
وہ مکین ہون جسکا مکان نہین وہ مکان ہون جسکا پتا نہین

نہ کسی کا دل نہ نگاہ ہون کہون سچ تو علم و آگہ ہون
کوی حال مجھسے نہان نہین کوئی راز مجھسے چھپا نہین

مری ذات عین صفات ہی جو صفات ہی وہی ذات ہی
مری کُنہ مجھسے نہ پوچھیے کہ مقام چون و چرا نہین

نہ تو موج ہی نہ حباب ہی وہی بحر ہی وہی آب ہی
جو نگاہِ غور سے دیکھیے کوئی اور غیر خدا نہین

وہی نخل ہی وہی شاخ ہی وہی اصل ہی وہی فرع ہی
یہ تمام جلوے اُسی کے ہین کوئی اور اُسکے سوا نہین

یہ دراز ہی رہِ معرفت نہین سوجھتی ہی کوئی جہت
وہ طریق تیرہ و تار ہی کوئی جسمین راہنما نہین

مرا نام حضرت عشق ہی دلِ عاشقان مین مقام ہی

وہ مرض ہون جسکی دوا نہین وہ ہون درد جسکی شفا نہین

بدن آدمی کا تو خاک ہی ہمہ تن جو روح ہی پاک ہی
جسے شوق فقر و فنا نہین اُسے زندگی کا مزا نہین

مجھے خوف کچھ نہین واسطی یہ مرا طریق قلندری
غم عشق یار مین جان دی مجھے بعد مرگ فنا نہین

۱۶۳

وہ وفا بھی نکرین اور جفا بھی نکرین
ہم شکایت نکرین انکا گلا بھی نکرین

کھینچ لایا ہی جو اِک جذب محبت اُنکو
اور اتنا کرا اثر مجھسے حیا بھی نکرین

زہر کھانے نہین دیتے مرض فرقت مین
ہی یہ منظور کہ ہم اپنی دوا بھی نکرین

چاہتا ہی دل مضطر کہ غم ابرو مین
بیٹھ کر کعبے مین ہم یاد خدا بھی نکرین

وصل منظور ہی گر مجھسے نہین ہی اُنکو
تو مجھے شیفتۂ ناز و ادا بھی نکرین

ایسے آمادۂ ایذا ہین کہ وہ چاہتے ہین
پانون رگڑا کرین بیمار قضا بھی نکرین

مانگنے سے ہی طبیعت کو تنفر ایسا
حاجتین لاکھ ہون درپیش دعا بھی نکرین

ہم ہین ثابت قدم ایسے کہ جو برہم ہو جہان
حرکت قطب کے مانند ذرا بھی نکرین

ضعف کا ہی یہ تقاضا ترے بیمارون سے
لاکھ ہو درد یہ بستر سے اُٹھا بھی نکرین

پاس رکھنا نہین منظور جو دلمین اُنکے
کیون بلاتے ہین مجھے یاد کیا بھی نکرین

ذبح وہ اسلیے منھ پھیر کے کرتے ہین ہمین
کہ نظارہ تہ شمشیر جفا بھی نکرین

وصل مین بوسۂ رخ وہ نہین دیتے تو نہ دین
دام کاکل مین گرفتار کیا بھی نکرین

سرو شمشاد کو اُس قد نے دیا ہی یہ پیام
گھٹ کے ملتے نہین تو مجھسے نما بھی نکرین

بیخودی چاہیے اِک واسطی اِتنی غالب
بت تو کیا مال ہین ہم خوف خدا بھی نکرین

۱۶۴

موسم گل ہی و گلگون چمن مین کیون نہین
گردش پیمانہ ساقی انجمن مین کیون نہین

بن گئے تصویر کیا نظارۂ صیاد سے
طاقتِ پروازِ مرغانِ چمن مین کیون نہین

جب تلک زندہ ہین ہم تنہا ہی کوئی سوزِ عشق
ہے بدن مین روح تو گرمی بدن مین کیون نہین

گھورتا ہی تیرے روے آتشین کو بار بار
اے صنم آشوبِ چشم برہمن مین کیون نہین

اُس سپہر پر چاند کو دیکھو عجب کا ہی مقام
اس سیاہی ایسی ظلمت پر گہن مین کیون نہین

کیا خوشی ہی حال والونکو کہ ہین عریان بہ بیت
کوئی پوچھے تو تم اپنے پیرہن مین کیون نہین

تیغ کے نیچے تو دکھلاؤ جبین و رخ مجھے
آرسی مصحف یہان دولہ دلہن مین کیون نہین

معتکف مسجد مین چپ بیٹھا ہون کہتے ہین یہ رند
بت اگر یہ ہی تو دیرِ برہمن مین کیون نہین

جسپہ شیرین کی مشقت سے تراشی تھی شبیہ
اے فلک وہ سنگِ قبرِ کوہکن مین کیون نہین

کوچۂ قاتل سے آیا ہی بظاہر تندرست
پھر سبب کیا جان قاصد کے بدن مین کیون نہین

بعد مرنے کے اگر دستِ جنون بیکار تھا
تار ثابت کوئی پھر میرے کفن مین کیون نہین

سیکڑون ہوتے ہین دل زخمی نکلتے ہو جدا
نوک برچھی کی تمھارے بانکپن مین کیون نہین

ساتھ چھوٹا عاشق و معشوق کا یہ کیا ہوا
تم جہان گل ہو مین بلبل اُس چمن مین کیون نہین

اِس زمین مین بھی کیے کیا اچھے اچھے شعر نظم
واسطی بے شبہہ کامل اپنے فن مین کیون نہین

۱۶۵

دل ہی خواہان ہدفِ تیرِ ستمگر مین ہون
آرزو ہی یہ گلے کی تہِ خنجر مین ہون

زار میرا بھی بدن ہی صفتِ موے کمر
شکر صد شکر کہ اب تیرے برابر مین ہون

صاف آئینہ صفت دل ہی مرے پہلو مین
ہی بجا اب جو کہو نین کہ سکندر مین ہون

نامہ خود شوق کے مضمون سے اُڑا جاتا ہی
کیا غرض مجکو کہ ممنون کبوتر مین ہون

اُلفتِ قامتِ موزون مین مجھے آئی ہی موت
یا خدا دفن تہِ ظلِ صنوبر مین ہون

دلِ صد چاک کو اس شوق مین آتا نہین چین
کہ کبھی شانۂ گیسوے معنبر مین ہون

کیون زیادہ نہ ہو ہر وقت مرا جوشِ جنون
اُس پریرو سے جدا واے مقدر مین ہون

ہجر مین جی نہین لگتا ہی اکیلے گھر مین — کیا تڑپ ہی کبھی اندر کبھی باہر مین ہون
بے مرنے کے نہ اتنا مرے مردے کو دبا — اے زمین جاے ترحم ہی کہ لاغر مین ہون
اُس پری رو کا گذر ہی مرے کاشانے مین — آج رتبے مین سلیمان کے برابر مین ہون
شکر ہر حال مین واجب ہی خدا کا مجھ پر — دس سے بہتر ہون اگر بیس سے بدتر مین ہون
صور محشر ہون مرے نالۂ دل کا ہی یہ قول — قد یہ کہتا ہی ترا فتنۂ محشر مین ہون
آب خنجر سے گلا کوچۂ قاتل مین ہی تر لا لا — طالب خلد نہ اب تشنۂ کوثر مین ہون
شربت مرگ کے لیے کیا جام کی حاجت ساقی — میرے چلو کا یہ ہی قول کہ ساغر مین ہون
جان تک دینے کو موجود ہون دل کیا ہی کیا — حسب مقدور نہین آپ سے باہر مین ہون

۱۶۶ واسطی آسنے منگا بھیجی ہی مجھسے پوشاک — مارے شادی کے بجا جامے سے باہر مین ہون

وہ کیفیت ہو آجاے جو زاہد بادہ خوار ونہین — کوئی دیوانہ ہو جیسے تماشا ہو شیار ونہین
مرے لخت جگر ہین جس طرح اشکون کے تار ونہین — کہان خوش رنگ گل ایسے ترے پھولونکے ہار ونہین
نہین ہی غائبانہ کون عالم مین ترا عاشق — شبیہین کب نہین کھنچ کھنچ کے جاتی ہین دیار ونہین
وہی ہی رعب ستان سر الفت کا مرنے پر — کبوتر ونہین ہین شیر انکے نہین مرتے مزار ونہین
وہ اپنی آہ کی آندھی ہی سوے باغ اگر جاے — یہ بل چل ہو پڑے بھاگ درختونکی قطار ونہین
بہا یا پشت و روے خاک کو یہ میرے اشکون نے — ٹکا تو ونہین نہ مردے ہین نہ زندے ہین مزار ونہین
کہا اُس طفل نے اشکو نہین جب لخت جگر دیکھے — بہائے پھول ہی لالے کے کسنے آبشار ونہین
ملے ہے دردسر کشتگان عشق کا باقی — مناسب ہی اگر صندل کے تختے ہون مزار ونہین
عبث سوداے طفلان حسین مین عمر ضائع کی — ہوئی برباد مشت خاک اپنی نے سوار ونہین
زمانے مین کہان اے گل ہی تجھسا گلبدن کوئی — وہی بو باس ہی باسی ترے پھولونکے ہار ونہین
تصور جب کیا ابرو کا آئی یاد پلکون کی — بچے تلوار سے تو گر گئے ہم نیزہ ولہ ونہین

سبب کیا ہی کہ صحبت مین ٹھہرتے ہم اب نہین دم بھر — کبھی دو دو پہر تم بیٹھتے تھے مل کے یارو مین
ہمارے خون ناحق کو عبث قاتل چھپاتا ہی — خبر یہ ہو چکی مشہور چھپ کر اشتہارو مین

۱۶۷
مسیحاے سخن ہو واسطی سب پر یہ روشن ہی — رہیگا نام زندہ روز محشر تک دیارو مین

بتونکو کیا مین بھا چاہتا ہون — جو چاہا تھا خدا نے چاہتا ہون
بجاے مو ہون یارب تن پہ آنکھین — ہمہ تن اُسکو دیکھا چاہتا ہون
رہین دیر و حرم آباد دونون — بھلا کل کا خدایا چاہتا ہون
کہان کا ربط امید وصل کیسی — کبھی پوچھین وہ آنا چاہتا ہون
مین دیکھون تمکو اور تم مجکو دیکھو — دکھا کر شکل دیکھا چاہتا ہون
نہ چھیڑین نزع مین احباب مجکو — بہت جاگا ہون سویا چاہتا ہون
گلے مین طوق ہی وہ حلقۂ زلف — اب اس سے بڑھ کے مین کیا چاہتا ہون
کہا دل پھیر دو اُسنے تو بولے — بھلا مین کیا تمھارا چاہتا ہون
اُٹھا کر کعبہ و بتخانے سے ہاتھ — اب اُنکے در پہ بیٹھا چاہتا ہون
جھکاتا ہون ابھی سر زیر خنجر — ترے ابرو کا ایما چاہتا ہون
کنوین اُسنے مجھے کیا کیا جھکائے — کہا تھا منھ سے اتنا چاہتا ہون
بجا ہر دم ہی میری اشکباری — جگر کے داغ دھویا چاہتا ہون
کہا دل نے جبین اُس در سے اُٹھا — ذرا بیٹھو مین بیٹھا چاہتا ہون

۱۶۸
نہین بیوجہ چپ ہون واسطی مین — کوئی مضمون سوچا چاہتا ہون

قتل کو تیغ کھنچی صبح و مسا آپ بھی ہین — جانتا ہون کہ مرے حق مین قضا آپ بھی ہین
عکس اپنا کبھی آئینے مین دیکھا تو کہا — منھ چڑھا ہمکو دے نام خدا آپ بھی ہین

سیل آنکھو نین نہین شرم نگاہو نین نہین
کتنے بے الفت و بے مہر و وفا آپ بھی ہین

ہنسکے بولے جو اُنھین بام پہ چڑھکر دیکھا
سر سے ٹلتے نہین کیا کوئی بلا آپ بھی ہین

حسن مین کم نہین کیا حضرت یوسف سے کہون
ماہ کنعان ہین جو وہ ماہ لقا آپ بھی ہین

کٹ گئے آپکے سارے ہین یہ ای حضرت دل
کسقدر مدعی دوست نما آپ بھی ہین

مین بھی خلوت مین جو پہونچا تو کہا کیا کہنا
کس طرح آئے مگر کوئی بلا آپ بھی ہین

نام اُس بت کا لیا حضرت واعظ تمنے
راہ بتلائی مجھے راہ نما آپ بھی ہین

پہونچے مقتل مین جو ہم تول کے تلوار کہا
آئیے ابتو شریک شہدا آپ بھی ہین

یا علی تمنے جو مشکل تھی مری آسان کی
حق تو یہ ہے کہ بڑے عقدہ کشا آپ بھی ہین

داغ سینے کے درم اشک ہین آنکھو نکے گہر
واسطی اب تو امیر الامرا آپ بھی ہین

۱۶۹

تفاوت کچھ نہین پیش نظر ہے دین و دنیا مین
ہوے ہین بلکہ دونون ایک تل چشم تماشا مین

نہ نکلا انسے آسان کام بھی جب کوئی دنیا مین
عزیز و اقربا کام آئینگے کیا خاک عقبا مین

لگائیگا یہان کیا کوئی عاقل عیب عریانی
مین تھا ہشیار دیوانہ کہ آ بیٹھا ہون صحرا مین

جو آنکھین بند کین کیا کیا نہ شکلین سامنے آئین
تماشا ہے عجب اس پہ دہ ترک تماشا مین

خزان غم بہار عیش ہے اس باغ مین توام
یہی باعث ہے جو دو رنگ ہین گلہا رعنا مین

جو دل ہے صاف نیک و بد کا پردہ ہو نہین سکتا
شراب آب دونون چھپ نہین سکتے ہین مینا مین

نہین معلوم کیا فتنے بھرے ہین جسم خاکی مین
کہ وحشی بھاگتے ہین دیکھکر انسانکو صحرا مین

جہان مین آکے دیکھا سب مگر کچھ بھی نہین دیکھا
کہ حیرت سے سمایا کچھ نہ اپنے چشم بینا مین

وہ کشتہ ہون کہ مرنے پر مری قسمت کی محرومی
اثر باقی نہین رکھتی ہے انفاس مسیحا مین

جو بد نیکو نہین آ جائے کسیکو کیا ضرر پہونچے
نجس دریا نہ ہو جائے نہائے سگ جو دریا مین

جو گھبراتا ہون طول عمر سے دل مجھسے کہتا ہے
نہین کچھ دیر آتی ہے اجل امروز فردا مین

ذرا اشتغالت تو دیکھو یار تک کس طرح پہونچیگا
کبوتر کی جگہ بادِ صبا ہی نامہ بالِ عنقا ہین

غمِ انجسام ہو ہر دم تو برہم نظمِ عالم ہو
نہین ہی بے سبب غفلت ہماری دارِ دنیا مین

وصالِ عاشق و معشوق کب ہوتا ہی عالم مین
موے ہین وامق و فرہاد و مجنون اس تمنا مین

ہزارون سختیان جھیلین ہزارون مخمصے دیکھے
بسر کی زندگی ہمنے انھین ابنائے دنیا مین

نہ ہوگا زندگی مین خاک کا اطلاق انسان پر
نہ قطرے کو کہو دریا ملے جب تک نہ دریا مین

۱۷۰

اُٹھا لیجائینگے محشر سے ہم ای واسطی اُسکو
بڑا ہنگامہ ہوگا کیا کوئی پوچھیگا غوغا مین

پردہ نہ چاہیے کوئی زنہار درمیان
میرا ترا مکان ہی دیوار درمیان

ہوتا نہ عمر بھر سر و گردن کا فیصلہ
پڑتی اگر نہ یار کی تلوار درمیان

کعبہ جو اِسطرف ہی تو بتخانہ اُسطرف
پایا ہی ہمنے کوچۂ دلدار درمیان

دیتا سزا رقیبون کو مجبور ہون مگر
تیرا قدم ہی ای بتِ عیار درمیان

قصدِ دیارِ یار ہی اللہ کو ہی علم
دشمن منزلین ہین کہ دو چار درمیان

۱۷۱

جاتا مین تا بہ گلشنِ مقصود واسطی
ہوتا اگر نہ وادیِ پُرخار درمیان

جمع کیون ترکش مین یہ بیکار تیرے تیر ہین
گشتۂ حسرت حرم کے سیکڑون نخچیر ہین

محترم وہ میرے دل کے نالۂ شبگیر ہین
جو قنادیلِ حرم کے باعثِ تنویر ہین

جس سے آنکھین لڑ گئین بچنا ہوا اُسکا محال
یہ تری ترچھی نگاہین کیا قضا کے تیر ہین

ہم نے غیرونکو لتاڑا خوب جب اُنکے حضور
ہنسکے بولے آپ تو اِن مرشدونکے پیر ہین

پھنس نہ جائین کس طرح عشاق کے پاے نگاہ
حلقۂ گیسو تمھارے حلقۂ زنجیر ہین

واہ رے تحریرِ وصفِ تیغِ ابرو کا اثر
حرف سطرون مین نہین ہین جوہرِ شمشیر ہین

ہین وہ دیوانے کیا ہی ہمکو وحشت نے شکار
جادۂ صحرا کمانین خارِ صحرا تیر ہین

اُنکے بازو کی جو مچھلی کو لگایا مین نے ہاتھ
ہنسکے بولے آپ بھی شاید کہ ماہیگیر ہین

جن فقیرونکو ملی ہی کچھ ترے کوچے کی خاک
انکو دعوی ہی کہ ہم بھی صاحب اکسیر ہین

مے ہمین تھوڑی عطا ہو یا بہت مختار ہو
منکچو ہم مست مفلس راضی تقدیر ہین

خوبرویونکی جو لکھی ہی صفت ہر شعر مین
سب ورق دیوان مین میرے صفحۂ تصویر ہین

دیکھ لی ہی اُس صنم کی شکل کیا میری طرح
دیر مین خاموش کیون بت صورت تصویر ہین

گڑگڑا کر ہاتھ جوڑے وصل پر راضی کیا
زمرۂ عشاق مین ہم کیسے ذی تدبیر ہین

کیون لگا کے تم نہین ہو سرمہ و بنالہ دار
ہو تو تیرانداز بے پیکان تمھارے تیر ہین

ہی غنیمت ذات تیری واسطی اس عہد مین
مصحفی ہین اور نہ سودا ہین نہ زندہ میر ہین

ردیف واو

۱۷۲

مرے اشکون کی طغیانی نہ پوچھو
ہوا جاتا ہی دل پانی نہ پوچھو

مرے دل کی پریشانی نہ پوچھو
نہ پوچھو اے مرے جانی نہ پوچھو

کسی آئینہ رو کے ہم ہین عاشق
ہماری وجہ حیرانی نہ پوچھو

فراق یار مین جیسے رہے ہم
ہوئی کیسی پریشانی نہ پوچھو

دماغ و دل ہوے بے صبر و طاقت
ہوئی کیا خانہ ویرانی نہ پوچھو

جو پیش آئی ہی پیش آئیگی آخر
سواد خط پیشانی نہ پوچھو

بہار آئی کیا ملبوس صد چاک
جنون مین وجہ عریانی نہ پوچھو

خضر پوچھین جو مجھ آوارہ کا حال
کہے غول بیابانی نہ پوچھو

وہ نقشہ شکل یوسف سے ملاؤن
جو فرق اول و ثانی نہ پوچھو

۱۷۳

جدائی مین بھی زندہ واسطی ہی
بتو حال گران جانی نہ پوچھو

کیون نہ غیرون سے ہو ملنے کا تو ہم تجھکو
یاد کرتے نہین جھوٹون بھی کبھی تم مجھکو

خشک اس درجہ نقاہت نے کیا جسم مرا
ذرہ ہین غیرت سے ہی تاب تکلم مجھکو

وہ خوشی رنج سے بدتر ہی رلائے جو لہو
خندہ زخم پہ آتا ہی تبسم مجھکو

اپنی صورت کا جو کرتا ہون تصور دلمین
کیا تماشا ہی کہ آتے ہو نظر تم مجھکو

ہی بجا الفت ابرو مین یہ بیتابی دل
ڈنک ہر وقت لگاتا ہی یہ کژدم مجھکو

شام سے آتی ہی جب اسکی دُر گوش کی یاد
شب گذر جاتی ہی گنتے ہوے انجم مجھکو

بیخطر ظلم کرے کیون نہ وہ ظالم مجھ پر
جانتا ہی کہ نہین خوف تظلم مجھکو

پھر گئی ڈھونڈھ کے سو بار اجل مین نہ ملا
الفت موے کمر نے یہ کیا گم مجھکو

دعوی عشق کے شاہد ہین مرے نالہ و آہ
صادق القول ہون کاذب نہ کہو تم مجھکو

پیتے پیتے جو شراب آئی اجل بادہ کشو
یہ وصیت ہی کرو دفن تہ خم مجھکو

رو کے جب مین نے کہا آپ بڑے ظالم ہین
ہنسکے فرمایا کہ پہچان گئے تم مجھکو

وصف اُس بحر لطافت کا ہو شاید مجھسے
بہر تقریر ملے ہین لب قلزم مجھکو

ہون وہ وحشی کہ زیادہ خفقان ہوتا ہی
نظر آتا ہی جہان مجمع مردم مجھکو

ایک دو جام مین ساقی مرا کیا ہوگا بھلا
دم مین پی جاؤن ہین ہاتھ آئین جو سو خم مجھکو

واسطی بہر عیادت وہ دم نزع آئے
وائے حسرت کہ نہین تاب تکلم مجھکو

۱۷۴

سوا مرنے کے کیا چارہ غم فرقت مین غمگین کو
غم شیرین مین کھویا کوہکن نے جان شیرین کو

نہ ہو ای منعمو مغرور ہم بہتر سمجھتے ہین
تمھارے تکیہ دیبا سے اپنی خشت بالین کو

دم رقص ای مسیحا اہل محفل کو یہ وحشت ہی
کہ ٹھوکر سے نہ تو جانذار کردے شیر قالین کو

زر و دولت سے انکو بے نیازی کیون نہ حاصل ہو
جو دیکھے اک نظر بھی خواب مین اُس ساق سیمین کو

وصال یار کا مژدہ سنا ہی بعد مرنے کے
دم آخر مرے بالین پہ کیون پڑھتے ہو یسین کو

نہ ہوتا کچھ تعلق تو حنا کا دل نہ خون ہوتا — کبھی شاید کہ دکھاتا ترے پائے نگارین کو
فروغ حسن عارض سے دل اُسکا کیون نہ پانی ہو — نظر بھر کر جو دیکھے آئینہ اُس مہر خود بین کو
لگائی یار نے مہندی نہین گوری ہتیلی مین — بھر الگو یا مے گلرنگ سے جام بلورین کو
شب فرقت مین اکثر آرہا ہے بیقراری سے — کبھی بالین سے پائین کو کبھی پائین سے بالین کو
تری آنکھون کی شوخی کو اگر وہ یک نظر دیکھے — تو بھرنا چوکڑی کا بھول جائے آہوے چین کو
بتان لکھنؤ کو ہمنے اِن آنکھون سے دیکھا ہی — اُٹھا کر آنکھ کب دیکھینگے ہم بتخانۂ چین کو
سپہر دون مکدر نا قصون کا دل نہین رکھتا — کسی نے زنگ آلودہ نہ دیکھا تیغ چوبین کو
شب فرقت کوئی مونس نہین ہی غیر تنہائی — بھلا شب بھر تو روتے دو ہماری شمع بالین کو
غضب ہی توڑ کر گل دل وہ توڑے عندلیبو نکے — جو ہوتا دسترس کرتا قلم مین دست گلچین کو

۱۷۵	مرے اُستاد کے اُستاد تھے اے واسطی کامل وہ کہتے آفرین سُنتے جو میری نظم رنگین کو	

جب تلک کہ سر ہمارے بدن سے قلم نہو — وہ دستکش ہون تیغ سے ایسا ستم نہو
غم دوست ہون نہین راحت دوران سے کام کیا — کس طرح مجھکو شادیِ ایام غم نہو
وہ گرم رو ہون راہِ طلب مین کہ مثل برق — کو سون چلون مین راہ مین نقش قدم نہو
ڈرتا ہون حرف گیریِ مردم سے اب یہ مین — کوتاہ میری عمر مثال قلم نہو
جھوٹے ہی وعدے کرکے مجھے خوش کیا کرو — دل کو جو ہی امید محبت وہ کم نہو
لازم ہی اہل دل کو نہو غیر کا خیال — کعبہ ہی اُسکا نام جو بیت الصنم نہو
مین بھی پھنسا ہوا ہون زمانیکے دام مین — دشمن پھنسے بلا مین تو کیون مجکو غم نہو
مضمون زلف یار کے لکھنے کا ہے خیال — کس طرح کلک فکر پریشان رقم نہو
وہ سر نہین ہی جسمین نہ سودا ہو عشق کا — وہ دل نہین ہی جسمین ترا داغ غم نہو
خون جگر سے چاہیے لبریز جام دل — پروا نہین نصیب اگر جام جم نہو

کبھی دکھلادے او گل شوخی پائے نگارین کو

اظہار عشق مین ہو روانی زبان کو کیا
جبتک شگاف دل مین برنگِ قلم نہو

بیمار عشق ہون مین طبیبون کو کیا خبر
دیکھو کہین علاج مرے حق مین سم نہو

دیکھین جو تیرے حسن خدا داد کو کبھی
پھر طالبان حور کو قدِ ارم نہو

۱۷۶
بخشش گناہگارونکی ہوتی ہی واسطی
ممکن نہین کریم کا ہم پر کرم نہو

خوش ہو مین غم کے آنیسے اب مجھکو غم نہو
یارب کبھی خوشی یہ مرے دل سے کم نہو

آئے نہین وہ کہنے کی کھائی قسم نہو
ایسا غضب نہو کہین ایسا ستم نہو

سوسو لگائے وار پر اسدرہی دشمنی
شک ہی ابھی انھین کہ کہین ہمین دم نہو

کیونکر ہو اسکا دوست نہو جسکو جس سے فیض
خاموش ہو چراغ تو اعمی کو غم نہو

نیچی نگہ رہے جو دمِ طوف خوب ہی
دیکھو کہین شکار غزالِ حرم نہو

ہی موج خیز بحرِ فنا مین اسی کو خوف
لنگر کیطرح جو کوئی ثابت قدم نہو

کیا جاے سوزِ دل مرا اشکونسے ہجر مین
شبنم سے آتشِ تفِ خورشید کم نہو

رو کر جو مر گیا ہو طریقِ امید مین
کیون اسکی آنکھ راہ مین نقشِ قدم نہو

قاتل یہ قتل کرکے مجھے شرمسار ہی
کس طرح اسکی تیغ کی گردن مین خم نہو

کانٹون مین پانوٗن غیر کے کوچہ مین آپکے
جس روز درمیان تمہارا قدم نہو

محراب تیغ ابروے قاتل کے سامنے
ہی سرکشی جو گردن تسلیم خم نہو

رو رو کے مین زمین کو بہا دون ابھی مگر
ڈر ہی کہ اسپہ آپ کا نقشِ قدم نہو

ذکر جلی کے ساتھ خفی بھی ضرور ہی
دلکش نہین ہی نغمہ اگر زیر و بم نہو

ان رہروونکی خاک کوئی کرسکے تلاش
جنکا کہ راہ مین کہین نقشِ قدم نہو

۱۷۷
قصد سفر ضرور کرین ہم بھی واسطی
پر خوف رہزنون سے جو راہ عدم نہو

تابع فرمان کرو نہین کس طرح محبوب کو — جذب جاذب کر سکے طاقت کہان مجذوب کو

عشق آیا دلمین جسدم ہو گئی بیکار عقل — ڈر نہین ہی حاکم معزول سے منصوب کو

عشق سے خانہ خرابی ہی زمانہ مین قدیم — ہجر یوسف سے بگڑے کیا کیا نہ غم یعقوب کو

مظہر حق جتنے ہین انکی حقیقت ایک ہی — دیکھو چشم غور سے ہر ایک زشت و خوب کو

ہی خدا غفار بخشے گا نہ کیون میرے گناہ — بخش دیتے ہین حبیب السان مجرم معتوب کو

کربلا کرتا ہی نازل صبر کر مجھکو عطا — صبر بخشا تھا خدایا جس طرح ایوب کو

جل کے آخر گل ہوا بلبل کی حیرہ بی سے چراغ — عشق کر دیتا ہی باہم طالب و مطلوب کو

کچھ نہ پوچھو اک زمانے سے رقابت ہی مجھے — جسکو دیکھو چاہتا ہی وہ مرے محبوب کو

لقد دل اس بیوفا کو دون مین کیونکر واسطی — کون لیتا ہی جہان مین جنس نامرغوب کو

۱۷۸

مجھے تم غیر کا شیدا نہ سمجھو — خدا کیواسطے ایسا نہ سمجھو

جو سمجھانے کی باتین ہین وہ باتین — کہے جاؤن گا سمجھو یا نہ سمجھو

کہے دیتا ہون پچتاؤ گے آخر — مرے سمجھانے کو اچھا نہ سمجھو

نہ آنا کب تھا زیبا کرکے وعدہ — شکایت ہی بجا بیجا نہ سمجھو

اُسے گالی جو دی تمکو دعائین — غضب کی بات ہی اتنا نہ سمجھو

یہ کیسی ہی سمجھ یہ فہم کیسا — جو اپنے ہون انھین اپنا نہ سمجھو

مین سمجھا خوب سب باتین تمھاری — نہین سمجھا نہین سمجھا نہ سمجھو

مرا دل ترک دنیا مین ہی اکسیر — حریصو تم سگ دنیا نہ سمجھو

فراغت سے رہو تم دل مین میرے — تمھارا ہی یہ گھر میرا نہ سمجھو

لحد پر میری وہ غیرونسے بولے — ابھی زندہ ہی یہ مردا نہ سمجھو

جہان یہ واسطی عبرتکدہ ہی

ترانہ جگھٹا میلا نہ سمجھو

ردیف ہاے ہوز

۱۷۹

مثلِ آب موجزن ہر دم ہی آب آئینہ — شوق نظارہ مین ہی کیا اضطراب آئینہ
تیرے پرتو سے بڑھی یہ آب و تاب آئینہ — آفتاب اے مہروش ہی ماہتاب آئینہ
کیون نہو مکتب مین افزون آب و تاب آئینہ — روبرو اُس طفل کے جب ہو کتاب آئینہ
اک نظر سے دیکھتا ہون دوست اور دشمن کو مین — دل مرے سینہ مین ہی گویا جواب آئینہ
کیون نہ محفل پر گمانِ منزلِ خورشید ہو — پرتوِ عارض ہی تیرا آفتابِ آئینہ
آج کل ہی اُس بتِ خودبین کو زینت کا خیال — ہی یہ تاثیر دعاے مستجاب آئینہ
بزم عالم مین یہ دل زنگِ کدورت سے ہی پاک — ہی مناسب دیجئے اسکو خطاب آئینہ
جانتا ہی خوب یہ روشن ہی جسکی چشمِ فہم — حیرتِ دل ہی مری تعبیرِ خوابِ آئینہ
دیکھتے جاتے ہین وقتِ قتل وہ اپنا بھی منھ — ہاتھ مین تیغ مصقل ہی جوابِ آئینہ
نیک و بد دونون ہین یکسان اہلِ دل کے واسطے — دوست دشمن پر کھلا رہتا ہی باب آئینہ
پرتوِ عارض اگر تیرا بڑھا وے آبرو — چشمۂ خورشید ہنجاے شراب آئینہ
اُس رخِ روشن کا نظارہ ہی واجب باوضو — مردمِ دیدہ کو ہی درکار آب آئینہ
پرتو رخ نے چھپایا ہی رخ روشن ترا — ہی غلاف آئینہ جیسے نقاب آئینہ

۱۸۰

رتبہ پایا ہی یہ اُسکے نور رخ سے واسطی — روشن الدولہ بہادر ہی خطاب آئینہ

دیکھ تو کرتا ہی خاطر سب کی یکسان آئینہ — جسقدر رکھتا ہی اپنے گھر مین مہمان آئینہ
کب ہوا میوجہ خلوت گاہِ خوبان آئینہ — پاک دل ہی پاک باطن پاک دامان آئینہ
عکس سے اُس حور کے ہی گل بداماں آئینہ — تازگی مین بلکہ ہی گلزار رضوان آئینہ
آسمانِ حسن محفل کو کہون تو ہی بجا — عکس سے اُس رخ کے ہی خورشید تابان آئینہ

باعثِ حیرت ہی ایسا اس پریرو کا خیال
مین تو دیوانہ بنا ہون اور حیران آئنہ

عکس پڑ جائے جو میرے سینۂ پُر داغ کا
چشم کو آئے نظر سرو چراغان آئنہ

اس پری کو دیکھکر تنہا نہین دیوانہ مین
چاک ابھی کرتا اگر رکھتا گریبان آئنہ

چھپ نہین سکتا سرِ مو عشقِ زلفِ یار کا
ہو گیا آخر مرا حال پریشان آئنہ

کس جگہ روشن دلون کی قدر عالم مین نہین
میزبان لاکھون ہین سبکے گھر مین مہمان آئنہ

حُسن پر مغرور کیا اُس شوخ خود بین کو کیا
کیا کہون کیسا ہی میرا دشمنِ جان آئنہ

۱۸۱
منڈ گئے اُس طفل کے گیسو سنا ہی واسطیؔ
اب نہ دیکھے گا کبھی خوابِ پریشان آئنہ

روبرو شیخ کے کل کی تھی ہنسی سے توبہ
توبہ توبہ مین کرون بادہ کشی سے توبہ

تابہ مقدور اُسے دل نے بہت سمجھایا
نفس سرکش نے مگر کی نہ بدی سے توبہ

کہنے سنے سے مین ظاہر مین ہوا ہون تائب
کون کرتا ہی جوانی مین خوشی سے توبہ

دل کے زاہد سے ہوئی سخت ندامت ساقی
عمر بھر اب نہ ملونگا مین کسی سے توبہ

روبرو اُس بتِ سفاک کے جی چھوٹ گیا
کی ہی قاصد نے بجا نامہ بری سے توبہ

توبہ اَیامِ جوانی مین جو ٹوٹی ٹوٹی ہے
شیب مین چاہیے توبہ شکنی سے توبہ

۱۸۲
ترکِ ظاہر مین ہی تمکو جو کیا کیا حاصل
واسطیؔ دل سے حذر چاہیے جی سے توبہ

ہی اسطرح اثر مری آہِ رسا کے ساتھ
ہو ربط جیسے نکہتِ گل کو صبا کے ساتھ

کہتے ہو صاف ہم تمھین پہچانتے نہین
یہ بیمروتی یہ سلوک آشنا کے ساتھ

اس لاغری بنا مجھے مانندِ برگِ خشک
اُڑتا پھرون نہین صحنِ چمن مین ہوا کے ساتھ

بیماریِ فراق سے مرنا قبول ہی
تھوڑا سا زہر بھی کوئی ملا دو دوا کے ساتھ

کچھ اپنی نارسائی قسمت نئی نہین
مدت سے دشمنی ہی اثر کو دعا کے ساتھ

کعبہ ہو خواہ دیر اُدھر ہو رجوع قلب
اچھا وہی ہی اُدہر جسکو خدا کے ساتھ

تم مین وفا نہین تو وفا ہمکو کیا ضرور
سچ ہی دغا ہی چاہیے اہل دغا کے ساتھ

گر جیتے جی گذر نہوا کوے یار مین
پہونچین گے خاک ہوکے وہان ہم ہوا کے ساتھ

رہبر مرا ہی وادیِ الفت مین دل مرا
کیون راہ مین چلون مین کسی رہنما کے ساتھ

پھر دیکھو کیا نکالتے ہین رنگ دست وپا
پسواؤ میرے دل کو جو برگ حنا کے ساتھ

کچھ شک نہین ہی انکے شفاعت مین روز حشر
ہونگے جو لوگ حضرت خیر الورا کے ساتھ

۱۶۴
معلوم سب کو قدر آئمہ ہی واسطی
ساتھ انکے ہی خدا یہ ہین اپنے خدا کے ساتھ

ردیف یاے تحتانی

عدم سے ہم جو جہانِ خراب مین آئے
ہزار فتنے ہماری رکاب مین آئے

غلط ہوئی کہ جہانِ خراب مین آئے
ہم اپنے پانوٗ لئے قید عذاب مین آئے

حیا نہ عالمِ رویا مین بھی گئی انکی ؎
نقاب پوش وہ آئے جو خواب مین آئے

لکھا ہی ایک ستمگر کو ہمنے نامۂ شوق
یقین ہی سر قاصد جواب مین آئے

یہ اضطراب کی خو ہی کہ اب جو وصل بھی ہو
ذرا نہ فرق مرے اضطراب مین آئے

حنا کے بال سکھانے جو بیٹھے دھوپ مین وہ
ہزار ہو قدحِ آفتاب مین آئے

یہ جاننا کسی عاشق کا ہی دل سوزان
جلی بھنی ہوئی بو جس کباب مین آئے

ڈرے یہ حضرت زاہد ذرا نہ رندون سے
ذلیل ہونے کو بزم شراب مین آئے

کہان ہی ہجو بتا دخترِ رز کی اے واعظ
پڑھے ہین ہمنے بھی ام الکتاب مین آئے

یہی نہ جرم کہ زلفونکو چھو لیا ہمنے
خفا ہوے وہ بڑے پیچ وتاب مین آئے

وہ بحرِ حسن نہلائے تو بہرِ زینتِ گوش
گہر نکل کے صدف سے حباب مین آئے

جو پانوٗ کوچۂ جانا نین جا کے سو جائین
ریاض خلد نظر انکو خواب مین آئے

خوشی سے کیون نہ کرے ہمکو نوش وہ قاتل
ہمارے خون کی بو جب شراب مین آئے
دکھا کے چہرہ کسی شب نہ ہمکو شاد کیا
بغیر پردہ نہ آئے جو خواب مین آئے

۱۸۴
ڈگے قدم نہ طریقت مین واسطی جنکے
وہی توطل رسالت ماب مین آئے

صحرا ہی بوستان جو ہی فرقت حبیب کی
آواز زاغ ہی کہ صدا عندلیب کی
آتی ہی کیا اِدھر کو سواری حبیب کی
آواز آرہی برابر نقیب کی
بزم بتان مین دل کو مرے پوچھتا ہی کون
مٹی خراب ہی اُمرا مین غریب کی
مرقد مین بقرار ہی دل کار ہے علاج
سینہ پہ شکل کھینچ کے رکھدو حبیب کی
کرتے ہو کیا وصال مین ذکر شب فراق
صورت خدا دکھاے نہ دیو مہیب کی
تیرے مریض عشق کا بڑھتا گیا مرض
تدبیر ایک کام نہ آئی طبیب کی
کیونکر چھپاؤن اُنسے مین دل کا کراہنا
معلوم ہی انھین یہ صدا ہی قریب کی
صیاد قید کرکے نہ بلبل کو شاد ہو
کچھ ہی خبر کہ آہ غضب ہی غریب کی
پہچانتی ہی دام مین پھنسنے کی اب نہین
صیاد کو ہی فکر عبث عندلیب کی
رکھتا ہی ہاتھ تن پہ کبھی دیکھتا ہی نبض
بگڑی طبیعت اُنکی جن آئی طبیب کی
ہمراہ لیکے غیر کو آئے وہ قبر پر
باقی ہی بعد مرگ برائی نصیب کی

۱۸۵
جانباز واسطی سا تمھین ہاتھ آگیا
سوگند کھائیے تو تمھارے نصیب کی

تمکو باور مری الفت نہ سہی
کیجیے جور مروت نہ سہی
اپنے کوچے مین پڑا رہنے دو
مین نہین قابل صحبت نہ سہی
گالیان مجکو دیا کیجیے روز
لطف و اشفاق و عنایت نہ سہی
سر کے بل آؤنگا بلوائیے تو
نہ سہی پاؤن مین طاقت نہ سہی

چار آنکھین تو کبھی ہونے دو پھر نہ ہوا انکو مروت نہ سہی
گالیان دے کے اٹھاتے ہو مجھے نہ اٹھونگا مجھے غیرت نہ سہی
سب حسین کرتے ہین لعنت اُسپر عشق مین جسپہ ملامت نہ سہی
عالم فقر مین ہین بے پروا نہ ملی ہمکو جو دولت نہ سہی
تیرا عاشق تو مین کہلاتا ہون نہ سہی میری حقیقت نہ سہی
بت پرستی نہ چھٹے گی واعظ عاشقون کی کوئی ملت نہ سہی
جور ہی روز کیا کیجئے آپ گر نہین لطف کی عادت نہ سہی

۱۸۶ کوے جانان مین تو مسکن پایا
واسطی قابل جنت نہ سہی

سوچتا ہون کہ معاندہی مرا دل کیا ہی پھر یہ کہتا ہون یہ اندیشۂ باطل کیا ہی
ضعف سے راہ کا کٹنا ہی نہایت دشوار کوچۂ یار الٰہی کئی منزل کیا ہی
آکے خرمن جو غیرون کی جلا جاتی ہی برق سے کوئی یہ پوچھے تجھے حاصل کیا ہی
نکلی جاتی ہی تجھے دیکھ کے جو جان مری تو ہی اے رشک مسیحا مرا قاتل کیا ہی
چھپتا آج بہت ہی تری مہندی کا جو رنگ خون کسی کشتہ بیداد کا شامل کیا ہی
سچ تو یہ ہی کہ کوئی چیز نہین تجھسے عزیز جان دینے کو بھی موجود ہین ہم دل کیا ہی
صدمہ دیتی ہی جو ہر وقت گرفتارونکو زلف بھی اے مرے اللہ سلاسل کیا ہی
چشم تر نالے مرے دیکھکے سب کہتے ہین آج چھٹ یون کا یہ میلا سر ساحل کیا ہی
آہنی دل ہی جو اُس شوخ کا سنکر اسے موم لحن داؤدی آواز سلاسل کیا ہی

۱۸۷ واسطی گو مین گنہگار بہت ہون لیکن
مصطفےٰ شافع محشر ہین تو مشکل کیا ہی

زمانے نے اک دم بھی راحت نہ دی کبھی غم سے ہمکو فراغت نہ دی

نہ دی آسمان نے جو عزت نہ دی
غنیمت ہی یہ بھی کہ ذلت نہ دی

بڑا شکر یہ ہی کہ اللہ نے
کسی کے ستانے کی طاقت نہ دی

محبت ملی جسکو سب کچھ ملا
دیا کچھ نہ جسکو محبت نہ دی

ابھارا تو شوخی نے اُنکو مگر
حیا نے تکلم کی رخصت نہ دی

کوئی عیش بے رنج آتا ہی ہاتھ
خدا نے بھی بے موت جنت نہ دی

حسین سیکڑون ہین پہ اللہ نے
کسی کو بھی تیری سی صورت نہ دی

قدمبوس ہوتے تو ہم وصل ہین
ادب نے و لیکن اجازت نہ دی

زمانہ گیا محفل یار مین
ہمین ایک دربان نے رخصت نہ دی

قیامت تو یہ ہی کہ تقدیر نے
جسے دل دیا اُسکو دولت نہ دی

۱۸۸

مرے ہمدمون نے مجھے واسطی
تسلی کبھی روز فرقت نہ دی

کن آفتون مین جان مری تا سحر رہی
یا رب شب فراق کہان موت مر رہی

مجنون سے ہمنے نجد کی جاگیر بانٹ لی
دو ٹکڑے ہو کے نصف اِدھر نصف اُدھر رہی

پرویز و کوہکن مین بڑی کشمکش ہوئی
لیکن کھلا نہ حال کہ شیرین کدھر رہی

بزم نشاط مین نہ گیا اُسکا بانکپن
تلوار وقت رقص بھی زیب کمر رہی

پوچھا تو حال یار نے گھبرا کے بار بار
اچھا ہوا کہ شدت درد جگر رہی

پردہ اٹھا کے اُسنے دکھائی کبھی نہ شکل
تکرار میرے یار کے دو دو پہر رہی

پہونچا نہ ہمکو تیغ حوادث سے کچھ ضرر
کالی گھٹا چمن مین ہماری سپر رہی

اُٹھی ہمیشہ ہجر مین لذت وصال کی
تصویر کب نہ یار کی پیش نظر رہی

توصیف روے یار کے لکھنے کیواسطے
خورشید کے بغل مین بیاض سحر رہی

آب آب ہو گیا مری آنکھون کے روبرو
کیا خاک ابرو تری اے ابر تر رہی

۱۸۹

لاتا وہ کس طرح خبر یار واسطی
قاصد کو اُسکے آگے نہ اپنی خبر رہی

والقاب رخ پہ نور ہوا چاہتی ہے
بزم مین روشنی طور ہوا چاہتی ہے

کچھ خبر ہے کہ تری زلف سیہ ہوگی سفید
رنگت اس مشک کی کافور ہوا چاہتی ہے

اب نہ گھبرا کہ شب ہجر ہے آخر اے دل
روز روشن شب دیجور ہوا چاہتی ہے

ہے دن رات کا رونا ہے اگر فرقت مین
چشم گریان مری ناسور ہوا چاہتی ہے

قتل کر کے مجھے بے خوف نہ گھر مین بیٹھو
یہ خبر خلق مین مشہور ہوا چاہتی ہے

تیغ ابرو پہ ترے زہرہ کی پڑتی ہے نگاہ
زخم کھا کھا کے مگر چور ہوا چاہتی ہے

آکے بیمار کے بالین پہ وہ اچھلتے ہین
تپ جو اتری تھی بدستور ہوا چاہتی ہے

ڈالتی ہے ترے خنجر پہ نگاہین ہر بار
نرگس اب آنکھ سے معذور ہوا چاہتی ہے

۱۹۰

ہے خبر آئے گا گھر مین مرے وہ آئنہ رو
واسطی کلفت دل دور ہوا چاہتی ہے

چاہے جس صید پہ صحرا مین وہ توسن ڈالے
سرنگون شیر ہرن بیٹھے ہین گردن ڈالے

مفلسی ہے کہ بچاتی ہے ہر اک آفت سے
ہاتھ بے توشہ مسافر پہ نہ رہزن ڈالے

حور کا بھی یہ جچے رنگ کہ عاشق ہون ملک
تری تصویر کا بالو مین جو روغن ڈالے

یاد مژگان سے ترے یون ہوے دل مین سوراخ
جیسے رخنے کسی قرطاس مین سوزن ڈالے

مائل اُس زلف پہ پھر دل ہے خدا خیر کرے
مجکو لیجا کے بلا مین نہ یہ دشمن ڈالے

اُسکی محفل سے جو اُٹھنے کا کرون قصد تو کاش
الجھے زنجیر مرے پاؤن مین دامن ڈالے

شیخ بھی دیکھے تو اے بت ترا دیوانہ ہو
غیر ممکن ہے نہ جادو تری چتون ڈالے

خوف صیاد سے دل خون ہوا بلبل کا
کیا عجب منھ سے لہو یہ دم شیون ڈالے

تیغ ابرو کا دل نرم سے کیا جائے خیال
بیٹھ جائے جو کوئی آب مین آہن ڈالے

سوزش دل نہ مٹے گی مرے رونے سے کبھی — اور بھڑکے جو کوئی آب مین روغن ڈالے
رخ گلرنگ نہ دکھلاؤ کہ ہو کر بیمار — خون منھ سے نہ کہین لالۂ گلشن ڈالے
بند مٹھی مین کہین موج ہوا ہوتی ہے — ہاتھ اس بت کی کمر مین نہ برہمن ڈالے
دیکھ لی تیری سواری مگر اب خوف یہ ہے — طوق گردن مین نہ نعل سم توسن ڈالے

۱۹۱
واسطی کس لیے لاتا ہے بتون کے پیغام
فرق اوقات مین میری نہ برہمن ڈالے

شکل دیکھے جو زلیخا سر بازار تری — ہو ابھی چھوڑ کے یوسف کو خریدار تری
دل بھی لے جان بھی لے عذر ہے کسکو سر مو — مجھسے بل کرتی ہے کیون کاکل خمدار تری
شوق مین پاس تو آتے ہین مگر ڈرتے ہین — پھونک دے دل نہ کہین گرمی رخسار تری
بھولتا ہی نہین جھگڑا جو رہا وصل کی شب — ایک اک بوسے پہ یاد آتی ہے تکرار تری
اک جہان ابروے پرخم پہ ترے مرتا ہے — کون گردن ہے کہ جسپر نہین تلوار تری
جب کرون قصد ہین پھاند کے گھر تک پہونچون — ایسی اونچی نظر آتی نہین دیوار تری
نہ سمجھنا کہ زمانہ ہے طرفدار مرا — گفتگو ہو تو کہین چار مری چار تری
کبک و طاوس تو انسان نہین کیا جانین — کب اڑا سکتے ہین یہ شوخی رفتار تری
منتظر بیٹھے رہے طالب دیدار بہت — کبھی آئی نہ سواری سر بازار تری
بوسہ بدبد کے جو تو گنجفہ کھیلا جو کا — اس مین ہر طرح سے ہے جیت مری ہار تری
عیسیٰ کا ہے نشان عالم ہستی مین محال — ہاتھ آئے ہمین کیونکر کمر اے یار تری

۱۹۲
واسطی تو نے کیا وصف جوان دانتونکا
صاف موتی کی لڑی بنگئی گفتار تری

دل کے ٹکڑے مژۂ دیدۂ تر سے ٹپکے — ثمر پختہ محبت کے شجر سے ٹپکے
رو چکا ہون مین بہت مجکو رلاتے کیا ہو — کس طرح نخل ٹپک کر نئے سر سے ٹپکے

کس مزے سے لیے بوسے ترے رخسار و زنخ ہاتھ کچھ آئے ادھر سے کچھ ادھر سے ٹپکے
تم جو اٹھ جاؤ مرے گھر سے تو سنسان ہو گھر بیکسی سقف سے دیوار سے در سے ٹپکے
کیون نہ سفاک کہین یار تری آنکھ کو ہم کیسے کیسے نہ جوان تیر نظر سے ٹپکے
نامہ خونین جگرونکا تو لیے جاتا ہے راہ مین خون کبوتر کے نہ پر سے ٹپکے
کس بت حسن کے دانتونکا یہ آیا ہے خیال آج آنسو جو دم گریہ گہر سے ٹپکے

۱۹۳
تارے گردون پہ نہین فرقت جانانہ مین ہین اشک
دیدۂ واسطی خستہ جگر سے ٹپکے

مہوشونمین سرو قامت غنچہ لب چھوٹے بڑے ہین بلاے جان عاشق سر بسر سب چھوٹے بڑے
ایک مجنون عاشق لیلی تھا اے رشک پری تیرے دیوانے ہین سب اہل عرب چھوٹے بڑے
مغبچے اب منھ لگاتے ہین نہ پیر میفروش پھر گئے مجھ مست سے کیون بے سبب چھوٹے بڑے
نیک مردونکو بچائے مردم بد سے خدا مار کژدم ہان ہین موذی غضب چھوٹے بڑے
ذرے افشان کے جھڑ سے تھے جو جبین یار سے آسمان پر بن گئے تارے وہ سب چھوٹے بڑے
انقلاب دہر نے ایسا کیا پست و بلند جو بڑے تھے ہوگئے چھوٹے وہ اب چھوٹے بڑے
کب ہے دنیا مین ترقی و تنزل سے نجات گردش ایام سے ہین روز و شب چھوٹے بڑے
کربلا والونسے بہتر کون ہے آفاق مین مرتبہ مین ایکسے ہین یہ پیش رب چھوٹے بڑے

۱۹۴
ذوق جسکو ہو وہ سمجھے شعر میرے واسطی
ہین غلو و بت مین برابر یہ رطب چھوٹے بڑے

جب میری آہ سرد بہ رنگ صبا چلی بولا وہ گل کہ خوب ہی ٹھنڈی ہوا چلی
جب دم وہ تیغ غمزۂ کافر ادا چلی مریخ کی خبر کو فلک پر قضا چلی
آنکھین نہ پھیر پھیر کے سبکو دکھایئے پس جائیگا زمانہ جو یہ آسیا چلی
ایسے ڈر سے کہ اڑ گئے نسرین چرخ سے بندوق سے بنکے جب مری آہ رسا چلی

گلبن پہ زاغ بیٹھے ہین بلبل قفس مین قید
کیسی یہ باغ دہر مین اُلٹی ہوا چلی

لوگون سے اُسنے میری سفارش تو کی بہت
مجبور یہ ہو سے کہ نہ اُنکی ذرا چلی

تھین بسکہ یاد لالہ عذارونکی گرمیان
دل پھنک گیا جو صبح کو ٹھنڈی ہوا چلی

دین گالیان رقیب کو تمنے مرے عوض
یون اپکی زبان چلی بھی تو کیا چلی

اس فتنہ گر نے چھوڑی نہ اٹکھیلیونکی چال
تلوار چال ڈھال پہ بھی بارہا چلی

مین خاک مین ملا تو خوشی یار کو ہوئی
تربت پہ چال کبک کی وہ کفش پا چلی

محفل سے اُنکی ہین جو اٹھا زیر لب کہا
اچھا ہوا کہ گھر سے ہمارے بلا چلی

چھٹا نہ دست یار کا ہمکو جسے ادیا
چالاکی تیری کچھ بھی نہ دزدِ حنا چلی

دل کی شکستگی کا اثر تھا یہ واسطی
تن پہ مرے ہزار جگہ سے قبا چلی

۱۹۵

بجا ہے دل کو جو اورون کی آرزو کم ہے
کہ اس جہان مین کوئی تمسا خوبرو کم ہے

کہین کسی سے نہ بنے التفاتیان اُنکی
ہزار شکر شکایت کی مجھکو خو کم ہے

تمھارا نخلۂ زلف جسنے سونگھا ہے
وہ جانتا ہے کہ مشکِ ختن مین بو کم ہے

بغیر گریہ مین لون کس طرح سے نام صنم
ثواب وردو وظائف مین بے وضو کم ہے

حرارتِ تپِ غم سے یہ زہرہ آب ہوا
کہ دونون آنکھون مین پانی ہے اور لہو کم ہے

کہو سبھون سے سر پہ نہ بارِ غم رکھے
ہمین اُٹھانے کو کاندھے یہ کیا سبو کم ہے

جو دیکھتے ہین کبھی برہمن یہ کہتے ہین
بتو نہین نام خدا تم سا خوبرو کم ہے

کرون عداوت دشمن کا مین گلا کیونکر
جو میرا دوست ہے در پردہ کیا عدو کم ہے

یہ فیض عشق سے اب مجکو بے نیازی ہے
کہ دلمین دولتِ دنیا کی آرزو کم ہے

ملین جو تجکو وہ قاصد تو بات کم کرنا
کہ ناز کی سے اُنھین تاب گفتگو کم ہے

یہ عکس آئنہ کہتا ہے روبرو اُنکے
نہ تجھسے حسن مین کم نہ مجھسے تو کم ہے

نگاہِ مست سے ساقی کے رہتے ہیں ہم مست
اسی سبب سے تو طلبِ شیشہ و سبو کم ہے

بجھے گی پیاس نہ زنہار تیغِ قاتل کی
کہ ضعفِ تن سے رگوں میں مرے لہو کم ہے

سپہر و شمس و قمر جن و انس و حور و ملک
وہ کون ہیں کہ جنھیں تیری جستجو کم ہے

نکل کے گھر سے کرامی صاحبِ وقار سفر
رہے صدف میں تو گوہر کی آبرو کم ہے

۱۹۶

وہ شب کو آئے تھے کیا واسطی عیادت کو
کہ آج شدتِ دردِ دل و گلو کم ہے

وحشی تمھاری چال جو وحشت کی چل گئے
دونوں جہاں سے ایک قدم میں نکل گئے

آئی خزاں بہار چمن سے ہوا ہوئی
تیور گلوں کے چار ہی دنمیں بدل گئے

اس صاف رخ پہ آنکھ ٹھہرتی تو کس طرح
چکنی زمین تھی پاؤں نظر کے پھسل گئے

نظروں سے گر چکے تھے امیروں کے ہم فقیر
پر یا علی زبان سے نکلا سنبھل گئے

اک روز بھی جو وصل میسر ہوا ہمیں
دل سے تمام عمر کے ارمان نکل گئے

فرقت میں تیری کثرتِ اموات یہ ہوئی
یار و نکے غسلخانہ میں مردے بدل گئے

کیا کیا نہ منھ چڑھا تھا عدو کھائی منھ کی آج
کی گھات ہمنے غصے میں دیکھا تو ٹل گئے

جھنجھلا کے بولے وہ جو لگایا بدن پہ ہاتھ
دیکھو کہ پاؤں حدِ ادب سے نکل گئے

پہلو دبا کے بیٹھے جو اس شمع رو کا ہم
کیسے رقیب رشک سے محفل میں جل گئے

بوسے لب و دہن کے ہمیں دینگے خود حسین
فقرے کسیطرح سے ہمارے جو چل گئے

پریوں کا حسن لالہ و گل نے دکھا دیا
دیوانے تیرے جا کے چمن میں بہل گئے

۱۹۷

اس گورے جسم کا جو کیا وصف واسطی
مضمون ہمارے نور کے سانچے میں ڈھل گئے

نہایت قلتِ فرصت کا غم ہے
تمنائیں بہت ہیں عمر کم ہے

سزا دو جسقدر مجکو وہ کم ہے
میں مجرم ہوں سرِ تسلیم خم ہے

اگر دنیا نہین ہی کسکو غم ہی
ہمین تو خواہش عقبی ابھی کم ہی

بتون کی یاد سے خالی نہین دل
جو کعبہ تھا وہی بیت الصنم ہی

حباب اسا کرون کیا کشتی مین
ثبات زندگانی ایک دم ہی

نہین کچھ احتیاج جام ساقی
ہمین چلو ہمارا جام جم ہی

وہ رخصت ہون تو دیکھین کیا ہو محشر
سحر نزدیک آئی رات کم ہی

ادا و ناز ہین حد سے زیادہ
فقط تجھ مین وفا ای یار کم ہی

نکیونکر مست ہو ئین جب وہ ساقی
کہے پی لے تجھے میری قسم ہی

ہنسی پہ کیون مجھے آے نہ رونا
کہ توام اس جہان مین عیش و غم ہی

ملے کیونکر سراغ عمر رفتہ
کہ اس رستے مین گم نقش قدم ہی

۱۹۸
چلو ای واسطی ہی سیر لازم
کہ کوچہ یار کا باغ ارم ہی

لی بتکدے کی راہ نہ سوئے حرم چلے
جب صبح کو اٹھے اسی کوچے کو ہم چلے

گلشن مین ناز سے جو گر وہ صنم چلے
معذور کبک کیا ہی کہ پھر دو قدم چلے

سختی نے راہ عشق کی ایسا کیا ضعیف
دو دو گھڑی ٹھہر گئے جب دو قدم چلے

راحت طلب نہین ہمین چلنا قبول ہی
دوزخ سے کون جانب باغ ارم چلے

رونے مین نامہ لکھ نہین سکتا مین یار کو
قرطاس تر ہی اشک سے کیونکر قلم چلے

بیمار ہون مین الفت مژگان یار مین
آری کی چال کیون نہ دم نزع دم چلے

دیکھا جو روئے یار ہوے خشک اشک چشم
نکلا جو مہر نجم پکارے کہ ہم چلے

تیزی دکھائے طبع جو ابرو کے عشق مین
منھ مین زبان صورت تیغ دو دم چلے

کچھ لطف زندگی کا اٹھایا نہ ساقیا
محفل مین جام بھی نہ چلا تھا کہ ہم چلے

بھر بھر کے جام مو مجھے دیتے ہین مغبچے
صد شکر میکدے مین مرے رنگ جم چلے

مجبور ہین کہ الفت بت سنگ راہ ہو
کس روز ہم نہ دیر سے سوے حرم چلے

ہم نالہ کش بھی ساتھ محرم ہین ہو لیے
درگاہ کو جو اُسکے مکان سے علم لے چلے

جوش جنون مین جو گیا کوہ و دشت مین
فرہاد و قیس میرے قدم پر قدم چلے

۱۹۹

باندھو سفر پہ اپنی کمر تم بھی واسطی
ہستی سے لوگ جانب ملک عدم چلے

اُٹھکر تمھاری بزم سے ہم پیشتر چلے
چھوٹون بھی آپنے یہ نہ پوچھا کدھر چلے

آئے مرے دماغ مین اُس گلبدن کی بو
یارب کبھی ادھر بھی نسیم سحر چلے

کسقدر ہے راہ کوچۂ جانان دراز ہی
پہونچے نہ ایک کوس بھی دو دو پہر چلے

ہم راہی عدم ہوے پوچھا نہ آپنے
ہے عزم کس طرف کا کہو تم کدھر چلے

پوچھو نہ مجھسے حال حسینون کی بزم کا
چھلنی ہی دل کہ سیکڑون تیر نظر چلے

اُڑکر یہ خط شوق پہونچ جائے یار تک
یارب ہوا کی چال میرا نامہ بر چلے

سجدے کا قصد پانو پر اُسکے اگر نہین
کیون سر کے بل سپہر سے شمس و قمر چلے

ٹھوکر سے کون ہوتے ہین زندہ دم خرام
ہم تو تمھارے پانو کے ہاتھون سے مر چلے

مدت کے بعد ہم جو گئے اُنکے سامنے
گھبرا کے پوچھنے لگے کہیے کدھر چلے

آئے تو ساتھ ساتھ یہ اچھا کیا سلوک
پتھر ہماری چھاتی پہ احباب دھر چلے

اُٹھتا ہی آج یہ دھوان کس کے عذار سے
ہر سو سے دیکھنے کو جو اہل نظر چلے

آیا ہے اُسکا یون دل پہ داغ مین خیال
جس طرح بوستان مین نسیم سحر چلے

جب تک رہے جہان مین بیہوش ہم رہے
اتنی خبر نہین کدھر آئے کدھر چلے

پستان یار دیکھ کے آتا ہے یہ خیال
اُٹھے گا ذائقہ کہ یہ تازہ ثمر چلے

ملجائیگا اُسی کی مدد سے وہ سرو قد
باغ جہان مین حکم سے جسکے شجر چلے

جھگڑے سے مٹینگے اب نہ کبھی کوے عشق کے
برپا ہم اپنے نالون سے ہنگامہ کر چلے

چھوڑون نہ ساتھ سایہ صفت راہ مین کبھی — مین بھی اُسی طرف کو چلون وہ جدھر چلے
ایک ایک دم مین سیکڑون خالی کئے سبو — دن زندگی کے یون ترے میخوار بھر چلے

۲۰۰ نورِ یقین یہ ہمکو دیا حق نے واسطی — آنکھون سے سوے روضۂ خیر البشر چلے

راہ مشکل ہی بہت وصل بُتِ بے پیر کی — ٹھوکرین کھلوائیگی گردش مجھے تقدیر کی
تیرہ روزی مین شکایت کیا کرون تدبیر کی — ہی یہ سب ظلمت مدادِ خامۂ تقدیر کی
یاد ہی ہر دم جو گیسوے بتِ بے پیر کی — میرے شیون مین صدا ہی نالۂ زنجیر کی
دل جو لوٹے آہ سے امید کیا تاثیر کی — چل سکے کیونکر شکستہ ہو کمان جس تیر کی
جاکے کعبے سے پھر آیا دیر مین بے اختیار — کھینچ لائی مجکو الفت اُس بتِ بے پیر کی
ہی جو یادِ روے جانان شب کو بھی رہتا ہی دن — میرے گھر مین کیا ہی حاجت مہر کی تنویر کی
عالم ہستی مین آکر در بدر پھرتا مین کیون — کھینچ لائی ہی مجھے گردش مری تقدیر کی
وصف زلفِ یار مین الجھی رہی میری زبان — گتھیان سُلجھین نہ میرے رشتۂ تقریر کی
جیتے جی معشوق سے کیا خاک ہو امید وصل — پارہ کشتہ ہو تو خاصیت ملے اکسیر کی
غیر کا محتاج کب ہووے خدا جسکو عروج — کچھ بھی شمع ماہ کو حاجت نہین گلگیر کی
ہو گیا ہون چپ جو مجھپر چھا گئی ہی بیخودی — خواب مین انسان کو طاقت ہی کب تقریر کی
تا زمانے مین نہ کوئی پھر کرے دعوائے عشق — میرے قاتل نے مری لاش اسلیے تشہیر کی
وصف کرتا ہون جو اُسکے تیغِ ابرو کا رقم — قط نہین میرے قلم پہ باڑھ ہی شمشیر کی
چاہیے کیا پردہ تمکو اہلِ حیرت کے حضور — قابل دیدار ہین آنکھین کہان تصویر کی
جاکے کوثر پہ مین قاتل آب کوثر کیا پیون — یاد ہی لذت مجھے آبِ دمِ شمشیر کی

۲۰۱ واسطی جب آگیا دریاے وحشت جوش مین — بہگئی سب مثل خس فرزانگی و زیرکی

زخم ہر دل میں ہیں مژگانِ بتِ بے پیر کے
ہیں زمانے میں نشانے سیکڑوں اُس تیر کے

تھے وہ مجنون ہو گیا خونِ سیہ اپنا کسیس
ہم ہوئے جوہر توجہ ہر طفل سے گئے شمشیر کے

اُس کمان ابرو کو لکھا ہمنے جسدم خطِ شوق
اڑ چلا قاصد ہمارا پر لگا کر تیر کے

سنتے ہیں درکار ہیں اُس طفل کو منت کے طوق
کاش لیجائے کوئی حلقے مری زنجیر کے

ہوں مریض اُس سیم تن کا کیمیا گر ہو حکیم
نسخے ہیں درکار مجھ بیمار کو اکسیر کے

طعن کرتے ہیں عبث پیر مغاں پر اہل زہد
فہم رکھتے ہیں تو ہوں آکر مرید اس پیر کے

وصل کی اچھی طرفہ صحبت ہے کہ میں حیران وہ چپ
ہو کوئی تصویر جیسے سامنے تصویر کے

ہوں وہ دیوانہ کہ زندان ہے مرا میدانِ حشر
صور اسرافیل ہیں نالے مری زنجیر کے

کرکے زخمی ناوک افگن نے بڑا احسان کیا
طائر بے پر تھا میں مجکو دیے پر تیر کے

اُس خطِ رخسار کے معنی سمجھ سکتا ہے کون
پڑھنے والے فی الحقیقت ہم ہیں اس تحریر کے

جلد لے اے ترک بہر ساقی کوثر خبر
دیر سے پیاسے ہیں ہم آب دم شمشیر کے

بھوک کھو دیتی ہے یاد گیسوے پیچان یار
سیر کرتے ہیں مجھے دانے مری زنجیر کے

وقت گریہ ہے جو اُس بالے کی مچھلی کا خیال
تار اشکوں کے ہیں رشتے دام ماہی گیر کے

نخل قد کو کیا ہدف کرکے کیا تو نے ہرا
کونپلوں کی طرح پر نکلے ہیں قاتل تیر کے

خوشنما کتنی ہیں اُس سینے پہ گوری چھاتیاں
سرنگوں رکھتے ہیں دو ساغر یہ گویا شیر کے

بارک اللہ کیا زبان ہے کیا بیان ہے واسطی
جتنے اہل نطق ہیں قائل ہیں اس تقریر کے

۲۰۲

مرا اشک چشم اشک شبنم نہیں ہے
یہ قطرہ سمندر سے کچھ کم نہیں ہے

کہاں رات کاٹی کہ مرجھا گئے ہو
رہ جوبن وہ رنگت وہ عالم نہیں ہے

مثل ہے کہ جی ہے تو سارا جہان ہے
اگر ہم نہیں ہیں تو عالم نہیں ہے

شب وصل میں یوں نہ افسردہ بیٹھو
یہ ہے عید کا دن محرم نہیں ہے

ٹھہر اب تلک قتل آفاق قاتل — قضا تھک گئی تیغ مین دم نہین ہی
ملے خاک مین خاندان کیسے کیسے — وہ ہی کون جس گھر مین ماتم نہین ہی
تصور جو اُس رخ کا ہی میرے دلمین — یہ ذرہ بھی خورشید سے کم نہین ہی
تری زلف سے اسکو کیا دو نین نسبت — کہ سنبل مین یہ پیچ یہ خم نہین ہی
ہنر سے ہی نام بشر تا قیامت — زمانے مین ہی جام اگر جم نہین ہی
وہ کہتے ہین عاشق کو دشنام دیکر — کہ دنیا مین جو مین ہون حاتم نہین ہی

۲۰۳ — مرا حال دل واسطی کون جانے
کوئی آشنا کوئی محرم نہین ہی

جانے سے تیرے ایسی اداسی چمن مین ہی — پتو نین جو ثمر ہی وہ مردہ کفن مین ہی
جو صید ہی وہ کوچۂ ناوک فگن مین ہی — کہسار پر ہی کبک نہ آہو ختن مین ہی
کیا نشۂ حیات نے ہمکو کیا ہی مست — شیشے مین ہی کہ روح ہمارے بدن مین ہی
نکلیگا پھنس کے بھول بھلیان سے کس طرح — دل قید اُسکی زلف شکن در شکن مین ہی
دونون لب اُسکے وقت تکلم ہین دو گواہ — اب کیا کلام اُسکے ثبوت دہن مین ہی
مجھسے رقیب کو ہی عداوت اسی قدر — قصاب سے جو کینہ دل برہمن مین ہی
آیا یہ دھیان خال لب یار دیکھ کر — گلنار پیرہن حبشی کے بدن مین ہی
مہتاب کیا اترتی ہی دستار آفتاب — اندھیر دن دھاڑے تری انجمن مین ہی
قمری ہلاک سرو ہی بلبل خراب وگل — نیرنگ ساز حسن ہی جس پیرہن مین ہی
عکس ذقن ہی سینہ پہ چہرہ پہ عکس زلف — جو عضو ہی وہ آئینہ اسکے بدن مین ہی
گلزار بھی ہی کشتہ تری تیغ ناز کا — رنگ شہید لالۂ خونین کفن مین ہی
عشاق کی سپید ہین آنکھین بچھی ہوئی — یا چاندنی کا فرش تری انجمن مین ہی
کعبہ مین آکے تمنے جلایا یہ دیر کو — ناقوس اللہ کعبہ ہر برہمن مین ہی

تار نگاہ وہم ہی ہر تار پیرہن ۔ اس پر نہین اُٹھانے کی طاقت بدن مین ہی
بلبل کے رنگ خون سے قفس ہی ریاض خلد ۔ ایسی بہار کب کسی صحن چمن مین ہی

۳۰۴
یون تو جہان مین لاکھ سخنور ہین واسطی ۔ استاد فن وہی ہی جسے دخل فن مین ہی

کیا فائدہ ہی روح جو مجرم کے تن مین ہی ۔ روشن ہی شمع اور اندھیرا لگن مین ہی
اُس سرو سے یہ عشق ہمین اس چمن مین ہی ۔ پوشاک بھی ہی فاختئی جو بدن مین ہی
داغ فراق جسم پہ بوٹون سے کم نہین ۔ کمخواب کی بہار مرے پیرہن مین ہی
بیدانشون کی عقل پہ پتھر پڑے ہین کیا ۔ کعبے کا سنگ بت نگہِ برہمن مین ہی
کیا سحر ہی کہ اسنے کیا دو ضدون کو جمع ۔ شیرین دہن پہ بھی وہی تلخی سخن مین ہی
کیا جلد خط سے حسن رخ یار مٹ گیا ۔ کل تھی بہار آج خزان اس چمن مین ہی
لاغر ہون اسقدر مجھے کافی ہی نہر عرق ۔ کل بحر عمق جو یار کی چاہ ذقن مین ہی
کیون فکر اسکی کشف حقیقت مین کیجے ۔ حکم خدا ہی روح جو اپنے بدن مین ہی
ارہ چلے خزان کا نکیون اسکے فرق پہ ۔ اک سرکشی کی شاخ نہال چمن مین ہی
کہتا ہی ہو مکان نہ یہی میرے خواب کا ۔ دھڑکا اجل کا یہ دل ہر گورکن مین ہی
سمجھا یہ مین تموج دریا کو دیکھ کر ۔ ایسا ہی پیچ زلف شکن در شکن مین ہی
چوٹی مین یار کی ہی جو سورج بھی چاند بھی ۔ دونون کا ایک وقت گذریان گہن مین ہی
مین مست مرکے بھی ہون جو مشتاق دختِ رز ۔ کیا تار و پود پنبۂ مینا کفن مین ہی
جادوے چشم سے نہین بچنے کا دل مرا ۔ اُستاد یہ بھی شعبدہ بازی کے فن مین ہی
رونق فزا رہے گا نہ پیری مین حسن یار ۔ گل بجھ گی شمع صبح کو جو انجمن مین ہی
قتل نگاہ خوف جلاے وطن نہین ۔ کتنی ہی دور جائین پھر آنا وطن ہی
اٹھتی ہی بیقرار ہی دل سے جو میری نعش ۔ لوگون کو ہی گمان کہ یہ مردہ کفن مین ہی

ناقص جو خط ہی خوب لفافے سے کیا حصول کیا فائدہ جو بدمتبرک کفن مین ہی

۲۰۵

عریان ہی لوگ دفن کرین مجکو واسطی
مردے کو خوف دزد کفن کا کفن مین ہی

شب کو یا وزلف مین حالت عجب طاری ہوئی | نور کی شب سے بھی مجکو رات یہ بھاری ہوئی
ہی سفر ملک عدم کا آ گئے موے سفید | نور کا تڑکا ہوا چلنے کی طیاری ہوئی
پھنس گئے گیسو مین تماشائے رخ جانان کیا | ہمکو آزادی سے بہتر یہ گرفتاری ہوئی
آئے دن برسات کے میکش ہوے پھر کامیاب | نہر جود و فیض بہر میکدہ جاری ہوئی
آکے لڑکون نے جو گھیرا چار جانب سے مجھے | جوش وحشت مین وہ مجکو چار دیواری ہوئی
خلد مین مشتاق حورین ہین تو یہ یان قاف مین | کیا مبارک ہمکو انکی ناز برداری ہوئی
پارسا سارا زمانہ اب مجھے کہنے لگا | فرقت جانانہ مین ایسی ترک میخواری ہوئی
شکر ہی کیسے شب وصلت ہمارے دن پھرے | پاس آیا وہ مسیحا دور بیماری ہوئی
سب بے سخن دانون کی محفل کس طرح ہو قدر شعر | مصر مین پہونچے تو یوسف کی خریداری ہوئی

۲۰۶

واسطی احوال میرا دیکھکر بولے طبیب
فہم قاصر ہی بیان کیسی یہ بیماری ہوئی

سیکڑون ہونے کو ہین بسمل ابھی | دم نہ لے اے خنجر قاتل ابھی
دیکھ رقص اضطراب دل ابھی | میری بالین سے نہ جا قاتل ابھی
باڑہ وہ تلوار کی دیکھین تو ہو | طائر رنگ حنا بسمل ابھی
وائے قسمت مجھسے دربان نے کہا | ہو گئے خلوت مین وہ داخل ابھی
وہ کھڑے ہستے ہین کچھ کھلتا نہین | لیگیا کوئی چرا کر دل ابھی
آتش عارض سے بچ جاؤن اگر | تاک کر گولی لگائے تل ابھی
کیا شکایت بیدلی کی کیجیے | پھیر دینگے وہ ہمارا دل ابھی

ابھی ہو دل یک دم خاموش رہ
وہ ہوئے ہیں خواب میں غافل ابھی

اپنے ہیں دست و پا بستہ ہم
دور ہی دریا کا ہے ساحل ابھی

عجب کیا ہے ... کہ میرا سر آثار
کس خوشی سے بول اٹھا قاتل ابھی

نشنکہ ہی استنا کہ وہ ظالم مجھے
جانتا ہے رحم کے قابل ابھی

کر گئے رخصتی منہ نہ اپنا پھیرے
ہین کشادہ دیدۂ بسمل ابھی

گور تک ساتھ اگر ہو رہے رخصت عزیز
یہ نہ سمجھے پہلی ہے منزل ابھی

۲۰۷

واسطی لکھوں جو وصف تیغ یار
مرغ مضمون کیون نہ ہو بسمل ابھی

سیاہ بخت رہے تیرہ روزگار رہے
عدو کی آنکھ میں اسپر بھی ہم غبار رہے

ہمیشہ ہجر میں مشتاق وصل یار رہے
خزان میں منتظر آمد بہار رہے

وہ چشم مست عجب ہے کہ ہے نہ ابرو
کہین سنا ہے کہ کعبے مین بادہ خوار رہے

فراق یار میں تو آج تک نہین آتی
کہان تلک ترا اے موت انتظار رہے

جو بعد مرگ ہو چکے ہوا اے افعی زلف
خموش کیون نہ چراغ سر مزار رہے

اٹھائے گردش قسمت سے ہمنے پیچ پر پیچ
ہزار طوق ہمارے گلے کے ہار رہے

دئے ہیں داغ جو عاشق کو اُس سے ہے یہ مراد
کہ عمر بھر ہمہ تن چشم انتظار رہے

بہشت کیا نہ ملے جب جحیم میں بھی جگہ
تمھیں کہو کہ کہاں یہ گناہگار رہے

شراب پی کے لیا بوسہ چشم ساقی کا
خدا کا شکر کہ مستی میں ہوشیار رہے

فراق میں بھی ملی ہمکو کب نہ لذت وصل
ہمیشہ خواب میں بھی اُس سے ہمکنار رہے

بگڑ گئے ہمسے ہمارا جو دل رقیب بنے
کسی کا خاک زمانے میں اعتبار رہے

وہ قصد رکھتے ہیں مجھ سخت جان پر وار کریں
الٰہی آبروے تیغ آبدار رہے

اٹھائے ہجر کے صدمے بہت نہ موت آئی
رہے تو زندہ مگر سخت شرمسار رہے

فلک نے پست کیا یہ بلند قدرون کو
جو شہسوار ہوے تھے وبے سوار رہے

۱۰۸
بہت ضرور ہی ہو طبع دوسرا دیوان
کہ واسطی یہ زمانے مین یادگار رہے

جو چشم کوہ پہ دو دن بھی اشکبار رہے
کبھی نہ سنگ مین باقی کوئی شرار رہے

جنون کو دیکھنے آئی ہین قاف سے پریان
خدا کرے کہ مرے سر پہ جن سوار رہے

وہ چشم ہو مرے دل سے نہ یا خدا غافل
ہرن کو دید نظر شیر کا شکار رہے

شراب الفت ساقی ہی تیز و تند ایسی
جو ایک قطرہ پیون عمر بھر خمار رہے

سکھاؤن اسکو اگر اپنے دل کی بیتابی
سپہر پر نہ کبھی قطب کو قرار رہے

برنگ سایہ پھرین خاک زخم سینہ چاک
کسیکا سایۂ گیسو جو مشکبار رہے

وہ آکے خاک کو روندین جو پائے رنگین سے
تو کیون نہ پھولون کی چادر سر مزار رہے

مین جُسن دوست اگر ہون بہار پر حاکم
قریب گل کے کسی باغ مین نہ خار رہے

شب فراق ہوئی اپنے گھر مین عید کا دن
کہ صبح تک کسی مہرو سے ہمکنار رہے

سر مزار وہ دین راہوار کو کاوہ
خدا کرے کہ مرے گرد یہ حصار رہے

بلند قدر کیا مر کے خاکساری نے
ہوا پہ کیون نہ ہمیشہ مرا غبار رہے

گیا نہ دل سے کبھی دھیان انکی پلکون کا
ہزار تیر کے ہم خستہ جان شکار رہے

مٹے نہ داغ جوانی کا دل سے پیری مین
خزان مین پیش نظر رات دن بہار رہے

۱۰۹
کبھی نہ گھر مین کیا تم نے واسطی کو طلب
کہان تلک کوئی در پر امیدوار رہے

نبض کیطرح سے سو مرتبہ چل کر بیٹھے
کیا سفر ہی رہے سرگرم سفر گر بیٹھے

مر کے بھی مجھپہ کیا لاکھ بلاؤن نے ہجوم
میری تربت پہ جو آکر وہ کھلے سر بیٹھے

قاصد یار سے منظور رہین دو دو باتین
کہدو ناصح سے کہ دروازے کے باہر بیٹھے

مرتبہ پیر خرابات اٹھین کیا معلوم
تک رہے ہین جو یہ واعظ سر منبر بیٹھے

نہین ممکن کہ خوشی خانۂ دل مین آئے
غم و اندوہ کے پہرے ہین برابر بیٹھے

خسرو حسن وہ تو ہی کہ ہما بھاگ سے ائے
تیرے دیوار پہ آکر جو کبو تر بیٹھے

دیکھکر اُسکی مژہ دلکو یہ ہوتی ہی ہوس
یا خدا میری رگِ جان پہ یہ نشتر بیٹھے

زخم سے زخم غم ابرو و مژگان مین لگے
تیغ پر تیغ پڑے تیر برابر بیٹھے

کوہکن جانب کہسار گیا نجد مین قیس
دل مین جو آگیا سودا یونکے گھر بیٹھے

آکے وہ سیم بدن پاس مرے بیٹھ گیا
ہیچ ہو لیجاتی ہی دولت بھی کبھی گھر بیٹھے

غم ترا آئے تو دو ن خانۂ دل مین ہین جگہ
داغ سودا کو جو منظور ہو سر پر بیٹھے

غلغلہ نالہ و فریاد کا محفل مین اُٹھے
ایکدم آکے جو وہ فتنۂ محشر بیٹھے

واسطی وادیِ وحشت مین رہے سرگشتہ
نہ کبھی راہ مین دم لینے کو دم بھر بیٹھے

۱۱۰

جلوۂ رخسارۂ جانان ہمارے دل مین ہے
طور پر جو شمع روشن تھی وہ اس محفل مین ہے

زاہد عزلت نشین کس فکر بیجا مین ہے
وسعتِ کونین خلوت ہے اگر وہ دل مین ہے

رنج سے چھوٹین یہ ناحق عاملونکے دلمین ہے
ساری راحت حصۂ مجنونِ لا یعقل مین ہے

گوشۂ عزلت مین ہمکو خوف دشمن کا نہین
خار سے محفوظ ہے وہ آبلہ جو دل مین ہے

ابھی آجاوے وہ عیسی جان مین پڑجائے جان
وقتِ آخر بھی یہی حسرت ہمارے دل مین ہے

بوسہ گستاخانہ کیا زخم جگر نے لے لیا
چین ابرو کیطرح سے خنجر قاتل مین ہے

چلتے چلتے کیا عجب پہونچو نہین اُسکے در تلک
پائے شوق اب برق آسا گرم و منزل مین ہے

خاک اڑا ناحق مجنون مین ہو کیسا مضر
روئے لیلی آج سو سو پردۂ محمل مین ہے

جلوۂ رخ کیا چھپے گا لاکھ پردہ کیجیے
شمع ہے فانوس مین لیکن ضیا محفل مین ہے

لب تلک اس مست کے پہونچون جو بنکا کاسہ گر
جام مے بننے کی استعداد میری گل مین ہے

دل تڑپتا ہی مگر اُس تک پہونچنا ہی محال — پر فشانی کے سوا کیا پردۂ محمل مین ہی
کھینچتا ہی جذب جانبازونکا جو اپنی طرف — کشمکش مین تیغ ہی قاتل بڑی مشکل مین ہی
پوچھتے ہین مجھسے وہ باتین نہین جنکا جواب — کہتے ہین دیکھین تو کس جا درد تیرے دل مین ہی
چاہتا ہون روکے دھوؤن قبل روز باز پرس — خون کا میرے جو دھبا خنجر قاتل مین ہی
مٹتی ہی کثرت سے کوئی وحدتِ اہل صفا — سیر عالم کرکے ہر پائے نگہ منزل مین ہی
نجد مین لایا ہی سرو نالۂ مجنون یہ پھل — ہی قفس مین فاختہ لیلےٰ نہین محمل مین ہی
ہم ہین جو رفتار جانان کے اٹھاتے ہین مزے — کیا خبر قمری کو عشق سرو ہی یا گل مین ہی
بادوے قاتل کا دُکھنا ہی جو اسکے حق مین جرم — کانپتا ہی خوف سے رعشہ تنِ بسمل مین ہی

۱۱۱
واسطی ہوگا نہ مطلب چرخ ظالم سے حصول — دل کو لاحاصل تردد فکر لاحاصل مین ہی

گرم جو راہ طلب مین ہی بڑی مشکل مین ہی — خون سنگِ راہ رہرو کو کڑی منزل مین ہی
سرمہ کیا خون سیہ زخم تنِ بسمل مین ہی — بے صدا زنجیر جوہر خنجر قاتل مین ہی
مدتون سے سوز داغ عشق یکسان دلمین ہی — انتہا بھی ابتداے شمع اس محفل مین ہی
ایک مجنون کیا نظر آتے ہین مجنون سیکڑون — تو وہ لیلیٰ ہی کہ تیرا عشق سب کے دل مین ہی
جھوٹے وعدے کرکے مجکو آجتک ٹالا کیے — اب تو کچھ سچ سچ بتادو کیا تمھارے دل مین ہی
حاجیون کیطرح آتے ہین جو سب مشتاق قتل — سنگ اسود نصب کیا یارب درِ قاتل مین ہی
فاتحہ خوانونکا احسان کس سے اُٹھتا شکر ہی — بے نشان مدفن ہمارا کوچۂ قاتل مین ہی
ساتھ ساتھ آکر احبا قبر تک رخصت ہوے — سامنا کس بیکسی کا پہلی ہی منزل مین ہی
کیون نہ دل گمراہ ہو اُس گیسوے مشکین فشان دیکھکر — شب کو ہر جگنو چراغ غول اس منزل مین ہی
لاغری نے قیس کو کیا واصل لیلیٰ کیا — چشم رشتہ تار و پود پردۂ محمل مین ہی
گرد باد اُٹھکر ہزارون نجد مین مٹ مٹ گئے — قیس ابتک انتظارِ صاحب محمل مین ہی

ہر جگہ جلتے ہین وہ ہی جنکی قسمت مین طپش — شمع سوزان خسرو و درویش کی محفل مین ہی
رنگ و روغن کھوئیگی چہرے کا میرے ایکدن — خوف لونی کا بھی اس دیوار کی کہگل مین ہی
فیض ہی زرکار اسکا کیا قریب اور کیا بعید — بحر کی قربت پہ خشکی کسقدر ساحل مین ہی
صحبت اہل طمع کردیتی ہی ہمت کو پست — بھیک کا لقمہ دہان کاسۂ سائل مین ہی
یہ مکان اسکا ہی دو گوشے ہین جسکے دو جہان — دو جہان سے بڑھ کے گنجائش ہمارے دلمین ہی
ہون محبت مین جو یک جان و دو قالب ہی مزہ — دلمین دل ڈالین کسی کے یہ ہمارے دلمین ہی
ابروے خمدار ہی بالائے مژگان جلوہ گر — یا علم تیغ کشیدہ پنجۂ قاتل مین ہی
منھ کی کھائین بحث مین کیونکر نہ جاہل واسطی — کور ناواقف بلند و پست سے منزل مین ہی

۱۱۲

عاشقوں سے بڑھ کے معشوقون کا دل مشکل مین ہی — آرزو پوری کرین کیونکر جو سب کے دل مین ہی
بے طلب کیسا ہجوم یاس میرے دل مین ہی — میہمان ناخوانده ہی وارد جو اس محفل مین ہی
بارش کے ڈورے سے جانبازونکے حق مین کم نہین — نشۂ مے کا جو ڈورا نرگس قاتل مین ہی
کیا نہین تمنے سنا ہوتی ہی دل کو دل سے راہ — ہی وہی دلمین ہمارے جو تمھارے دل مین ہی
کرتے ہین ہمت دورنگی کی عبث اہل سفر — فرق کب مشکل جرس اپنے زبان و دل مین ہی
جسم سے بڑھکر ہی دنیا مین اذیت روح کو — مشکل اس راکب کو بیدل سے سوا منزل مین ہی
پستی ہمت سے ہی یہ دوری راہ طلب — کوچ ہی کوتہ دراز ہی اس سے اس منزل مین ہی
جس جگہ تم ہو ہجوم عاشقان کیونکر نہ ہو — کثرت پروانہ گرد شمع ہر محفل مین ہی
حاجت ترمیم کچھ قانون ہمت کو نہین — کب کلی درکار کوئی دامن ساحل مین ہی
کم بیاض رخ بیاض چشم بینا سے نہین — آنکھ کی پتلی کا عالم اسکے رخ کے تل مین ہی
وہ ترا چاہ زنخدان ہی کہ جسکی چاہ مین — غم سے دل خالی فرشتونکا چہ بابل مین ہی
جو تن خاکی ہی قلب صاف سے خالی نہین — نور کا اک نقطہ بھی اس صفحۂ باطل مین ہی

ہین دو سنگِ آسیا دونون تہ و بالا مگر
دست منعم مین سکون گردش کفِ سائل مین ہی

بند روے خلق پر دروازہ کر مثل حباب
دم کا وقفہ ہی کشائش عقدۂ مشکل مین ہی

دشت کو سیراب یہ چھالون کے پانی نے کیا
جو بگولا ہی وہ اک فوارہ اس منزل مین ہی

ڈھا رہے ہو کیا سمجھکر کعبۂ دل کو مرے
ای بتو خوف خدا بھی کچھ تمھارے دل مین ہی

۱۱۴

راہ الفت مین مسافر ہین بہت ای واسطی
کوئی پہونچا انتہا کو اور کوئی منزل مین ہی

ہم ہین اُسکے پاس اب کوئی نہین محفل مین ہی
ہی یقین ہو آرزو پوری جو اپنے دل مین ہی

ذائقہ کیا جانین کیا نظارۂ قاتل مین ہی
رقص کرتی ہی جو پتلی دیدۂ بسمل مین ہی

مثل ریگ شیشۂ ساعت ہون ایسا دشت گرد
ہی وطن مین بھی سفر ہر دم قدم منزل مین ہی

اُس صنم کا ظاہر و باطن کبھی یکسان نہین
پھول سے نازک ہی تن پتھر کی سختی دل مین ہی

راہِ حق مین اسقدر مشق ریاضت کیجیے
جسم خاکی روح بنجائے یہ اپنے دل مین ہی

بچ کے ہفتاد و دو ملت سے طریق حق مین چل
دیکھ تو جادون کی کثرت کیسی اس منزل مین ہی

رخ پہ خط نکلا عبث ہی آئنہ کا دیکھنا
تھی جو صورت آپکی اب وہ ہمارے دل مین ہی

گرد اپنے شعلۂ جوالہ سان پھرتے ہین ہم
اول و آخر برابر عشق کی منزل مین ہی

ای اجل پہونچا دے مجھ نالا نکو یارو تک شتاب
قافلہ اہل عدم کا بے جرس منزل مین ہی

جیسی صحبت ہو نہ ویسا کسطرح ہو آدمی
مادہ ہر ظرف بننے کا خمیر گل مین ہی

خاکسارونکو نہین دنیا مین بڑھ چلنے کا دھیان
پانوٴن سے جب دیکھو پیچھے نقش پا منزل مین ہی

عشق حق مین جان دی منصور نے پروانہ وار
دل مرا کیا جانے کس اندیشۂ باطل مین ہی

رہرو و کیا خوف کٹ جائیگی ہو کیسی ہی راہ
پاس دونون پانو کے مقراض ہر منزل مین ہی

معنی روشن سے مل رہتے ہین آخر قدردان
مجمع پروانہ بھی ہی شمع جس محفل مین ہی

رنج دیتا ہی دلا کر یاد آرام وطن
دشمن پنہان ہمارا نقش پا منزل مین ہی

۱۱۴
باعث غم ہی جہانمین بیش بینی واسطی
عاقلوں سے بڑھ کے رہتے خفتہ غافل ہین کہ

جفا بلا سے تمھاری سرشت ہی مین سہی — غم فراق مری سرنوشت ہی مین سہی
شب وصال ہین وہ بیٹھے ہین جدا مجھسے — مرے نصیب کا دوزخ بہشت ہی مین سہی
ملون ہر ایک سے ہو جائین تا عیان بد و نیک — حصول مرتبہ کچھ خوب و زشت ہی مین سہی
جو تجکو کعبے کے آنے مین عذر ہو کوئی — غرض ہی وصل سے ای بت کنشت ہی مین سہی
نہین عزیز جو غیر انکو داغ عشق ترا — گھر اسکا یہ دل غم سرشت ہی مین سہی
جو دفن تم نہین کرتے ہو سنگسار کرو — ہماری نعش نہان سنگ و خشت ہی مین سہی
کوئی مقام ہو سجدہ خدا کو واجب ہی — حرم نہین تو عبادت کنشت ہی مین سہی

۱۱۵
کسی گنوار نے کھیچی ہی واسطی یہ زمین
وصال چاہیے گندم کی کشت ہی مین سہی

رک رک سکے یہ روانہ جو ہر وقت سانس ہی — کیا کوئی خار غم کی مرے دلمین پھانس ہی
سکھا جو غش مین یار نے سینے پہ میرے ہاتھ — منھ پھیر کر کہا کہ ابھی اسمین سانس ہی
کیونکر قدم وہ فرش گل تر پہ رکھ سکے — جسکو کہ نازکی سے رگ گل بھی پھانس ہی
مٹی خراب شاہ و گدا کی ہی زیر خاک — جب لاش سڑ گئی تو حقیقت مین پانس ہی
نسبت نہین ہی قامت جانانہ سے سرو کو — کاوا کی اک درخت ہی گویا کہ بانس ہی
گل برگ خشک اس رخ رنگین کے سامنے — سنبل حضور کاکل مشکین کے گھانس ہی

۱۱۶
قسمت گدا کو شاہ کرے دم مین واسطی
کچھ اہل آسمان کی عجب ٹھونس ٹھانس ہی

عشق کا آغاز ہی ای دل ابھی — دیکھیے پیش آئے کیا مشکل ابھی
تھا کہان ای قیس اتنا تو بتا — اٹھ گیا تھا یہ وہ محمل ابھی

کہیئے تو کر لون جگر کو بھی شریک
پوچھتا تھا اب مجھسے درد دل ابھی

دیکھیے کیونکر رہِ الفت ہو طے
تھک چلے ہین دور ہی منزل ابھی

ایک چہرہ کا اور بھی تلوار کا
دم تمہے بسمل مین ہی قاتل ابھی

روے سیمین کے جو دو بوسے وہ دین
دولت کونین ہو حاصل ابھی

کوچۂ محبوب مین میری طرح
ڈھونڈھتا ہی کوئی میرا دل ابھی

شمع عارض سے جو تم الٹو نقاب
مین ہون پروانہ سر محفل ابھی

تھک گئے ہین چلتے چلتے ہم مگر
منزلون ہر عشق کی منزل ابھی

ہمیر وت نے کہا پھر مانگیے
ہم جو بوسے کے ہوئے سائل ابھی

ہون وہ مجنون دیکھ لے لیلی اگر
خود اٹھا دے پردۂ محمل ابھی

اک نظر دیکھین اگر مشکل کشا
واسطی آسان ہو مشکل ابھی

۱۱۷

اہل طمع کو گنج زر و گنج سیم دے
قانع ہون گنج صبر مجھے یا کریم دے

گھبرا ئے کیون نہ دیکھکے بیمار عشق کو
سمجھے جو درد کو تو دوا بھی حکیم دے

یارب پھر آئے گھر مین ہمارے وہ گل کبھی
پھر آمد بہار کا مژدہ نسیم دے

جین عطش مین آئے جو دولت کا بھی خیال
دریا ہزار ہا مجھے دُرِ یتیم دے

ہی شان یہ نہ دست حنائی دکھاؤ تم
مانگون جو مین مجھے ید بیضا کلیم دے

دشمن ترا وہ تنگ جہان ہی کہ روز حشر
جائے جحیم مین تو دہائی جحیم دے

فوج الم کہ فوج شیاطین کا ہی ہجوم
اللہ ہر جگہ مجھے فتح عظیم دے

اہل زمین کو خاک فلک سے امید ہو
جب یہ زمی ہا کو عظام رمیم دے

بے مانگے منعمونکو دو شالے کرے عطا
مفلس طلب کرے تو نہ اسکو گلیم دے

مین بھی شریک انجمن خاص ہون کبھی
لیکن جو اذن آپ کا لطف عمیم دے

۱۱۸	سنجیدہ شعر تیری طرح سے کرے وہ نظم اللہ واسطی جسے طبع سلیم دے	

شباب مین مجھے فکر مآل کار رہی — خزان کے خوف سے پژمردہ یہ بہار رہی
فقط نہ زخمون پہ چھڑکا نمک تبسم نے — شمیم زلف معنبر بھی مشکبار رہی
محبت اُس گلِ خوبی کی کب گئی دل سے — تمام عمر یہ میرے گلے کا ہار رہی
رفاہ غم کا سبب ہی جہان مین آزادی — خزان مین سرو چمن کی وہی بہار رہی
تہِ مزار بھی پایا نہ غم کے ہاتھون چین — تپش سے دل کی مری روح بیقرار رہی
یہ میرے دل پہ عنایت ہی اب تصور کی — کہ روز سامنے آنکھون کے شکل یار رہی
عبث غرور ہی وصل عروس دنیا پر — یہ چار دن بھی نہ شوہر سے ہمکنار رہی
وہ عندلیب نے پایا ہی مہربان صیاد — قفس چمن مین رہا جب تلک بہار رہی
مریض عشق کو صحت ہوئی نہ نکلی جان — طبیب ایک طرف موت شرمسار رہی
چمن سے کہدو نہ پھولے کمالِ شادی سے — خزان بھی ہوگی اگر چار دن بہار رہی
شبِ فراق کی اُلجھن کا مختصر ہی یہ حال — تمام شب مرے ہونٹون پہ جان زار رہی
نگاہ اُسنے جو پھیری دکھا کے نرگس مست — تمام عمر مجھے سُستی خمار رہی
قضا کے ہاتھ سے اب کیا چھٹے گی دولت عمر — بہت دنون یہ مرے پاس مستعار رہی
لحد تلک مجھے پہونچا کے سب ہوے رخصت — بس ایک رونے کو شمعِ سرِ مزار رہی
تصورِ مژۂ یار ایک دن نہ گیا — تمام عمر یہ برچھی جگر کے پار رہی
جہان ہجوم حسینان سنا وہان پہونچے — کہان کہان نہ ہمین جستجوے یار رہی

۱۱۹	کہان گیا تھا تو اُسوقت واسطی کمبخت کہ اُسکے کوچے مین تیری بہت پکار رہی	

ترا یہ حسن یہ جوبن رہے رہے نہ رہے — یہ نوبہار یہ گلشن رہے رہے نہ رہے

جو قتل مد نظر ہی تو پھیر بھی خنجر
جھکی ہوئی مری گردن رہے رہے نہ رہے

کیا ہی جلوۂ جانان نے ایک کعبہ و دیر
نزاعِ شیخ و برہمن رہے رہے نہ رہے

امید دل سے تلون سے مجکو پڑتی ہی
یہ میری جان کا دشمن رہے رہے نہ رہے

خزان قریب چمن آچکی ہی اب دیکھین
بہارِ لالۂ و سوسن رہے رہے نہ رہے

ضیائے دل کا خدا ہی اگر یہی ہی حرص
ہوا مین شمع بھی روشن رہے رہے نہ رہے

چمن مین فصلِ گل آئی جنون ہی شورش پر
سلامت اب مرا دامن رہے رہے نہ رہے

یہ چار دن کی جوانی بہت غنیمت ہی کہ
تمام یہ رنگ یہ روغن رہے رہے نہ رہے

امید زیست کی ہمکو عبث ہی پیری مین
چراغ صبح کو روشن رہے رہے نہ رہے

ابھی تو قبر پہ احباب عرس کرتے ہین
ہجوم پھر سر مدفن رہے رہے نہ رہے

یہی ہی اشک فشانی تو صبرِ دل کیسا
وفورِ سیل ہی خرمن رہے رہے نہ رہے

کہان کی شرم وہ مائل ہین بیحجابی پر
یہ پردہ اور یہ چلمن رہے رہے نہ رہے

جو نالے کرنے ہین ای دل تجھے تو اب کرلے
پھر آگے طاقتِ شیون رہے رہے نہ رہے

چمن مین رہتی ہی نالان سمجھ کے یہ بلبل
کہ شاخ گل پہ نشیمن رہے رہے نہ رہے

ابھی سے ربط بڑھاؤن مین اُنسے مکتب مین
یہ سادگی یہ لڑکپن رہے رہے نہ رہے

محلے والے عداوت پہ پاسبان دشمن
گلی مین یار کی مسکن رہے رہے نہ رہے

۱۲۱	تجھی کو ہاتھ لگی واسطی نشست ردیف کہے گا کیا کوئی دشمن رہے رہے نہ رہے	

چلون ساتھ اسکے یہ یارا کہان ہی
کہ وہ سایہ سے اپنے بدگمان ہی

خدا کے گھر مین جو چاہے وہ جائے
نہ دربان ہی نہ کوئی پاسبان ہی

عبث کہسار کاٹا کوہکن نے
نہ سمجھا یہ کہ محنت رائگان ہی

غم و اندوہ اِس مین آکے کیا جائین
بہت دلچسپ یہ دل کا مکان ہی

چمن کو کیا ترے عارض سے نسبت
خدا اس بوستان کا باغبان ہے
کیا زخمی مجھے کس گل نے یارب
دہن جس زخم کا ہے عطردان ہے
ہنسین کیونکر نہ مجکو دیکھکر وہ
کہ روے زرد کشتِ زعفران ہے
زمانے مین ہے جو اُس پر ہے عاشق
اسی یوسف کا یہ سب کاروان ہے
نہ کیونکر سونگھ کر دیوانے ہون مست
شرابِ ناب بوے ارغوان ہے
خبر کر دے سگِ لیلیٰ کو کوئی
کہ مجنون ایک مشتِ استخوان ہے

۱۲۲

رقم کی واسطی توصیفِ گیسو
دوات اپنی نہین ہے عطردان ہے

اسطرف ہے تیغ وہ شمشیر زن باندھے ہوے
اُسطرف ہم سر پہ پھرتے ہین کفن باندھے ہوے
کیا ملے بوسہ کہ ہے گھیرے ہوے اُس رُخکو خط
دوسرا حلقہ ہے زلف پر شکن باندھے ہوے
الفتِ خطِ سیہ مین چھا گیا ہے بسکہ کفر
شیخ ہے زُنّار مثل برہمن باندھے ہوے
تاخت آئی ہے اجل کی گھر مین بیٹھون کس طرح
بھاگنے پر ہین کمر اہل وطن باندھے ہوے
سرو قد کو گیسوے جانان کو سنبل کیا کہون
شاعرون کے ہین یہ مضمونِ کہن باندھے ہوے
کیا عجب اک دم مین نو نو سو جو عاشق ہون شہید
بازون پر ہے وہ قاتل نورتن باندھے ہوے
سنگ پر تیشہ لگاتا تھا تو ملتا تھا مزہ

تھا جو شیرین کا تصور کوہکن باندھے ہوئے

چشم لیلےٰ کا یہ وارفتہ ہو گھبرائے گا جی
گرد مجنون کے ہین حلقہ کیون ہرن باندھے ہوئے

ہین فقط یا درُخِ پُر نور مین گریان نہین
آنسوؤنکا تار ہو شمع لگن باندھے ہوئے

دیکھکر ساقی کو کیا محفل مین حسرت چھا گئی
چپ لب ساغر ہین شیشے ہین دہن باندھے ہوئے

اُس شکار افگن کی صحرا مین اگر آمد نہین
کیون کھڑے ہین صفِ غزالان ختن باندھے ہوئے

کسکی آمد انجمن مین ہو کہ دروازے کی سمت
ٹکٹکی ہین سارے اہل انجمن باندھے ہوئے

بیقراری نے یہ تڑپایا کہ بالکل کھل گئے
پٹیون سے تھے جو میرے زخم تن باندھے ہوئے

واسطی مجھسا کہان ہو شاعر نازک خیال
تازہ کر دیتا ہون مضمون کہن باندھے ہوئے ۱۲۳

جب تلک ربطِ گل و خار کا گلشن مین رہے
چاہیے سلسلہ وحشت کا کبھی قطع نہو

اپنی ڈیڑہ اینٹ کی مسجد ہو الگ عالم سے
محفل عیش بنائینگے ہم اپنے دل کو

سروِ آزاد کی صورت سے تھے آزادہ روش
دیکھکر میرے جنازہ کو یہ ہنسنا کیسا

یا خدا ہاتھ مرا یار کی گردن مین رہے
ہاتھ فارغ ہو گریبان سے تو دامن مین رہے

کون راہِ خطرِ شیخ و برہمن مین رہے
تو سہی یار ہمارا اسی مسکن مین رہے

نہ ہرے ہم کبھی بھادون نہ ساون مین رہے
چاہیے صاحب ماتم کو کہ شیون مین رہے

داغ دل کی ہے ضیا سینۂ پر سوز مین یون
روشنی جیسے چراغ تہ دامن رہے

دفن کرتے ہین یہ مر دیہ عبث مرد یکو لوگ
مین یہ ڈرتا ہون نہ جھگڑا کہین بدفن مین رہے

آؤ در پردہ مری آنکھ کے پردے مین رہو
چاہیئے پردہ نشین کو کہ وہ چلمن مین رہے

مسی آلودہ لبون سے جو کرے ہمچشمی
تیرگی کیون نہ نصیب گل سوسن مین رہے

خوف صیاد و خزان جب ہو دل بلبل مین
مطمئن ہو کے وہ کیا خاک نشیمن مین رہے

حضرت عشق کی دیتا ہون قسم اے وحشت
تار کوئی نہ گریبان نہ دامن مین رہے

کام کیا آئے ہمارے یہ گل زخم جگر
ہار بنکر نہ کبھی یار کی گردن مین رہے

کبھی اس دار محن مین نملی غم سے نجات
خوش نہ پیری نہ جوانی نہ لڑکپن مین رہے

ہوتی ہے صاحب جوہر کی سفر سے توقیر
بے بہا لعل کی کیا قدر جو معدن مین رہے

کیا کرون مین جو پھراتی ہے مجھے گردش بخت
کس طرح سنگ کو چکر نہ فلاخن مین رہے

پیرہن چاک کیا جب سے ہوئے ہم پیدا
ہاتھ مشغول نہ تسبیح نہ سمرن مین رہے

آتش عشق جلائے یہ دل و جان و جگر
برق کو چاہیے دلسوزی خرمن مین رہے

۱۲۴	واسطی روز نئے ہون گل مضمون پیدا بھر لے دامن کو کوئی پھول نہ گلشن مین رہے

اجل نہ آئے جو ہجر جانان مین اور چندے تو کسکو غم ہے
مٹے ہوئے ہین جو راہ الفت مین عین ہستی انھین عدم ہے

بہت تھا مین ہجر مین پریشان تجھے تو یہ آنکھین ڈھونڈھتی تھین
کرم کیا اچھے وقت آئی اجل مبارک ترا قدم ہے

پڑا ہے رخسار آتشین کا جو آب مین آئینے کے پرتو
حضور دیکھین نیا تماشا کہ آگ پانی یہان بہم ہے

عجیب ہے قسمت کہ گردن و سر کا اب بھی چکتا نہین ہے جھگڑا

سر اپنا محراب تیغ قاتل مین ایک مدت ہوئی کہ خم ہی
کہو یہ رہزن سے غیر مانگے نہین ہین دشتِ جنون مین تنہا
یہ متصل اشک ہین کہ لشکر زبان یہ نالہ نہین علم ہی
یہ کون ترک شکار افگن شکار کو سوے دشت آیا
کہ پاے ہر آہوے رمندہ مین ہی سلاسل جو موج رم ہی
لکھے یہ مضمون شوق اُسکو کہ تھک گئے ہاتھ لکھتے لکھتے
دوات مین بھی نہین سیاہی گھسا ہوا سر بسر قلم ہی
یہ اُٹھ گیا کون بزم عشرت سے ہو گئی یہ جو بزم ماتم
جو تان مطرب کی ہی وہ محفل مین سننے والونکے حق مین سم ہی
خفا ہوا مجھسے وہ گلِ تر خیال شداد اُسکو آیا
وہ طعن سمجھا کہا جو مین نے کہ تیرا کوچہ نہین ارم ہی
کرے وہ بد عہد لاکھ وعدے کسی کو کیا اعتبار آئے
نہین ہی قول ایک بھی تو سچا زبا نپہ جھوٹی ہی جو قسم ہی
وہ بھر کے لائے ہین آپ قلیان مجھے بلاتے ہین پاس آ بیٹھے
یقین اب بھی نہین عنایت کا جانتا ہون کہ یہ بھی دم ہی
رسول اکرم کا ہی جو رتبہ ہی واسطی اُس سے کون واقف
تمام عالم سے ہی زیادہ فقط جو کم ہی خدا سے کم ہی ۱۲۵
یہ نمود عالم خواب ہی یہ وجود نقش بر آب ہی
یہ حیات عین حباب ہی یہ محیط محض سراب ہی
مری چشم تر وہ سحاب ہی کہ زمانہ عالم آب ہی
جو زمین ہی اسمین خراب ہی جو فلک ہی اسمین حباب ہی

قدِ راست کسنے دکھا دیا کہ چمن کو داغ لگا دیا
یہ صنوبر ونکو جلا دیا کہ جو فاختہ ہی کباب ہی
دلِ بیقرار کو کیا کہون اسے موت آئے کہ مین مرون
بھلا کب تک آہین کیا کرون مری جان کا یہ عذاب ہی
دمِ واپسین ہی قرین قضا نہین نامہ بر کا ابھی پتا
جو اب آیا خط بھی تو فائدا مجھے زندگی سے جواب ہی
کیے حد سے گو کہ سوا ستم نہین باز اب بھی مگر صنم
مین کہون بہت وہ بتائے کم یہ عجب طرح کا حساب ہی
ترے غم مین دل مین جو داغ ہو مجھے ہر خوشی سے فراغ ہی
نہ ہوا سے سبزہ باغ ہی نہ دماغ بوے شراب ہی
مرے گھر کہان سے وہ آگیا کہ ملی مراد ٹلی بلا
وہ ہوا کہ جسکا یقین نہ تھا یہ مین جاگتا ہون کہ خواب ہی
یہ سمندِ یار ہی خوش عنان جسے جانتے ہین سب آسمان
جو لجام اُسکی ہی کہکشان تو ہلال اُسکی رکاب ہی
سرِ راہ ایک صنم ملا جو نظر پڑی تو قصور کیا
مرے زعم مین ہی یہ مسئلا نہ عذاب ہی نہ ثواب ہی
تری فکر تازہ ہی واسطی تجھے جانتا ہی جہان ذکی
بہت اچھی تو نے غزل کہی یہ زمین اگرچہ خراب ہی

۱۲۶

کبھی زاہدو نہین نجائین گے کہ وہان کا جلسہ خراب ہی
نہ سرود ہی نہ رباب ہی نہ شراب ہی نہ کباب ہی
مرے دلمین رنج سا رنج ہی مرا سینہ غم سے کباب ہی

یہ غضب ہی محفل غیر مین اُنھین شغل شراب ہی
کرن آفتاب کی ہی عیان نہین پردہ دامن آسمان
نہ کرینگے جلوہ کبھی نہان رخ یار پر جو نقاب ہی
عبث آئے گلشن خلد سے کہ بلای بلاؤنین ہم تمھین
جو جئین تو رونے کو تم سے جو مرین تو خوف عذاب ہی
نہین جرم بوسہ اگر لیا کہ وہ رخ ہی مصحف کبریا
کہو واعظو سے نہون خفا کہ ہمین امید ثواب ہی
کسی شی کو وقفہ ذرا نہین وہ ہی کون جسکو فنا نہین
کبھی زندگی کو بقا نہین یہ حباب بر سر آب ہی
یہ خیال ہی یہ ہی آرزو نظر آئے جلوۂ ماہ رو
رگِ تن یہ ہی جو ہر ایک مو اُسی شوق مین رگِ خواب ہی
مین ہون ایسا غافل و بیخبر نہین اپنے کامو پہ کچھ نظر
مری بیحیائی جرم پر مری معصیت کو حجاب ہی
جو ہین اِس زمانے مین ذو فنون نہ کہین سخن کو مرے جنون
مین پھیر رہِ عشق ہون مرا دل ہی میری کتاب ہی
جو خودی کو ہمنے مٹا دیا ہمین کب خرابی کا ڈر رہا
کرے سیل اُسکو خراب کیا کہ جو خانہ آپ خراب ہی
مجھے جوش مستی و بیخودی نہین بے سبب ہی یہ واسطی
مئے عشق کا ہی جو نشہ ابھی وہی روز عید شباب ہی

۱۲۷

لب رنگین پہ جو تیرے ہی یہ باسی مستی	جانتا ہون کہ مرے خون کی ہی پیاسی مستی
سادگی ہو چکی زینت کا بھی لازم ہی خیال	کیا ہو نقصان لگا لو جو ذرا سی مستی

تمنے برسات کی رت ہمکو دکھادی کیا خوب
برق ہو پان کا لاکھا تو گھٹا سی مستی
رنگ پان اُسکا جما تا نہین کس بزم مین رنگ
دور کرتی نہین کس دل کی اُداسی مستی
زرد رو وہ ہو نہین اس لب کا اگر بوسہ لون
سوسنی سے ابھی ہو جائے کپاسی مستی
تم شہ حسن ہو لازم ہو تکلف تم کو
کیا منگا دون تمھین بازار سے راسی مستی
پوچھو داماں نظر سے تو ابھی چھٹ جائے
عکس گیسو سے ہو ہو نہ لباسی مستی
سچ کہو رات تمھین گذری ہو کسکے گھر مین
بال کچھ اُلجھے ہین رکھتی ہو اُداسی مستی
واہ کیا فیض ہو کیا زیب ہے ہونٹون کے
بڑھ کے تازی سے دھواندھار ہو باسی مستی

۱۲۸

واسطی دیکھ تو اُس لب پہ کہ از رو حروف
بنگئی کیسی ثلاثی سے خماسی مستی

جسنے تیری نگہ ناز کی کھائی برچھی
اُسکی آنکھون مین کوئی پھر نہ سمائی برچھی
جنبش ابرو مژگان کا کہون کیا احوال
کبھی تلوار کبھی اُسنے لگائی برچھی
اے صبا سینہ ہوا بلبل نالان کا فگار
شاخ گل تونے ہلائی کہ ہلائی برچھی
یا خدا دیدۂ بد سے مجھے دیکھین جو حسین
اُنکی آنکھون مین ہو سرمے کی سلائی برچھی
صاف بجلی کا ہوا سینہ فگار ونکو گمان
جب چمکتی ہوئی اُسکی نظر آئی برچھی

۱۲۹

نظر ناز نہین کی ہو مکرر مری سمت
واسطی اُسنے یہ برچھی پہ لگائی برچھی

کوئی کب یاد کرتا ہو کسی کی
محبت چار دن ہو جیتے جی کی
نہ تنہا عشق مین دلنے بدی کی
جگرنے اور بھی پہلو تہی کی
شب فرقت مین مر مر کے بچی جان
نئی سر سے خدا نے زندگی کی
غم دوری مین رو کر مر گئے ہم
یہ اچھی راہ پیش آئی تری کی
پہونچی آسمان تک آہ لیکن
دل کم زور نے بیطاقتی کی

کوئی جلاد بھی ایسا نہ کرتا — جو میرے دل نے تجھسے دشمنی کی
اُلٹنی تھی نقاب روے جانان — ہواے شوق نے کیسی کمی کی
مری تربت پہ روئین آرزوئین — گھٹا گھنگھور چھائی بیکسی کی
نہ آئین گے تو کیا مرنے نہ دین گے — مصیبت اور ہے اک دو گھڑی کی
دکھائین وہ جو اپنی نرگس مست — تو کیفیت کھُلے پھر بیخودی کی
بشر کو خاکساری ہی مناسب — حقیقت خاک ہی اس آدمی کی

۱۳۰

چلو دیکھو تو سب احباب ہین جمع
بُری حالت ہی اسدم واسطی کی

نہین سنتے ہین وہ ہرگز کسی کی — رہے حسرت نہ کیونکر جی ہی جی کی
جو دی تشبیہ غنچے سے دہن کو — کہا ہنسکر اچھی منصفی کی
نظر آیا جو میخانے مین زاہد — تو ہنسے جھک کے اُسکو بندگی کی
دُرِ مقصد نہ ہاتھ آیا کسی دن — ہمیشہ خاک چھانی اُس گلی کی
پہونچکر اُسکے در پر آگئی موت — عجب میرے مقدر نے کمی کی
سلیمان تک اگر پہونچے کسی دن — شکایت ہم کرینگے اُس پری کی
عدو کرتے ہین اب بڑھ بڑھ کے باتین — خدا دے داد میری خامشی کی
پریشان ہوگئے دفتر کے دفتر — حقیقت جب لکھی آشفتگی کی
مہ و خورشید تجھسے بڑھ چلے ہین — سزا دے کچھ تو انکو خودسری کی
ہمارا قتل قاتل کو ہوا کھیل — گئی جان اپنی اُسنے دل لگی کی
تصوف سے کوئی خالی نہین شعر — غزل یا مثنوی ہی مولوی کی
غزالون نے ملین قدمون سے آنکھین — اُن آنکھون نے عجب جادوگری کی
خدا کے فضل سے باتین ہین موزون — ضرورت کیا ہی ہمکو شاعری کی

عزیزے اُستاد کے اُستاد تھے وہ
اسی سے مصحفی کی پیروی کی

۱۳۱
شرف یہ واسطی کو کم نہین ہے
گنا جاتا ہے اُمت مین نبیؐ کی

نہ کسی عیش مین گذری نہ کسی غم مین رہے
عشق جبتک کہ رہا اور ہی عالم مین رہے

رات بھر خواب مین دیکھا ذقن و ابروے یار
کبھی کعبے مین کبھی چشمۂ زمزم مین رہے

ہین وہ زخمی کہ مداوا کی نہ نکلی کوئی شکل
زخم اپنے ہوس بخیہ و مرہم مین رہے

ہجر جانا نین ملی ہمکو نہ راحت اکدم
وسوسے موت کے تا صبح شب غم مین رہے

عشرت و عیش و مسرت کی طرف رخ نہ کیا
غربت و بیکسی و یاس کے عالم مین رہے

ہون وہ مجرم مین اگر شرم گنہ سے رو دون
ہے یقین نام کو گرمی نہ جہنم مین رہے

فرقت یار مین ناسور جگر ہین جاری
بند کیا کوئی عزا خانۂ محرم مین رہے

تیز رو جو تھے گئے تیز رون کے ہمراہ
راہرو سست قدم جو تھے وہ سب ہم مین رہے

لب جان بخش سا پایا نہ جلانے والا
ہم تلاش نفس عیسی مریم مین رہے

گریہ خود باعث ایذا مری فرقت مین ہوا
اشک خود بنکے نمک دیدۂ پرنم مین رہے

مشغلہ ہے یہ ہمیشہ نظر یار کی ہر دم یارب
یہی صورت رہے جب تک کہ یہ دم دم مین رہے

زندگی بھر نہ ہوا گریہ ہمارا موقوف
تھے خلف پیرو حضرت آدم مین رہے

۱۳۲
واسطی دل سے مٹا ہول قیامت کا نہ غم
زیست جب تک کہ رہی ہم اسی ماتم مین رہے

کبھی دھیان چہرۂ یار کا کبھی یاد گیسوے یار کی
یہی دیکھتی رہین گردشین مری آنکھین لیل و نہار کی

مجھے ایک بوتل اگر ملی تو ہے میفروش کا کیا زیان
نہ یہ پانچ کی نہ یہ سات کی نہ یہ تین کی نہ یہ چار کی

ہوے گل شگفتہ چمن چمن مین اسیر دام ہون آج تک
کہو لائے بوئے گل اسطرف کوئی موج بادِ بہار کی

عجب آسمان ہی عدو جان نہین ملتی اسسے ذرا امان
کہ دم ولادت طفل سے ہی تلاش اسکو مزار کی

غبرِ عدم ہی کہان خوشی کہ اٹھ رہا ہی بدن مین جی
فقط ایک دم کی ہی زندگی یہ نمو ہی تو شرار کی

تری زلف و رخ کی جو یاد ہی تو یہ حال ہو مری قبر کا
کہ کہین ہی سیر بہار کی کہین بو ہو مشک تتار کی

یہ جنون کا جوش و خروش ہی کہ چراغ عقل خموش ہی
رگ و پے مین خون کا جوش ہی خبر آگئی ہی بہار کی

یہ اثر ہی قبر مین ضعف کا کہ چلے جو آئے ادھر ہوا
نہ پھرے بنے اگر آسیا کبھی میرے سنگ مزار کی

خط و خال و گیسوے یار کا ہی خیال جاؤنمین کس طرف
یہ بلائین سب مرے گرد ہین نہین احتیاج حصار کی

سرِ راہ ہی گھر مرا کہ بلاؤنمین ہون گھرا ہوا
کسی جا قنائین ہین گرد کی کہین ٹٹیان ہین غبار کی

یہ چمن مین جوش بہار ہی یہ بڑھی ہی قیمت دخت رز
کہ جو بوتل ایک درم کی تھی وہی آج کل ہی ہزار کی

در یار پر کہو واسطی مین پیادہ جاکے کرونگا کیا
یہ ہوا ؤنمین ہین بھرے ہوے نہین سنتے ہین وہ سوار کی

۱۳۳

مسیحا کو وہ شوخ کیا جانتا ہی
جو ٹھوکر سے مردے جلا جانتا ہی

وہ بت درد دل میرا کیا جانتا ہی
جو فرقت مین گذری خدا جانتا ہی

نہ اچھا نہ کوئی برا جانتا ہی
مرا حال میرا خدا جانتا ہی

عبث معرفت کا ہی لوگونکو دعوی
تجھے کون تیرے سوا جانتا ہی

الٰہی ہین تجھسے ہون صحت کا خواہان
مرے درد کی تو دوا جانتا ہی

مرے استخوانو نمین جو ذائقہ ہی
سگ یار یا کچھ ہما جانتا ہی

نہین مجکو حال شکستہ کی پروا
بگاڑا ہی جس نے بنا جانتا ہی

جو سمجھا ہوا ہی تمھاری اداکو
مقرر وہ اپنی قضا جانتا ہی

ترے گول بالونکو ہم جانتے ہین
کوئی ان معمونکو کیا جانتا ہی

دکھایا جو آئینہ ہنسکر وہ بولے
مین ہون صاف تجھسے خدا جانتا ہی

فقیری ترے در کی حاصل ہی جنکو
حقیقت وہ شاہون کی کیا جانتا ہی

ملے گا وہ ہم تیرہ بختون سے کیونکر
جو گیسو کو اپنے بلا جانتا ہی

غنیمت فلک کو ہی نالہ ہمارا
کہ پیری کا اپنی عصا جانتا ہی

چھپائے ہوا ہی واسطی حال کیا تم
خبر غیب کی وہ بتا جانتا ہی

۱۳۴

یاد ابرو مین ہین ہم جی سے گذرنے والے
تیغ کی آنچ سے ڈرتے نہین مرنے والے

در گذر چرخ سے نالے نہین کرنے والے
ہفت جوشن سے یہ ناوک ہین گذرنے والے

ناتوانونکو حقارت سے نہ دیکھ ای قاتل
امتحان مین ہین یہی لوگ ٹھہرنے والے

جم کے بیٹھے ہین جو اس کوچے مین کیا جائینگے خلد
کب ہین واعظ کے ابھارے سے ابھرنے والے

ظرف می جب نہ ہوا خاک جہین سے ہم رند
ہاتھ خالی نہین دن زیست کے بھرنے والے

منزل دہر کسی دن نہین رہتی خالی
آہی جاتے ہین یہان روز اترنے والے

تیر ہی مقراض کی حاجت نہین کچھ ای صیاد
خود ہین مقراض سے ہم پر کو کترنے والے

آرہے ہیں ترے کوچے میں جو ای غیرت حور
باغ جنت میں نہیں پاتوں وہ دھرنے والے

حضرت خضر مبارک ہو تمھیں عمر ابد
آب حیوان پہ بھی ہم تشنہ ہیں مرنے والے

تیر برسین کہ چلے معرکۂ عشق میں تیغ
نہیں ٹلنے کے کبھی سر سے گزرنے والے

ذکر محشر سے ڈراتا ہی ہمیں کیا واعظ
ایسے دھڑکوں سے نہیں ہم کبھی ڈرنے والے

کیوں نہ کھٹکیں مری آنکھوں میں وہ کانٹے کی طرح
کان ای گل ترے بھر گے ہیں جو بھرنے والے

ڈوب کر بحر فنا میں جو ہوے ہیں معدوم
اب قیامت میں ہیں وہ لوگ ابھرنے والے

میرے آگے ہی حقیقت مہ و خورشید کی کیا
خاک نظروں پہ چڑھیں دل سے اترنے والے

راستہ ملک عدم کا ہی جہان گذران
جو یہاں آئے وہ آخر ہیں گذرنے والے

۱۳۵

واسطی ناصح و واعظ ہمیں سمجھائینگے کیا
ایسے بگڑے کہ نہیں ہم تو سنورنے والے

کب ہیں نقصان سے عاشق ترے ڈرنے والے
جان کو مال سمجھتے نہیں مرنے والے

کب ترے کوچے میں قاتل ہیں یہ ڈرنے والے
سر پہ آئے ہیں کفن باندھ کے مرنے والے

بال کھولے ہوے آئے ہیں مری قبر پہ وہ
اور اندھیر میں اندھیر ہیں کرنے والے

یاد ان آنکھوں کی آئنۂ دل کرتی ہی صاف
یہ ہرن سبزۂ زنگار ہیں چرنے والے

عاشقوں سے وہ ہوے تنگ تو جھنجھلا کے کہا
ایک مرتا نہیں ہیں سیکڑوں مرنے والے

کہدو اتنا کہ ادھر بھی کوئی وار ای قاتل
ہم بھی ہیں دم تری شمشیر کا بھرنے والے

بھول کر نام محبت کا نہ لیتے ہم تو
کیا خبر تھی کہ یہ صدمے ہیں گذرنے والے

سان پہ چڑھنے کو بھیجی ہی جو اس ترک نے تیغ
کیا سنا ہی کہ مرے زخم ہیں بھرنے والے

برہمن کا جو بدلتے ہیں مسلمان بھی بھیس
صدقے اس بت کے گئے ہیں شاید کہ اترنے والے

بیٹھ جا لاشے پہ ای ترک بہا چار آنسو
موتیوں سے دہن زخم ہیں بھرنے والے

پیش حاکم جو کبھی پیش کیا دعوئ دل
جھنکے لائے وہ گواہی میں مکرنے والے

مہد مین دیکھکے کہتا تھا وہ دستِ نازک
کہ یہ اکدن ہین مرے خونین بھرنے والے
محفل عیش مین اُسنے ہمین دیکھا تو کہا
ل کے زندونین عبث بیٹھے ہین مرنے والے
غصہ تا چند کرو ابتو کدورت موقوف
زندہ در گور رہین تمپر ہین جو مرنے والے
مہر و مہ دیکھکے فرقت مین ہوا مجکو یہ ڈر
کہ یہ گولے ہین مرے گھر مین اُترنے والے

۱۳۶

واسطی اور نہین یہ تو اُنھین لکھ بھیجو
تم سلامت رہو دل لیکے مکرنے والے

ہوئی جو وصلت کی شب میسر تو دور نفرت سے ہٹ کے بیٹھے
کبھی گلے سے نہ مل کے سوئے کبھی نہ ہمسے لپٹ کے بیٹھے
صفِ نعال اُسکے بیٹھنے کی جگہ جو تجویز کی ہی تمنے
تمھین بتاؤ تمھارا عاشق کسی سے کس طرح گھٹ کے بیٹھے
ملا قضا کو عجب بہانا حیا کے پردے مین موت آئی
نہ دل کا ارمان دل سے نکلا کبھی نہ برقع اُلٹ کے بیٹھے
جو بزم عشرت مین میرا سایہ بھی شب کو ترچھی نظر سے دیکھا
وہ ایسے شرمائے اور جھجکے کہ دور ہٹ کر سمٹ کے بیٹھے
جنھین پہونچنا تھا خلد پہونچے کبھی تو ہم بھی پہونچ رہینگے
ہوے یہ ماندے کہ ہم تہِ خاک چلنے والوںسے ہٹ کے بیٹھے
ہجوم محفل مین رات کو تھا مگر ہوے جب وہ رونق افزا
سب ایسے ویسے گئے نکالے جو لوگ اچھے تھے چھٹ کے بیٹھے
وہ آگئے ای واسطی مرے گھر مگر رہے جتنی دیر شب کو
۱۳۷
کبھی وہ مجکو گھُرک کے اُٹھے کبھی وہ مجکو ڈپٹا کے بیٹھے

تا دم مرگ تو صورت نہ دکھانے آئے
اب کہو قبر پہ کیون خاک اُڑانے آئے

ل کے ہاتو مین حنا آگ لگانے آئے
جل رہا تھا وہ مجھے اور جلانے آئے

پھر چکے آخر کار آ کے لحد مین سوئے
شکر ہی چین ملا اپنے ٹھکانے آئے

خاک ہونے پہ بھی دلسے نہ ہوا دور غبار
وہ نشان بھی مری تربت کا مٹانے آئے

چاند گردون پہ تو کچھ اِک شب تاب نہین
چٹکیون مین شب مہ تم جو اُڑانے آئے

تن بیجا نین مری جان پڑی اُٹھ بیٹھا
نزع کے وقت جو وہ میرے سرہانے آئے

کسطرح قبر مین پھولا نہ سماؤن پس مرگ
کہ مری قبر پہ وہ پھول چڑھانے آئے

کرچکے سمع خراشی تو بہت کل ناصح
یہ وہی راگ مگر آج بھی گانے آئے

شوق نے خاک بھی غیرت نہین باقی رکھی
ہمین روٹھے تھے ہمین اُنکو منانے آئے

طرفہ شوخی ہی کہ وہ کہتے ہوے آئے ہین
آج ہم گھر مین ترے مھندی لگانے آئے

میرے گھر آئے تو ہمراہ مصاحب لائے
میری سُننے نہ وہ کچھ اپنی سُنانے آئے

آئے تربت پہ پڑی فاتحہ جب سیم بدن
مین یہ سمجھا کہ مرے ہاتھ حنا نے آئے

داغ کیا کیا دیے احباب کو اُٹھ جلنے سے
بزم مین شب کو وہ گل تازہ کھلانے آئے

لوگ کہتے ہین کہ خط لیکے کبوتر آیا
جانتا ہون کہ یہ بے پر کی اُڑانے آئے

قبر مین شکل نکیرین جو دیکھی مین نے
صاف سمجھا کہ خواص اُنکے بلانے آئے

۱۳۸

واسطی سارے زمانے مین پھرے ہم آخر
چھاؤنی کوچۂ محبوب مین چھانے آئے

دل اپنا قید زلف سیہ مین تباہ ہی
تاریک شب مین رہرو گم کردہ راہ ہی

چھایا ہوا فلک پہ جو ابر سیاہ ہی
میری شب فراق کا یہ دودِ آہ ہی

آنکھونکو کس طرح سے نظر آئے وہ کمر
پنہان نگاہِ خلق سے مثلِ نگاہ ہی

انکار میرے قتل سے قاتل کریگا کیا
اُسکی زبان تیغ تک اُسپر گواہ ہی

قرطاس پر لکھا ہی جو اُس زلف و رخ کا وصف
جو نقطہ دائرے مین ہی ہالے مین ماہ ہی

دیکھا جو آتے مجکو وہ دوڑے مری طرف
سچ ہی کہ دلکو دلسے زمانے مین راہ ہی

راہ عدم مین ڈر ہی عبث تمکو رہروو
سیدھی سڑک لگی ہی چلو شاہ راہ ہی

زندان ہی تنگ فرقت یوسف سے کچھ نہین
دیکھو پر آب آج تلک چشم چاہ ہی

دم مارتے نہین ہین اُٹھاتے ہین جور یار
ہم کیا کرین اسی مین ہمارا نباہ ہی

تیرے گداسے در کو نہین ہی کچھ احتیاج
سچ ہی کہ اپنے وقت کا وہ بادشاہ ہی

۱۳۹
ہونے لگا ہی ابتو در یار تک گذر
اہی واسطی معاملہ کچھ روبراہ ہی

صد شکر جب مجھے عشق دیا میرے خدا نے
کیا غم ہی وہ بت قدر مری جانے نجانے

اک روز بھی ہڈی نہ لگی میری ٹھکانے
پوچھا نہ سگ یار نے اُسکو نہ ہما نے

کل رات کہان تھے تمھین روکا نہ حیا نے
اب صبح کو آئے ہو یہان باتین بنانے

مرقد پہ مرے کوئی نہین صاحب ماتم
ہان حسرتین بیٹھی ہوئی روتی ہین سرہانے

سو رنگ کے ہین پھول جو گلزار جہان مین
قدرت کے تماشے یہ دکھائے ہین خدا نے

شب بھر تو رقیبوں سے رہی گرمی صحبت
اب صبح تم آئے ہو مرے جی کو جلانے

یہ خون ہی بلبوے کا کبھی ہوگا نہ ثابت
مارا ہی مجھے ناز نے غمزے نے ادا نے

سیکھا ہی زمانے مین ادب بے ادبون سے
تعلیم وفا دی ہی ترے جور و جفا نے

کیونکر مرے آغوش مین آئے وہ شب وصل
دیتا نہین جو پانوں کو بھی ہاتھ لگانے

ایسا جو سمجھتے تو نہ دیتے تمھین ہم دل
دھوکا سا دیا ہی ہمین امید وفا نے

منصور کے مانند انا الحق نہین بجا
کہتا ہو نہین حق بات کوئی مانے نہ مانے

اب مہر کسی مین ہی نہ باقی ہی محبت
اگلی سی نہ باتین ہین نہ اگلے سے زمانے

مھندی کبھی ملتے ہین کبھی کرتے ہین حمام
آنا نہین منظور تو ہین لاکھ بہانے

۱۴۰
اہی واسطی آتا ہی وہ گل تیرے بھی پھر دن

۱۴۰ | مژدہ دمِ صبح دیا پیک صبا نے

اک برق تجلی کے طلبگار ہین ہم بھی — موسیٰ کیطرح طالبِ دیدار ہین ہم بھی
آئینہ پہ موقوف نہین بزم مین اُسکی — حیرت زدۂ عالمِ دیدار ہین ہم بھی
زاہد کا یہ قول ہی اُس مست کے آگے — عاشق ہین تری چشم کے میخوار ہین ہم بھی
بُھلائے ہین تن مین جو مرے ضعف نے پہرے — نالے مرے کہتے ہین گرفتار ہین ہم بھی
کچھ تو دلِ مایوس کی امید بر آئے — جھوٹون ہی یہ کہدو کہ وفادار ہین ہم بھی
گوشے سے کسی وقت نکلتے نہین باہر — گویا کہ تری حسرتِ دیدار ہین ہم بھی
کامل ہین تو اضع ہی ہمین اب ہی مناسب — بے برگ نہین شاخِ ثمردار ہین ہم بھی
گر گر گئے ہین پانوٗن زمین ہین صفتِ میل — اس راہ مین ناواقفِ رفتار ہین ہم بھی
نیند اُڑ گئی اپنی غمِ افلاس مین منعم — گویا کہ ترے طالعِ بیدار ہین ہم بھی
محشر مین جو دیکھا کرمِ ساقیِ کوثر — زاہد لگے کہنے کہ میخوار ہین ہم بھی
چاہین گے تو بالتو نین لگا لائین گے تجکو — لاکھون مین صنم ایک ہی عیار ہین ہم بھی
گذرے رمضان نکلے مہِ نو کہین زاہد — خواہانِ کلیدِ درِ خمار ہین ہم بھی

۱۴۱ | ہی قصد چلین ہند سے اب مصر کی جانب
ای واسطی یوسفؑ کے خریدار ہین ہم بھی

قاضی کسی گیسو کے گرفتار ہین ہم بھی — حق یہ ہی کہ دُرّون کے سزاوار ہین ہم بھی
کیون وصل مین دل کھول کے باتین نہین کرتا — ای جان ترے محرمِ اسرار ہین ہم بھی
رحمت کو تری دیکھکے زاہد بھی کہین گے — مجرم ہین سیہ رو ہین گنہگار ہین ہم بھی
کہتا ہی وہ خورشید دکھائین ابھی جلوہ — آنکھین تو کہین قابلِ دیدار ہین ہم بھی
آرام نہین گاہ اِدھر گاہ اُدھر ہین — کوچے مین ترے سایۂ دیوار ہین ہم بھی
کی جورِ فلک کی جو کبھی اُسنے شکایت — فرمایا کہ خاموش ستمگار ہین ہم بھی

وہ آ نہین سکتے ہین تو ہم جا نہین سکتے	مجبور اگر وہ ہین تو ناچار ہین ہم بھی
پھرتا ہی ترے خال کا ہر دل مین تصور	نقطہ کا یہ دعوی ہی کہ پرکار ہین ہم بھی
کہتا ہی یہ داغ دل آوارہ ہمارا	ثابت ہی کوئی اختر سیّار ہین ہم بھی
آنکھین جو کھلی رہگئین مردے کی پس مرگ	وہ جان گئے طالب دیدار ہین ہم بھی
کیا آئین تجھے دیکھنے کہتی ہین وہ آنکھین	پرہیز ہمین شرط ہی بیمار ہین ہم بھی
ٹھہرو نہین کچھ دیر کمر باندھ رہے ہین	ای ہمسفرو چلنے پہ طیار ہین ہم بھی
جلوہ کبھی دکھلائے وہ خورشید تو مرجائین	شبنم کی طرح تشنۂ دیدار ہین ہم بھی

۱۴۲	اپنا بھی شرف بزم وفا مین نہین کچھ کم ہم مرتبۂ واسطی زار ہین ہم بھی

جگر کے داغ چمکائے ہماری اشکباری نے	کھلائے گل چمن مین بارش ابر بہاری نے
رلایا ابر کو اس چشم تر کی اشکباری نے	غضب بجلی کو تڑپایا جگر کی بیقراری نے
وہ وعدہ روز کرتے ہین کہ کل بوسہ مین دینگے	تھکایا ہی لگا کر ہمکو اس امیدواری نے
بدن پر بوند باران کی پڑی جب ہجر ساقی مین	مین یہ سمجھا کیا مجروح بوندی کی کٹاری نے
نگاہون سے ہرن زخمی ہین طائر قید گیسو مین	نچھوڑا ایک بھی نخچیر عالم مین شکاری نے
پڑے تھے دور ہم اُنکے قدم تک لوٹکر پہونچے	کہان سے ہمکو پہونچایا کہان اس بیقراری نے
ہوئے پیاسے جو ہم سر پر وہ تیغ آبدار آئی	پلایا آب ہمکو دوڑ کر خود نہر جاری نے
ترا قد چھوڑکر کیون فاختہ عاشق ہوئی اُسکی	سجا ہی دار پر کھینچا جو سرو جویباری نے
شب فرقت فراق یار مین جاگتے گذری	اڑائی صبح تک آنکھون سے نیند اختر شماری نے
سنا ہی محتسب کو موت ای پیر مغان آئی	بچایا آخر تو اسنے تجکو تیری خیر جاری نے

۱۴۳	وہ آئے بھی مگر گریان جو دیکھا پھر گئے اُلٹے ڈبویا واسطی ہمکو ہماری اشکباری نے

غائبانہ بشر ایسی نہ کوئی بات کہے
روبرو ہو کے نہ جو وقت ملاقات کہے

کسکا منہ ہے کہ خلاف اُسکے کوئی بات کہے
سب کہیں حق ہے یہی دن کو جو وہ رات کہے

عرض حال اُس بت مغرور سے کیونکر مین کرون
جو سنے میری نہ اپنی ہی کوئی بات کہے

دیکھکر خلق مرے اشکون کی طغیانی کو
کیا تعجب ہے اگر موسم برسات کہے

غیر کی بات کو سچی نہ سمجھیئے گا کبھی
جھوٹ ہی جھوٹ ہے جو کچھ کہ وہ بدذات کہے

جسقدر شوق سے سنتے ہین وہ کہتا ہون مین شعر
کبھی دو تین کبھی پانچ کبھی سات کہے

کوئے جانا نہین عجب طرح کا ہنگامہ ہے
کون سنتا ہے بیان کس سے کوئی بات کہے

اقتضا رحم کا یہ ہے کہ تہ دل سے سنو
درد اپنا جو کوئی مورد آفات کہے

بتکدے سے مجھے ہر طرح ہے جانا منظور
کوئی سنتا ہو نہین عزّیٰ کہے یا لات کہے

لب سے نکلے بھی نہ پوری کہ دعا ہو مقبول
گھر سے آئین وہ اگر وقتِ مناجات کہے

قلق کر خلق سے اتنا کہ مری مرگ کے بعد
کوئی افسوس کہے اور کوئی ہیہات کہے

۱۴۴

واسطے چاہیے دشمن کے بھی گر عفو قصور
صبر کر لاکھ کوئی بہر مکافات کہے

آج ذرّے ہین تو کل مہر سما ہو جائین گے
خاکساران محبت کیا سے کیا ہو جائین گے

گو کہ بیگانے ہین وہ پر آشنا ہو جائین گے
ایکدن یہ نارسا طالع رسا ہو جائین گے

گر یہی ہین گردشِ افلاک سے نیرنگیان
ہم تو کیا ہین سیکڑون سلطان گدا ہو جائین گے

وہ نہ آئین گے جو بہر سیر دو روز اور بھی
پھول بلبل کے چمن مین اے صبا ہو جائین گے

ناتوان ہین اے فلک سر پر نہ کوہ غم گرا
استخوان پسکر ہمارے سرمہ سا ہو جائین گے

جن کے افشان کو جبین پر تم جو دکھلاؤ گے آنکھ
کانپ اُٹھے گا آسمان تارے جدا ہو جائین گے

غیر ممکن ہے دعا سے وصل جانان ہو قبول
اُٹھتے اُٹھتے شل مرے دستِ دعا ہو جائین گے

وحشتِ تنہائی مین یاد آئی جو وہ زلفِ دراز
نقش پا میرے مجھے زنجیر پا ہو جائین گے

۱۴۵	دل لگی بہلانے کو الفت کی ہمیں ہنسنے واسطی یہ نہ سمجھے تھے بلا میں مبتلا ہو جائیں گے	

لاکھوں دنیا میں ہیں تدبیر بدلنے والے
کم مگر دیکھے ہیں تقدیر بدلنے والے

جانتے ہیں جو پھرے تجھسے پھرے ہمسے خدا
ہم نہیں ای بت بے پیر بدلنے والے

معتبر قول کہاں بات کو کیا انکی ثبات
ہیں زمانے میں جو تقریر بدلنے والے

جمع اٹھے مرے ضد سے وہ کیے ہیں عامل
ہیں دعاؤں کی جو تاثیر بدلنے والے

ٹکٹکی یوں ہی رہے گی سوے قاتل اپنی
آنکھ کب ہیں تہ شمشیر بدلنے والے

کاش پہنائیں تری زلف کی بیڑی حداد
ہیں اگر یہ مری زنجیر بدلنے والے

نظر آتے ہیں ریاکار نمازی ہمسکو
ہیں یہ نیت دم تکبیر بدلنے والے

۱۴۶	واسطی لائے ہیں یوسف کی شبیہیں کیجو اُسکے نقشے سے ہیں تصویر بدلنے والے	

ہرگز وہ وفا وصل کا وعدا نہیں کرتے
کب دل میں مرے خون تمنا نہیں کرتے

نالے نہیں کرتے ہیں کہ رویا نہیں کرتے
جب سے ہیں جدا یار سے کیا کیا نہیں کرتے

مشہور نہ ہو جاؤ برے تم بھی جہان میں
اچھے تو برے لوگوں میں بیٹھا نہیں کرتے

کیا چاہیے غیروں میں انھیں میری برائی
اچھا نہیں کرتے ہیں وہ اچھا نہیں کرتے

سیراب کرو آب دم تیغ سے مجکو
کیوں آپ کلیجا مرا ٹھنڈا نہیں کرتے

یا چرخ کا یا اپنے مقدر کا گلا ہی
جور وستم یار کا شکوا نہیں کرتے

ٹھوکر نہ لگاؤ ہی اگر خواب میں عاشق
سوتے ہوے فتنوں کو جگایا نہیں کرتے

ممنے ہیں حسین اور یہ سمجھائے انھیں کون
افسوس وہ آئینہ بھی دیکھا نہیں کرتے

لاشے پہ مرے چار طرف روتی ہی خلقت
اسپر بھی تو وہ ترک تماشا نہیں کرتے

کر دیتے ہیں زندہ لب جان بخش سے مردے
کس روز وہ اعجاز مسیحا نہیں کرتے

بیمار محبت کو کبھی دیکھو تو جا کر ۔ اتنی بھی وہ تکلیف گوارا نہیں کرتے
فتنہ ہی قیامت ہی نہین جنبش مژگان ۔ کسدن وہ زمانہ تہ و بالا نہین کرتے
ہم مر گئے تمنے نہ دیا آب دم تیغ ۔ ہی جنکو مروت کبھی ایسا نہین کرتے
کرتا ہی کوی اہل وفا پر یہ جفائین ۔ سچ کہتے ہین ہم شکوہ بیجا نہین کرتے

۱۴۷
سمجھے ہوے ہین خوب وہ دل پھیر دیگا
ای واسطی اُس بت سے تقاضا نہین ہوتا

حفظ عزت کے لیے خلقت سے ڈرنا چاہیے ۔ جس سے دشمن دوست ہون وہ کام کرنا چاہیے
باعث خجلت ہین لعد مرگ سب اعمال زشت ۔ جو نہین کرنا مناسب ہی نہ کرنا چاہیے
قول ارباب فنا کو بس غنیمت سے سنو ۔ جیتے جی مرنے سے پہلے تمکو مرنا چاہیے
ہو زبردستون سے زیردستو اپنی امان ۔ زیردستون کے جرائم سے گذرنا چاہیے
کام جو بگڑے وہ بگڑے پھر در توبہ تو باز ۔ آخری ہی وقت ای غافل سنورنا چاہیے
[illegible] کا نہ کھا غم ہاتھ خالی ہین تو ہون ۔ زلیست کے دن جس طرح دنیا مین بھرنا چاہیے
حشر مین اعضا تن تک ہین گناہو نکے گواہ ۔ جس سے سب واقف ہین اُس سے کیا مکرنا چاہیے
سر پہ ان روز و ن چڑھی ہی منزل ملک عدم ۔ سب سے پہلے گور مین ہمکو اُترنا چاہیے
پیرہن بدلو کرو زیور مرصع زیب تن ۔ عید کا دن ہی نہا دھو کر نکھرنا چاہیے
شرم کے دریا مین کیون ڈوبے ہوئے بیٹھے ہو تم ۔ سر اُٹھاؤ چھاتیان تانو اُبھرنا چاہیے

۱۴۸
غور کر ای واسطی یہ وقت نازک ہی بہت
پھوک کر اس سرزمین پر پانون دھرنا چاہیے

دیکھکر آئینہ ہمسر کس لیے پیدا کرے ۔ حسن مین جسکو خداوند جہان یکتا کرے
دل کو سمجھایا بہت لیکن نہ سمجھا وہ کبھی ۔ جو نمانے بات اپنی اُسکا کوئی کیا کرے
وہ بت ترسا تو ہرگز راہ پر آتا نہین ۔ آرزوے وصل مین کب تک کوئی ترسا کرے

چاہتے ہین اشک اپنے دشت طوفان خیز ہو | آہ کو مدِ نظر ہی بحر کو صحرا کرے
غسل کو آئے ہین ساحل پر وہ ہمراہِ رقیب | آنکھ رو رو کر نکیون طوفان لب پیا کرے
نقد جان پر بچتا ہی بوسۂ گیسوو بت | ہو جو سودائی وہ ایسی جنس کا سودا کرے
باعثِ آشوب عالم ہی ابھی بوٹا سا قد | آگے آگے دیکھیے فتنے یہ کیا برپا کرے
ہی یہی درپردہ مطلب اس نگاہ ناز کا | صورت مژگان دو عالم کو تہ و بالا کرے
ہی وو روز محشر جھگڑے وین دنیا کے ہزار | حیف اس تھوڑی سی فرصت مین کوئی کیا کیا کرے
خواب مین بھی وہ جو دکھلایا کرین اپنا جمال | مردمک پلکون کے ہاتھون سے نہ سرپٹا کرے
ای صنم شاید ہو تیرا حسن مین کوئی جواب | خالق عالم جو عالم دوسرا پیدا کرے

رند ہون پر دیکھکر مجکو یہ زاہد کہتے ہین
جیسے تم ہو واسطی ہمکو خدا ویسا کرے

۱۴۹

کیون چلے جاتے وہ اٹھکر جو مروت ہوتی | بیٹھتے پاس اگر کچھ بھی محبت ہوتی
مجمع حشر مین کیون مجکو خجالت ہوتی | عمل زشت پہ کچھ بھی جو ندامت ہوتی
آپنے مجھسے یہ جھوٹون بھی کسی دن نہ کہا | ہم ضرور آتے ترے پاس جو فرصت ہوتی
پانون رکھا تھا سر خاک کہ بھونچال آیا | دو قدم راہ وہ چلتے تو قیامت ہوتی
کچھ نشان ضعف جو مجھ زار کا باقی رکھتا | ملک الموت سے مجکو نہ خجالت ہوتی
آمد و رفت نفس ہجر مین ارہ ہی مجھے | اس کشاکش سے کہین جلد فراغت ہوتی
اُسنے آنے مین کیا وعدۂ فردا مجھسے | کیسی بن آئی اگر آج قیامت ہوتی
تیرے کوچے کی ہوا سر سے نجاتی ای گل | روح اگر بعد فنا داخل جنت ہوتی
بے گنا ہو نمین مین جاتے ہوئے شرماتا ہون | عمل زشت کی ای کاش نہ طاقت ہوتی
شب فرقت کی سیاہی سے تو پائی ہی نجات | ظلمت گور نہ کیون مجکو غنیمت ہوتی
تجھسے کرتی نہ یہ دعوی کبھی ہمچشمی کا | چشم نرگس مین ذرا بھی جو بصارت ہوتی

پہنچنا باغ مین موقوف نہین بلبل کا
پھوسلتے کیسے جو نالون کی سماعت ہوتی
حال کھلتا مری بیتابی دل کا صاحب
کسی بے رحم سے تمکو جو محبت ہوتی
غیر گذری کسی معشوق پہ عاشق نہ ہوے
شکل جو کچھ ہی مری آپ کی صورت ہوتی

۱۵۰
واسطی دلکو ذرا چین نہین آتا ہی
ہاتھ رکھدیتے وہ سینے پہ تو راحت ہوتی

تری خاک قدم کو کیمیا اے سیمبر سمجھے
پڑین پتھر سمجھ پر خاک سمجھے یہ اگر سمجھے
شب وصلت مین کیسے کیسے دھوکے ہمنے کھائے ہین
ہٹی جب لف اسکی روے روشن سے سحر سمجھے
بڑے نادان ہین دعوی ہی جنھین باریک بینی کا
رگ گل کی حقیقت کیا جسے تیری کمر سمجھے
دکھائی موت کی صورت ہمین مقتل مین قاتل نے
کھنچی جب تیغ اسکی آئینہ پیش نظر سمجھے
شمیم گل پہ دھوکا نامۂ محبوب کا گذرا
صبا جب باغ مین آئی ہم اسکا نامہ بر سمجھے
فراق یار مین کب دور ساغر کا پسند آیا
کہ ہم محفل مین اسکو باعث دوران سر سمجھے
دیا ہمکو یقین دیر و حرم مین دل نے وحدت کا
ادھر جو کچھ کہ سمجھے تھے وہی جا کر ادھر سمجھے
معاذ اللہ اسکے چہرۂ پر نور سے دعوی
کہو خورشید کھولے آنکھ کچھ دل مین قمر سمجھے

۱۵۱
یہان سے آگے جانا ہی وہ رہنے کا ٹھکانا ہی
حقیقت دو جہان کی واسطی ہم اسقدر سمجھے

ہوے پیر دور جوانی نہین ہی
جوانی نہین زندگانی نہین ہی
ادا کونسی تجھ مین جانی نہین ہی
مگر خوب یہ بد زبانی نہین ہی
کوئی نالہ تو کھینچ فرقت مین اے دل
کچھ ایسی ابھی ناتوانی نہین ہی
کوئی جان وارے کہ قربان کرے دل
کسی کی وہان قدر دانی نہین ہی
سنو کان رکھکر مرے حال دلکو
یہ قصہ نہین ہی کہانی نہین ہی
کس امید پر دل کرے نذر کوئی
عنایت کرم مہربانی نہین ہی

مرے چہرۂ زرد کا ہی یہ پرتو
ڈوپٹہ ترا زعفرانی نہین ہی
فقط آئینہ کیا ترے تاب رخ سے
وہ ہی کون پتھر جو پانی نہین ہی
تکبر ہی زیبا حقیقت مین تجھکو
کوئی دوسرا تیرا ثانی نہین ہی
سر دست ہو داغ چھلے کا تیرے
کوئی اس سے بہتر نشانی نہین ہی
شب وصل مین بھی نہ لپٹو گلے سے
کھو پھر یہ ایذا رسانی نہین ہی
تجلی کی ہی تاب دیدار کس کو
یہ بیوجہ کچھ لن ترانی نہین ہی

کہے واسطی کون احوال میرا
کوئی آج کل درمیانی نہین ہی

۱۵۷ تضمین مصارع آخر غزل قدسی مع مستزاد

مرحبا سید مکی مدنی العربی
افسر جملہ نبی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
من وامی وابی
زہرہ سے ماہ سے خورشید سے روشن ہی سوا
واہ رے نور ضیا
اللہ اللہ چہ جمال است بدین بو العجبی
ای رسول عربی
کر مری سمت کبھی چشم عنایت سے نظر
لے مری جلد خبر
ای قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی
اصل اعلی نسبی
نخل سرسبز مدینے کی گلستان مین ہوا
چل گئی طرفہ ہوا
زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی
ای خوشا بو العجبی
آپ کی ذات ہوئی ملک عرب مین پیدا
ای رسول دوسرا
زان سبب آمدہ قرآن بہ زبان عربی
پی ہر شیخ وصبی
تجھسے نسبت نہین ای شاہ بنی آدم کو
نہین شبہہ ہمکو

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی		فخر والا حسبی
پیاسے ہم سب ہین نہین ہجر کی اب تاب ذرا		ذات پاک آب بقا
لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی		ہست جوش تعبی
سگ ترے کوچے کا ہوئین یہ کیا پہلے خیال		پھر ہوا سخت ملالی
زانکہ نسبت بہ سگِ کوے تو شد بے ادبی		ای قمر کشتی لقبی
رہے افلاک کے نیچے شبِ معراج بروج		بڑھ گیا تیرا عروج
بمقامے کہ رسیدے نرسد ہیچ نبی		ای نبی بو العجبی
واسطی تجھسے مسیحا سے ہی خواہان شفا		دے عنایت سے دوا
آمدہ سوے تو قدسی پی درمان طلبی		تا کجا خشک لبی
شاہد حسن کو منظور ہوئی جلوہ گری	۱۵۳	بڑھ گئی ناموری
مبتلا عشق مین ہر ایک ہی انسان و پری		واہ ری فتنہ گری
جان ہو تو نہ ہی آنکھو لنسے بہی ہین اشک روان		دلِ مضطر ہی طپان
ہو رہا ہون مین دم نزع چراغ سحری		اسقدر بے خبری
خوبصورت تو کیے لاکھ خدا نے پیدا		پر کوئی تجھسا نہ تھا
روبرو تیرے حسینون کے ہین چہرے نظری		حور ہو خواہ پری
عشق گیسو نہ گیا مر کے بھی ای آئینہ رو		وہی سرگشتہ ہی تو
آخرِ کار کھلے عیب پریشان نظری		ہو گئی پردہ دری
کیون نہ مر جائے نکلتا ہی ترے منہ سے دھوان		کس سے اُلفت ہی نہان
زرد چہرہ ہی ترا کس لیے آنکھین تری		ای چراغ سحری
تیرے بیمار کی ہی رات سے حالت ابتر		کچھ بھی ہی تجھکو خبر
مار ڈالے گی یہ ظالم تو ہی بیدادگری		اور یہ بیخبری

عشق مین تیرے کسی سے مجھے کچھ کام نہین
ہو گئی دل کو عجب بیخودی و بیخبری
تھا غلط پہلے کہا مین نے تری زلف کو لام
چاہیے دیکھ کے حلقون کی کہون جلوہ گری
ہون وہ دیوانہ کہ ظاہر ہی مرا حال زبون
تو ہی بتلا کہ کبھی چھپتی ہی ای رشک پری
سینہ محفوظ ہی اور دل مین ہین سوز غم نہان
کوئی پیکان نہ کوئی تیر نہ ناوک کی سری
ناگہان پڑ گئی اک پردہ نشین کی جو نگاہ
واسطی کتنی تجسس مین ہوئی دربدری

آسمان ہو کہ زمین
ہی خیالو نسے بری
پھر ہوا اسمین کلام
حلقۂ چشم ہی پری
کچھ کہون یا نکہون
آنکھ تیری تھا سے بھری
کیا کرون حال بیان
ہی یہ جادو نظری
ہو گیا حال تباہ
کرکے دریوزہ گری

تمت

غزلیات فارسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در ہواے آن پری پیکر دلم دیوانہ شد　　واے حسرت آشنا دانستم و بیگانہ شد
شکر ایزد سر نثار مقدم جانانہ شد　　عشق را نازم کہ از من ہمت مردانہ شد
ہر کہ بیخود از شراب نرگس مستانہ شد　　فارغ از فکر می و دریوزۂ میخانہ شد
میشود مقصود حاصل قابلیت گر تراست　　از پئے زلف مسلسل استخوانم شانہ شد
خاک گشتم در ہواے بوسۂ لبہاے یار　　کی عجب باشد اگر از خاک من پیمانہ شد
الحذر از دور چشم مست ساقی الحذر　　کعبۂ دلہاے صوفی مشربان میخانہ شد

خاک گشتم در رہ او یافتم ملک ابد
در گروہِ عشقبازان شو کتم شاہانہ شد

سوز عشق شمع ویان دود من ضائع نکرد
از ہوا برخاست کحل دیدۂ پروانہ شد

گر رسد در گوش آن لیلیٰ ادا نبود عجب
مثل مجنون در جہان از وحشتم فسانہ شد

شکوۂ آتش پرستان پیش آذر دور نیست
سر دار سیل سرشک من ہر آتشخانہ شد

وجہ صد حسرت بود دعوای عشق از بوالہوس
در رہِ او باختن سر بازیِ طفلانہ شد

واسطی از آمد و رفت خیالات جہان
کنج عزلت داشتم از دل مسافر خانہ شد

باکمال ضعف در کوئش رسیدن آرزوست
ہمچو نقش پا براحت آرمیدن آرزوست

آنقدر زارم کہ دشوار است تحریک نفس
قوت دل المدد آہے کشیدن آرزوست

دست خود بر نبض من مگذار ای نادان طبیب
مرگ خواہم از رگ جان ہم بریدن آرزوست

کاش چشمم خاک و خاک چشم من گرد و غبار
سرمہ در چشم رکاب او کشیدن آرزوست

قوتی ای ضعف کاید اشک سرخی تا بچشم
خون حسرت ریختہ غم در دل چکیدن آرزوست

دل بحسرت مرد و درمان نیست غیر از آب خضر
حرفے از لعل لب نوشین شنیدن آرزوست

چند باشد در قفس این طائر عرش آشیان
مرغ دل را تا لب بامش پریدن آرزوست

گردن ما را کہ ہست از عالم بالا بلند
زیر محراب خم تیغش خمیدن آرزوست

صبر و عقل و ہوش و دین باد انصیب دشمنان
دوستان را دامن از احباب چیدن آرزوست

عاشقا ترا جز بہ بیتابی نباشد راحتے
بسملا ترا بہ سر پایت طپیدن آرزوست

دل روان گردید و چشمم آب بر آئینہ ریخت
یا الٰہی روی او را باز دیدن آرزوست

بوی عنبر در مشامم باعث درد سرست
نکہتے از زلف مشکینش شنیدن آرزوست

واسطی اہل فنا را وجہ بیتابی ست مرگ
سرمہ در چشم غبار خود کشیدن آرزوست

مرا باید شمیم زلف جانان آرزو کردن — دلم عاشقان مختل شود از مشک بو کردن

نشاید خمکشان را غیر شیون آرزو کردن — اگر خندد دهان زخم دل باید رفو کردن

چه باشد مسلک آزاد طبعان هیچ میدانی — گذشتن از سر مقصود و ترک آرزو کردن

بدل خوش یادگاری بود زخم تیر مژگانش — چرا کردند بیدردان ملولم از رفو کردن

اگر داری سر طاعت ته محراب شمشیرش — ز آب کوثر و تسنیم می باید وضو کردن

نظیر خویش تا بیند غرور او شود زائل — نشیند تا به بزم آئینه باید روبرو کردن

حباب از نیست گردیدن بدریا عین دُر باشد — غلط فهمی ست در هستی وصالش آرزو کردن

کجا یک قطره خون دل کجا درد تمنایش — زعالی ظرفی عشق ست دریا در سبو کردن

گهی گریم گهی خندم گهی بر پاے خم افتم — زجوش دل مرا زیبد به مستی ها و هو کردن

مرید حضرت پیر مغان گشتم خوشا قسمت — بدست آمد چنان از بیعت دست سبو کردن

به عشق سرو قدش نیست رنجے از گرفتاری — نمیدانم چو قمری شکوهٔ طوق گلو کردن

اگر حاصل شود خاک تیمم از کف پایش — مرا فرض است زاهد تو به از آب وضو کردن

شبیه بے ثباتی در جهان آرد بچشم من — تماشاے حباب بحر و موج آبجو کردن

چنان در عشق آن موے میان گم کرده ام خود را — که شد مشکل نشان خویشتن را جستجو کردن

شدم دیوانه و زنجیر در پایم کجا باشد — که دست آن پری رو خواستم طوق گلو کردن

مبادا بیخودی از کف رود از تار موج مے — گریبان چاکی خمیازه را باید رفو کردن

چو شانه تا سر زلفش رسیدن آرزو دارم — که می باید بهر موے تصرف مو بمو کردن

نیم شمعی که از آتش فروغ خویش میجویم — برائے سوختن کافی ست عشق شعله رو کردن

کنم از سیر چشمی کی نظر بر نعمت دنیا — سزد از راه او خاکی بچشم آرزو کردن را

برون از خویش میگردد دوم دیدن تماشائے — نشاید سهل چون موسی نگاهے سوے او کردن

مگرید واسطی ... در غم عصیان بحال خود

مخمس چون جامہ گرد باید اور شست شو کردن

ذوق غم تو از دل شیدائی رود
این درد از علاجِ مسیحائی رود

دل ہمچو لالہ محمل و لیلی ست داغ او
مجنونِ تو بہ سیر و تماشائی رود

کے سروِ باغ سبز شود در نگاہ من
از دل خیالِ آن قدِ رعنائی رود

ہمرہ نشان نالہ جلوریز فوج اشک
تنہا بہ کوے او دلِ شیدائی رود

کم ہمتان بہ منزلِ مقصود کے رسند
سیل تنک ز دشت بدریائی رود

آہ دلم کہ تیز چو عقلِ مہندس است
کی از ثری باوج ثریائی رود

خاشاک اہل محفل و سیلاب جلوہ ات
وقتِ نظارہ کیست کہ از جائی رود

پاک است منزلِ عدم از غول و رہزنان
بیخوف و بیم کیست کہ تنہائی رود

آن وحشیم کہ زخم دلِ غم سرشت من
از جا چو نقش جادۂ صحرائی رود

تیغت چنانکہ ہست دم قتل تیز تگ
کشتی بدین شتاب بدریائی رود

۱۵۸

ای واسطی فریفتۂ چشم ہوشم
سودائے عشق او ز سرِ مائی رود

دیدِ رخ تو باعثِ حیرانی نظر
زلفِ شکستہ وجہ پریشانی نظر

بہر نماز عید روی چون بہ عیدگاہ
گردد ہزار دل شدہ قربانی نظر

از بسکہ شد بہ کعبۂ روی تو سجدہ ریز
پیدا است داغ سجدہ بہ پیشانی نظر

در جلوہ گاہِ حسن تو بر دار میکشند
آئینہ را بجرم پریشانیِ نظر

نگذاشتہ ہست در دو جہان ہیچ زندگی
تیر نگاہ و تیغ صفاہانی نظر

ذوقے ز در دنیست چو شغل نظارہ ہست
دشواری دل ست بآسانیِ نظر

ای واسطی فتادہ معرا بیاض چشم
تا حک شدہ است مصرعِ لاثانیِ نظر

چه زیبا نرگسِ مستانه داری
شرابِ طرفه در پیمانه داری

شدی تا آشنائے دیدۂ من
مرا از خویشتن بیگانه داری

نهی از لطف پا در بزم اغیار
سرے از سرکشی با ما نه داری

به گیسو بستۂ دلهاے عشاق
بیک زنجیر صد دیوانه داری

بیفشان نقد دل را در رهِ او
دلا گر همتِ مردانه داری

دلم ای بت ز دستت چون ننالد
حریم کعبه را بتخانه داری

به تیغ غمزه کشتی عالمی را
همانا شیوۂ ترکانه داری

ز دست این آتشِ شوقت که در دل
که سوزا سے شمع چون [illegible] دانه داری

زصادِ چشم و از طغرای ابرو
منزّهین حُسن را پروانه داری

ندارد از تو عهدے استواری
بجز پیمان که با پیمانه داری

چه دیدی واسطی از چشم مستش
که بر لب نعرۂ مستانه داری

کے روم پیشِ شفیقِ لطف فرماے دگر
جز درت چشم کشائش نیست از جاے دگر

میکشد هر دم از خاطر تمناے دگر
دل بجاے دیگر ست و چشم من جاے دگر

انتظارم تا قیامت میکشد آخر که او
میگذارد وعدۂ فردا بفرداے دگر

میدهد بر آن ماه سیما گرچنین داغ فراق
میکنم من هم تلاشِ ماه سیماے دگر

بر دخضرِ شوق دل تا منزلِ مقصد مرا
سایه آسا قطع این ره کردم از پاے دگر

خار در سر منزل و همچون برق آتش در قدم
چون من سرگشته نبود دشتِ پیماے دگر

چشمۂ چشم ترِ ما را بچشم کم مبین
شد چو از هر قطرۂ این بحر دریاے دگر

رفتی از میخانه چون از بیقراری ها فتاد
جام بر جام دگر مینا به میناے دگر

نیستم مجنون که در یک دشت مانم خاک بیز
میروم هر دم ز صحراے بصحراے دگر

حیرت چشم بجا باشد که شکل آینه
از تماشای رخش کردم تماشای دگر

منکه اعجاز مسیحا دیدم از لعل لبش
کے شوم قائل بدعوای مسیحای دگر

کو هلال از بدر گردیده‌ ‌ی مشو غره که هست
مثل تو بر آستانش صد جبین سای دگر

گاه عناب لبش بوسیاد و گه سیب ذقن
هر دم از خامی دل من پخت سودای دگر

چون سپاس رزق بی منت نسازم واسطی
از کباب وعده که دارم من و سلوای دگر

سوی من اگر گذری کنی گهی ای شرر شرر آفرین
به دلی فدای تو جان کنم که بگویدم جگر آفرین

به سواد هجر بنا شدم ز نگاه فائده ای فلک
ز بیاض چشم سپید من ز ره کرم سحر آفرین

اگر آفریدنم ای خدا بودت ضرور درین جهان
به میان هستی و نیستی چو وجود آن کمر آفرین

مطلب حلاوت کام جان به طفیل نعمت دیگران
تو که سیر چشم توکلی چو شجر ز خود ثمر آفرین

الیٰ که هست بخاطرم چو قضا کنم بکجا برم که
نگرای خدا پی جمع آن دو سه عالم دگر آفرین

بهوای خاک شدن بود چو کتان دلم بس مرگ هم
قدمی بخاک نمی‌ رسد تو ز نقش پا قمر آفرین

به ره رضا قدمی اگر زده چو شمع بصدق دل
سر تو کنند اگر قلم مخرو ش بار سر آفرین

به هزار شیوه ستم کنی بهزار طرز جفا کنی تو

دل من فدائے تو فتنہ گرند ہد صدا اگر آفرین
نہ رسد ز تیغ زبان کس ضررے گہی بتو واسطی
بجہان زگوش گران اگرچو شہید من سپر آفرین

۱۶۱

بجز شرب مے ناب کے روا باشد
باین خیال چو تو بہ کنم بجا باشد
بنائے ہستی موہوم بے لبقا باشد
چو برق خندۂ گل جلوہ فنا باشد
غلط معاف نصیحت مکن مرا ناصح
چگونہ صبر کند ہر کہ مبتلا باشد
نماز و روزہ و تسبیح و خرقہ و دستار
یکے بکار نیاید چو از ریا باشد
علاج من ز رقیبان مپرس اے ہمدم
دوا چہ سازد اگر درد لادوا باشد
چگونہ عاشقش از فتنہ با بود ایمن
کسے کہ افعی گیسویش از بلا باشد
چہ بیم تلخی مرگ ست در حیات او را
کسے کہ قبل فنا در جہان فنا باشد
بزیر تیغ عطا سازد خونبہا قاتل
نگاہ بر رخ خوب تو خونبہا باشد
بیاد لالۂ رخسار او چو کودک اشک
زخون دیدہ مرا پائے در حنا باشد
کسے کہ شکوۂ بیداد و بیوفائی کرد
یقین کہ از نظر افگندۂ وفا باشد
خدا کہ نیک ترا کرد بد مرا گشم
چرا کہ این ہمہ الزام بر قضا باشد

خوش آن زمان کہ برید تو آید و پرسد
مکان واسطی خستہ جان کجا باشد

تمت

رباعیات

جب بعد فراق اُنسے وصلت ہو گی
البتہ مجھے خوشی نہایت ہو گی
ہر دل مین بھرا ہوا ہے گلا جو غبار
کچھ شکر کرونگا کچھ شکایت ہو گی

دیگر

مستون مین اگر کچھ بھی سمائی ہوتی
پھر بادہ کشی مین کیون برائی ہوتی
یہ راز جو نشہ مین نہ کرتے افشا
قاضی نے شراب خود پلائی ہوتی

دیگر

جبنکا کہ شکوہ عالم آرا دیکھا
تابوت پہ اُنکے شور بمپا دیکھا
جو محفل شادی تھی ہوئی بزم عزا
دنیا کا غرض عجب تماشا دیکھا

دیگر

دل اُنکو دیا جان پر آفت آئی
فرقت مین مصیبت سی مصیبت آئی
ہر شام کو آئی شبِ عاشور نظر
ہر صبح نئی سر پہ قیامت آئی

دیگر

الفت مین تری ہمنے زمانا چھوڑا
تو نے نہ مگر دل کا جلانا چھوڑا
اب جان پہ بن گئی تو جانا تجکو
لے ہمنے ترے کوچے کا آنا چھوڑا

دیگر

موقوف کسی وقت ہو رونا معلوم
ہین داغ جو دل مین اُنکا دھونا معلوم
غنچہ ہی مگر غنچہ تصویر ہی دل
خندان ہونا شگفتہ ہونا معلوم

دیگر

ابتو کسی پہلو نہین آرام ہمین
ہی آفتِ جان ہجر دلارام ہمین
تھمتے نہین شام سے سحر تک آنسو
ہی شغل فغان سحر سے تا شام ہمین

دیگر

آئینے مین منھ دیکھکے شرماتے ہین
ایک اور وہان آپ سا وہ پاتے ہین
کہتے ہین غلط دعوی یکتائی تھا
ہمسے ہین ہزارون یہ خیال آتے ہین

دیگر

دل شمع رخِ یار کا پروانہ ہوا — کس دن نہ پری دیکھکے دیوانہ ہوا
کس شب نہ بندھا ماہ جبینون کا خیال — گھر فیض تصور سے پرستانہ ہوا

دیگر

فرقت مین ہمین نیند نہ آئی برسون — تارے ہی گنے شب جدائی برسون
بیداری بخت ہو گئی خواب و خیال — صورت نہ ہمین اُسنے دکھائی برسون

دیگر

چندے چمن عیش مین دل شاد رہا — گھر مجمع خوبان پریزاد رہا
حق یہ ہے کہ بھولنے کی باتین وہ نہ تھین — گذرا جو نظر سے اپنی سب یاد رہا

دیگر

فرقت مین پیام کا مرا تو ہوے — درمان تپ درد نہانی تو ہوے
مردے سے پڑے ہین جی اُٹھین آئے جو تو — اے مرگ ہماری زندگانی تو ہی

دیگر

غم نے مرے حق مین زہر بویا تو کیا — راحت سے جو سیج پر بھی سویا تو کیا
گلزار جہان مین گل و شبنم کی طرح — چندے مین ہنسا تو کیا جو رویا تو کیا

دیگر

آمادہ ہین سب عدم کے چلنے والے — خیمے ہین پڑے سفر نکلنے والے
کہدو جنہین چلنا ہو وہ ہمراہ چلین — چلتے ہین سنبھل چکے سنبھلنے والے

دیگر

ممنونِ روانیِ طبیعت ہون مین — دریا دمِ فکر فی الحقیقت ہون مین
ہر بحر مین شعر تر لکھے ہین لاکھون — سمجھین مجھے آشنا غنیمت ہون مین

دیگر

شیشے سے ہی رنگ می پرستی پیدا | بوتل سے ہی خود سیاہ مستی پیدا
دیکھا جو سبوے می کو صاف ایسی تھی | ہی مرتبۂ بلند دستی پیدا

دیگر

پیری مین دلا بتون سے یاری کب تک | توبہ توبہ گناہ گاری کب تک
شب گذری سحر ہوئی ہوئے بال سپید | ای نامہ سیہ سیاہ کاری کب تک

دیگر

ہر چند کہ ضعف سے ہین ہم غفلت مین | پر ہوش بھی کچھ کچھ ہین اسی حالت مین
بستر پہ پڑے ہین آنا جانا موقوف | طاقت کی کمی سے ہین بڑی راحت مین

دیگر

دیکھی نظر لطف تو شکوا نہ رہا | قاتل سے جب تجھے ملال اصلا نہ رہا
پامال کیا اُسنے جو لاشہ میرا | ہاتھ آئی دیت خون کا دعویٰ نہ رہا

دیگر

ہستی سے گئے عدم کے جانے والے | غافل بیٹھے ہین رنج اُٹھانے والے
جواب ہین ہمیشہ وہ بسین گے کیونکر | ہین آج کہان اگلے زمانے والے

دیگر

کیا ہو گا اگر زمانہ دشمن ہو گا | کانٹون سے نہ چاک اپنا دامن ہو گا
خاکستر کلفت سے نہین کچھ نقصان | آئینۂ دل اور بھی روشن ہو گا

دیگر

جس جا رہے فکر خود پرستی مین رہے | کوتاہ خرد دراز دستی مین رہے
سمجھے نہ کہ پھر عدم کو جانا ہو گا | نافہم عدم سے آکے ہستی مین رہے

دیگر

کیا جانے کہ مجکو ہی وہ کیسا سمجھا
معقول سخن کبھی نہ میرا سمجھا
سمجھا سمجھا کے جب کہا اُس سے بہت
بولا کہ کرو نہ تنگ سمجھا سمجھا

دیگر

دنیا مین کبھی نہ آشنائی دیکھی
ہر بزم مین رسم کج ادائی دیکھی
بدخواہ خلائق ہین امیرونکے ندیم
ہمنے تو بُرائی مین بھلائی دیکھی

دیگر

دل کو نہ خیال رخ جانان ہوتا
زلفونکی نہ یاد مین پریشان ہوتا
سودائے پری رخان مین دیوانہ ہون
یہ جن جو اُترتا تو مین انسان ہوتا

دیگر

کہتے ہین وہ اتنی بیقراری نکرو
کہتا نہین مین کہ اشکباری نکرو
رسوا مجھے کرنے سے ملے گا تمھین کیا
چلّا کے فغان و آہ و زاری نکرو

دیگر

مستی مین کیا قطرے سے دریا ہمکو
ذرے سے دیا مہر کا رتبا ہمکو
شاید کہ جوانی تجھی کوئی بھان متی
روز ایک دکھا گئی تماشا ہمکو

دیگر

فرزند کو اب پدر سے الفت نرہی
دختر کو بھی مادر سے مروت نرہی
مین ایک کو ایک کا عدو پاتا ہون
آفاق مین نام کو محبت نرہی

دیگر

ہجو کو نکو تمام رات روتے گذری
انکو نہ خبر بھی صبح ہوتے گذری
طالع تھے غریبون کے مقرر نجم
غفلت سے تمام عمر سوتے گذری

دیگر

ہے کام خرابی و تباہی میرا	پیشہ ہے فقط نامہ سیاہی میرا
آغاز مین ہے اگر یہ بد نفس تو ہو	انجام بخیر ہوا الٰہی میرا

دیگر

ہین صرف تلاش یار مردا ہو کر	کب بیٹھتے ہین نقش کف پا ہو کر
گنبد بھی لحد کا کیا تعجب ہے اگر	صحرا صحرا پھرے بگولا ہو کر

دیگر

مجھسا ہے کہان عاشق روے احمدؐ	وابستۂ زلف مشکبوئے احمدؐ
کیونکر نہ ملک خصال ہو میرا لقب	ہون روز ازل سے سگ کوئے احمدؐ

دیگر

سو جان سے ہون تابع ارشاد علیؑ	ہر کام مین چاہتا ہون امداد علیؑ
حاجت نہین کچھ مہر سلیمان کی مجھے	یان نقش نگین دل پہ جو ہے نادعلیؑ

دیگر

جو سرور مظلوم کے ماتم مین رہا	وہ سایۂ فضل رب اکرم مین رہا
دنیا مین ملا وقار عقبےٰ مین نجات	اچھا دیندار دونون عالم مین رہا

قطعات تاریخ طبع سابق کلیات حضرت واسطی از نتائج فکر جناب منشی سید التفات رسول صاحب ہاشمی تعلقدار جلالپور

قطعہ

کلیات جناب فضل رسول	ہے چھپا کیا کھلا ہے باغ سخن

خار اُسکے گلون سے بہتر ہین
شعر ہین نخل رکن گل بو سے
ایسا باغ و بہار ہے یہ کلام
شعر اعلیٰ بلند مضمون ہین
صاف بندش کلام روشن ہے
واسطی کا کلام آکے پڑھے
ہاشمی کہہ وہ طبع کی تاریخ
ہو کے مسرور لکھو بر وسے طرب

رشک باغ جنان ہے راغ سخن
ہر ورق پر کھلا ہے باغِ سخن
بلبلِ خوش نوا ہے زاغِ سخن
کیون نہو عرش پر دماغِ سخن
اُسکی ہر لفظ ہے چراغِ سخن
حبس زبان وانکو ہو سراغِ سخن
پڑے حاسد کے دل مین داغِ سخن
کیا ہی باکیف ہے ایاغِ سخن
۱۹۰۵

ولہ

سیدِ ملک شیم
کیا ہی خوش خصال تجھے
سب کلام آپکا
فکرِ سال طبع کی

سرورِ ملک حشم
کیا انکو آل سے
فضل حق سے چھپ گیا
ہاشمی صدا سنی

ہاشمی صدفا رقم
مجمعِ کمال سے
باقی تا رہے سدا
شیشۂ جہان نما

ہے صفاتِ واسطی
پاک ذاتِ واسطی
صالحاتِ واسطی
کلیاتِ واسطی
۱۳۱۲ فصلی

ایضاً

ازنتیجۂ فکر شاعر بے مثال صاحب بلاغت جناب میر عباس حسین صاحب متخلص بہ فصاحت

ہیں جناب واسطی مشہور دہر
اُنکا دیوان اے فصاحت چھپ گیا
سالِ ہجری اُسکا مصرع مین لکھو

شاعری کے فن مین یکتا و وحید
اہلِ ذوق و شوق ہین مشتاق دید
ہے گلستانِ مضامینِ جدید
۱۳۲۳ھ

تاریخ طبع سابق از نتائج افکار جناب راجہ درگا پرشاد صاحب بہادر تعلقدار و آنریری مجسٹریٹ سنڈیلہ

مولوی فضل رسول آن نامدار و نامور　　نیک طبع و نیکخو روشن دل و روشن ضمیر
گوہر بحر معانی جوہر تیغ زبان　　نکتہ دان بیعدیل و نکتہ سنج بے نظیر
یادگار خویش بس بگذاشتہ اندر جہان　　ہم ز جاہ و دولت و نیز از کلام دلپذیر
پور پور او بہ طبع این کلامش ساختہ　　از سعادت ہا کہ در آب و گلش بودہ خمیر
بہر سال طبع این دیوان لغز و لاجواب　　مہری گوید کتابے نادر آمد بے نظیر
۱۹۰۵ء

قطعات تاریخ طبع سابق کلیات واسطی از نتائج افکار شاعر خوش فکر مورخ نامور مولوی قمر الدین احمد صاحب فوقؔ ہڈ ماسٹر مڈل اسکول گوپامؤ خلف اوسط مولوی قاضی شرف الدین احمد صاحب سندیلوی مرحوم و مغفور من احفاد حضرت خواجہ فرید شکر گنج علیہ الرحمۃ شاگرد حضرت واسطی مغفور

(۱)

کلام واسطی کو حق نے بخشی وہ قبولیت　　نہین جسکا نظیر اِ عالم امکان مین پیدا ہی
جھکایا فوقؔ نے جب سر گریبان تفکر مین　　کہی تاریخ ہاتف نے یہ نظم روح افزا ہی
۱۳۲۳ھ

(۲)

جناب واسطی علامۂ دہر　　بہر یک علم و فن آن بود یکتا

نظیرش بود در آفاق معدوم — بہ علم و فضل شد بی مثل و ہمتا
مرتب کلیاتش گشت فی الحال — ہزاران شکر خلاق جہان را
بدیہہ فوق تاریخش بہ ہجری — رقم کردم کہ مرغوب دل ما
۱۳۲۳ھ

(۳)

عجب واسطی کا ہی دلکش کلام — جسے سن کے ہر طبع خوشنود ہی
کہا بلبل طبع نے فوق سال — لکھو یہ گل باغ مقصود ہی ۱۳۲۳ھ

(۴)

نہین دنیا مین ہی جسکا نظیر اب — چھپا وہ کلیات واسطی ہی
پسند طبع عالم کیون نہ ہو یہ — کہ ہر ہر شعر موتی کی لڑی ہی
مضامین تازہ و نوچست بندش — ہر اک مصرع مین کیا شوخی بھری ہی
طبیعت مین وہ جدت حق نے بخشی — کہ صدقے جسپہ روح عنصری ہی
پئے تاریخ طبع اے فوق فی الفور — لکھو دفتر فصاحت کا یہی ہی ۱۳۲۴ھ

(۵)

کلیات حضرت فضل رسول — چھپ گیا مطبع مین با صد آب و تاب
فوق از روے بشارت لکھدو سال — یہ چھپی لاریب نظم لاجواب ۱۳۲۴ھ

(۶)

دیدۂ [illegible] کی چشم ہو پر نور — کلیات ان دنون چھپا ایسا
لکھدی اے فوق یون مسیحی سال — دل کشا غم ربا و روح افزا ۱۹۰۶ء

(۷)

کلیات واسطی جس دم چھپا — از عنایات خداوند قدیر
دل مین تھی یہ فکر ہر دم ہر گھڑی — مادہ ہاتھ آئے کوئی دلپذیر

فوق نے لکھا ازرۓ انبساط — ہی چھپا بی مثل وعمدہ بے نظیر
۱۹۰۶ء

(۸)

وہ ہی واسطی کا کلام شگرف — جسے سن کے کہتے ہین سب واہ وا
سنے اسکو سعدی کی گر روح پاک — کہے کنج مرقد مین صل علیٰ
پۓ سال بولے مسیحا کہ واہ — نیا پھول باغ سخن کا کھلا
۱۹۰۶ء

(۹)

مطبع مین واسطی کا چھپا اب وہ کلیات — مطبوع طبع جو کہ ہی برنا و پیر کا
آنکھو نکو نور دل کو سرور اسکو پڑھ کے ہی — حقا یہ ہی اثر سخن دلپذیر کا
سمبت مین آشکار دل فوق سے ہی سال — واقع مین ہی نتیجہ یہ فیض استیر کا
۱۹۶۴ سمبت بکرم

(۱۰)

واسطی کا کیا چھپا یہ کلیات — ہی دل حساد غم سے چاک چاک
سال سمبت کی اگر ہی جستجو — فوق لکھدو ہی غذاۓ روح پاک
۱۹۶۳ سمبت بکرم

(۱۱)

روح سعدی کی ہی فدا جس پر — واسطی کا سخن ہی کیا مقبول
سال تاریخ فوق لکھ نادر — چھپ گیا کلیات فضل رسول
۱۹۶۳ سمبت بکرم

دیگر

قطعۂ تاریخ طبع زاد مولوی محمد مجد حسین صاحب حنفی فاروقی رئیس گوپامئو خلف جناب مولوی محمد سخاوت حسین صاحب رئیس گوپامئو من احفاد نواب مصباح اسد خان بہادر مرحوم از تلامذۂ حضرت فوق سندیلوی

ہی وہ مقبول واسطی کا کلام — اُسکے کہتے ہین لوگ صل علیٰ

سال تاریخ مجد لکھدو کہ واہ		بوستان سخن پھلا پھولا ۱۳۲۴ھ

قطعۂ تاریخ من تصنیف سید امراؤ محمد صاحب خلف اصغر جناب میر نور العلی صاحب رئیس اعظم قصبۂ بہانی شاگرد فوق سندیلوی

وہ چھپا مطبع مین نادر کلیات		دیکھنے سے جسکے دل خوش ہوگیا
فرق بد کو کاٹ کر یون سال لکھ		یہ گلستان مسرت ہی دلا ۱۳۲۴ھ

از منشی لعل محمد صاحب گوپاموی پاس شدہ درجۂ اعلی نارمل اسکول لکھنؤ مدرس چہارم مڈل اسکول گوپامؤ شاگرد جناب فوق سندیلوی

مرتب ہوا ہی وہ اب کلیات		زمانہ مین جسکا نہین ہی نظیر
لکھی دل نے تاریخ از روے ہوش		یہ دیوان ہی نادر و دلپذیر ۱۳۲۴ھ

ایضاً

چھپا واسطی کا جو نادر کلام		ہوے دیکھکر دنگ سب اہل فن
لکھ از روے از ہار سمبت مین سال		ہی یوے بہار ریاض سخن ۱۹۶۳ سمبت

از نتیجۂ طبع سید نذیر محمد صاحب خلف اکبر جناب سید محمد صاحب رئیس اعظم بہانی تلمیذ حضرت فوق

واسطی کا کلیات ایسا چھپا		قدردان ہین جسکے سب اہل ہنر
از پی تاریخ ہجری ای نذیر		بولا ہاتف کہہ کلام خوب تر ۱۳۲۴ھ

از سید محمد عباس صاحب خلف جناب میر محسن علی صاحب تعلقدار رئیس بہانی تلمیذ حضرت فوق سندیلوی

بہ ایام سعید و وقت احسن	مرتب جب ہوا یہ دفتر عشق
زرو برق ای عباس تاریخ	لکھو تم یون کہ یہ ہی اختر عشق ۱۳۲۳ھ

از سید علی رضا صاحب علاقہ دار ضلع کھیری نواسۂ جناب سید عاشق علی صاحب اورنگ آبادی مرحوم خلف جناب سید محمد رضا صاحب رئیس بہانی من تلامذۂ حضرت فوق سندیلوی

چھپا وہ کلیات واسطی اب فضل ایزد سے	کہ جسکی خوبیون کا معترف ہر شخص کو پایا
ہوئی تاریخ ہجری کی جو خواہش بول اُٹھا ہاتف	لکھو تم ای رضا مجموعۂ نو منتخب چھاپا ۱۳۲۴ھ

از سید ارتضی حسین صاحب رئیس بہانی شاگرد حضرت فوق

چھپا واسطی کا ہے وہ کلیات	ثنا خوان ہین جس کے صغار و کبار
پئے سال از روے ہوش ارتضی	لکھو تم یہ دیوان ہے باغ و بہار ۱۳۲۴ھ

از شیخ محمد انور علی صاحب طالب علم ایف اے کلاس نبیرۂ منشی شیخ اصغر علی صاحب رئیس گوپامئو

چو شد طبع این کلیات نفیس	تو گوئی گل خوش بنایی شگفت
چو انور بہ تاریخ او فکر کرد	در آندم بسروش این سخن را گفت

سر بدسگالان شکستہ بگو ۔ دُرِ بے مثال فصاحت بصفت
۱۹۰۶ع

ایضاً

کلام واسطی سب بے مثل و نادر ۔ فصاحت مین جو ہی مشہور دوران
مرتب ہو کے حُسن سعی سے اب ۔ چھپا صحت سے ہی باز نیت و شان
لکھو تاریخ انور بے سر آہ ۔ گل باغ معانی ہی یہ دیوان
۱۳۲۴ھ

ایضاً

واسطی کا کلام لاثانی ہے ۔ کیا ہی مرغوب و دلپذیر ہوا
سال تاریخ کی جو فکر ہوئی ۔ وہین ہاتف نے دی اب مجھے ندا
از سر جہد لکھدو اے انور ۔ بے عدیل و نظیر اب یہ چھپا
۱۳۲۴ھ

ایضاً

واسطی کا چھپا کلام شگرف ۔ خوش بیانی کا جو ہی گویا پھول
سال انور لکھو زروے بیان ۔ چمن نظم مین کھلے کیا پھول
۱۳۲۴ھ

از شیخ ممتاز حسین صاحب خلف شیخ قربان حسین صاحب رئیس گوپامؤ ضلع ہردوئی

واسطی کا کیا چھپا ہی کلیات ۔ ہر غزل جسکی دُرِ شہوار ہی
ہی عجب باغ معانی کی بہار ۔ واہ کیا رنگینی اشعار ہی
بے سر اندیشہ اے ممتاز سال ۔ لکھ کہ یہ خیرت دہ گلزار ہی
۱۹۰۶ع

از منشی میکو لال صاحب عشرت ڈپٹی لکھنوی کالستھ سری واستو یہ ٹھہرے شاگرد جناب عزیز و جلال

تھے جو سندیلہ مین تعلقدار ۔ میر فضل رسول آل بتول

شعر میں واسطی تخلص تھا — رحمت رب دوجہان ہو نزول
جانشین اُنکے اب جو ہوتے ہین — التفات رسول اہل عقول
طبع فرمایا کلیات اُنکا — تا خوشی اُنکی روح کو ہو حصول
جانتے ہین نیاز مند اپنا — مستمندون مین ہی مرا بھی شمول
پھر تاریخ مجھسے فرمایا — مین نے اُنسے کہا مجھے ہی قبول
لکھی تاریخ ہجم ای عشرت — چیدہ ہی کلیات فضل رسول ۱۳۱۳ھ

از حکیم بندہ رضا صاحب آرزو رئیس بلگرام

دیوان ہی لطیف واسطی کا — کرتے ہین نکتہ فہم عش عش
تاریخ یہ اسکی عیسوی ہی — آرائش بزم نظم دلکش ۱۹۰۵ع

از مولوی سید مظہر علی صاحب بلگرامی

نکمر گشت دیوان عمدہ تر طبع — معرف باشارہ ہست اکبم
نظر مظہر علی چون بر فگندم — پئے تاریخ بہجت بخش گفتم ۱۲ ۱۲ھ

از سید خورشید علی صاحب میر رئیس بلگرام

بہار باغ خوبی ہست دیوان — کہ ہر شعرش بود محبوب دلبر
بوقت فکر ہاتف گفت ای میر — تاریخش بگو شوخ فسونگر ۱۳۲۲ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر خوش خیال قاضی نہال الدین صاحب سندیلوی متخلص بہ نہال خلف جناب قاضی کمال الدین

صاحب مرحوم متخلص بہ کمال تلمیذ جناب منشی ظہور الحسن صاحب مرحوم لکھنوی متخلص بہ ظہور

یہ دیوانِ ثانیِ فضل رسول	بفضل خدا اب جہان خوب ہی
فلک جاہ میر التفاتِ رسول	جو ہر اہل جوہر کا محبوب ہی
کہا ہاشمی نے یہ مجھسے نہال	کہ تاریخ دیوان کی مطلوب ہی
ہوئی فکر تاریخ دیوان کی جب	کہا دل نے یہ۔ دل کو مرغوب ہی
	۱۳۲۳ھ

ایضاً

منشی بے عدیل فضل رسول	نثر مین رکھتے تھے ید طولے
نظم مین بھی عجب طبیعت تھی	واسطی آپ کا تخلص تھا
پہلا دیوان چھپ چکا پہلے	جسکو ہر اک نے آنکھون پر رکھا
اُسکی تعریف جو کرون کم ہی	گلِ صد برگ کا نمونہ تھا
کہنہ مشقی کا یہ نتیجہ ہی	وہ جو گل تھا تو یہ ہی گلدستا
ہی مظفر علی آسیر کا فیض	نام اُستاد کا کیا اعلےٰ
بس نہال اب ادب سے ہو خاموش	ہی بڑی بات اور منھ چھوٹا
سال تاریخ طبع اب لکھ دو	سخن بے نظیر واہ چھپا
	۱۹۰۵ء

قطعۂ تاریخ

از نتیجۂ فکر سید حسن صاحب عاشق خلف جناب منشی سید فضل رسول صاحب واسطی

واسطی میرے قبلہ وکعبہ	خلد مین اب ہی جنکی مہمانی

اس کا دیوان دوسرا ہی چھپا
ناظم بے عدیل تھے بے شک
کیا عجب اس کلام کو سنکر
دیکھ کر مصرعہائے موزونکو
ہی غزل مین فصاحت سحبان
اس کی ہر بیت کا یہ نقشہ ہی
ہی یقین جس جگہ اسے پڑھیے
بزم احباب مین جو ذکر آ ئے

بے بدل بے عدیل لاثانی
تھی قلم مین عجیب جولانی
چھوڑ دین بلبلین غزل خوانی
گڑ کے رہ جائے سروبستانی
ہی قصیدہ مین طرز خاقانی
دنگ رہجائے دیکھکر مانی
جمع ہون بلبلان بستانی
دور ہو مجمع پریشانی

لکھی تاریخ طبع عاشق نے
واہ کی خوب گوہر افشانی
۱۳۲۳ھ

خاتمۃ الطبع

کلیات نظم واسطی از کارپردازان مطبع

شکوہ جلوۂ دلکش ادایہائے دلربایان سخن کے ازلی والہ اور دل دادہ سخن پرستون کو مژدۂ تازہ کہ انوکھی اداؤن سے دل کو بیچین کردینے والا آفت جان لعبتان بیجان سخن کے ایک نئے بازار کا ہنگامہ پھر اُسی طرح کے غارتگر صبر وشکیب نظر فریب منظرون سے سراسر آراستہ گرم ہوا جیسا ۱۲۸۷ھ ہجری اور ۱۲۹۱ھ ہجری مین گرم ہوا تھا۔ یعنی سحر بیان شیوا زبان جناب سید فضل رسول خان بہادر تعلقدار جلال پور واسطی تخلص خیر خواہ دولت انگلشیہ کا کلیات نظم جنکا پہلا دیوان مذکورۂ بالا سنون مین

بار اول و دوم اسی مطبع سے طبع ہوکر لذت بخش کام و زبان شائقان سخن پژوہ
ہندوستان ہوچکا ہو حسب الامر مرجع ارباب علم و سخن ہمت اور حوصلہ اور مروت
کے مخزن اور معدن بابو پراگ نارائن زیدت حشمتہم دیوان مطبوعہ بشیریہ سے
بہمہ وجوہ بمرتبہا خوشتر اور خوبتر ماہ مارچ ۱۹۰۸ عیسوی مطابق
ماہ صفر المظفر ۱۳۲۶ ہجری مین بار دوم آب و تاب صیقل طبع تازہ سے
مرآت صفا بار ہوکر نور بخش دیدۂ چشم براہان جلوۂ جمال شاہدان سخن ہوا۔

لکھنؤ، نول کشور ۱۹۰۸ء